

رستم بن قارن امان حاصل کر کے طبرستان سے رافع کے پاس چلا آیا اور علی بن لیث کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی۔ اس کو مع اس کے دونوں بیٹوں معدل ولیث کے اس کے بھائی نے کرمان میں قید کر دیا تھا۔ اسی زمانہ میں رافع نے محمد بن ہارون کو شالوس کی جانب روانہ کیا علی بن کافی امان حاصل کر کے محمد بن ہارون سے آ ملا محمد بن زید نے یہ خبر پا کر ان دونوں کا محاصرہ کر لیا۔ رافع کو اس کی اطلاع ہوئی تو لشکر آ راستہ کر کے فوراً کوچ کر دیا۔ محمد بن زید یہ سن کر ملک دیلم بھاگ گیا قزوین تک رافع نے تعاقب کیا اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو قزوین کو تاخت و تاراج کر کے رے لوٹ آیا۔

۲۷۶ھ میں خلیفہ معتد عمرو بن لیث سے خوش ہو گیا اور سند حکومت عنایت کی اور اس کا نام پھر ریوں اور ڈھالوں پر کندہ کر لیا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے پولیس بغداد پر عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو مامور کیا کچھ عرصہ بعد اس نے سرتابی کی تو عمرو بن لیث نے اس کو معزول کر دیا۔ اسی سنہ میں موفق نے یھصد انکوتکین و جنگ احمد بن عبد العزیز بن ابی ولف جبل کا قصد کیا جیسا کہ ان واقعات کا اوپر ذکر ہو چکا اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو آذربائیجان کی سند حکومت عطا کی عبد اللہ بن حسین والی مراٹھ نے راستہ نہ دیا۔ لڑائی ہوئی ابن ابی الساج نے پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی اور باوجود کامیابی کے عبد اللہ کو بدستور بحال رکھا۔ ہارون خارجی نے اسی سنہ میں حدیث سے موصل پر چڑھائی کی اہل موصل نے معذرت کی اور سر اطاعت خم کر دیا۔ ہارون کے دل میں رحم آ گیا اور جنگ موصل سے دست کش ہو گیا۔

۲۷۷ھ میں چونکہ خمارویہ نے تیس ہزار دینار پانچ سو غلے پانچ سو خنز کی چادریں اور بے شمار آلات حرب بازار والی طرسوس کے پاس بطور تحفہ کے بھیج دیئے تھے اس وجہ سے بازار نے خطبہ میں خمارویہ کے نام کو دعا کے ساتھ پڑھ دیا۔ بعد ازاں جب خمارویہ کو معتد رافع سے اس کی خبر ہوئی تو پچاس ہزار دینار اور بھجوائے۔

۲۷۸ھ میں موفق کی وفات وقوع میں آئی بجائے اس کے معتد کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی۔ قرامطہ کا ظہور بھی اسی سنہ میں ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

موصل کے واقعات: ۲۷۹ھ میں خلیفہ معتد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہدی سے معزول کر کے یہ اعلان کر دیا کہ میرے بعد معتد ہی وارث خلافت ہوگا۔ اسی سنہ میں خوارج و اہل موصل و بنی شیبان کے مابین لڑائی ہوئی بنی شیبان کا پیشوا ہارون بن سہما تھا اس کو محمد بن اسحاق بن کنداج نے امیر موصل کر کے روانہ کیا تھا مگر اہل موصل نے اس کو موصل میں امارت کی کرسی پر بیٹھنے نہ دیا تب ہارون نے بنی شیبان سے راہ و رسم پیدا کی اور ان کے ساتھ ہو کر موصل پر حملہ آور ہوا اہل موصل نے ہارون خارجی اور حمدان بن حمدون کی مدافعت کی غرض سے لشکر آرائی کی اور ایک خون ریز جنگ کے بعد بنی شیبان نے ان کو شکست دے دی۔ اس واقعہ سے اہل موصل کے دلوں پر ہارون بن سہما کے خوف کا سکہ بیٹھ گیا۔ پھر چند امراء کو بغداد کی جانب والی مقرر کرانے کے لئے روانہ کیا چنانچہ خلیفہ معتد نے محمد بن یحییٰ مجروح کو جو راہ کی محافظت پر مامور تھا حکومت موصل کی سند عنایت کی۔ چنانچہ یہ ایک مدت تک موصل کی حکومت پر فائز رہا بعد ازاں اس کو معزول کر کے علی بن داؤد کردی کو موصل کی گورنری مرحمت فرمائی گئی۔



وَلَا تَقْرَأُ فِيهِ لِللَّهِ الْإِثْنَانِ فِي ذَلِكَ لَا يَدْرِي لَكُنْ صَبَابًا وَلَا كِبَرًا

تاریخ ابن خلدون

حصہ چہارم

خلافت بنو عباس

خلافت عباسیہ کے بانی المنصور السفاح کی سفاکی، اسلامی سلطنت کے نئے دار الخلافہ عروس البلاد بغداد کی تعمیر، ابو مسلم خراسانی کی سرکشی، نبوت کے دعویدار ابن مقفع کا خروج، مشرقی دنیا کے نامور خانوادے البرامکہ کی تباہی، ہارون کے بیٹوں امین اور مامون کی کشمکش سے لیکر المنصور ملکنی باللہ تک مسلمانوں کے تمدن آفرین دور کے حالات و واقعات۔

تصنیف: رئیس المؤرخین علامہ عبد الرحمن ابن خلدون

(۸۰۸-۷۳۲)

ترتیب و ترویج: شہیر حسین قریشی ایم۔ اے • ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی

نفس اکو بازار کراچی طبعی

کتاب العبد و دیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوک التتري یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ

اردو ترجمہ کے مجملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت نامی
تصحیح و ترتیب و تبویب

چوہدری طارق اقبال گاندھری
مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: تاریخ ابن خلدون
مصنف: رئیس المورخین علامہ عبد الرحمن بن خلدون
ناشر: نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: آفٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

فہرست

حصہ دوم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۵۹	حرث ابولیلی کی سرکشی ابولیلی کا خاتمہ آمد کا محاصرہ	۳۵۳	باب : ۴۰ احمد بن موفق معتضد باللہ ۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ بیعت خلافت
۳۶۰	ابن ابی الساج کی اطاعت بحرین میں قرامطہ کا آغاز یحییٰ بن مہدی ابوسعید جنانی	۳۵۴	عمرو بن لیث کو خراسان کی سند حکومت رافع بن ہرثمہ کا قتل ابوجوزہ کا ظہور
۳۶۱	عباس بن عمر کی شکست و گرفتاری عباس بن عمر کی رہائی شام میں قرامطہ کا ظہور	۳۵۵	ابوجوزہ اور ہارون شاری میں جنگ ابوجوزہ کا قتل بنی شیبان کی اطاعت
۳۶۲	ذکریہ بن مہروبہ خلیفہ معتضد اور قرامطی سردار کی گفتگو محرکہ نہربلخ	۳۵۶	ماردین پر قبضہ ملکشی بحیثیت گورنر اصفہان حمدان کی طلبی
۳۶۳	عمرو بن لیث طبرستان پر قبضہ ملکشی کی گورنری	۳۵۷	حمدان کی گرفتاری ہارون خارجی کی سرکشی ہارون خارجی کی شکست
۳۶۴	راغب کا زوال وصیف کا انجام بڈوؤں کی شورش	۳۵۸	ہارون خارجی کا خاتمہ عمرو بن عبدالعزیز بن ابی دلف کی اطاعت بکر بن عبدالعزیز کی سرکشی بکر بن عبدالعزیز کی پسپائی
	ابن لیث کا فارس پر قبضہ خلیفہ معتضد کے عہد کے عمال اور اہم واقعات علویوں کا عروج		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۷۳	وفات باب: ۲۲۰ جعفر بن معتضد المقتدر باللہ ۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ مقتدر کی خلافت	۳۶۵	ابن ابی الساج کا انتقال ابوالقاسم کی وزارت بیرونی مہمات معتضد کی وفات
۳۷۴	محمد بن معتز کی حریفانہ کوشش محمد بن معتز کی وفات خلیفہ مقتدر کے خلاف سازش عباس بن حسن کا قتل	۳۶۶	باب: ۲۲۱ علی بن معتضد مکتفی باللہ ۲۸۹ھ تا ۲۹۵ھ بدر کا انجام
۳۷۵	عبداللہ بن معتز کی بیعت عہدوں کی تقسیم حسین بن حمدان کی پسپائی	۳۶۷	جنگ محمد بن ہارون اور اسماعیل سامانی محمد بن ہارون کی گرفتاری قرامطیوں کی سرکوبی
۳۷۶	ابن معتز کا انجام باغیوں کو سزا سنیں حسین بن حمدان کی اطاعت	۳۶۸	امارت بنی طولون کا خاتمہ خلجی کی بغاوت
۳۷۷	افریقہ میں شیعہ حکومت زید یہ اور رافضیہ	۳۶۹	امارت بنی حمدان کا آغاز کوہ سلق کا محاصرہ
۳۷۸	زید اشاعرہ اور اسماعیلیہ عبیدیہ	۳۷۰	محمد بن بلال کی اطاعت بنی حمدان کی سرکشی ابن لیث کا فارس پر قبضہ
۳۷۹	عبیدیہ انتقامات محمد بن فاضل مہدی موعود کے ظہور کا اعلان	۳۷۱	بیرونی مہمات ترکوں کا عروج حاکم ثور کی معزولی
۳۸۰	اہل کتاب کی اطاعت ابو عبداللہ کی سرکوبی	۳۷۲	تورس پر رومیوں کا حملہ ابن کثیر کے کارروائیوں کے خلاف جہاد بطریق اندرونقس عمال

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۸۸	اطروش کا ظہور اطروش کا طبرستان پر قبضہ اطروش کا قتل		ابو عبد اللہ کا خاتمہ عبید اللہ بن حبیب کی امامت عبید اللہ کی گرفتاری
۳۸۹	اطروش کی سیرت و کردار مہدی کا اسکندریہ پر قبضہ حسین بن حمدان کی سرکشی اور گرفتاری ابن فرات کی دوبارہ وزارت	۳۸۱	عبید اللہ کی رہائی اور فرار ابو العباس شیعہ کی گرفتاری عبید اللہ کی دوبارہ گرفتاری ابو عبد اللہ شیعہ کی فتوحات
۳۹۰	یوسف بن ابی الساج کی گورنری صوبہ رے کے واقعات	۳۸۲	طلحہ اور بلزمہ پر قبضہ ہارون طلحہ کی شکست
۳۹۱	ابن ابی الساج کی گرفتاری سبک کا آذربائیجان پر قبضہ	۳۸۳	یاقانہ مراجنہ اور قصرین پر قبضہ قنطلیہ کا محاصرہ
۳۹۲	احمد بن علی کارے پر قبضہ والی بختان کی سرکشی اور اطاعت ابن فرات کی معزولی		معرکہ اربلس بنی اغلب کا زوال ابو عبد اللہ شیعہ کا افریقہ پر قبضہ
۳۹۳	حامد بن عباس کی وزارت	۳۸۴	سجاسہ کا محاصرہ
۳۹۴	ابن فرات کی جواب طلبی علی بن عیسیٰ کا اقتدار		عبید اللہ کی رہائی عبید اللہ مہدی کی بیعت شیعہ مذہب کی جبریہ اشاعت
	مصر پر عبید اللہ مہدی کی فوج کشی	۳۸۵	ابن لیث اور سبکی ابن لیث کی گرفتاری سبکی کی سرکشی
۳۹۵	ابن ابی الساج کی بحالی یوسف کی واسط میں آمد		سبکی کی گرفتاری حماد بن علی وزارت ابو علی محمد کی تقرری و معزولی
۳۹۶	رے کے واقعات	۳۸۶	ابن فرات کی رہائی اہل حقلیہ کی اطاعت و انحراف ولی عہدی
	خلیفہ مقتدر کے وزراء حامد بن عباس علی بن عیسیٰ ابن فرات	۳۸۷	
۳۹۷	حامد بن عباس کا انجام ابن فرات کی ریشہ دوانیاں ابن فرات کی معزولی		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	مصالحت کی کوشش	۳۹۸	ابوالقاسم بن علی کی تقرری
	خلیفہ مقتدر کی گرفتاری		محسن اور ابن فرات کا انجام
۳۹۸	خلیفہ مقتدر کی معزولی	۳۹۹	ابوالعباس نصیبی کی تقرری و معزولی
	عہدوں کی تقسیم		علی بن عیسیٰ کا تقرر
	دستہ فوج جاں نثاران		ابوالعباس نصیبی کی جواب طلبی
	نازوک کا قتل	۴۰۰	علی بن عیسیٰ کی معزولی
۴۰۰	ابن حمدان کا قتل		ابوعلیٰ کی تقرری و معزولی
	خلیفہ مقتدر کی بحالی	۴۰۱	سلیمان بن حسن کی تقرری
	ابوعلیٰ بن مقلہ کا تقرر		سلیمان کی معزولی
۴۱۰	سپہ سالاران و یلم		ابوالقاسم کلوازی کی تقرری
۴۱۱	ماکان کا جر جان پر قبضہ		دانیال اور ج
	ابوعلیٰ بن ابوالحسن کی امارت	۴۰۲	حسین بن قاسم کی تقرری
	ماکان کا جر جان پر حملہ		حسین بن قاسم کی معزولی
	اسفار کا طبرستان پر قبضہ	۴۰۳	ابوطاہر قرامطی
	اسفار کی فتوحات		بصرہ میں قرامطیوں کی غارتگری
۴۱۲	اسفار کے خلاف سازش		ابوطاہر قرامطی کا حجاج پر حملہ
	اسفار کا خاتمہ		ابوطاہر کا حجاج پر دوسرا حملہ
	مراد اوتج کی فتوحات	۴۰۴	ابوطاہر قرامطی کا کوفہ پر قبضہ
	ہمدان پر قبضہ		انبار پر قبضہ
۴۱۳	لشکری کا اصفہان پر حملہ		یوسف بن الساج کا قتل
	مراد اوتج کا اصفہان پر قبضہ	۴۰۵	رجب اور جزیرہ میں قرامطیوں کا قتل عام
	مراد اوتج کی اطاعت		مونس و ہارون کی بغداد سے روانگی
۴۱۴	ابوعبید اللہ بریدی کی سرکشی و گرفتاری		قرامطیوں کی پسپائی
	بیرونی مہمات	۴۰۶	حجر اسود کی بے حرمتی
۴۱۵	رومیوں کے بلاد اسلامیہ پر حملہ		عبید اللہ المہدی کی سرزنش
	مونس مظفر کی فتوحات		خلیفہ مقتدر اور مونس کے مابین کشیدگی
	والی روم کی مصالحت کی درخواست	۴۰۷	مونس کی بغداد میں آمد

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	بیعت خلافت		شمالی خادم کا غیر مسلموں کے خلاف جہاد
	مقتدر کے خاندان کی گرفتاری	۴۱۶	رومیوں کی بدعہدی
	ہارون بن غریب کی تقرری		رومیوں کا ملطیہ اور دیہیل کا محاصرہ
۴۲۵	عبدالواحد بن مقتدر سے حسن سلوک		مرتد خجاک کا قتل
	عیسیٰ بن طیب کی گرفتاری		دمشق رومی کا خلاط پر قبضہ
	خلیفہ قاہرہ کی نگرانی	۴۱۷	ملطیہ اور سرحدی بلاؤں کے واقعات
۴۳۶	خلیفہ قاہرہ کی حکمت عملی		عموریہ اور انقرہ کی فتح
	خلیفہ قاہرہ کے خلاف سازش		مفلح کی فتوحات
	سازش کا انکشاف	۴۱۸	عہد مقتدر کے عمال اور اہم واقعات
	علی بن بلیق کا فرار اور گرفتاری		کردوں کی سرکوبی
۴۴۷	مونس کی معزولی اور گرفتاری		بردوں کا حجاج پر حملہ
	ابو جعفر محمد کا وزارت پر تقرر		صوبہ فارس پر سبکی کا قبضہ
۴۴۸	سبکی اور مونس کی رنجش کا سبب	۴۱۹	ابوالہیجاء کی سرکشی و اطاعت
	مونس اور فوج ساجیہ کی کشیدگی کی وجہ		احمد بن مسافروالی کرخ
	ساجیہ فوج کا سردار صندل	۴۲۰	ابن قیس اور والی شہر زور
۴۴۹	خلیفہ قاہرہ اور صندل کے مابین معاہدہ		محمد بن اسحاق کی معزولی
	خلیفہ قاہرہ کی گرفتاری کا منصوبہ		امام موسیٰ قہرمانہ کی گرفتاری
	عام معافی کا اعلان	۴۲۱	موصل کے واقعات
	بلیق اور مونس کا قتل		فارس کے واقعات
۴۳۰	ابوالعباس احمد کا عہدہ وزارت پر تقرر	۴۲۲	حسین بن قاسم اور مونس میں کشیدگی
	آل بویہ کی حکومت کا آغاز		خلیفہ مقتدر اور مونس کے محاصرت
	بنی بویہ کا خروج		مونس کا موصل پر قبضہ
	بنی بویہ اور مراد اوتخ	۴۲۳	خلیفہ مقتدر کا قتل
۴۳۱	آل بویہ کی رے کو روانگی	۴۲۴	باب: ۴۳۴
	عماد الدولہ کا کرخ پر قبضہ		ابو منصور محمد القاہرہ باللہ
	اصفہان پر قبضہ		۳۲۰ھ تا ۳۲۲ھ
۴۳۲	جر جان پر قبضہ		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۳۰	وزارت میں تبدیلیاں		عماد الدولہ اور ابن یاقوت کی جنگ
	ابن مقلہ کی معزولی		ابن یاقوت کی شکست
	عبدالرحمن بن عیسیٰ کی تقرری و معزولی		عماد الدولہ کا بلاد فارس پر قبضہ
۴۳۱	ابو جعفر محمد بن قاسم کا تقرر	۴۳۳	ابن یاقوت کی اطاعت
	ابو جعفر محمد کی روپوشی		عماد الدولہ کو سند حکومت کی منظوری
	ابن رائق کا عروج		خلیفہ قاہرہ کی معزولی
	خود مختار صوبے	۴۳۴	معزولی کے دیگر اسباب
۴۳۲	ابو الفضل جعفر کی طلبی	۴۳۵	
	مراد اوتخ کا خاتمہ		باب: ۲۴
	محکم اور ابن رائق کا اتحاد		محمد بن مقتدر الراضی باللہ
۴۳۳	خلیفہ راضی کی واسطہ کو روانگی	۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ	
	ابن بریدی سے عہد نامہ کی تجدید		بیعت خلافت
	حسین بن علی کی معزولی		قاہرہ کا انجام
۴۳۴	ابن بریدی کا بصرہ پر قبضہ		عہدوں کی تقسیم
۴۳۵	محکم کا ابواز پر قبضہ	۴۳۶	ابن یاقوت کا عہدہ حجابت پر تقرر
	ابن رائق اور ابن بریدی میں محرکے		ہارون کا قتل
۴۳۶	ابن رائق کی پسپائی	۴۳۷	ابن یاقوت کا زوال
	معز الدولہ کا عسکر مکرم پر قبضہ		ابن یاقوت کی گرفتاری
	معز الدولہ اور ابن بریدی میں ناچاقی		ابو عبد اللہ بریدی کا عروج
	معز الدولہ کا ابواز پر قبضہ	۴۳۸	یاقوت کا زوال
۴۳۷	ابن رائق کی شام کو روانگی		یاقوت کی شکست
	محکم اور ابن بریدی کی جنگ	۴۳۹	یاقوت اور ابو عبد اللہ بریدی
	ابن مقلہ کا زوال		یاقوت کا خاتمہ
۴۳۸	ابن مقلہ کا انجام		ابوالعلاء سعید کا قتل
	محکم کو امیر الامراء کا خطاب	۴۴۰	ابن مقلہ کی موصل کو روانگی اور واپسی
	ابن رائق کی روپوشی		ناصر الدولہ کا موصل پر دوبارہ قبضہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۵۷	ابن رائق کی ابن بریدی سے مصالحت کی کوشش	۳۵۹	آذر بایجان پر سکری کا قبضہ
	خلیفہ متقی کا موصل کی جانب فرار		دیسم کا آذر بایجان پر دوبارہ قبضہ
	بغداد کی تباہی		ابن رائق کا بغداد پر قبضہ
۳۵۸	ابن رائق کا خاتمہ	۳۵۰	ابن رائق کی شام کو روانگی
	ناصر الدولہ کی امارت		بالبان ترک کی سرکوبی
	خلیفہ متقی کی مراجعت		ابو عبد اللہ بن بریدی کی وزارت
۳۵۹	ابن بریدی کا فرار	۳۵۱	رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ
	دیسم والی آذر بایجان		محکم کا واسطہ پر قبضہ
	کردوں کی امارت کا خاتمہ		ابن رائق کا شام پر قبضہ
۳۶۰	آذر بایجان پر مرزبان و عیلم کا قبضہ	۳۵۲	بیرونی مہمات
	مرزبان اور علی بن جعفر میں کشیدگ		دشمن کا ملطیہ کا محاصرہ
	مرزبان اور دیسم میں مصالحت		ابن ورقا شیبانی کا جنوہ اور سردانیہ پر قبضہ
۳۶۱	سیف الدولہ کا زوال		قاہر اور راضی کے عہد کے عمال
	توزون اور حج کے مابین کش مکش	۳۵۳	خلیفہ راضی کی وفات
	سیف الدولہ کا بغداد سے فرار	۳۵۴	
۳۶۲	توزون کی امارت		باب ۲۵:
	ابن بریدی کی واسطہ پر قبضہ		ابراہیم بن مقتدر راضی اللہ
	توزون کے خلاف سازش		۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ
	ابو جعفر بن شیرزاد کی بغداد میں آمد		بیعت خلافت
۳۶۳	متقی کی موصل کی جانب روانگی	۳۵۵	محکم کا خاتمہ
	توزون کا موصل پر قبضہ		ابن بریدی کا عروج
	آل بویہ کا واسطہ پر قبضہ		بریدی کی امارت
۳۶۴	ابو یوسف بن بریدی کا قتل		وزیر ابو الحسن کی معزولی
	ابو عبد اللہ بن بریدی کا انتقال	۳۵۶	ابن بریدی کا فرار
	ابو القاسم والی بصرہ کے خلاف سازش		کورنکین کی امارت
۳۶۵	ابو الحسن بن بریدی کا انجام		ابن رائق کی امارت
	بیرونی مہمات		کورنکین کی گرفتاری

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	خلافت کی منتقلی کا منصوبہ		رومیوں کا بلاؤ اسلام پر حملے
	خلیفہ کی حیثیت		قیدیوں کا تبادلہ
	سلطان کا لقب		رومیوں اور مسلمانوں میں باہم
	آل بویہ کا جبر و تشدد		جھڑپیں
۴۷۲	معز الدولہ اور ناصر الدولہ میں جنگ		مرزبان کارومیوں پر جوابی حملہ
	ناصر الدولہ کی شکست	۴۶۶	روسیوں کا فرار
۴۷۳	ناصر الدولہ اور معز الدولہ میں مصالحت		عمال اور اہم واقعات
	جنگ حدیبیہ		متقی کی معزولی
	معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ	۴۶۸	
	معز الدولہ اور ناصر الدولہ کے مابین معاہدہ		باب: ۲۶
۴۷۴	عمران بن شاہین کے ابتدائی حالات		عبداللہ بن متقی مستغنی باللہ
	عمران اور مہلبی میں جنگ		۳۳۳ھ تا ۳۳۴ھ
	ابن شاہین اور معز الدولہ میں مصالحت		فضل بن مقتدر الطبع اللہ
۴۷۵	مہلبی کی وزارت		۳۳۴ھ تا ۳۳۵ھ
	مہلبی کا بصرہ پر قبضہ		بیعت خلافت
	ناصر الدولہ کی بدعہدی		ابوالقاسم فضل بن مقتدر کی روپوشی
۴۷۶	معز الدولہ اور ناصر الدولہ میں جنگ و مصالحت	۴۶۹	ابن شیراز کی امارت
	معز الدولہ کی محل کی تعمیر		ابن شیراز کی نااہلی
	جامع بغداد پر شیعہ کتبہ		معز الدولہ کا عروج
	عید غدیر اور تعزیہ داری کی ابتدا		معز الدولہ کا سلطان کا خطاب
۴۷۷	معز الدولہ کا عمان پر قبضہ	۴۷۰	مستغنی تا عہد مہلبی میں
	وزیر مہلبی کی وفات		آل بویہ اور ملوک بلوچیہ
	معز الدولہ کی وفات		خلیفہ مستغنی کی معزولی
۴۷۸	عز الدولہ کی حکومت کا آغاز		ابوالقاسم فضل بن مقتدر الطبع اللہ
	ابوالفرج کی بغداد میں آمد	۴۷۱	خلیفہ مطیع اللہ کی بیعت
	جشی بن معز الدولہ کی سرکوبی		خلافت کی حرمت و توقیر کا خاتمہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۸۷	عضد الدولہ کا موصل پر قبضہ	۳۷۹	ابو الفضل کی معزولی
۳۸۸	ابو تغلب کا فرار		ابن بقیہ کی وزارت
۳۸۹	عضد الدولہ کی وفات	۳۸۰	ابو تغلب اور ابن بقیہ کے مابین معاہدہ
	مصمام الدولہ کی حکومت کا آغاز		ابو تغلب کی سرکشی اور اطاعت
	ہآ کی فتوحات	۳۸۱	عز الدولہ کا زوال
	موصل پر قبضہ		جلال: ۳۷۶
	حلب پر فوج کشی		عبدالکریم بن مطیع الطائع اللہ
۳۹۰	ابونصر کا موصل کی امارت پر تقرر		۳۶۳ تا ۳۸۱ھ
	بہاء الدولہ کا زمانہ حکومت		خلافت سے دست برداری
۳۹۱	بنی ہمدان کا موصل پر قبضہ		بیرونی مہمات
	ترکوں اور بلخیوں میں جھڑپیں		افسین کی امارت
	قادر کا بغداد سے فرار	۳۸۲	عضد الدولہ اور عز الدولہ کا بغداد میں محاصرہ
۳۹۲	بلاد فارس پر مصمام الدولہ کا قبضہ		بغداد میں ترکوں کا قتل عام
	مصمام الدولہ اور بہاء الدولہ کے مابین مصالحت	۳۸۳	عز الدولہ کی گرفتاری
	بغداد میں بد امنی کا دور دورہ		عضد الدولہ کے خلاف بغاوتیں
	خلیفہ طائع کی اہانت اور معزولی		عضد الدولہ کی مصالحت کی درخواست
۳۹۳	جلال: ۳۷۸	۳۸۴	عز الدولہ کی رہائی
	احمد بن اسحاق قادر باللہ		عز الدولہ اور ابن بقیہ کی شکر رنجی
	۳۸۱ھ تا ۳۲۲ھ		افسین کا دمشق پر قبضہ
	قادر کی بغداد میں آمد اور بیعت	۳۸۵	رکن الدولہ کا انتقال
	طائع کی وفات		عز الدولہ اور معصود الدولہ کی جنگ
	ابوالعلاء کی شکست		عضد الدولہ کا بصرہ پر قبضہ
۳۹۴	بہاء الدولہ کا سوس پر قبضہ	۳۸۶	ابوالفتح بن عمید کی گرفتاری
	بہاء الدولہ کا ابواز پر قبضہ		ابن بقیہ کا انجام
	مصمام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ		عز الدولہ کا خاتمہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	ابو کا لیجار کا کرمان و بصرہ پر قبضہ	۴۹۵	ابو علی کی بغاوت
۵۰۵	ابو کا لیجار کا واسطہ پر قبضہ		ضمیمہ نام الدولہ کا خاتمہ
	جلال الدولہ کی اہواز کی جانب روانگی	۴۹۶	بہاء الدولہ کا فارس پر قبضہ
۵۰۶	نور الدولہ کی شکست		ابو نصر کا خاتمہ
	جلال الدولہ کا مدار پر ناکام حملہ		موفق کا قتل
	وزیر ابو علی کی گرفتاری		موفق کا قتل
	جلال الدولہ کا بصرہ پر قبضہ	۴۹۷	وزارت میں تبدیلیاں
	ابو القاسم کی ابو کا لیجار سے بغاوت اور		ابو علی حسن کا عراق کی گورنری پر تقرر
	اطاعت	۴۹۸	بنی مسیب کی حکومت کا آغاز
۵۰۸	چاپ: ۲۹۲		بنی مزید کا ظہور
	عبداللہ بن قادر قائم بامر اللہ		ابو علی بغداد کو روانگی
	۳۲۲ھ تا ۳۲۷ھ		بغداد کا محاصرہ
	ابو کا لیجار کی اطاعت	۴۹۹	بنی مزید اور بنی دہیس کی جنگ
۵۰۹	جلال الدولہ کی گوشہ نشینی		کوفہ و موصل میں علوی حکومت
	جلال الدولہ کی دوبارہ امارت		فخر الدولہ کی وزارت
	ابو القاسم کی وزارت	۵۰۰	ابن سہلان کی وزارت
	ترکوں کی شورش		سلطان الدولہ اور ابو الفوارش کے مابین جنگ
۵۱۰	جلال الدولہ کی مراجعت	۵۰۱	ترکوں کا خروج
	طوائف المسلمو کی		سلطان الدولہ کا زوال
	فوجی بغاوت	۵۰۲	شرف الدولہ کی حکومت کا آغاز
	جلال الدولہ اور ابو کا لیجار میں مصالحت		سلطان الدولہ اور شرف الدولہ میں مصالحت
۵۱۱	جلال الدولہ کو ملک المسلمو کا خطاب		ابو القاسم حسین بن علی کی وزارت
	جلال الدولہ کا قاضی ابوالحسن سے حسن سلوک	۵۰۳	وزیر ابو القاسم کا فرار
	ابو کا لیجار کا بصرہ پر قبضہ		کوفہ میں فتنہ و فساد
	ترکوں کی شورش		جلال الدولہ کی حکومت کا آغاز
	سلجوقیوں کا ظہور	۵۰۴	جلال الدولہ کی بغداد میں آمد
			ترکوں کی بغاوت

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۱۹	الملک الرحیم کا ابواز، تشر اور رام ہر حر پر قبضہ الملک الرحیم کی پسپائی الملک الرحیم کی ابواز میں آمد	۵۱۲	سلجوقیوں کے ابتدائی حالات ارسلان میں سلجوق کی گرفتاری ترکوں کی سرکوبی
	شیعہ سنی فسادات	۵۱۳	ترکوں کی فتوحات ترکوں میں اختلاف
	طغرل بک کا خراسان اصفہان اور فارس پر قبضہ خلیفہ قائم بامر اللہ اور طغرل بک الملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ		کرخ اور ہمدان پر ترکوں کا قبضہ ترکوں کی مصالحت اور بدعہدی
	ابوعلی سے طغرل بک کا حسن سلوک	۵۱۴	ترکوں کی پسپائی ترکوں کا رے پر حملہ
۵۲۰	الملک الرحیم کا تشر پر قبضہ سعدی کی سرکشی اور اطاعت بغداد میں شیعہ سنی فسادات سعدی کی شکست اور فرار ترکوں کی بغاوت		دیار بکر میں قتل و غارت موصل پر قبضہ ترکوں کی غارت گری کے خلاف طغرل بک سے احتجاج
	بغداد میں طوائف السلوک طغرل بک کی فتوحات	۵۱۵	ترکوں کی پسپائی طغرل بک اور سلطان مسعود کی جنگ
	بسا سیری اور رئیس الرؤساء میں کشیدگی دسکرہ میں ترکوں کی غارت گری	۵۱۶	جلال الدولہ کی سلجوقیہ سے مصالحت جلال الدولہ اور قراوش میں جنگ اور مصالحت
۵۲۱	الملک الرحیم کا شیراز پر قبضہ بسا سیری کا اخراج		جلال الدولہ کا انتقال ابو کا لیجار کی امارت
۵۲۲	ترکوں کی شورش	۵۱۷	الملک العزیز کا انجام ابو کا لیجار کی بغداد میں آمد
۵۲۵	طغرل بک کی بغداد میں آمد آل بویہ کی حکومت کا خاتمہ		ابو کا لیجار اور طغرل بک میں مصالحت ابو کا لیجار کا انتقال
۵۲۶	الملک الرحیم کی اسیری و رہائی بغداد کی تباہی خلیفہ قائم اور ارسلان خاتون کا عقد	۵۱۸	الملک الرحیم کی امارت ابو منصور کا ابواز پر قبضہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۲۸	مکتبی کا اعلان	۵۲۸	طغرلبک کا سکریت پر قبضہ
۵۳۷	سلطان طغرلبک کا سیدہ بنت خلیفہ قائم سے نکاح		طغرلبک کی موصل پر فوج کشی
۵۳۸	سلطان طغرل بک کی وفات		دبیس اور قریش کی اطاعت
۵۳۹	سلطان الپ ارسلان		قریش کی سند حکومت
۵۴۰	عمید الملک کندیزی کی سرکشی		جزیرہ کا محاصرہ
۵۴۱	عمید الملک نیشاپوری کے ابتدائی حالات		طغرلبک کا سنجان پر قبضہ
۵۴۲	نظام الملک طوسی کا امام الحرمین سے حسن سلوک		طغرلبک کی بغداد کو مراجعت
۵۴۳	نظام الملک طوسی کی بغداد کو روانگی		طغرلبک کی توقیر
۵۴۴	قطمیش کی بغاوت		ابراہیم کی سرکشی اور اطاعت
۵۴۵	سلطان الپ ارسلان کی فتوحات		قریش کی سرکشی اور معزولی
۵۴۶	ملک شاہ کی ولی عہدی		معز کو موصل
۵۴۷	مدرسہ نظامیہ بغداد		قلعہ ہمدان کا محاصرہ
۵۴۸	خلیفہ کے وزراء		بسا سیری اور قریش کا بغداد پر حملہ
۵۴۹	مکہ معظمہ میں عباسی خطبہ کا اجراء		بسا سیری کا بغداد پر قبضہ
۵۵۰	ابن قریش اور ابن مزید کی اطاعت		خلیفہ قائم کی گرفتاری
۵۵۱	سلطان الپ ارسلان کا حلب پر قبضہ		رئیس الروساء کا خاتمہ
۵۵۲	ارمانوس والی قسطنطنیہ کا بلاد اسلامیہ پر حملہ		بسا سیری کا والی مصر کے نام خط
۵۵۳	ارمانوس کی گرفتاری و رہائی		بسا سیری کا واسط اور بصرہ پر قبضہ
۵۵۴	صلح نامے کی شرائط		بسا سیری کا فرار
۵۵۵	ایچمین کی عہدہ کو قوالی سے معزولی		خلیفہ قائم کی بحالی
۵۵۶	سلطان الپ ارسلان کا قتل		بسا سیری کا قتل
۵۵۷	سلطان الپ ارسلان کی سیرت اور کردار		سلطان طغرلبک کی واسط کو روانگی
۵۵۸	سلطان ارسلان کی وصیت		وزراء کی تہدیلیاں
۵۵۹	سلطان ملک شاہ کی حکومت کا آغاز		سلطان طغرلبک کی خلیفہ سے رشتہ کی درخواست
۵۶۰	نظام الملک کا عروج		خلیفہ کا رشتہ قبول کرنے سے انکار
۵۶۱	خلیفہ قائم بامر اللہ کی وفات		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۵۴	سلطان محمود کی تخت نشینی	۵۴۵	چاپ: ۳۰
۵۵۴	برکیاروق کی گرفتاری و رہائی	۵۴۵	عبداللہ بن محمد مقتدی بامر اللہ
۵۵۵	برکیاروق کی یورش	۵۴۶	۳۶۷ھ سے ۳۸۷ھ
۵۵۵	وزیر تاج الملک کا قتل	۵۴۶	خلیفہ قائم کی وصیت کی تعمیل
۵۴۶	عز الملک ابو عبداللہ کا عہدہ وزارت پر تقرر	۵۴۶	وزراء کی تبدیلیاں
۵۴۶	برکیاروق کی بغداد میں آمد	۵۴۶	ابن آبق کا دمشق کا محاصرہ
۵۴۶	خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وفات	۵۴۶	دمشق پر قبضہ
۵۴۶	چاپ: ۳۱	۵۴۶	معرکہ قدس
۵۴۶	احمد بن مقتدی مستبصر باللہ	۵۴۶	اتسر بن آبق خوارزمی کا قتل
۵۴۶	۳۸۷ھ تا ۵۱۲ھ	۵۴۶	شیخ ابواسحاق کی سفارت
۵۴۶	بیعت خلافت	۵۴۶	حمید الدولہ کی معزولی
۵۴۶	تنش بن الپ ارسلان کی فتوحات	۵۴۶	آمد کا محاصرہ
۵۴۶	موصل پر قبضہ	۵۴۶	شرف الدولہ کو معافی اور سند امارت
۵۴۶	بوزان اور آقسقر برکیاروق کی اطاعت	۵۴۶	ابوالقاسم کا دیار بکر پر قبضہ
۵۴۶	آقسقر اور بوزان کا انجام	۵۴۶	جزیرہ کی مہم
۵۴۶	تنش کی مزید فتوحات	۵۴۶	فخر الدولہ کا انتقال
۵۴۶	برکیاروق کی شکست اور اصفہان کو مراجعت	۵۴۶	خلیفہ مقتدی کے وزراء
۵۴۶	تنش کا خاتمہ	۵۴۶	حمید الدولہ کا عہدہ وزارت پر تقرر
۵۴۶	محمد بن ملک شاہ کا عروج	۵۴۶	سلطان ملک شاہ کا حلب پر قبضہ
۵۴۶	محمد بن ملک شاہ کا رے پر قبضہ	۵۴۶	والی شیرز کی اطاعت
۵۴۶	برکیاروق کی بغداد کو روانگی	۵۴۶	سلطان ملک شاہ کی بغداد میں آمد
۵۴۶	گوہر آئین کی اطاعت	۵۴۶	بغداد میں فتنہ و فساد
۵۴۶	معرکہ نہرا بیض	۵۴۶	نظام الملک طوسی کی وزارت
۵۴۶	گوہر آئین کے ابتدائی حالات	۵۴۶	نظام الملک طوسی کا قتل
۵۴۶	معرکہ نوش جان	۵۴۶	سلطان ملک شاہ کی وفات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۷۲	ابوالقاسم بن حمیرہ کا عہدہ وزارت پر تقرر ابوالقاسم کی معزولی اور بحالی برکیاروق و محمد میں مصالحت صلح نامہ کی شرائط	۵۶۲	برکیاروق کی پسپائی وزیر عمید اللہ کی معزولی محمد بن ملک شاہ کی شکست اور فرار برکیاروق کی رے کو مراجعت
۵۷۳	محمد کی اصفہان سے دست برداری ایلغازی اور شجہ بغداد اور سیف الدولہ	۵۶۳	محمد بن ملک شاہ کا ہمدان اور حلوان پر قبضہ برکیاروق کی بغداد میں آمد ابو محمد عبد اللہ
۵۷۴	برکیاروق کی وفات	۵۶۴	محاصرہ جبکہ اور ابو محمد کی دست برداری صدقہ بن منصور کی بغاوت
۵۷۵	ملک شاہ کی بغداد کو روانگی سلطان محمد اور والی موصل چکر مش سلطان محمد کی بغداد کو روانگی سلطان محمد اور امیر ایاز	۵۶۵	محمد بن ملک شاہ کا بغداد پر قبضہ محمد اور برکیاروق کی مصالحت صلح نامہ کی شرائط
۵۷۶	مخالف امراء کو امان امیر ایاز کا خاتمہ ترکانوں کی سرکوبی سلطان محمد کی اصفہان کو مراجعت ایوان حکومت کی تعمیر	۵۶۶	برکیاروق کے حامی امراء کا قتل برکیاروق کا محمد پر انتقامی حملہ برکیاروق کا اصفہان پر محاصرہ برکیاروق کی مراجعت وزیر ابو الحسن کا قتل
۵۷۷	سلطان محمد کی وفات سلطان محمود کی تخت نشینی خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات	۵۶۷	ایلغازی بن ارتق کا بغداد سے فرار سیف الدولہ اور ایلغازی کا اتحاد کشمکشین کی امان کی درخواست نیال کی شکست اور بغداد کو روانگی نیال کے جبروتشہد کا استیصال
۵۷۸	باب: ۱۱۱ فضل بن مستظہر باللہ کی وفات	۵۶۸	نیال کا رے پر قبضہ یاب غوی کا معرکہ محمد بن موید الملک وزیر سدید الملک کی معزولی
۵۷۹	۵۱۲ھ تا ۵۳۹ھ بیعت خلافت ابوشجاع محمد کا عہدہ وزارت پر تقرر امیر ابو الحسن کا فرار	۵۶۹	
		۵۷۰	
		۵۷۱	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۸۹	خلیفہ مسترشد کی دہیس سے مشروط مصالحت دہیس کے خلاف مظفر کی اہل واسط سے سازش دہیس کی بغاوت	۵۸۰	امیر ابوالحسن کی گرفتاری اور معافی ملک مسعود کی بغداد کو روانگی امیر منکبر بن اور ملک مسعود میں مصالحت
۵۹۰	وزارت کی تبدیلیاں دہیس کی سرکوبی کے لئے خلیفہ کی روانگی	۵۸۱	ملک مسعود اور امراء کا بغداد میں اجتماع ملک طغرل اور سلطان مسعود میں کشیدگی
۵۹۱	معرکہ مبارکہ دہیس کی شکست و فرار دہیس کا بصرہ پر قبضہ	۵۸۲	والی خراسان ملک بنجر سلطان محمود کی مصالحت کی کوشش علی بن عمر کی دانشمندی
۵۹۲	دہیس کا محاصرہ حلب دہیس کا عراق پر قبضہ کرنے کا منصوبہ ملک طغرل کی غارتگری	۵۸۳	ابو طالب بھیری کا عہدہ وزارت پر تقرر معرکہ سادہ اور سلطان محمود کی شکست ملک بنجر کا پیام مصالحت
۵۹۳	دہیس کا اظہار اطاعت ملک طغرل اور دہیس کی خراسان کو مراجعت خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود میں کشیدگی	۵۸۴	ملک بنجر اور سلطان محمود میں مصالحت امیر منکبر بن کو سزائے موت علی بن عمر کا خاتمہ
۵۹۴	عحفیف اور عماد الدین میں معرکہ آرائی خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی جنگ خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی مصالحت	۵۸۵	دہیس بن صدقہ کی ریشہ دوانیاں ملک مسعود کی شاعی کا اعلان معرکہ استرآباد ملک مسعود اور سلطان محمود میں مصالحت
۵۹۵	وزیر ابوالقاسم کی معزولی دہیس اور ملک بنجر دہیس اور سلطان محمود	۵۸۶	جیوش بک کو امان دہیس کی سرکشی منصور بردار دہیس کی نظر بندی
۵۹۶	دہیس کی سرکشی اور فرار سلطان داؤد کی تخت نشینی سلطان داؤد اور ملک مسعود کی جنگ و مصالحت	۵۸۷	آق سقر برہتی کی عزت افزائی ایلیغازی بن ارتق کو جاگیر کا عطیہ ملک طغرل اور سلطان محمود کی مصالحت
۵۹۷	ملک سلجوق کی بغداد میں آمد ملک مسعود اور خلیفہ کے مابین معاہدہ ملک بنجر اور سلطان محمود کی جنگ	۵۸۸	جیوش بک کا خاتمہ معرکہ حلدہ اور دہیس کی شکست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۰۵	دبیس کا قتل خلیفہ راشد اور امیر نقش کی جنگ خلیفہ راشد اور سلطان مسعود میں کشیدگی جلال الدین ابوالرضاء کا عہدہ وزارت پر تقرر سلطان مسعود کا بغداد کا محاصرہ سلطان مسعود کا بغداد پر قبضہ	۵۹۸	دینور کا معرکہ ملک شجر اور سلطان محمود میں مصالحت دبیس کی شکست اور فرار دبیس اور اقبال کی جنگ ملک داؤد کی پسپائی سلطان مسعود اور سلطان داؤد کا آذربائیجان اور ہمدان پر قبضہ
۲۰۶	خلیفہ راشد کی معزولی مقتدی لامر اللہ کی خلافت بیعت خلافت ملک مسعود اور ملک داؤد کی جنگ سلطان مسعود کا بغداد میں قیام بقش سلاوی کا عہدہ شہنہ پر تقرر امراء کا خلیفہ راشد کی اطاعت کا عہدہ	۵۹۹	معرکہ رے اور ملک طغرل کی شکست خلیفہ مسترشد کا محاصرہ موصل اور مراجعت بغداد سلطان مسعود اور طغرل کی جنگ سلطان مسعود کی بغداد کو روانگی خلیفہ کی اعانت ملک طغرل کی وفات
۲۰۷	امراء کی سرکوبی جانبین کے امراء کا قتل سلجوق شاہ کا بغداد پر ناکام حملہ خلیفہ راشد کا قتل غلاف خانہ کعبہ بقش شحمہ بغداد کا قتل وزراء خلافت کی تہدیلیاں شکنکی بغداد پر مجاہدین بہروز کی تقرری	۶۰۰	خلیفہ مسترشد اور سلطان مسعود میں کشیدگی خلیفہ مسترشد کی بغرض جنگ بغداد سے روانگی معرکہ دینور خلیفہ مسترشد کی گرفتاری خلیفہ کی گرفتاری پر اہل بغداد کا ماتم اور خونریزی سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد میں مصالحت
۲۰۸	سلطان مسعود کے خلاف امراء کی بغاوت امیر عبدالرحمن کا قتل امیر عباس کا خاتمہ معرکہ مرج قراٹکین اور امیر یوزابہ کا خاتمہ امیر خاص بک کا عروج امراء میں بے چینی	۶۰۱	چاپ: ۳۲۳ منصور بن مسترشد راشد باللہ
۲۰۹		۶۰۲	۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ محمد بن مستظہر لامر اللہ
۲۱۰		۶۰۳	۵۳۰ھ تا ۵۵۵ھ بیعت خلافت
۲۱۱		۶۰۴	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۲۰	ملک شاہ کا خاتمہ		بغداد پر سلجوقی امراء کا حملہ
	سلیمان شاہ اور شرف الدین میں کشیدگی		سلطان مسعود اور ملک سنجر کی ملاقات
	سلیمان شاہ کا قتل	۶۱۲	بغتش کی نہروان میں غارت گری
	ایلد کزائینا کی اتحاد		یگی بن ہبیرہ کا عہدہ وزارت پر تقرر
۶۲۱	معرکہ شہر اسیر و		مسعود جلال کا حملہ پر قبضہ اور فرار
	محمود بن ملک شاہ کی رہائی	۶۱۳	وزیر ابن ہبیرہ کا کوفہ اور واسطہ پر قبضہ
	ایلد کز اور اینا کی جنگ و مصالحت		امیر خاص بک کا قتل
۶۲۲	مستعبد		محاصرہ مکریت
	خلیفہ متقی کی وفات	۶۱۴	قلعہ مکریت کا محاصرہ
	مستعبد کے قتل کا منصوبہ		معرکہ عقر یا بل
۶۲۳	پاپ: ج ۳		مسعود جلال اور ترشک کی سرکوبی
	یوسف متقی مستعبد باللہ		ارسلان بن طغرل
	۵۵۵ تا ۵۵۵ھ	۶۱۵	شملہ کا خوزستان پر قبضہ
	بیعت خلافت		سلطان سنجر کا زوال
	امیر ترشک کا خاتمہ		بنی خوارزم شاہ کی حکومت کا آغاز
	قلعہ ماکی کی حواگی	۶۱۶	سلیمان شاہ اور خوارزم شاہ
	خفاجہ کی سرکوبی اور اطاعت		سلیمان شاہ کی بغداد میں آمد
۶۲۴	بنی اسد کا عراق سے اخراج		سلیمان شاہ اور سلطان محمد کی جنگ
	واسطہ میں بغاوت	۶۱۷	محاصرہ بغداد
۶۲۵	شملہ کی شورش		سلطان محمد کی مراجعت
	شملہ کی مراجعت	۶۱۸	ملک شاہ اور ایلد کز کی پسپائی
	شرف الدین کا عہدہ وزارت پر تقرر		سنقر ہمدانی کی سرکشی و اطاعت
۶۲۶	عہد الدین اور خلیفہ میں کشیدگی		سنقر کی بغاوت اور شکست
	خلیفہ مستعبد کا قتل	۶۱۹	سنقر کی اطاعت
	خلیفہ مستعبدی بامر اللہ		شملہ کا فرار
	بیعت خلافت		سلطان محمد کی وفات
			سلیمان شاہ کی تخت نشینی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۳۳	عبد اللہ بن یونس کا عروج سلجوقی حکومت کا خاتمہ معزکہ ہمدان طغرل کا قتل	۶۲۷	وزیر شرف الدین کا قتل فاطمی خلافت کا خاتمہ وزیر شاہ کی بحالی اور بد عہدی شاہ کی عیشیائیوں سے سازش خلیفہ عاضد کا خاتمہ
۶۳۴	خلیفہ ناصر کا تکریت اور عانہ پر قبضہ ایصرہ کا تاج ہونا موید الدین ابن قصاب کا عہدہ وزارت پر تقرر	۶۲۸	صلاح الدین یوسف کا عہدہ وزارت پر تقرر مصر میں عباسی خطبہ کا اجراء نور الدین محمود کی سفارت بنو حزن کی غارتگری سکا بن احمد کا قتل
۶۳۵	وزیر موید الدین کا خوزستان پر قبضہ وزیر ابن قصاب کا ہمدان پر قبضہ قتل کی سرکشی و شکست	۶۲۹	عضد الدین کی معزولی قطب الدین قانماز کی بغاوت قانماز کا خاتمہ علاء الدین نیامش کا انجام الی خوزستان کی سرکشی
۶۳۶	خوارزم شاہ کا ہمدان پر قبضہ سیف الدین طغرل کا ہمدان پر قبضہ کوچہ کو سندھ امارت امیر ابو الہیجاہ والی بیعت المقدس کی معزولی کوچہ کا خاتمہ	۶۳۰	وزیر عضد الدین کا قتل ظہیر الدین بن عطار کا عہدہ وزارت پر تقرر خلیفہ مستضیٰ کی وفات
۶۳۷	خجھر کا جبال ترکستان پر حملہ وزیر نصیر الدین کی معزولی فخر الدین ابوالبرکات کی معزولی	۶۳۱	باب ۳۵ احمد بن مستضیٰ الناصر الدین اللہ ۵۷۵ھ تا ۵۷۲ھ
۶۳۸	خجھر کی بغاوت مسکلی اور ابد غمش ابد غمش کا قتل مسکلی کا انجام	۶۳۲	محمد بن ناصر ظاہر بامر اللہ ۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ ظہیر الدین بن عطار کا انجام بیعت خلافت
۶۳۹	ولی عہد کا انتقال خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ خوارزم شاہی فوج کی پامالی بنی معروف کا اخراج	۶۳۳	
۶۴۰			

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	تخت نشینی	۶۴۰	تاریخوں کی یلغار
	خلیفہ مستنصر باللہ اور تاتاریوں میں		خوارزم شاہ کی وفات
	جنگ		خلیفہ ناصر کا کردار
۶۴۸	احمد بن ابوغلی حسن حاکم بامر اللہ	۶۴۱	خلیفہ ناصر کی وفات
	۶۱۱ھ تا ۶۱۷ھ		ظاہر بامر اللہ کی خلافت
۶۴۹	سلیمان بن حاکم مستغنی باللہ		خلیفہ کافر مان
	۶۴۰ھ تا ۶۴۰ھ	۶۴۳	جواب: ۳۶۶
	ابراہیم بن محمد واثق باللہ		منصور بن ظاہر مستنصر باللہ
	۶۴۰ھ تا ۶۴۲ھ		۶۴۳ھ تا ۶۴۰ھ
	احمد بن مستغنی حاکم بامر اللہ ثانی		عبد اللہ بن مستنصر باللہ
	۶۴۱ھ تا ۶۴۳ھ		۶۴۰ھ تا ۶۵۵ھ
۶۵۰	محمد بن معتضد متوکل علی اللہ		خلیفہ مستنصر کی وفات
	۶۴۳ھ تا ۶۴۵ھ		خلیفہ مستنصر باللہ
	عمر بن ابراہیم واثق باللہ	۶۴۴	وزیر ابن علقمی کی غداری
	۶۴۵ھ تا ۶۴۸ھ		تاتاریوں کا بغداد پر حملہ
	زکریا بن ابراہیم		خلیفہ مستنصر کا خاتمہ
	۶۴۸ھ تا ۶۴۹ھ	۶۴۵	بغداد کی تباہی اور قتل عام
۶۵۱	محمد بن معتضد متوکل علی اللہ		بغداد کی تباہی اور قتل عام
	۶۴۸ھ تا ۶۵۰ھ		علمی ذخائر کی بربادی
	منصب خلافت		ہلاکو کی فتوحات
۶۵۱	شجرہ خلفائے عباسیہ	۶۴۶	خلافت عباسیہ مصر
		۶۴۷	احمد بن ظاہر مستنصر باللہ
			۶۵۹ھ تا ۶۶۰ھ





1. Name	2. Address	3. City	4. State	5. Zip
6. Phone	7. Birth Date	8. Sex	9. Race	10. Religion
11. Education	12. Occupation	13. Marital Status	14. Number of Children	15. Date of Birth of Last Child
16. Date of Last Contact	17. Date of Last Visit	18. Date of Last Meeting	19. Date of Last Correspondence	20. Date of Last Communication
21. Date of Last Interview	22. Date of Last Examination	23. Date of Last Assessment	24. Date of Last Evaluation	25. Date of Last Review
26. Date of Last Follow-up	27. Date of Last Check-up	28. Date of Last Consultation	29. Date of Last Appointment	30. Date of Last Session
31. Date of Last Treatment	32. Date of Last Therapy	33. Date of Last Counseling	34. Date of Last Support	35. Date of Last Encouragement
36. Date of Last Motivation	37. Date of Last Inspiration	38. Date of Last Encouragement	39. Date of Last Support	40. Date of Last Treatment
41. Date of Last Therapy	42. Date of Last Counseling	43. Date of Last Support	44. Date of Last Encouragement	45. Date of Last Motivation
46. Date of Last Inspiration	47. Date of Last Encouragement	48. Date of Last Support	49. Date of Last Treatment	50. Date of Last Session
51. Date of Last Appointment	52. Date of Last Consultation	53. Date of Last Check-up	54. Date of Last Follow-up	55. Date of Last Review
56. Date of Last Evaluation	57. Date of Last Assessment	58. Date of Last Examination	59. Date of Last Interview	60. Date of Last Communication
61. Date of Last Correspondence	62. Date of Last Meeting	63. Date of Last Visit	64. Date of Last Contact	65. Date of Last Education
66. Date of Last Occupation	67. Date of Last Marital Status	68. Date of Last Number of Children	69. Date of Last Date of Birth of Last Child	70. Date of Last Date of Birth of Last Child
71. Date of Last Date of Birth of Last Child	72. Date of Last Date of Birth of Last Child	73. Date of Last Date of Birth of Last Child	74. Date of Last Date of Birth of Last Child	75. Date of Last Date of Birth of Last Child
76. Date of Last Date of Birth of Last Child	77. Date of Last Date of Birth of Last Child	78. Date of Last Date of Birth of Last Child	79. Date of Last Date of Birth of Last Child	80. Date of Last Date of Birth of Last Child
81. Date of Last Date of Birth of Last Child	82. Date of Last Date of Birth of Last Child	83. Date of Last Date of Birth of Last Child	84. Date of Last Date of Birth of Last Child	85. Date of Last Date of Birth of Last Child
86. Date of Last Date of Birth of Last Child	87. Date of Last Date of Birth of Last Child	88. Date of Last Date of Birth of Last Child	89. Date of Last Date of Birth of Last Child	90. Date of Last Date of Birth of Last Child
91. Date of Last Date of Birth of Last Child	92. Date of Last Date of Birth of Last Child	93. Date of Last Date of Birth of Last Child	94. Date of Last Date of Birth of Last Child	95. Date of Last Date of Birth of Last Child
96. Date of Last Date of Birth of Last Child	97. Date of Last Date of Birth of Last Child	98. Date of Last Date of Birth of Last Child	99. Date of Last Date of Birth of Last Child	100. Date of Last Date of Birth of Last Child

555

زوالِ خلافت بنو عباس

از

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ بنی عباس کا یہ دوسرا حصہ جو آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ علامہ ابن خلدون کی شہرہ آفاق تاریخ کتاب العصر و دیوان المبتداء والختم کا وہ حصہ ہے جو زوال بغداد تک کے حالات، واقعات، حوادث و صبر پر مشتمل ہے۔ خلافت بنی عباس جو ابوالعباس السفاح کے ہاتھوں ۱۳۲ھ میں قائم ہوئی۔ وہ ۶۵۶ھ میں ہلاکو خان چنگیزی کے ہاتھوں بلکہ اور زیادہ صحیح الفاظ میں خواجہ نصیر الدین محقق طوسی کے ہاتھوں تباہ ہو گئی اور ایسی بری طرح تباہ ہوئی کہ بقول سعدی شیرازی :

آسمان را حق بود گر خوں بیارد بر زمین

بر زوال تخت مستقیم امیر المؤمنین

اس وقت عباسیوں کا آخری اور بے اختیار خلیفہ مستقیم باللہ مسند نشین تھا اور ابوالعباس کا یہ نام لیوا اب اتا گیا گزرا ہو چکا تھا کہ بقول بعض تلی سے بھی ڈرتا تھا۔

ہلاکو خان چنگیزی فتنہ تاتار کا سب سے بڑا جبروتی فرمانروا تھا، خواجہ نصیر الدین طوسی نے اس کے مزاج میں اس قدر دخل حاصل کر لیا تھا کہ ہلاکو خان کے مدارالہمام بن گئے تھے۔ ہلاکو خان لامذہب تاتاری تھا مگر تھا بڑا سخت و ہی پانچ مہینے تک وہ انکار کرتا رہا کہ بغداد پر حملہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، نہ خلیفہ کے قبضہ میں اب کوئی ملک ہے اور نہ اسکی بڑی دولت و خزانہ۔ پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی پیشوا ہے اس کو دکھ دینے سے مجھ پر اور میرے خاندان پر عذاب نہ آ جائے، خواجہ نصیر الدین بڑے ذہین اور قابل آدمی تھے یہ اسے سمجھاتے رہے کہ یہ باتیں وہم کی ہیں۔ خدا نے تو اس دن بھی عذاب نہ نازل کیا جب کہ حادثہ کر بلا پیش آیا۔ غرض یہ کہ خواجہ نے ہلاکو خان کو راضی کر لیا کہ وہ خلیفہ مستقیم کو قتل کر دے۔ ستر لاکھ کی آبادی کے شہر بغداد میں قتل عام کر دیا گیا۔ آگ لگادی گئی اور پانچ مہینوں تک بغداد کے کتب خانوں سے کتابیں نکال نکال کر جلائی جاتی رہیں جو بھاگ سکے بھاگ گئے۔ باقی مارے گئے۔ مولانا حالی کہتے ہیں ع

بہا لے گئی سب تاتار جس کو

اس جلد میں علامہ ابن خلدون نے زوال بغداد کی ابتدا سے اس وقت تک کے واقعات حوادث اور عبرت کو اپنی خداداد قابلیت اور حقیقت شناسی سے بیان کیا ہے۔ جب کہ زوال اپنی انتہا کو پہنچ کر ہلا کو خان کی صورت میں بغداد آ پہنچا اور خواجہ نصیر الدین طوسی کی آتش انتقام بھڑک کر سواپانچ سو سال کے پرانے تمدن و تہذیب کو خاک سیاہ کر گئی۔

نفس اکیڑمی تاریخ ابن خلدون کے ترجمہ کوئی ترتیب و تزئین کے ساتھ شائع کر رہی ہے یہ کتاب ہمارے جدید ترتیب کے بموجب تاریخ ابن خلدون کی چوتھی جلد قرار پاتی ہے۔

(۱) رسول و خلفائے رسولؐ

(۲) خلافت معاویہ و آل مروان

(۳) خلافت بنی عباس (حصہ اول)

(۴) خلافت بنی عباس (حصہ دوم)

(۵) امیران اُندلس اور خلفائے مصر

(۶) غزنوی اور غوری سلاطین

(۷) سلجوقی اور خوارزم شاہی سلاطین

(۸) قبل از اسلام (حصہ اول)

(۹) قبل از اسلام (حصہ دوم)

علاوہ ازیں مقدمہ ابن خلدون مکمل دو حصوں میں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری اشاعتی مساعی کی داد اہل علم حضرات اس کتاب سے بیش از بیش استفادہ کے ذریعہ

دیں گے

وما توفیق الا باللہ

خلافت بنو عباس حصہ دوم

اسمائے خلفاء اور زمانہ حکومت

(۱۲) احمد بن مقتدی مستظهر بالله	(۱) احمد بن موفق معتضد بالله
۲۸۷ھ تا ۵۲۱ھ	۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ
(۱۳) فضل بن مستظهر مسترشد بالله	(۲) علی بن معتضد متکفی بالله
۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ	۲۸۹ھ تا ۲۹۵ھ
(۱۴) منصور بن مسترشد راشد بالله	(۳) جعفر بن معتضد المتقدر بالله
۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ	۲۹۵ھ تا ۳۳۰ھ
(۱۵) یوسف بن شعیب مستجد بالله	(۴) ابو منصور محمد القاهر بالله
۵۵۵ھ تا ۵۶۶ھ	۳۳۰ھ تا ۳۳۲ھ
(۱۶) الحسن بن مستجد بالله مستضیٰ بامر الله	(۵) محمد بن مقتدر الراضی بالله
۵۶۶ھ تا ۵۷۷ھ	۳۳۲ھ تا ۳۳۹ھ
(۱۷) احمد بن مستقی ناصر الدین الله	(۶) ابراہیم بن مقتدر المتقی بالله
۵۷۷ھ تا ۶۲۲ھ	۳۳۹ھ تا ۳۴۳ھ
(۱۸) محمد بن ناصر طاهر بامر الله	(۷) عبداللہ بن متکفی بالله
۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ	۳۴۳ھ تا ۳۴۵ھ
(۱۹) منصور بن طاهر مستنصر بالله	(۸) عبدالکریم بن مطیع الطائع بالله
۶۲۳ھ تا ۶۴۰ھ	۳۴۵ھ تا ۳۶۳ھ
(۲۰) عبداللہ بن مستنصر مستنصر بالله	(۹) احمد بن اسحاق قادر بالله
۶۴۰ھ تا ۶۵۵ھ	۳۶۳ھ تا ۳۸۱ھ
(۲۱) احمد بن طاهر مستنصر بالله	(۱۰) عبداللہ بن قادر قائم بامر الله
۶۵۵ھ تا ۶۶۰ھ	۳۸۱ھ تا ۴۲۲ھ
(۲۲) احمد بن ابوبن علی حسن حاکم بامر الله	(۱۱) عبداللہ بن محمد مقتدی بامر الله
۶۶۰ھ تا ۶۷۱ھ	۴۲۲ھ تا ۴۸۷ھ

(۲۷) عمر بن ابراهیم واثق بالله

۸۹۵ھ تا ۸۸۲ھ

زکریا بن ابراهیم

۸۸۸ھ تا ۹۱۲ھ

(۲۹) محمد بن مقصد متوکل علی الله

۸۹۱ھ تا ۸۸۲ھ

(۲۳) سلیمان بن حاکم مستغنی بالله

۸۷۰ھ تا ۸۶۲ھ

(۲۴) ابراهیم بن محمد واثق بالله

۸۶۰ھ تا ۸۶۲ھ

(۲۵) احمد بن مستغنی حاکم بامر الله تائی

۸۶۱ھ تا ۸۶۳ھ

(۲۶) محمد بن مقصد متوکل علی الله

۸۶۲ھ تا ۸۶۳ھ

باب : ۲۰

احمد بن موفق معتضد باللہ

۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ

معتضد علی اللہ پہلا خلیفہ ہے جس نے پھر بغداد کو اپنا دار الخلافہ بنایا۔ اس نے تمام زمانہ خلافت نہایت مجبوری اور مغلوبیت کے ساتھ ختم کیا۔ اس کا بھائی موفق اس پر حاوی تھا اور وہ خود کسی کام میں دخل نہیں دے سکتا تھا۔ گورنروں کی تقرری اور تنزیلی اور کل احکامات موفق کے جاری و ساری تھے۔ یہ نام کا خلیفہ تھا اور درحقیقت موفق خلافت کر رہا تھا۔ جس وقت ۲۷۸ھ میں موفق کا انتقال ہو گیا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو بجائے اس کے اس کا بیٹا ابو العباس احمد معتضد باللہ ولی عہدی کی کرسی پر جانشین ہوا۔ اس نے بھی معتضد کے دائرہ حکومت کو وسیع نہ ہونے دیا۔ اپنے باپ کی طرح ہر کام میں پیش پیش رہا۔ پہلے تو خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہدی میں معتضد پر مقدم کیا تھا۔ مگر کچھ عرصہ بعد جعفر کو معزول کر کے تمام ممالک محروسہ و بلاد اسلامیہ میں یہ اعلان کر دیا کہ میرے بعد معتضد ہی وارث خلافت ہوگا۔

بیعت خلافت : اس واقعہ کے بعد خلیفہ معتضد کی وفات ہوئی اور اس کے انتقال کے دوسرے دن امراء لشکر اور اعیان دولت نے معتضد کی خلافت کی بیعت کی۔ خلیفہ معتضد نے مسند حکومت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے غلام بدر نامی کو پولیس کی افسری دی۔ عبید اللہ بن سلیمان بن وہب کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور محمد بن شاری بن مالک کو دستہ فوج جاں نثاروں پر مامور کیا۔

عمر و بن لیث کو خراسان کی سند حکومت : خلیفہ معتضد کے زمانہ خلافت کے شروع میں عمرو بن لیث کا وفد آیا اور عمرو بن لیث کی طرف سے ہدیے و تحائف پیش کئے اور حکومت خراسان کی درخواست کی۔ خلیفہ معتضد نے عمرو بن لیث کے نام سند گورنری لکھ دی اور خلعت روانہ کیا۔ خلیفہ معتضد کے زمانہ حکومت کے شروع میں نصر بن احمد سامانی راہی ملک عدم ہوا اور اس کا بھائی اسماعیل ماوراء النہر پر حکمرانی کرنے لگا۔

رافع بن ہرثمہ کا قتل : رافع بن ہرثمہ والی خراسان نے شاہی قصبات کو جوڑے میں جھے ڈبایا تھا۔ خلیفہ معتضد نے سریر خلافت ہونے کے بعد رافع کو لکھ بھیجا کہ شاہی قصبات سے دست کش ہو جاؤ اور اپنا قبضہ و تصرف اٹھا لو۔ رافع نے کچھ خیال نہ کیا خلیفہ معتضد نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے نام ایک فرمان شعر اخراج رافع روانہ کیا چنانچہ احمد بن عبدالعزیز نے

رافع بن لیث کو لڑ کر رے سے نکال دیا۔ رافع بن لیث اس شکست کے بعد حرجان چلا گیا۔ ۲۸۲ھ میں نیشاپور پہنچا۔ عمرو سے اور اس سے متعدد لڑائیں ہوئیں بالآخر رافع شکست کھا کر ایبورو کی طرف بھاگا۔ اس اثناء میں عمرو نے اپنے برادر زادگان معد و لیث پسران علی بن لیث کو اس کے پیچھے ظلم سے چھڑا لیا۔ ان دونوں کا تذکرہ اس سے پیشتر اوپر ہو چکا ہے۔

اس کے بعد رافع نے ہرات کی طرف کوچ کیا۔ عمرو کو اس کی خبر لگ گئی اور اس نے سرخس میں پہنچ کے ناکہ بندی کر لی۔ رافع یہ خبر پا کر تنگ و دشوار گزار راہوں سے نیشاپور کو لوٹا۔ عمرو بھی سرخس سے نیشاپور آ رہا۔ دونوں میں گھسان کی لڑائی ہوئی اثناء جنگ میں رافع کے بعض سپہ سالاروں نے عمرو سے سازش کر لی اور رافع سے علیحدہ ہو کر عمرو سے جا ملے۔ اس سے رافع کو سخت نقصان اٹھانا پڑا اور وہ شکست کھا کر بھاگا۔ چونکہ محمد بن زید نے کسی زمانہ میں رافع سے امداد کا وعدہ کیا تھا اس لئے مایوسی اور پے در پے ناکامی و شکست کے بعد اسے محمد بن زید کا خیال آ گیا۔ فوراً اپنے بھائی محمد بن ہرثمہ کو روانہ کیا۔ مگر محمد بن زید نے ایفاء وعدہ نہ کیا۔ اس اثناء میں رافع کے مصاحبین افساب اور غلاموں نے ترک رفاقت کی محمد بن ہارون بھی علیحدہ ہو کر احمد بن اسماعیل کے پاس بخارا چلا گیا۔ رافع نے چند سپاہی اور مال و اسباب و آلات حرب ساتھ لے کر خوارزم کا راستہ لیا۔ خوارزم شاہ کو خبر لگ گئی۔ اس نے اپنے گورنر ابو سعید درغانی کو لکھ بھیجا کہ یہ شکار اچھا ہے جس طرح ممکن ہو دم پٹی دے کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ابو سعید نے رافع کو نہایت عزت و احترام سے ٹھہرایا، خلوص و محبت کا اظہار کیا اور حالت غفلت میں سرانار کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۲۸۳ھ کا ہے۔

ابو جوزہ کا ٹھہرنا۔ خوارزم موصل کے حالات ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ان لوگوں نے مسادر کے بعد ہارون شاری کو اپنا امیر بنالیا۔ جیسا کہ خوارزم کے حالات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس کے بعد ۲۸۰ھ میں بنی زبیر سے محمد بن عبادہ معروف بہ ابی جوزہ نے قراٹا بھٹاء سے ہارون کی مخالفت پر کمر باندھی۔ ابی جوزہ ایک غریب و مفلس شخص تھا اور نہایت عسرت سے بسر اوقات کرتا۔ اس کی اور اس کے بیٹوں کی گزراوقات اس پر منحصر تھی کہ جنگل سے لکڑیاں چٹنے اور شہر میں ان کو فروخت کر کے اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ غرض اس کے وسائل معاش اس قسم کے تھے۔ مگر دین داری اور زہد کو خوب ظاہر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ لوگوں کو میلان اس کی جانب ہوا۔ اس نے لوگوں کو مجتمع کر کے ایک گروہ قائم کر لیا اور ان پر حکمرانی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں قرب و جوار کے دیہاتی بھی اس کے پاس آنے لگے جس سے قوت اور بڑھ گئی۔ پھر کیا تھا ہاتھ پاؤں نکالے اور صوبہ موصل کا زکوٰۃ و عشر وصول کر لیا مال و اسباب اور جن چیزوں سے اس کو مدد مل سکتی تھی۔ ان کی حفاظت کی غرض سے سنجار کے قریب قلعہ بھی تعمیر کر لیا اور اس میں اپنے بیٹے ابو بلال کو ڈیڑھ سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ ٹھہرایا۔

ابو جوزہ اور ہارون شاری میں جنگ۔ ہارون شاری کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو مجتمع کر کے مشورہ کیا اور ان کی متفقہ رائے سے قلعہ کو جا گھیرا ان دنوں ابو جوزہ قراٹا میں تھا قلعہ کا محاصرہ نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے کیا گیا چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی گئی آمد و رفت قطعاً مسدود کر دی گئی تھوڑے ہی دنوں میں قلعے کے فتح ہونے کے آثار نمایاں ہو گئے۔ قبیلہ بنو تغلب کے کچھ لوگ ہارون کے ہمراہ تھے جب انہوں نے اس امر کا احساس کر لیا کہ قلعہ عنقریب فتح ہوا جاتا ہے تو قلعہ میں جس قدر بنی زبیر تھے۔ ان کو ایمان دے دی۔ مگر ایمان دہی سے پیشتر ابو بلال کا مع چند

آدمیوں کے کام تمام کر دیا گیا تھا۔

ابو جوزہ کا قتل: ہارون نے کامیابی کے ساتھ قلعہ پر قبضہ حاصل کر کے ابو جوزہ کی طرف قدم بڑھایا۔ فریقین نے مقام قبر اکا میں صف آرائی کی۔ پہلے ہی حملہ میں تو ہارون کو شکست ہوئی مگر اس نے پلٹ کر ایسا پُر زور حملہ کیا کہ ابو جوزہ کے قدم میدان سے اکھڑ گئے اور وہ شکست کھا کر کمال ابتری سے بھاگا۔ ایک ہزار چار سو آدمی مارے گئے۔ ہارون نے اس کی لشکر گاہ پر پہنچ کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور اس کے مال و اسباب کو اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ ابو جوزہ اس شکست فاش کے بعد آدم پھنچا احمد بن عیسیٰ بن شیخ والی آمد سے ہم نبرد ہوا انجام یہ ہوا کہ احمد نے ابو جوزہ کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتضد نے اس کی کھال کھچوالی اور وہ مر گیا۔

بنی شیبان کی اطاعت: (ماہ صفر ۲۸۰ھ) میں خلیفہ معتضد نے دار الخلافہ سے بقصد بنی شیبان جزیرہ کی جانب کوچ کیا۔ بنی شیبان، موکب ہمالیوں کی آمد کی خبر پا کر مرعوب ہو کر روپوش ہو گئے۔ خلیفہ معتضد نے قریب بن بادیہ نشینان عرب کے ایک گروہ پر جودن دباڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے۔ حملہ کیا اور زیروزہ کر کے موصل کی جانب مراجعت کی۔ اس واقعہ سے بنی شیبان بے حد خائف ہوئے اور وہ اظہار اطاعت کی غرض سے نقد و جنس فراہم کر کے خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ معتضد کی اور بطور فعل ضامنی کے لوگوں کو حوالہ کیا۔ خلیفہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور لشکریوں کو دار الخلافہ کی جانب مراجعت کا حکم دیا اور بغداد میں پہنچ کر احمد بن عیسیٰ بن شیخ کے نام فرمان روانہ کیا کہ آمد میں جس قدر ابن کندیہ کا مال اسباب تمہارے ہاتھ آیا بارگاہ خلافت میں بھیج دو۔ چنانچہ احمد نے سب مال و اسباب اور تحائف و نذرانے روانہ کر دیے۔

مار دین پر قبضہ: چونکہ حمدان بن حمدون کی نسب یہ پرچہ گزرا تھا کہ ہارون شاری خارجی کی جانب مائل ہو گیا ہے اور وہ اس کے ہوا خواہوں میں داخل ہو گیا ہے اس وجہ سے ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے بغداد سے پھر کوچ کیا۔ بادیہ نشینان بنی تغلب مجتمع ہو کے مقابلہ پر آئے۔ پہلے ہی معرکہ میں منہ کی کھا کر بھاگے۔ ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ بہت سے زاب میں ڈوب کر مر گئے۔ خلیفہ معتضد نے موصل کا قصد کیا۔ اس عرصہ میں یہ خبر لگی کہ حمدان مار دین چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اور اپنے بیٹے کو قلعہ میں ٹھہرا گیا ہے۔ خلیفہ معتضد نے اسی وقت مار دین پر دھاوا بول دیا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن خلیفہ معتضد سوار ہو کر دروازہ قلعہ پر گیا اور ابن حمدان کو بلند آواز سے پکار کے دروازہ کھولنے کو کہا۔ ابن حمدان پر ایسا خوف غالب ہوا کہ اس سے کچھ بن نہ پڑا دروازہ کھول دیا۔ خلیفہ معتضد نے لشکریوں کو حکم دیا کہ جو کچھ قلعہ میں ہو اس کو باہر نکال لو اور قلعہ کو منہدم کر دو۔ باقی رہا حمدان اس کی گرفتاری اور اس کا مال و اسباب ضبط کرنے کو ایک دستہ فوج مامور کر کے بغداد کی جانب مراجعت فرمائی۔

اصفہان بحیثیت گورنر: ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی ملکنی کو رے، قزوین، زنجان، ابهر، قم، ہمدان اور دینور کی حکومت پر مامور فرمایا جن میں علی معروف بہ کورہ جو رافع بن لیث کی طرف سے رے کا عامل تھا اس نے ملکنی کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کی درخواست کی۔ ملکنی نے امان دے دی اور اس کو اپنے باپ کے پاس دار الخلافہ میں بھیج دیا۔

حمدان کی طلبی: ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد موصل کی جانب روانہ ہوا۔ اسحاق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کو طلبی کے فرمان

لکھے۔ اسحاق نے حاضر ہو کر شرف حضور حاصل کیا مگر حمدان نے سرکشی کی اور اپنے مال و اسباب اور حرم کو ایک محفوظ مقام میں ٹھہرا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ ہر چار طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ خلیفہ معتضد نے ایک لشکر جرار بسر کر وہی وصیف منو شگیر اور نصر قسوری سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا۔ سرزمین موصل مقام ویر زعفران کی طرف ہو کر اس لشکر ہمایوں کا گزر ہوا اس وقت اس مقام کی حفاظت کے لئے حسن بن علی مع حسین بن حمدان کے موجود تھا۔ حسین بن حمدان نے مرعوب ہو کر وصیف سے امان کی درخواست کی۔ وصیف نے امان دے کر خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

حمدان کی گرفتاری: خلیفہ معتضد نے ویر زعفران کے جہنم کر دینے کا حکم صادر فرمایا باقی رہا حمدان اس کے تعاقب میں وصیف روانہ ہوا۔ مقام باسورین میں مذبذب ہو گئی اور حمدان کو شکست ہوئی و جلہ کی جانب غربی سے عبور کر کے دیار ربیعہ کی طرف بھاگا۔ عساکر شاہی نے بھی جلہ عبور کیا ایک مقام پر پہنچ کر مقابلہ ہو گیا۔ حمدان مال و اسباب چھوڑ کر تنہا بھاگ کھڑا ہوا۔ لشکریوں کے مال و اسباب پر قبضہ کر کے پھر تعاقب کیا۔ حمدان نے تنگ آ کر اسحاق بن ایوب کے خیمہ میں جائے پناہ لی۔ جو کہ خلیفہ معتضد کی لشکر گاہ میں نصب تھا اسحاق بن ایوب نے اس کو دربار خلافت میں پیش کر دیا۔ خلافت پناہی نے حکم دیا کہ حمدان کو نظر بند کر دو اور چند لوگوں کو اس کی حفاظت اور نگرانی پر مامور کر دو۔

ہارون خارجی کی سرکشی: خلیفہ معتضد نے اس ہم سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ فارغ ہو کر استیصال خراج اور تقرری عمال کی غرض سے نصر قسوری کو موصل میں ٹھہرا کر معاودت کی۔ چنانچہ ایک عامل نصر کے حکم سے اطراف موصل میں گیا اور ہارون خارجی کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ نے موقع پا کر رات کے وقت حالت غفلت میں نصر پر حملہ کر دیا اتفاق یہ کہ ہارون کے ہمراہیوں میں سے ایک نامور شخص اس ہنگامہ میں مارا گیا۔ ہارون کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اور فساد کی تحریک ہوئی۔ دفعۃً اطراف موصل میں آتش فتنہ و فساد روشن کر دی گئی۔ نصر نے ہارون کو ڈانٹ کر ایک خط تحریر کیا۔ ہارون نے اس سے زیادہ تہدید کا جواب دیا اور خلیفہ معتضد کے ذکر کی طرف توجہ نہ کی۔ نصر نے اس خط کو اپنی عرضداشت کے ساتھ دربار خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتضد اسے دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ فوراً جنگ ہارون کی تیاری کا حکم صادر فرمایا۔

ہارون خارجی کی شکست: موصل کی حکومت پر ان دنوں بکتم طاقتور تھا اس کو متزلزل و قید کر کے حسن بن علی کو رہہ حکومت موصل کی سند عنایت کی اور کل بلاد اسلامیہ کے گورنروں کو اس کی اطاعت کی ہدایت فرمائی۔ حسن بن علی نے لشکر آرائی کی اور موصل کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا۔ شہر اور کمپ کے ارد گرد دھند فیس کھدوائیں غلہ وغیرہ کا ایک کافی ذخیرہ فراہم کرایا۔ اس اثناء میں وہ وقت آ گیا کہ کاشتکاروں نے کھیت کھلیاں بھی اٹھا لئے تب حسن نے بسم اللہ کر کے مع اپنے لشکر کے نواب کو عبور کیا۔ مغلہ کے قریب فریقین نے صف آرائی کی بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزاروں کا کام تمام ہو گیا بالآخر ہارون کو شکست ہوئی اکثر حصہ اس کے ہمراہیوں کا مارا گیا باقی ماندہ حصہ کثیر آذربائیجان کی طرف بھاگ گیا۔ ہارون بخوف جان بیابان میں جا چھپا۔ اس کے نامی نامی مصاحمین اور مشیروں نے امان کی درخواست کی۔ خلیفہ معتضد نے سب کی درخواستیں منظور کر لیں۔

ہارون خارجی کا خاتمہ: پھر ۲۸ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون خارجی کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کیا۔ تکریت پہنچا۔

۱۔ مغلہ کا یا عامل تھا۔ خراج وصول کرنے کو مغلہ جاب تھا۔ دیکھو کمال ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۔

۲۔ اس شخص کا نام جعفر تھا۔ ہارون کے سربراہ رودہ احباب سے تھا۔ دیکھو تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۔

حسین بن حمدان کو تین سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا اور اس کی درخواست پر یہ اقرار کر لیا کہ اگر ہارون کو گرفتار کر لیا جائے گا تو اس کے باپ کو قید سے رہا کر دیا جائے گا۔ حسین کے ہمراہ اس مہم میں وصیف وغیرہ بھی شریک تھے۔ رفتہ رفتہ دجلہ کے ایک پایاب مقام پر پہنچ کر ٹھہر گیا۔ وصیف سے مخاطب ہو کر بولا ”دیکھو یہ پایاب مقام ہے ممکن ہے کہ ہارون اسی مقام سے دریا عبور کرے تم یہاں سے حرکت نہ کرنا جب تک میں نہ آ جاؤں۔“ یاقم کو یہ خبر معتبر ذریعہ سے نہ ملے کہ ہارون کا میں نے کام تمام کر دیا ہے۔“ وصیف مع چند آدمیوں کے اس مقام پر ٹھہر گیا اور حسین یقیناً سواروں کو لئے ہوئے ہارون کی جستجو میں روانہ ہوا تو دو ایک منزل کے بعد ہارون سے ملے بھڑ ہو گئی پہلے ہی حملہ میں ہارون شکست کھا کر بھاگا۔ اس کے چند ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ وصیف کو ٹھہرے ہوئے تین روز ہو گئے تھے ہنوز کوئی خبر حسین اور ہارون کے معرکہ کی مسوع نہیں ہوئی تھی۔ انتظار کرنے سے اکتا گیا تھا۔ حسین کی تلاش میں کوچ کر دیا اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ہارون شکست کھائے ہوئے پہنچا اور اس کے پایاب مقام سے دریا عبور کر گیا اس اثناء میں حسین بھی پہنچ گیا۔ وصیف کو اس مقام پر نہ دیکھ کر گھبرایا لیکن پھر مطمئن ہو کر ہارون کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ کے پاس پہنچا جہاں کہ ہارون پناہ گزین ہوا تھا۔ ان لوگوں نے حسین کو ہارون کا پتہ بتا دیا۔ حسین نے پہنچ کر ہارون کو گرفتار کر لیا اور پابند زنجیر خلیفہ معتضد کی خدمت میں لاکے حاضر کر دیا۔

خلیفہ معتضد نے ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کی آخری تاریخوں میں بغداد کی جانب مراجعت فرمائی۔ دار الخلافہ میں پہنچ کر حسین کو اور اس کے بھائیوں کو خلعتیں عنایت کیں۔ حسب وعدہ اس کے باپ حمدان کو رہا کیا اور انعامات مرحمت فرمائے۔ ہارون کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا کہ اسے ہاتھی پر جبراً سوار کرا کے شہر میں پھرایا گیا۔ آگے آگے نقیب ندا کرتے جاتے تھے ((لا حکم الا للہ ولو کمرہ المشرکون)) تشہیر کے بعد پھانسی دے دی اور جھگڑا ختم ہو گیا۔ یہ صفی تھا۔

عمر بن عبد العزیز بن ابی دلف کی اطاعت: اس واقعہ سے پیشتر ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد نے موصل سے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا کرخ پہنچا۔ عمرو بن عبد العزیز بن ابی دلف یہ خبر پا کے بھاگ گیا۔ خلیفہ معتضد نے اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا عمرو بن عبد العزیز کے پاس ایک نایاب جواہر تھا خلیفہ معتضد کا دانت اس پر لگا ہوا تھا لکھ بھیجا کہ خط دیکھتے ہی اسے فوراً بھیج دے۔ چنانچہ عمرو بن عبد العزیز نے بھیج دیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد نے وزیر السلطنت عبید اللہ بن سلیمان کو اپنے بیٹے کے پاس رہے روانہ کیا اور وہاں سے واپسی کے بعد عمرو بن عبد العزیز کی طرف روانہ فرمایا۔ عمرو بن عبد العزیز نے امان کی درخواست کی اور حکم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ وزیر السلطنت نے اسکو اور اس کے خاندان کو خلعتیں عنایت کیں۔

بکر بن عبد العزیز کی سرکشی: عمرو بن عبد العزیز کے امان حاصل کرنے سے پہلے اس کا بھائی بکر بن عبد العزیز وزیر السلطنت اور بدر سے امان حاصل کر چکا تھا اور انہوں نے اس کو عمرو بن عبد العزیز کے صوبہ کی سند حکومت عمرو بن عبد العزیز سے جنگ کرنے کی غرض سے دے دی تھی جب عمرو بن عبد العزیز نے حاضر ہو کر امان حاصل کر لی تو وزیر السلطنت اور بدر نے بکر سے مخاطب ہو کر کہا ہم نے اس وقت تم کو سند حکومت دی تھی جب کہ تمہارا بھائی سرکش اور باغی تھا۔ اب چونکہ اس نے

اطاعت قبول کر لیا ہے اور ہم نے تم کو بھی سند حکومت دے دی ہے لہذا (عمرو کی طرف بھی اشارہ کر کے) تم دونوں آدمی منصب احکامات کے لئے دربار خلافت میں جا کے حاضر ہو جاؤ بکر یہ سن کر اہواز کی طرف بھاگ گیا اور عمرو بن عبدالعزیز کی جانب سے اصفہان پر عیسیٰ نوشری ہامور ہوا۔ وزیر السلطنت نے ایک اطلاعی عرضداشت اس واقعہ کی دربار خلافت میں روانہ کی اور خلیفہ معتضد کے بیٹے سے ملنے کی غرض سے رے کا راستہ لیا۔

بکر بن عبدالعزیز کی پسپائی: خلیفہ معتضد نے وصیف موشیر کو بکر بن عبدالعزیز کی طرف اہواز کو روانہ کیا چنانچہ حدود فارس میں بکر سے دو چار ہوا بکرات کے وقت چھپ کر اصفہان کو روانہ ہو گیا اور وصیف نے جھلا کر بغداد کی جانب مراجعت کر دی تب خلیفہ معتضد نے بدر کو بکر بن عبدالعزیز کی گرفتاری اور جنگ کا حکم دیا۔ بدر نے اپنی طرف سے عیسیٰ نوشری کو اس حکم کی تعمیل پر متعین کیا۔ اطراف اصفہان میں بکر اور عیسیٰ نوشری سے ڈبھیز ہوئی۔ بکر نے عیسیٰ کو شکست فاش دے دی۔ پھر ۲۸۴ھ میں عیسیٰ نے بکر سے معرکہ آرائی کی۔ اطراف اصفہان ہی میں فریقین سے بہت بڑی لڑائی ہوئی اس معرکہ میں عیسیٰ کو فتح نصیب ہوئی۔ بکر کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔ وہ بھاگ کر محمد بن زید علوی کے پاس طبرستان پہنچا اور وہیں ۲۸۵ھ میں مر گیا۔

حرث ابولیلی کی سرکشی: عمرو بن عبدالعزیز نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے بھائی حرث کو جس کی کنیت ابولیلی تھی گرفتار کر کے قلعہ زرد میں اپنے ایک خادم شفیع نامی کے زیر نگرانی قید کر دیا تھا چنانچہ جس وقت خلیفہ معتضد ان اطراف میں آیا تبھا اور عمرو نے امان حاصل کر لی اور بکر بھاگ گیا تو قلعہ زرد مع جملہ مال و اسباب کے شفیع کے قبضہ میں رہ گیا۔ ابولیلی نے شفیع سے اپنی رہائی کی نسبت کچھ کہا سنا جسے شفیع نے منظور نہ کیا۔ ابولیلی خاموش ہو گیا شفیع روزانہ شب کو ابولیلی کے پاس عجیب و داستان سننے کو آتا اور نصف شب کے قریب واپس ہوتا تھا ایک روز شفیع حسب دستور ابولیلی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور قصہ سن رہا تھا کہ اتفاق سے قضا حاجت کی ضرورت پیش آ گئی اور وہ اٹھ کے چلا گیا۔ ابولیلی کو موقع مل گیا اس نے بجائے اپنے لکڑی کی ایک انسان کا مجسمہ فرش پر لٹا کر چادر سے ڈھانپ دیا اور ایک لوٹڑی کو یہ ہدایت کر کے کہ شفیع قضا حاجت سے واپس آئے تو کہہ دینا ”ابولیلی سو گیا“ گوشہ مکان میں جا چھپا۔ اپنے پاؤں اور ہاتھ کی زنجیریں کاٹ ڈالیں اور شفیع کے مکان کے قریب جا کر روپوش ہو گیا۔

ابولیلی کا خاتمہ: جب نصف شب سے زیادہ گزر گئی اور چاروں طرف سناٹے کا عالم طاری ہو گیا تو وہ آہستہ آہستہ دربانوں کی نظروں سے بچتا ہوا شفیع کی خواب گاہ میں پہنچا اور اس کی تلوار جو اس کی خواب گاہ میں اس کے سر ہانے رکھی تھی اٹھائی اور اس کا کام تمام کر دیا اچانک شور و غل مچا تو مکان کی ہر سمت سے خدام دوڑ پڑے۔ ابولیلی نے ڈانٹ کر کہا ”آکھیں بلند نہ ہوں۔ میں نے شفیع کو قتل کیا ہے جس کو اپنی جان پیاری نہ ہو میرے مقابلہ پر آئے۔ اگر تم لوگ سہولت اور طہینان سے رہو تو میں تم کو امان دینے کو تیار ہوں۔ ورنہ یہ تلوار ہے اور تمہاری گردنیں ہیں“ خدام یہ سن کر سہم گئے۔ ابولیلی نے تشفی امیز کلمات سے انعام دینے کا وعدہ کیا۔ اس عرصہ میں اگر ابھی آ کے جمع ہو گئے۔ ابولیلی نے سب سے رفاقت کا عہد و بیان لیا اور علم عباسیہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر قلعہ سے عیسیٰ نوشری کی جانب خروج کر دیا۔ عیسیٰ نے مدافعت کی غرض سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ اٹھائے جنگ میں ابولیلی کے گلے میں ایک تیر پوستان ہو گیا اور وہ تیرپ کر مر گیا اس کے سب ہمراہی بھاگ کھڑے

ہوئے عیسیٰ نے اس کا سراپا کر اصفہان بھیج دیا اور اصفہان سے بغداد روانہ کر دیا گیا۔

آمد کا محاصرہ: ۲۸۵ھ میں احمد بن عیسیٰ بن شیخ کا جس نے آمد وغیرہ کو ہالیا تھا۔ انتقال ہوا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد جانشین ہوا۔ خلیفہ معتضد نے ایک لشکر جرار مرتب کر کے چڑھائی کر دی۔ اس مہم میں خلیفہ معتضد کا بیٹا ابو محمد علی ملتبی بھی شریک تھا۔ وہ موصل ہوتا ہوا آمد پہنچا اور محاصرہ ڈال کر موقعہ موقعہ سے محققین نصب کردیں اور سنگباری کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ ماہ ربیع الثانی ۲۸۶ھ تک آمد کا حصار کئے رہا۔ بالآخر محمد بن احمد نے طول حصار سے تنگ آ کر اپنے نیا اہل آمد کے لئے امان کی درخواست کی اور عذر خواہی کو دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ معتضد نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور اس مہم کی یادگار قائم رکھنے کی غرض سے قلعہ کی فصیلوں اور شہر پناہ کو منہدم کر دیا اس کے بعد یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ محمد بن احمد کی نیت بدل گئی اور وہ بھاگنے کی فکر میں ہے اسے فوراً مع اس کے اہل و عیال کے گرفتار کر لیا گیا۔

ابن ابی الساج کی اطاعت: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ محمد بن ابی الساج کو آذربائیجان کی سند گورنری مرحمت ہوئی تھی اور راستہ نہ دینے کی وجہ سے حسین کو مراغہ میں اس نے شکست فاش دے کر مراغہ کو فتح کر لیا تھا اور اس کے بعد کل صوبہ آذربائیجان پر متصرف و قابض ہو گیا تھا اور ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد نے اس کے بھائی یوسف بن ابی الساج کو صمیرہ کی جانب فتح (موفق کے غلام) کی کمک پر روانہ کیا تھا۔ یوسف بجائے اس کے کہ فتح کی کچھ امداد کرتا۔ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اپنے بھائی محمد بن ابی الساج کے پاس چلا گیا۔ خلیفہ معتضد نے تنبیہ کا فرمان لکھا۔ اس پر محمد نے بطور فعل ضامنی اور آئندہ اطاعت و خیر خواہی کے ثبوت کے لئے چند آدمیوں کو دربار خلافت میں روانہ کیا اور ان کے ہمراہ تحائف اور نذرانے بھی بھیجے۔

بحرین میں قرامطہ کا آغاز: ۲۸۱ھ میں ایک شخص یحییٰ بن مہدی نامی قطیف (مضافات بحرین) میں وارد ہو کر علی بن معلی (یہ زیاد بن کا آزاد غلام تھا) کے مکان میں فروکش ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے مہدی امام زمان نے اپنا اپنی مقرر کر کے روانہ فرمایا ہے اور غمگین وہ بھی خروج کیا چاہتے ہیں۔ علی شیعہ تھا اس نے شیعیان قطیف کو مجتمع کر کے مہدی کا جو خط یحییٰ نے پیش کیا تھا پڑھ کر سنایا تا کہ مضافات بحرین میں اس خبر کی شہرت ہو جائے۔ شیعیان قطیف نے نہایت خلوص و اطاعت شعاری سے اس کو سنا اور بوقت ظہور مہدی، خروج کا وعدہ کیا انہیں شیعیان قطف میں ابوسعید جتانی بھی تھا اہل قطیف میں یہ ایک سربراہ و ردہ اور معزز شخص تھا۔

یحییٰ بن مہدی: اس واقعہ کے بعد یحییٰ تھوڑے دنوں کے لئے غائب ہو گیا اور واپس آیا تو ایک دوسرا خط مہدی کا پیش کیا جس میں اہل قطیف کی اطاعت و اقرار رفاقت کا شکر یہ لکھا ہوا تھا اور یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ہر شخص چھتیس چھتیس دینار یحییٰ کی نذر کرے۔ شیعیان قطیف نے بطیب خاطر اس حکم کی بھی تعمیل کی یہ پھر غائب ہو گیا پھر کچھ عرصہ بعد آیا اور ایک تیسرا خط پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ تم لوگ اپنے مال کا پانچواں حصہ امام زمان کے لئے یحییٰ کے حوالہ کرو۔ شیعیان قطیف نے اس کی بھی فوراً تعمیل کی۔ غرض یحییٰ آئے دن قبائل قیس میں آتا جاتا اور ہر بار ایک خط یہ کہہ کر کہ یہ مہدی امام زمان کی جانب سے ہے پیش کرتا رہا۔

ابوسعید جتانی: اس کے بعد ۲۸۶ھ میں ابوسعید جتانی نے بحرین میں قرامطہ کی دعوت کا اظہار و اعلان کیا۔ گرد و نواح میں

جس قدر قرامطہ تھے آ کے مجتمع ہو گئے اور وہ قرب وجوار قصبات و دیہات کو تاخت و تاراج کر کے بقصد بصرہ قطیف کی طرف روانہ ہوا۔ (احمد ابن محمد بن یحییٰ داہمی) والی بصرہ نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع کی۔ خلیفہ معتضد نے بصرہ کی حفاظت کے خیال سے شہر پناہ بنانے کا حکم صادر فرمایا جس کی تعمیر میں چودہ ہزار دینار صرف ہوئے جس وقت ابوسعید بصرہ کے قریب پہنچا۔ دار الخلافہ سے بھی عباس بن عمر غنوی جو فارس کا والی تھا (اور بصرہ و رت جنگ قرامطہ بینامد و بحرین کا گورنر مقرر کیا گیا تھا) دو ہزار سواروں کو لئے ہوئے بصرہ کی حفاظت کے لئے آ پہنچا علاوہ اس کے دو ہزار فوج کے رضا کاروں پیادوں اور غلاموں کا ایک جم غفیر بھی تھا۔

عباس بن عمر کی شکست و گرفتاری۔ بصرہ کے باہر ابوسعید سے ٹڈ بھڑ ہوئی صبح سے شام تک بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی۔ جب چاروں طرف رات کی تاریکی چھا گئی تو فریقین نے لڑائی موقف کر دی۔ ابوسعید مع بنی ضبہ اور اپنے ہمراہیوں کے بصرہ کی جانب لوٹا اور عباس اپنے لشکر گاہ میں آیا دوسرے دن صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں ابوسعید کو فتح نصیب ہوئی اور عباس گرفتار ہو گیا۔ لشکر گاہ کو قرامطہ نے چاروں طرف سے گھیر کے لوٹ لیا۔ اگلے دن قیدیوں کو آگ میں ڈال دیا سب کے سب جل گئے یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۸۹ھ کا ہے۔

عباس بن عمر کی رہائی۔ اس جنگ سے فارغ ہو کر ابوسعید نے ہجر کا قصد کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اہل ہجر کو امان دے دی۔ بعد ازاں پھر بصرہ کی جانب روانہ ہوا۔ اہل بصرہ نے منہزموں کے لئے کچھ کھانا اور سواریاں روانہ کی تھیں بنو اسد نے سوار یوں کو ضبط کر لیا اور سواروں کا کام تمام کر دیا اس سے بصرہ میں بہت بڑی تشویش پھیلی اہل بصرہ جلا وطن ہو جانے پر آمادہ ہوئے لیکن داہمی (امیر بصرہ) نے روکا۔ کچھ عرصہ بعد ابوسعید نے عباس کو رہا کر دیا اور وہ سوار ہو کر ایلہ پہنچا اور وہاں سے بغداد آیا۔ خلافت پناہی نے خلعت خوشنودی عنایت کیا۔

شام میں قرامطہ کا ظہور۔ ملک شام میں قرامطہ کا ظہور یوں ہوا کہ اس کا داعی ذکرویہ بن مہرویہ جو اہل عراق کے پاس یہ ظاہر کرنے لگا تھا کہ مہدی نے مجھے اپنا قاصد بنا کے بھیجا ہے اور ان کا خط بھی میں لایا ہوں۔ اس امر کا احساس کر کے قرامطہ کے نیست و نابود کر دینے کی غرض سے بہیم فوجیں سواد میں آ رہی ہیں۔ بادیہ نشینان بنی اسد و طے کے پاس چلا گیا اور اپنے مذہب کو پھیلانے کی کوشش کی۔ ان لوگوں نے قبول نہ کیا تب ذکرویہ نے اپنے لڑکوں کو کلب بن و برہہ میں بھیجا انہوں نے بھی رد کر دیا مگر ان میں سے ایک گروہ قلیص بن مضمض بن عدی بن جناب اس مذہب کی جانب مائل ہو گیا اور اس نے ذکرویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ذکرویہ بن مہرویہ۔ ذکرویہ کا نام یحییٰ تھا ابو القاسم کنیت تھی اس کے شعبین شیخ کے لقب سے اس کو یاد کرتے تھے اس کا دعویٰ تھا کہ میں اسماعیل امام بن جعفر صادق کی اولاد ہوں اور میں ہی یحییٰ بن عبد اللہ بن یحییٰ بن اسماعیل ہوں اس کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ ایک لاکھ آدمی میرے تابع ہیں اور میرا ناقہ جس پر میں سوار ہوں مامور ہے جو شخص اس کے ہمراہ ہو گا وہ فتح یاب ہو گا۔ شیل (یہ خلیفہ معتضد کا غلام تھا) رصافہ کی جانب سے ذکرویہ پر حملہ آور ہوا اتفاق وقت سے ذکرویہ فتح یاب ہوا اور

۱۔ مضمون میں مابین خطوط ہلالین بغرض ربط عبارت تاریخ ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۷ سے میں نے لیا ہے۔ (مترجم)

۲۔ یہ واقعہ ۲۸۹ھ کا ہے۔ بیت اطراف ساوہ میں ہوئی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۶۔

شبل مارا گیا تب شبل (یہ احمد بن محمد طائی کا غلام تھا) نے فوج کشی کی لڑائی ہوئی۔ اس معرکہ میں شبل کو فتح نصیب ہوئی اور ایک سردار گرفتار ہو گیا۔ شبل نے اسے دربار خلافت میں پیش کیا۔

خلیفہ معتضد اور قرامطی سردار کی گفتگو: خلیفہ معتضد نے اس سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ”کیا تمہیں یہ زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کرام کی رؤیں تمہارے جسموں میں حلول کر گئی ہیں جس کی وجہ سے تم لوگ لغزشوں اور معاصی سے محفوظ رہتے ہو اور اعمال صالح کی تم میں توفیق پیدا ہوتی ہے۔“ اس نے جواب دیا ”اگر ہم میں روح اللہ حلول کی ہوئی ہے تو آپ کا کیا نقصان؟ اور اگر روح ابلیس حلول کر گئی ہے تو کیا فائدہ؟ ان لغو مذاکرات کو نظر انداز کیجئے۔ جو مفید امر ہو اس کا تذکرہ کیجئے۔“ خلیفہ معتضد نے ارشاد کیا ”تمہیں ان باتوں کو چھوڑو جس سے فائدہ نفع کی امید ہو۔“ وہ بولا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا اس وقت تمہارے مورث اعلیٰ عباس بن عبد المطلب بقید حیات تھے مگر حکومت و خلافت کے طالب نہ ہوئے اور نہ کسی نے ان کی بیعت کی۔ بعد ازاں ابوبکرؓ نے وفات پائی اور عمرؓ کو اپنا جانشین بنا گئے اس وقت بھی عباس زندہ تھے اور عمر کے پیش نظر تھے مگر عمر نے نہ تو عباس کو اپنا ولی عہد بنایا اور نہ ارباب حلال و عقد میں شامل کیا۔ ارباب حل و عقد میں چھ آدمی تھے جن میں قریب اور حمید کے بھی آدمی تھے۔ یہ امر بالا جماع و بالاتفاق ثابت ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارا مورث اس کا مستحق نہ تھا یا کم از کم ابوبکرؓ و عمرؓ نے تمہارے مورث کو اس سے بہتم بالشان کام کا مستحق نہ تصور کیا۔ پھر کس استحقاق سے تم لوگ دعوے دار خلافت اور خلیفہ بنے ہوئے۔“ خلیفہ معتضد نے کچھ جواب نہ بن پڑا۔ جھلا اٹھا حکم دیا اس کی کھال کھینچ کے جوڑ جوڑ علیحدہ کر دو۔ خدام خلافت نے تعمیل شروع کر دی تھوڑی دیر میں وہ مر گیا۔

قرامطیوں کی دمشق میں غارت گری: جس وقت شبل نے سواد کوفہ میں قرامطہ پر حملہ کیا تھا۔ اسی زمانہ میں قرامطہ بعد اختتام جنگ شام کی جانب روانہ ہو گئے۔ رفتہ رفتہ دمشق پہنچے ان دنوں دمشق کی گورنری پٹنچ بن حیف (احمد بن طولون) ہارون بن خمارویہ کی طرف سے مامور و متعین تھا۔ قرامطہ نے اطراف دمشق میں قتل و غارت اور عام خوں ریزی کا بازار گرم کر دیا۔ طنچ نے کئی بار قرامطہ سے معرکہ آرائی کی بد فعات حملہ آور ہوا مگر قرامطہ نے ہر حملہ میں شکست دی۔

یہ واقعات قرامطہ کے ابتدائی زمانہ کے ہیں سردست ہم اس سے عنان قلم دوسری جانب منتقل کرتے ہیں تا آنکہ ان کے حالات بیان کرنے کا وقت آئے اس وقت ہم ان کے تذکرہ کو جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں التزام کیا ہے۔ ببط و تحقیق سے احاطہ تحریر میں لائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اسماعیل سامانی کا خراسان پر قبضہ: عمرو بن لیث صفار نے خراسان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے رافع بن لیث امیر خراسان کو گرفتار کر کے قتل کیا اور اس کا سر اتار کر کے خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیجا اور یہ درخواست کی کہ حکومت خراسان کے علاوہ ماوراء النہر کی گورنری بھی مرحمت فرمائی جائے۔ خلیفہ معتضد نے درخواست منظور کر لی۔ سند گورنری بھیج دی چنانچہ عمرو بن لیث نے اسماعیل بن احمد والی ماوراء النہر سے جنگ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان لشکر مرتب کیا محمد بن بشیر کو (جو اس کے مخصوص مصاحبین سے تھا) اس لشکر کی سرداری دی اور مشہور تجربہ کار سپہ سالاروں کو ساتھ کر کے والی ماوراء النہر پر

حملہ کرنے کا حکم دیا۔ محمد دریائے جیون کو عبور کر کے آمد پہنچا اسماعیل کو اس کی خبر لگی تو وہ آمادہ جنگ ہو کر آ پہنچا بہت بڑی لڑائی ہوئی محمد مع چھ ہزار فوج کے مارا گیا۔ باقی فوج نے بھاگ کر عمرو کے پاس نیشاپور میں دم لیا۔ عمرو نے دوبارہ لشکر مرتب کر کے بقصد جنگ اسماعیل بلخ کا راستہ لیا۔

معمر کہ نہر بلخ: اسماعیل نے عمرو کے پاس ایک خط روانہ کیا جس کا خلاصہ مضمون یہ تھا: ”بھائی صاحب! میں ایک گوشہ میں سرحدی مقام پر پڑا ہوا ہوں اور آپ ماشاء اللہ بہت بڑے وسیع ملک میں ہیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے۔ ناحق خوں ریزی کا دروازہ نہ کھولے۔“ عمرو نے انکار کر دیا۔ چونکہ نہر بلخ اس زمانے میں طغیانی پر تھی اور عمرو کے پاس اسے عبور کر کے لئے کشتیاں کافی نہیں تھیں اس لئے سخت دقت اور دشواری میں پڑا۔ اسماعیل نے اس امر کا احساس کر کے نہر بلخ کو جانب غربی سے عبور کر کے بلخ کا راستہ روک دیا اور ایسے موقع پر اپنا کیمپ قائم کیا کہ عمرو محصور ہو گیا لڑائی چھڑ گئی عمرو کو شکست فاش ہوئی اس نے اپنے ہمراہیوں سے پھڑکے ایک سمت کا راستہ لیا۔ اسماعیل نے اسے سمرقند بھیج دیا اور سمرقند سے ۲۸۸ھ میں خلیفہ معتضد کے پاس روانہ کیا۔ خلیفہ معتضد نے جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ خلیفہ معتضد نے ۲۸۹ھ میں وفات پائی چنانچہ اس کے بیٹے مکتفی نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد عمرو بن لیث کو قید حیات سے رہا کر دیا اور اسماعیل کو خراسان کی سند حکومت عنایت فرمائی جیسا کہ عمرو کو اس صوبہ کی مرحمت ہوئی تھی۔

عمرو بن لیث: عمرو بن لیث نہایت مدبر و منظم شخص تھا۔ بڑے بڑے صوبے اس کے زیر حکومت تھے۔ لشکریوں کی بہت زیادہ خاطر داری کرتا اور سپہ سالاروں کی کامل نگرانی کرتا۔ تمام ممالک مقبوضہ اور لشکر میں اس کے پرچوں میں پھیلے ہوئے تھے کوئی حال اور واقعہ ایسا نہ ہوتا جس کی اطلاع اس کو نہ ہوتی۔ بہت زعب و داب کا آدمی تھا۔ کسی شخص کی یہ مجال نہ تھی کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کرتا۔ جو شکایت جس کو جس سے پیدا ہوتی اس کے حاجب سے شکایت کرتا اور حاجب اس کے روبرو اس قضیہ کو پیش کرتا۔

طبرستان پر قبضہ: محمد بن زید علوی والی طبرستان و دیلم کو عمرو بن لیث کی لڑائی اور گرفتاری کی خبر لگی تو خراسان کی طمع دامن گیر ہوئی۔ یہ خیال کر کے کہ اسماعیل سامانی اپنے حدود و حکومت سے قدم آگے نہ بڑھائے گا اس نے جر جان کی جانب کوچ کر دیا اسماعیل نے ممانعت کا خط لکھا۔ محمد نے کچھ خیال نہ کیا۔ اسماعیل نے اس مہم کے لئے ایک لشکر مرتب کیا اور اس کی سرداری محمد بن ہارون کو عنایت کی محمد بن ہارون رافع بن لیث کے سپہ سالاروں میں سے تھا مگر امان حاصل کر کے عمرو بن لیث کے پاس آ گیا تھا اور جب اسماعیل کو بمقابلہ عمرو بن لیث کامیابی ہوئی تو اسماعیل نے اپنے سپہ سالاروں اور مصاحبوں میں شامل کر لیا اور اب اسے ہی جنگ محمد میں اپنے لشکر کا سردار بنا کر میدان کارزار کو روانہ کیا۔

اب خراسان پر محمد بن ہارون اور محمد بن زید کا مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی خون ریزی کے بعد ابن ہارون کو اولاً شکست ہوئی محمد بن زید کے ہمراہی لوٹے اور مال غنیمت کے فراہم کرنے میں مصروف ہوئے تو محمد بن ہارون نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے محمد بن زید کی فتح یابی شکست سے بدل گئی۔ کمال اتتری سے سارا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ خود بھی زخمی ہوا جس کے صدمہ سے چند دنوں کے بعد مر گیا۔ اس کا لڑکا زید اس معرکہ میں گرفتار ہو گیا۔ جسے اسماعیل نے بخارا کی جیل میں بھیج دیا۔

اس واقعہ کے بعد محمد بن ہارون نے طبرستان کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے خراسان کی جانب لوٹا

اسی زمانہ سے صوبہ خراسان اور طبرستان بنی سامان کے قبضہ میں آ جاتا ہے اور ان کی ایک جدید حکومت کا سلسلہ قائم ہوتا ہے جس کو ہم اپنی کتاب کی ترتیب کے مطابق علیحدہ آئندہ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ملکشی کی گورنری: خلیفہ معتضد نے ابن الشیخ کے قبضہ سے آمد کو ٹکالنے کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں رقی جانب کوچ کیا اس سے پیشتر ہارون بن خمارویہ کے عمال کو یہ لکھا گیا تھا کہ شام و مصر میں تم کو جاگیریں اور حکومت دی جائے گی بشرطیکہ صوبہ قسریں سے تم اپنا قبضہ اٹھا لو اور چار لاکھ پچاس ہزار دینار سالانہ بطور خراج ادا کرو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس تحریر کے مطابق قسریں اور عوام کو خلیفہ معتضد کے حوالہ کر دیا۔ ۲۸۶ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی کو جس کا آئندہ لقب ملکشی ہوگا جزیرہ اور عوام کی سند گورنری مرحمت فرمائی اور حسن بن عمرو نصرانی کو رقبہ سے طلب کر کے اس کی کتابت (معتدی) کا عہد عنایت کیا۔

راغب کا زوال: اسی سنہ میں خلیفہ معتضد نے راغب (موفق کا آزاد غلام) کو طرسوس سے طلب کر کے قید کر دیا۔ ملنون غلام بھی اسی زمانہ میں قید کیا گیا تھا مال و اسباب ضبط ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد قید میں ہی مر گیا۔

راغب نے طرسوس میں اپنی حکومت کا سکہ بٹھا رکھا تھا۔ ہارون بن خمارویہ کا نام خطبہ سے نکال ڈالا تھا۔ بدر (خلیفہ معتضد کا آزاد غلام) کے نام کو خطبہ میں دعا کے ساتھ یاد کرتا تھا۔ احمد بن طوغان کو یہ امر ناگوار گزار بحث و مباحثہ کی نوبت آئی، موقع نہ تھا احمد خاموش ہو گیا۔ ۲۸۳ھ میں واپسی کے وقت دمیانہ (یہ مازیار کا غلام تھا) کو طرسوس میں چھوڑتا آیا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ مال و اسباب اور تجربہ کار آدمیوں سے مدد پہنچاتا رہا۔ دمیانہ نے اعلانیہ بغاوت شروع کر دی۔ قندھار کا دروازہ کھل گیا۔ راغب کو اس میں کامیابی حاصل ہوئی اس نے دمیانہ کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اور جب تک خلیفہ معتضد نے اس کو طلب نہ کیا۔ طرسوس میں حکومت کرتا رہا۔ تا آنکہ خلیفہ معتضد نے اس کو طرسوس سے بلا بھیجا اور ادبار و بد اقبالی اس کے سر پر سوار ہو گئی جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

وصیف کا انجام: راغب کے بعد ابن الاشید کو طرسوس کی حکومت مرحمت ہوئی وہ ایک سال بعد ابوغائب کو اپنا جانشین مقرر کر کے مر گیا۔ ۲۸۸ھ میں ابوغائب نے بقصد جہاد خروج کیا اثناء جنگ میں کفار نے اسے گرفتار کر لیا تب اہل طرسوس نے بجائے اس کے علی بن اعرابی کو مقرر کیا اسی سنہ میں وصف (محمد بن ابی الساج) والی برذعہ کا خادم برذعہ سے بھاگ کر ملتطیہ پہنچا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی عرضی روانہ کی ”میں نے خلافت پناہی کا غاشیہ فرمان برداری اور اپنے دوش پر لے لیا ہے اور علم عباسیہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی ہے۔ ثنوی کی گورنری مجھے مرحمت فرمائی جائے تاکہ بقیہ زندگی کو دعاء دولت و اقبال میں صرف کروں“۔ خلیفہ معتضد نے قاصد سے علیحدگی کا سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ دونوں نے باہم سازش کر لی ہے۔ بظاہر وصف علیحدہ ہو گیا ہے لیکن جب ثنوی کو سند حکومت عطا ہو گئی تو یہ اور اس کا آقا محمد بن ابی الساج ابن طولون پر چڑھائی کر دے گا اور مصر کو اس کے قبضہ سے نکال لے گا۔

خلیفہ معتضد نے اس عرضی پر کوئی حکم صادر نہ فرمایا۔ لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ مقام عین زربہ میں پہنچ کر شاہی لشکر نے وصف کو گرفتار کر لیا۔ وہ خلیفہ معتضد کے درویش ہو اتو خلیفہ معتضد نے سزائے قید کا حکم دیا اور اس کے لشکریوں کو امان مرحمت فرما کر طرسوس کی جانب کوچ کر دیا۔ مصیبت میں پہنچ کر رؤسا طرسوس کو طلب کیا جب وہ لوگ آ گئے تو اس الزام میں کہ

وہ لوگ وصیف سے خط و کتابت کرتے تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور دمیائہ کی تحریک سے کشتیوں کو بھی جلا دیے کا حکم دے دیا۔ اس سے فارغ ہو کر اہل ثغور پر حسن بن علی کورہ کو متعین فرمایا۔ انطاکیہ و حلب ہوتا ہوا بغداد پہنچا۔ وصیف کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا اس کے بعد خلیفہ معتضد کے انتقال کے بعد خلیفہ ملکی نے حسن بن علی کورہ کو گورنری ثغور سے واپس کر کے مظفر بن حاج کو مامور کیا۔ اہل ثغور کو اس کی حکومت سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ دربار خلافت میں شکایت کی عرضی پہنچی اس پر خلیفہ معتضد نے مظفر کو معزول کر کے ابوالعشار بن احمد بن نصر کو ۲۹۰ھ میں ثغور کی گورنری پر متعین فرمایا۔

بدوؤں کی شورش: ۲۸۶ھ میں قبیلہ طے نے بادیہ نضینان عرب کو جس قدر ممکن ہوا جمع کر کے حجاج کے قافلہ پر مقام انجیر میں روک ٹوک کی اور بزور جنگ سودا گروں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ جس کی قیمت دس لاکھ دینار تھی۔ اس کے بعد ۲۸۹ھ میں حجاج کے قافلہ سے مقام قرن میں دوبارہ وارد ہوئے۔ اس مرتبہ حجاج نے اس کو نیچا دکھا دیا اور صحیح سلامت نکل گئے۔

ابن لیث کا فارس پر قبضہ: ۲۸۸ھ میں طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث نے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کر کے بلاد فارس کا قصد کیا۔ عیسیٰ نوشری یہاں کا عامل تھا اس کو خلیفہ معتضد نے اصفہان سے تبدیل کر کے فارس کی گورنری مرحمت فرمائی تھی طاہر نے فارس میں پہنچ کر عیسیٰ نوشری کو نکال دیا اور خود قابض و متصرف ہو گیا۔ اسی زمانے میں اسماعیل سامانی والی مادراء النہر نے طاہر کو لکھا کہ خلیفہ معتضد نے مجھے جستان کی حکومت عطا فرمائی ہے میرا مقصد جستان جانے کا ہے آپ جستان کے عازم نہ ہوں۔ طاہر اس خط کو دیکھ کر رُک گیا۔ اسی اثناء میں دربار خلافت سے بدر (خلیفہ معتضد کے غلام) والی فارس ہو کر آیا۔ اس کے آتے ہی طاہر کے کل اعمال بلا کسی چھیڑ چھاڑ کے بھاگ گئے۔ بدر نے فارس پر قبضہ کر لیا۔ اپنے احکام و قوانین جاری و نافذ کئے۔ خراج و عشر وصول کیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد نے وفات پائی اور مقام واسط میں بدر مارا گیا اور طاہر نے بشرط اداۓ خراج خلیفہ ملکی سے حکومت فارس ۲۹۰ھ میں حاصل کر لی۔

خلیفہ معتضد کے عہد کے عمال اور اہم واقعات: خلیفہ معتضد کے زمانہ خلافت میں اکثر صوبجات پر امراء لشکر قابض و متصرف ہو گئے تھے اور انہوں نے دربار خلافت سے اپنا قطع تعلق کر لیا تھا مثلاً خراسان و مادراء النہر پر اسماعیل بن احمد سامان قابض تھا۔ بحرین قرامطہ کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ مصر میں ابن طولون کی حکومت کا طوطی بول رہا تھا۔ ابن اغلب افریقیہ کو دبائے ہوئے تھا۔ موصل پر جس نے قبضہ کر لیا تھا اس کو ہم اس سے پیشتر تحریر کر آئے ہیں۔ ۲۸۵ھ میں خلیفہ معتضد نے اس پر اور جزیرہ و ثغور شامیہ پر اپنے آزاد غلام فاسک نامی کو مامور کیا۔ بعد ازاں آمد کو ابن الشیخ کے قبضہ سے نکال کر اپنے بیٹے ملکی کو متعین فرمایا اور رقبہ میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد ثغور شامیہ کی بھی حکومت عنایت کی۔ پھر اس کے بعد حسن بن علی کورہ کو متعین کیا اور فارس کی حکومت اپنے آزاد غلام بدر کو دی۔ اسی اثناء میں اسحاق بن ایوب بن عمر بن خطاب ثعلبی حدادی والی دیار ربیعہ نے وفات پائی۔ خلیفہ معتضد نے اس کے بجائے عبداللہ بن یثیم بن عبداللہ بن معمر کو مقرر کیا۔

علویوں کو خروج: ۲۸۸ھ میں علویوں میں سے ایک شخص نے برخلاف علم عباسیہ مقام یمن میں خروج کیا اور یات ہی بات میں صنعاء پر قابض ہو گیا۔ بنی یضر نے مجمع ہو کر علم خلافت کی حمایت میں صف آرائی کی اور کامیاب ہوئے۔ باغی علوی کا لڑکا

گرفتار کر لیا گیا اور علوی مع اپنے پچاس سواروں کے بھاگ گیا۔ اس نے بنی یعصر صنعاء پر قبضہ حاصل کر کے خلیفہ معتضد کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں روانہ کی۔

ابن ابی الساج کا انتقال: اسی سنہ میں ابی الساج کا انتقال ہوا۔ اس کے ہمراہیوں نے اس کے بیٹے دیوداد کو جانشین کیا۔ یوسف بن ابی الساج نے اس جانشینی کی مخالفت کی۔ ایک گروہ کثیر ساتھ ہولیا دونوں میں لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ دیوداد کو باوجود کثرت فوج کے شکست ہوئی اور وہ براہ موصل بھاگ کر بغداد پہنچا اور یوسف بن ابی الساج مستقل طور سے آذربائیجان میں حکومت کرنے لگا۔ یوسف نے شکست کے بعد دیوداد کو اپنے پاس قیام پذیر رہنے کی اجازت دی تھی مگر دیوداد نے منظور نہ کیا۔

ابو القاسم کا وزارت پر تقرر: زمانہ خلافت معتضد کے شروع میں دیوان بلاد شرقیہ کا انچارج بجائے احمد بن محمد بن فرات کے محمد بن داؤد جراح اور دیوان بلاد مغربیہ کا ناظم علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح تھا اور وزیر السلطنت عبید اللہ بن سلیمان بن وہب کے مرنے پر اس کے بیٹے ابو القاسم کو قلعہ ان وزارت سپرد کیا گیا۔

بیرونی مہمات: ۲۸۵ھ میں راعب نے موفق کے آزاد غلام نے بلاد کفار پر طرسوس کی جانب سے براہ دریا حملہ کیا اور رومیوں کی متعدد کشتیاں چھین لیں۔ تقریباً تین ہزار رومی مارے گئے اور کئی کشتیاں جلادی گئیں۔

۲۸۷ھ میں رومیوں نے پیش قدمی کی اور طرسوس پر چڑھ آئے۔ امیر طرسوس سے لڑائی ہوئی رومی لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ امیر طرسوس جوش مردانگی میں مخ معدودے چند سواروں کے نہر جان تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ رومیوں نے اس سے فائدہ اٹھایا موقع پا کے گرفتار کر لیا۔

۲۸۸ھ میں حسن بن علی کورہ والی ثغور نے اپنے ایک سپہ سالار رزار بن محمد نامی کو بسرا فصری لشکر صائفہ جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ رزار نے متعدد قلععات فتح کئے۔ اس کے بعد قیدیوں کو لئے ہوئے واپس ہوا۔ رومیوں کو یہ امر شاق گزرا انہوں نے براہ دریا و خشکی کیسوم کی جانب خروج کیا اور اطراف حلب سے تقریباً پندرہ ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس گئے۔

معتضد کی وفات: خلیفہ معتضد کا غلام بدر جس سے آپ واقف ہو چکے ہیں نہایت مدبر اور صاحب قوت آدمی تھا۔ وزیر السلطنت ابو القاسم بن عبید اللہ کا یہ منشاء تھا کہ پسران خلیفہ معتضد کو خلافت سے محروم کر کے خاندان خلافت میں سے اور کسی کو سند خلافت کا وارث بنائے چنانچہ خلیفہ معتضد کے عہد خلافت میں وزیر السلطنت نے اس امر کی کوشش کی۔ بدر اس کا مخالف ہو گیا اور ابو القاسم کی کچھ نہ چلی۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد نے وفات پائی اس وقت بدر قارس میں تھا۔ خلیفہ معتضد نے اس کو طاہر بن عمرو بن لیث کی سرکوبی اور اس کے قبضہ سے قارس کو نکالنے کے لئے بھیجا تھا۔

باب : ۲۱

علی بن معتضد مکتفی باللہ

۲۸۹ھ تا ۲۶۵ھ

وزیر السلطنت ابوالقاسم نے خلیفہ معتضد کی وفات پر اس کے بیٹے مکتفی کو مستر خلافت پر بٹھایا اور لوگوں سے مکتفی کی خلافت کی بیعت مگر یہ خوف غالب ہوا کہ مبادا بدر خلیفہ مکتفی تک میرے اس قصد و ارادہ کی خبر پہنچا دے جو کہ میں نے بحالت حیات خلیفہ معتضد کیا تھا اس وجہ سے حکمت عملی کے ساتھ بدر کو قتل کرنے کی فکر کی۔ چونکہ خلیفہ مکتفی بھی خلیفہ معتضد کے زمانہ سے بدر کا مخالف تھا۔ وزیر السلطنت کو اچھا موقع مل گیا۔ اس نے دو چار ادھر ادھر کی جڑ دیں اور کئی بے سرو پا الزامات بدر کے سر پر تھوپ دیئے اور در پردہ وہ ان سپہ سالاروں کو ترک رفاقت بدر پر آمادہ کیا جو فارس میں اس کے ہمراہ تھے۔ عباس ابن عمر غوی، محمد بن اسحاق بن کنداحق اور خاقان وغیرہم علیحدہ ہو گئے۔ خلیفہ مکتفی نے ان لوگوں کو انعامات دیئے۔ بدر ان لوگوں کی علیحدگی کے بعد واسط چلا گیا۔ خلیفہ مکتفی نے اس کے مکانات کو ضبط کر لیا اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور یہ حکم دیا کہ اس کا نام پھر یوں اور ڈھالوں سے محو کر دیا جائے۔ اس پر بھی قناعت نہ ہوئی تو حسین بن علی کورہ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ واسط کی طرف روانہ کیا۔ حسین بن علی کورہ مقابلہ پر پہنچ کر بدر سے مخاطب ہو کر بولا ”مجھے دار الخلافہ سے تمہیں زیر کرنے کا حکم آیا ہے لیکن میں دیرینہ مراسم کے پیش نظر اجازت دیتا ہوں کہ تم جس طرف چاہو چلے جاؤ۔“ بدر نے جواب دیا ”میں کبھی اور کسی طرف نہیں جاؤں گا سیدھا اپنے آقائے نامدار کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور بالمشافہ عرض و معروض کروں گا۔“ وزیر السلطنت ابوالقاسم تک بدر کے اس ارادہ کی خبر پہنچی۔ اسے موقع مل گیا اور اس نے خلیفہ مکتفی سے کہہ دیا ”کہ بدر کا دار الخلافہ میں آنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ خلافت مآب اس کے مکر و فریب اور سازشوں سے ناقل نہ رہیں۔“

بدر کا انجام : ادھر خلیفہ مکتفی وزیر السلطنت ابوالقاسم کے کان بھر دینے سے اور زیادہ کھینچ گیا۔ ادھر کسی ذریعہ سے بدر کے کانوں تک وزیر السلطنت نے یہ خبر پہنچا دی کہ تمہارا مکان اور تمہارے رفقاء اور اہل عیال حراست میں لئے گئے ہیں بدر کو اس خبر سے سخت دکھ ہوا اور اس نے خفیہ طور سے اپنے بیٹے ہلال کو بلا بھیجا۔ وزیر السلطنت نے یہ خبر پا کر ہلال کو بدر تک نہ جانے

دیا۔ وزیر السلطنت کو ان چالوں میں بھی پوری کامیابی حاصل نہ ہوئی تو یہ چال چلی کہ قاضی ابو عمرو مالکی کو امان نامہ دے کر بدر کے پاس روانہ کیا۔ بدر اس امان نامہ کو دیکھ کر خوش ہو گیا اور بہ ہر اہی قاضی ابو عمرو دار الخلافہ کو روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے یہ سن کر ایسے چند لوگوں کو متعین کر دیا جنہوں نے اثناء راہ میں چھٹی رمضان کو بدر کا سر اتار لیا۔ بدر کے متعلقین اس کی نقش کو مکہ معظمہ لے گئے اور اس کی وصیت کے مطابق دفن کر دیا قاضی ابو عمرو کو وزیر السلطنت کے اس فعل سے بے حد ملال ہوا مگر اب چارہ کار ہی کیا تھا۔

جنگ محمد بن ہارون و اسماعیل سامانی ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ بعد ازاں اسماعیل بن احمد سامانی والی ماوراء النہر نے اپنے وابستگان و امان دولت میں داخل کر لیا تھا اور محمد بن زید علوی کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا۔ چنانچہ محمد بن زید علوی کو شکست ہوئی اور محمد بن ہارون نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اسماعیل سامانی نے اس کے صلے میں اپنی جانب سے اسے طبرستان کی گورنری دے دی۔ کچھ عرصہ بعد محمد بن ہارون نے اسماعیل سامانی سے بغاوت کی اور دولت علویہ کی دعوت دی۔ ابن احسان دیلمی نے اس سے اتفاق کیا۔ اسماعیل کو اس کی خبر گئی اور یہ سنتے ہی ایک لشکر ابن احسان سے جنگ کرنے کو روانہ کر دیا۔ ابن احسان مقابلہ پر آیا لیکن شکست کھا کے بھاگا۔ ان دنوں رے کی حکومت پر خلیفہ ملتئی کی جانب سے اغرتمش ترکی متعین تھا۔ اس نے اہل رے کے ساتھ بدسلوکی کی اور ظلم و سفاکی کے برتاؤ کئے اہل رے نے اس سے تنگ آ کر محمد بن ہارون کو لکھ بھیجا کہ اغرتمش کے ظلم و ستم سے ہم لوگ تنگ آ گئے ہیں۔ تم چند آدمیوں کے ہمراہ آ جاؤ۔ ہم تم کو رے پر قبضہ دے دیں گے۔ محمد بن ہارون یہ خبر پا کر دوڑ پڑا۔ اغرتمش نے بھی مقابلہ کیا اہل رے میدان جنگ میں اس کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ محمد بن ہارون نے اس کو اس کے دونوں بیٹوں اور کیغیغ کے بھائی کو جو نامی سپہ سالار سے تھا۔ قتل کر ڈالا اور رے پر قبضہ ہو گیا۔

محمد بن ہارون کی گرفتاری: خلیفہ ملتئی نے اپنے غلام خاقان مفلحی کو رے کی سند گورنری عنایت کر کے بسرگروہی ایک عظیم الشان لشکر کی جانب روانہ کیا مگر محمد بن ہارون کے خوف سے خاقان رے تک نہ پہنچ سکا۔ تب دار الخلافہ سے اسماعیل سامانی کے نام رے کی سند گورنری آئی اس کے ساتھ ہی محمد بن ہارون سے جنگ کرنے کا بھی حکم صادر ہوا۔ اسماعیل سامانی نے لشکر آ راستہ کر کے رے پر فوج کشی کر دی محمد بن ہارون خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی شکست فاش کھائی اور رے سے بھاگ گیا، قزوین پہنچا۔ جب قزوین میں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو زنجان چلا گیا۔ زنجان میں بھی امان نہ ملی تو طبرستان پہنچا اور دیلم میں پناہ گزیں ہوا۔ اسماعیل سامانی نے رے پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد جرجان پر اپنے غلام فارس کبیر کو مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو محمد بن ہارون کو حاضر کرو۔ فارس کبیر نے محمد بن ہارون سے خط و کتابت شروع کی اور باہم مصالحت کرادیئے کا ذمہ دار ہوا۔ محمد بن ہارون اس دم پٹی میں آ گیا اور دیلم سے بخارا کی طرف مراجعت کی اسماعیل کو اس کی خبر لگ گئی اس نے چند آدمیوں کو بھیج دیا جو اسے اثناء راہ میں گرفتار کر کے لے گئے۔ اسماعیل نے جیل میں بھیج دیا اس کے ایک مہینہ بعد ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں وہ مر گیا۔

قرا مطیوں کی سرکوبی: محمد بن سلیمان بنی طولون کا ایک نامہ سپہ سالار اور ان کی افواج کا بخشی تھا۔ مگر بوجہ بنی طولون

خلافت بنو عباس (حصہ دوم)

سے کشیدہ خاطر ہو کر خادمان خلافت میں آ کے داخل ہو گیا تھا۔ اسی زمانہ میں قرامطہ بھی بلاد شام کو قتل و غارت کر کے زیر و بر کر رہے تھے اور طولون کے گورنر طنج بن ہف کا محاصرہ کر رکھا تھا خلیفہ مکتفی کو ان واقعات کی خبر لگی تو لشکر آراستہ و مرتب کر کے کوچ کر دیا۔ رقبہ میں پہنچ کر محمد بن سلیمان کو بسرا فری ایک عظیم الشان فوج کے جس میں بنی شیبان اور حسن بن حمدان جیسے نامی نامی سردار بھی تھے۔ روانہ کیا۔ حماۃ کے قریب مدبھڑ ہوئی اور قرامطہ کو شکست ہوئی عسا کر شاہی نے کوفہ تک تعاقب کیا۔ راستہ میں قرامطہ کا سردار صاحب الشامہ ہاتھ آ گیا۔ اسے گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ محمد بن سلیمان نے اس معرکہ میں نہایت جانفشانی سے کام کیا۔ علم عباسیہ کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ ہونے دیا۔ قرامطہ کے ایک گروہ کثیر کو اثناء جنگ و گیر و دار میں نیست و نابود کر کے باقی ماندگان میں سے اکثر کو قید کر لیا۔

امارت بنی طولون کا خاتمہ۔ اس خداداد کامیابی کے بعد محمد بن سلیمان نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ اثناء سفر میں بدر حمائی (یہ ہارون بن خمارویہ کا غلام تھا) اور محمد بن فائق کا خط دمشق سے وارد ہوا جس میں لکھا ہوا تھا کہ بنی طولون کا آفتاب حکومت لب بام آ گیا ہے۔ ہارون بن خمارویہ کے قوائے حکمران مضطرب ہو گئے ہیں۔ انتظامی قوت سلب ہو گئی ہے۔ آپ تھوڑی سی فوج لے کے آئیے اور بے تکلف قبضہ کر لیجئے۔ ہم بھی آپ کی مدد کریں گے محمد بن سلیمان نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر یہ واقعات عرض کئے۔ خلافت مآب نے اسی وقت فوجیں آراستہ کیں اور سامان سفر جنگ درست کر کے روانگی کا اشارہ فرمایا اور دنیانہ (بازار کے غلام) کو براہ دریا لے نکل جہازات کے ساتھ مصر کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا ادھر دمیائہ براہ دریا ادھر محمد بن سلیمان نے براہ خشکی مصر کے قریب پہنچ گئے۔ دونوں نے آمد و رفت کی تمام راہیں بند کر دیں خشکی اور دریا کی طرف سے محاصرہ کر لیا۔ محصور سپہ سالاروں کو ملانے کی غرض سے خط و کتابت شروع کی سب سے پہلے بدر حمائی نے مصر سے نکل کر امان حاصل کی بعد ازاں لوگوں کی آمد شروع ہو گئی ایک بہت بڑی جماعت نے حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ہارون بن خمارویہ نے اس امر کا احساس کر کے بقصد مقابلہ میدان جنگ کا راستہ لیا۔ مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ ابھی جنگ کا خاتمہ نہ ہوا تھا کہ ایک روز ہارون بن خمارویہ ہی کے لشکر میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ گواریں نیام سے نکل آئی ہارون بن خمارویہ یہ شور و غل کی آوازن کر رہا آیا اور سمجھانے بھانے لگا۔ اتفاق یہ کہ ایک تیر اس کے گلے میں آ کے ترازو ہو گیا تپ کر زمین پر گر پڑا اور دم توڑ دیا۔ اس کے ہمراہیوں اور لشکریوں نے جمع ہو کر اس کے چچا شیبان کو اپنا امیر بنایا۔ شیبان نے داد و دہش سے لشکریوں کو اپنا مطیع بنالیا اس کے بعد فریق مخالف سے بازار کارزار پھر گرم ہو گیا۔ دو ایک چھڑپوں کے بعد محمد بن سلیمان نے شیبان کے لشکریوں کے پاس امان دینے اور ان کی خطائیں معاف کرنے کا خط روانہ کیا۔ لشکریوں نے اس کو منظور کر لیا شیبان لشکریوں سے علیحدہ ہو کر روپوش ہو گیا اور جس وقت محمد بن سلیمان نے مصر میں داخل ہو کر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس وقت شیبان نے خفیہ طور سے امان حاصل کی اور محمد بن سلیمان کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد محمد بن

خلیفہ مکتفی آخر ۲۹۰ھ میں رقبہ پہنچا اور اسی سنہ میں محمد بن سلیمان کو قرامطہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور لڑائی چھٹی محرم ۲۹۱ھ سے شروع

ہوئی۔ ۶ محرم یوم دوشنبہ کو صاحب الشامہ پابہ زنجیر رقبہ پہنچا۔ خلیفہ مکتفی مع اس کے بغداد کو روانہ ہوا اور محمد بن سلیمان کے آنے کے بعد صاحب

الشامہ کو مع اس کے ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا۔ (تاریخ کامل ابن خلدون جلد ۷ صفحہ ۲۱۰۴۰۸)

سلیمان نے کل بنی طولون کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور ان کا کل مال و اسباب ضبط کر لیا اور دربار خلافت میں روانہ کیا۔ یہ واقعات ماہ صفر ۲۹۲ھ کے ہیں۔ خلیفہ ملتشی نے لکھ بھیجا کہ کل آل طولون کو حج ان کے مداحوں کے جس قدر بھی مصر و شام میں ہوں گرفتار کر کے بغداد بھیج دو۔ محمد بن سلیمان نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل کی اور خود بھی بغداد کو روانہ ہو گیا۔

خلیجی کی بغاوت دربار خلافت سے عیسیٰ نوشری کو مصر کی حکومت مرحمت ہوئی۔ بنی طولون کا ایک سپہ سالار ابراہیم خلیجی نامی جو محمد بن سلیمان کا کسی زمانہ میں نائب تھا۔ علم خلافت کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ قرب و جوار کے دیہاتیوں کو مجتمع کر کے اس نے ایک فوج بنائی۔ عیسیٰ نوشری نے اس طوفان کی روک تھام کے لئے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا مجبوراً وہ مصر چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا اور ابراہیم خلیجی نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ ملتشی نے یہ خبر پا کر ایک عظیم الشان لشکر کو بسرافسری فاتک (یہ خلیفہ معتضد کا غلام تھا) مصر کو روانہ کیا۔ اس مہم میں احمد بن کیغلغ اور بدر حمای وغیرہم نامی سپہ سالار بنی طولون کے بھی بھیجے گئے تھے۔ اور ۲۹۳ھ میں یہ لشکر مصر کے قریب پہنچا احمد بن کیغلغ ایک دستہ فوج اور چند ازموذہ کار سپہ سالاروں کو لے کے آگے بڑھا۔ عریش کے قریب مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ میں شاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ خلیجی کے حوصلے اس سے بڑھ گئے۔ دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تو خلیفہ ملتشی نے تیاری کا حکم دیا اور بغداد کے باہر ایک عظیم الشان فوج مرتب کر کے مصر کی جانب کوچ کر دیا۔ رفتہ رفتہ تکریت پہنچا یہاں پر فاتک کا عریضہ ماہ شعبان میں پہنچا جس میں لکھا ہوا تھا کہ ”اس جان نثار غلام نے متواتر جنگوں کے بعد خلیجی باغی کو شکست فاش دے دی اور اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا ہے۔ باغی خلیجی بھاگ کر فسطاط مصر میں روپوش ہوا ہے۔ بڑی جدوجہد سے میں نے اس کا پتہ لگا کر گرفتار کر لیا ہے۔ خلیفہ ملتشی نے حمیدہ شکر ادا کیا اور حکم صادر فرمایا کہ خلیجی باغی کو مع اس کے ہمراہیوں کے فوراً بغداد بھیج دو۔ فاتک نے اس حکم کے مطابق خلیجی کو بغداد روانہ کر دیا اور اسے جیل میں ڈال دیا گیا۔

امارت بنی حمدان کا آغاز ۲۹۲ھ میں خلیفہ ملتشی نے صوبہ موصل کی گورنری ابو الہیجا عبد اللہ بن حمدان بن حمدون عودی نقشبی کو مرحمت فرمائی چنانچہ پہلی محرم ۲۹۳ھ میں وہ موصل پہنچا اور اگلے دن منبئی کی یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ اگر ہند بانیہ نے جن کا پیشوا محمد بن بلال ہے۔ شہر پر شب خون مارا اور اس کو لوٹ لیا ہے۔ ابو الہیجا نے اسی وقت تیاری کا حکم دیا اور فوراً ایک لشکر مرتب کر کے بل سے مشرقی ساحل کی طرف دریاعبور کیا اور مقام حارد پر اکر اسے اس کی مدد بھیٹر ہو گئی۔ اتفاق یہ کہ ابو الہیجا کے ہمراہیوں میں سے سلیمان حمدانی نامی ایک سپہ سالار مارا گیا۔ اس سے ابو الہیجا کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے لڑائی موقوف کر کے موصل کو لوٹ آیا۔

کوہ سلق کا محاصرہ دربار خلافت میں بعض امداد عرضی بھیجی اور ملک کے انتظار میں موصل میں ٹھہرا رہا۔ تا آنکہ ۲۹۳ھ گزر گیا اور ماہ ربیع الاول ۲۹۳ھ میں دربار خلافت سے امدادی فوجیں آ پہنچیں اس وقت ابو الہیجا نے پھر اکر اد ہند بانیہ پر فوج کشی کی۔ اکر اد ہند بانیہ کی جمیعت پانچ ہزار خاندان کی تھی۔ مگر ابو الہیجا کی مستعدی سے ڈر کر وہ کوہ سلق میں جا کے پناہ گزین ہو گیا جو زاب کے سامنے واقع تھا۔ ابو الہیجا نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ محمد بن بلال نے چالاکی سے ابو الہیجا کے ساتھ خط و کتابت شروع کی اور اطاعت اور فعل ضامنی دینے کی شرائط طے کرنے لگا۔ ابھی کوئی امر طے نہ ہوا تھا کہ اپنے چند ہمراہی کو آذربائیجان کی طرف بڑھنے کا چپکے سے اشارہ کر دیا۔ ابو الہیجا کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے

فورا آتاقب کیا۔ اگرچہ ہمراہیان محمد قدیل پر پہنچ کے پناہ گزین ہو گئے تھے مگر شاہی لشکر کی مستعدی نے چھین سے نہ رہنے دیا۔ ان کا ایک گروہ کام آ گیا۔ باقی ماندگان نے کوہ قدیل کی چوٹی پر جا کے دم لیا اور ابو الہیجا نے مراجعت کر دی۔ اگر ادموقع پا کے آذربائجان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

محمد بن بلال کی اطاعت ابو الہیجا نے اطلاعی عرض داشت دربار خلافت میں روانہ کی اور لشکر کو موصل کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ چند دنوں کے بعد دربار خلافت سے ایک تازہ دم فوج ملک پر مزید آگئی اور اس نے سامان جنگ درست کر کے کوہ سلق کا رخ کیا۔ محمد بن بلال اس وقت تک یہیں ٹھہرا ہوا تھا۔ ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ اس اثناء میں سردی کا موسم آ گیا اور برف باری شروع ہو گئی۔ رسد کے آنے کا راستہ تو بند ہی تھا۔ اب غلہ کا ذخیرہ بھی ختم ہو گیا۔ محمد بن بلال نے مجبور ہو کر اپنے اہل و عیال کے ہمراہ محاصرین سے آنکھ بچا کر محاصرے سے بھاگ گیا۔ ابو الہیجا نے اس کے مکانات مال و اسباب اور ان کی مقبوضہ زمینوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد محمد بن بلال نے امان کی درخواست کی جس کو ابو الہیجا نے نہایت کشادہ پیشانی سے منظور کیا۔ چنانچہ محمد بن بلال شکر یہ ادا کرنے کو اپنی اولاد کے ہمراہ ابو الہیجا کی خدمت میں حاضر ہوا ابو الہیجا نے مع محمد بن بلال کے واپس ہو کر قیام کیا اور فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ اسی زمانہ میں اگر ادمعید یہ نے بھی یکے بعد دیگرے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی اور اطاعت قبول کی تو تھوڑے ہی دنوں میں ابو الہیجا کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا۔

بنی حمدان کی سرکشی اس کے بعد ۳۰۰ھ میں ابو الہیجا نے علم خلافت کی مخالفت پر آمادگی ظاہر کی خلیفہ مقتدر نے ایک لشکر ہر اس فری مولس خادم ابو الہیجا کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا کثرت فوج دیکھ کر ابو الہیجا کا مزاج درست ہو گیا اور اس نے خود ہی مولس کے پاس حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردن جھکا دی۔ مولس نے مع ابو الہیجا کے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلیفہ مقتدر نے ابو الہیجا کی معذرت قبول فرمائی اور خلعت خوشنودی مرحمت کیا۔ اس وقت سے ابو الہیجا بغداد ہی میں قیام پذیر رہا۔ یہاں تک کہ دیار ریح میں اس کا بھائی حسین بن حمدان ۳۰۳ھ میں باغی ہو گیا۔ شاہی فوج اس کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کی گئی۔ چند دنوں کے بعد وہ گرفتار ہوا اور دربار خلافت میں پیش کیا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کو مع اس کے لڑکوں کے زیر نگرانی زندان قہرمانہ قید کر دیا۔ ضرورت وقت اور مصلحت ملکی کے لحاظ سے ابو الہیجا کو بھی مع اپنی اولاد اور بھائیوں کے جیل میں بھیج دیا۔ بعد ازاں ۳۰۵ھ میں وہ رہا ہوا۔

ابن لیث کا فارس پر قبضہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ طاہر بن عمرو بن لیث کو خلیفہ ملکشہ نے ۲۹۰ھ میں ملک فارس کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور اس کی حکومت کو کچھ استقلال و استحکام بھی حاصل ہو گیا تھا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد وہ بہو واجب اور سیر و شکار میں ایسا مصروف و منہمک ہوا کہ ایک ساعت کو امور سیاست اور انتظام ملک کی طرف توجہ نہ کرتا تھا۔ اسی اثناء میں وہ بغرض تفریح و سیر بختان چلا گیا اور لیث بن علی بن لیث اور سکری (یہ عمرو بن لیث کا غلام تھا) نے موقع پا کر فارس پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی ابوقابوس (یہ طاہر بن عمرو کے ہمراہیوں کا ایک سپہ سالار تھا) نے مخالفت کی چونکہ لیث اور سکری قابض ہو چکے تھے اس لئے ابوقابوس کی کچھ پیش نہ گئی مجبوراً اس نے بغداد کا راستہ لیا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ ملکشہ کی دست بوسی کی اور تمام حالات عرض کئے۔ خلیفہ ملکشہ نے انعام مرحمت فرمائے کچھ عرصہ بعد طاہر نے ابوقابوس کی واپسی کی درخواست کی اور واپس نہ ہونے کی صورت میں حساب فہمی کی التجا کی۔ خلیفہ نے کسی درخواست کو منظور نہ فرمایا۔

بیرونی مہمات: انطاکیہ پر حملہ ۲۹۱ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج سے ثغور اسلامیہ کی جانب پیش قدمی کی۔ ان میں سے ایک جماعت نے حدیہ کا قصد کیا اور حالت غصت میں شہر کو جلادیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ جوان بوڑھے اور بچے گرفتار کر لئے گئے۔ غلام زرافہ نامی ایک سپہ سالار نے رومیوں کی اس پیش قدمی کو روکنے کے لئے طرسوس سے انطاکیہ پر فوج کشی کر دی۔ رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ ثغور اسلامیہ کی تباہی سے دست کش ہو کر انطاکیہ کے بچانے کو دوڑے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ عساکر اسلامیہ نے بزور تیغ انطاکیہ کو فتح کر لیا۔ پانچ ہزار رومی مارے گئے اسی قدر گرفتار ہوئے اور اسی قدر مسلمان قیدیوں نے جو انطاکیہ میں قید تھے رہائی پائی، ساٹھ کشتیاں مع مال و اسباب کے ہاتھ آئیں جو مال غنیمت انطاکیہ کے ساتھ تقسیم کی گئیں۔ ہزار ہزار دینار ایک ایک حصہ میں پڑے۔

ترکوں کا خروج: اسی سنہ میں ترکوں نے ایک غیر محدود جمعیت کے ساتھ ماوراء النہر کی جانب خروج کیا۔ اسماعیل بن احمد سامانی نے اس طوفان کی روک تھام کو ایک عظیم الشان لشکر جس میں رضا کار اور فوج بھی تھی روانہ کیا۔ ترکوں کے چھکے چھوٹ گئے ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ باقیوں میں سے کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ قید کر لئے گئے۔

حاکم ثغور کی معزولی: پھر ۲۹۲ھ میں رومیوں نے مرعش اور اس کے اطراف پر چڑھائی کی۔ اہل مصیصہ و طرسوس مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں کی ایک جماعت شہید ہو گئی۔ خلیفہ ملٹشی نے ابوالعشائر کو حکومت ثغور سے معزول کر کے رستم بن بردز کو متعین فرمایا۔ اسی کے عہد میں رومیوں اور مسلمانوں میں قیدیوں کا ایک دوسرے سے تبادلہ و معاوضہ ہوا۔ ایک ہزار مسلمان قیدی عیسائیوں کے منہجہ ظلم سے رہا کرائے گئے۔

قورس پر رومیوں کا حملہ: پھر ۲۹۳ھ میں رومیوں نے قورس (صوبہ حلب) پر حالت غفلت میں شب خون مارا۔ اہل قورس باوجود بے خبری کے مسلح و تیار ہو کر مقابلہ پر آئے۔ لڑائی ہوئی لیکن انجام کار مسلمانان قورس کو شکست ملی ایک گروہ کثیر اس جنگ میں کام آ گیا رومیوں نے شہر میں داخل ہو کر جامع مسجد کو جلادیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اس سنہ میں اسماعیل بن سامان والی ماوراء النہر نے ترک اور دیلم کے بہت سے شہروں کو بزور تیغ فتح کیا۔

ابن کیغلیغ کا رومیوں کے خلاف جہاد: اور ۲۹۴ھ میں ابن کیغلیغ نے طرسوس کی طرف سے بلاد رومیہ پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی اور بزور تیغ چار ہزار رومیوں کو قید کر لیا۔ رومیوں کے ایک بطریق نے امان کی درخواست کی اور امان حاصل کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد اسی سنہ میں پھر ابن کیغلیغ نے بقصد جہاد بلاد کفار کی جانب خروج کیا اور فتح کرتا ہوا شکست تک پہنچا اور اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد دو چار روز قیام کر کے لیس پر حملہ کر دیا۔ رومیوں نے جی کھول کر مقابلہ کیا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ آخر کار عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی رومیوں کے ہزار ہا آدمی مارے گئے اور تقریباً پچاس ہزار قید کر لئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد بطریق اندرو نقس نے جو رومیوں کی طرف سے محافظت حدود پر مامور تھا۔ دربار خلافت میں امان کی درخواست کی، خلیفہ ملٹشی نے فوراً امان نامہ لکھ کے بھیج دیا۔

بطریق اندرو نقس: بطریق اندرو نقس دو مسلمان قیدیوں کو لئے ہوئے جو اس کے قلعہ میں محبوس تھے اسلامی لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ والی روم کو اس کی خبر لگ گئی اور اس نے ایک دستہ فوج اندرو نقس کی گرفتاری کو بھیج دیا۔ مسلمان قیدیوں نے

ایک دستہ فوج کو جو اندرون قس کی گرفتاری کے لئے آیا تھا حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور جو کچھ مال و اسباب اور آلات حرب تھے سب کچھ لوٹ لیا۔ رومیوں کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اور وہ ایک عظیم الشان فوج تیار کر کے بطریق اندرون قس سے لڑنے کو آئے عساکر اسلامیہ نے بھی بطریق اندرون قس اور مسلمان قیدیوں کے بچانے کو رومیوں پر حملہ کر دیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے قونیہ تک پہنچے اور اس کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ رومی یہ خبر پا کر واپس آ گئے۔ عساکر اسلامیہ میں سے چند دستے بطریق اندرون قس اور مسلمان قیدیوں کے بچانے کو قلعہ کی طرف گئے۔ بطریق اندرون قس مع اہل دیال کے قلعہ سے نکل آیا اور ان کے ہمراہ دار الخلافہ بغداد کو روانہ ہو گیا۔

عمال اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہیں کہ پہلے خاقان مغلجی کورے کی حکومت عطا ہوئی۔ بعد ازاں اسماعیل بن احمد سامانی کو دی گئی اور عیسیٰ نوشری مصر کی گورنری پر اور بعد اختتام بنی طولون مقرر کیا گیا اور ابو العتاش احمد بن نصر کو طرسوس کی حکومت عنایت ہوئی ۲۹۰ھ میں مظفر بن حاج کو معزول کیا گیا اور ۲۹۱ھ میں وزیر السلطنت ابو القاسم بن عبید اللہ نے وفات پائی اور قلعہ ان وزارت عباس بن حسن کے سپرد ہوا۔ بعد ازاں ۲۹۲ھ ابو العتاش بھی برطرف ہوا اور بجائے اس کے رستم بن برز کو مقرر کیا گیا۔ ۲۹۳ھ میں لیث بن لیث نے بلاد فارس کو طاہر بن محمد بن کے قبضہ سے نکال لیا اور خلیفہ مغلجی نے خوش ہو کر خلعت اور انعام عنایت کئے۔ اسی سنہ میں ابو الیچا عبد اللہ بن حمدان کو موصل کی گورنری مرحمت ہوئی اسی سنہ میں قراخانات کا سفیر یمن و صنعاء میں پہنچا اور اس نے بوجہ طوائف المسلمو کی یمن کے اکثر شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اسی سنہ میں ماہ شوال میں خلیفہ مغلجی نے مظفر بن حاج کو حکومت یمن کی سند عنایت فرمائی چنانچہ مظفر نے یمن میں پہنچ کر قیام کیا۔

وفات خلیفہ مغلجی باللہ ابو محمد علی بن خلیفہ المختار باللہ نے ماہ جمادی الاول ۲۹۵ھ میں ساڑھے چھ برس حکومت کر کے بعد ا میں سرفراخت اختیار کیا اور محمد بن طاہر کے مکان میں مدفون ہوا۔ وفات سے پہلے مرحوم خلیفہ نے اپنے بھائی جعفر کو اپنا ولی عہد بنالیا تھا۔

باب : ۲۲

جعفر بن معتضد المقتدر باللہ

۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ

مقتدر کی مخالفت : وزیر السلطنت عباس بن حسن نے اپنے مصاحبین سے مشورہ طلب کیا کہ خاندان خلافت میں سے کون شخص مسند خلافت کا مستحق ہے۔ محمد بن داؤد بن جراح نے عبداللہ بن معتز کو منتخب کیا اور اس کی عقل و فراست کی بہت ہی تعریف کی۔ ابوالحسن بن محمد بن فرات بحث و مباحثہ اور رد و تکرار کے بعد بولا ”وزیر السلطنت ! اللہ تعالیٰ سے ڈریے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بنائیے جسکے حالات سے آپ آگاہ نہ ہوں اور نہ بخیل کو مسند خلافت پر متمکن کیجئے کہ لشکریوں کو تنخواہ کی وصول میں دقت پیدا ہو اور نہ لالچی شخص کے ہاتھ پر بیعت خلافت کیجئے کہ طمع میں آ کے شیرازہ حکومت درہم برہم کر دے۔ امراء دولت اور اراکین سلطنت کے مال و اسباب کی تاک میں رہے اور نہ ایسے شخص کو تاجدار بنائیے جو دین اسلام کی توہین کرتا ہو۔ گناہوں سے محترز نہ ہو۔ کار ثواب کا طالب نہ ہو اور نہ ایسے شخص کو زمام حکومت سپرد کیجئے جو لوگوں کے حالات سے آگاہ اور انکے احوال کا جو یا ہو کہ لوگوں کو کھانا پینا، عیش و آرام و شوار ہو جائے۔ میرے نزدیک خاندان خلافت میں جعفر بن معتضد سے زیادہ قابل کوئی شخص نہیں ہے۔ یہ شخص مسند خلافت پر متمکن ہونے کی قابلیت بھی رکھتا ہے۔“ وزیر السلطنت نے کہا تمہیں انتخاب کرتے ہوئے شرم نہ آئی، وہ تو ابھی لڑکا ہے، ابن فرات نے جواب دیا ”ہاں یہ سچ ہے لیکن ایسے شخص کو خلیفہ بنانے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے جو انتظام سلطنت میں ہمارا محتاج نہ ہو اور ہم پر وہ قابو یافتہ ہو۔“

بیعت خلافت : وزیر السلطنت نے علی بن عیسیٰ کی طرف مشورہ کی غرض سے رنج کیا۔ علی بن عیسیٰ نے کسی کو نامزد نہ کیا صرف اسی قدر کہہ کر خاموش ہو گیا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بنائیے جو اللہ سے ڈرتا ہو اور زمام خلافت سنبھالنے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو۔ وزیر السلطنت کا دل جعفر کو خلیفہ بنانے کی طرف مائل ہو گیا جیسا کہ ابن فرات نے رائے دی تھی اور اس کے بھائی خلیفہ ملکنی نے وصیت کی تھی اور اس کو اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ غرض وزیر السلطنت نے صائف حرمی کو جعفر کے لئے کوروانہ کیا۔ جعفر اپنے مکان سے دجلہ کے ساحل غربی کی طرف بقصد دار الخلافہ روانہ ہوا۔ بوقت واپسی وزیر السلطنت کے مکان

پہنچ کر صائف کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ شاید وزیر نے جعفر کو قید کر لینے کی غرض سے طلب کیا ہے۔ جوں ہی خطرہ پیدا ہوا۔ جعفر کو حراۃ میں چھوڑ کر چپکے سے دار الخلافہ میں چلا آیا اور حاضرین سے بیعت خلافت لے لی۔ بعد ازاں جعفر کو حراۃ سے لا کر مسند خلافت پر بٹھا دیا۔ اس اثناء میں وزیر السلطنت اور سردارن لشکر آگئے اور ان لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔ مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جعفر نے خود کو المقتدر باللہ کے لقب سے ملقب کیا اور وزیر السلطنت کو بیت المال میں تصرف کرنے کا اختیار دے دیا۔ اس وقت بیت المال میں ڈیڑھ کروڑ دینار تھے۔ وزیر السلطنت نے اس میں سے حق بیعت نکال لیا۔ اس کے بعد کاروبار سلطنت جس نظام سے چلتا تھا چلتے لگا۔

محمد بن معتر کی حریفانہ کوششیں: خلیفہ مقتدر باللہ کی عمر بوقت تخت نشینی تیرہ برس کی تھی اس لئے اراکین دولت کم عمری کی وجہ سے نظر حراۃ سے دیکھنے لگے اور ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے۔ وزیر السلطنت ابو القاسم کا دل بھی بھر گیا۔ وہ خلیفہ مقتدر کی معزولی اور ابو عبید اللہ محمد بن معتر کی خلافت کے لئے تیار ہو گیا۔ خط و کتابت شروع کی۔ ابو عبید اللہ نے منظور کر لیا مگر با نظر آمد فارس حاجب اسماعیل والی خراسان خلیفہ مقتدر کی معزولی اور جدید خلیفہ کی تقرری وقوع پذیر نہ ہوئی۔ اس واقعہ سے چند ہی دن پیشتر فارس نے اپنے آقائے نعمت سے مخالفت کی تھی اور اس سے جدا ہو کے بغداد میں آنے کی اجازت طلب کی تھی اور وزیر السلطنت ابو القاسم نے حاضری کی اجازت دے دی تھی اور اس کے ذریعہ سے خادمان خلیفہ مقتدر کو لانے کا قصد کیا تھا۔ کیونکہ اس معاملہ میں ان لوگوں کی مخالفت کا اندیشہ قوی تھا۔

محمد بن معتر کی وفات: اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ فارس کے آنے میں توقع سے زیادہ تاخیر ہوئی اور اس اثناء میں ابو عبد اللہ محمد بن معتر بجائے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے داعی اجل کو لبیک کہہ کر گوشہ قبر میں جا پہنچا۔ وزیر السلطنت کی ساری امیدوں اور تمناؤں کا خاتمہ ہو گیا۔ اس پر بھی اس سے نچلا نہ بیٹھا گیا۔ ابو الحسین بن خلیفہ متوکل کو مسند خلافت پر متمکن کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ اتفاق یہ کہ وہ بھی مر گیا۔ ان واقعات سے بظاہر خلیفہ مقتدر باللہ کی حکومت کو ایک گونہ استقلال و استحکام حاصل ہو گیا اور وہ کاروبار سلطنت کو بیدار مغزی سے سرانجام دینے لگا۔

خلیفہ مقتدر کے خلاف سازش: کچھ عرصہ بعد سپہ سالاران لشکر اراکین دولت اعیان سلطنت قاضیان و مفتیان شریعت اور سیکرٹریوں نے پھر سرگوشیاں شروع کیں اور خلیفہ مقتدر باللہ کی معزولی پر متفق ہو کر عبد اللہ بن خلیفہ معتر سے مسند خلافت پر متمکن ہونے کی درخواست کی۔ عبد اللہ بن معتر نے یہ شرط پیش کی کہ خوں ریزی اور قتل عام نہ ہو ان لوگوں نے یک زبان ہو کر جواب دیا چونکہ ہم لوگ اسی امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ کسی قسم کا اختلاف نہ ہو اور جب اختلاف نہ ہوگا تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قتل اور خوں ریزی نہ ہوگی اس امر کے بانی مہابی عباس بن حسن وزیر السلطنت محمد بن داؤد بن جراح سیکرٹری ابو المعینی احمد بن یعقوب قاضی حسین بن حمدان وزیر جنگ بدر بن محمد اور وصیف بن صوار تمکین سپہ سالاران لشکر تھے۔

عباس بن حسن کا قتل: ابھی یہ مشورہ ظہور پذیر نہ ہوا تھا کہ وزیر السلطنت نے اس امر کا احساس کر کے کہ خلیفہ مقتدر کے برتاؤ میرے ساتھ اچھا ہے اور میرے اقتدار میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا اس مشورہ اور رائے سے کنارہ کشی کی مگر محمد بن داؤد وغیرہ اسی رائے پر جے رہے۔ حسین بن حمدان نے اشارہ کر دیا اور بدر اور وصیف نے وزیر السلطنت کو جب وہ اپنے باغ کی حراۃ ایک قسم کی کشتی ہوتی ہے جس میں دشمنوں پر آتش بازی کے مقامات بنے ہوئے ہیں۔ (اقرب الموارجلد ۱ صفحہ ۱۸۳)۔

طرف جارہا تھا، دفعۃً حملہ کر کے مار ڈالا۔ یہ واقعہ بیسویں ربیع الاول ۲۹۶ھ کا ہے۔

عبداللہ بن معتر کی بیعت: اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مقتدر کی معزولی کا اعلان کر کے عبداللہ بن خلیفہ معتر کی خلافت کی بیعت کر لی گئی اس وقت خلیفہ مقتدر حلیہ میں چوگان کھیل رہا تھا۔ وزیر السلطنت کے قتل ہونے اور عبداللہ بن معتر کی بیعت خلافت لینے کے حالات سن کر محل سرا میں چلا گیا اور دروازے بند کرادیے۔ اس کے بعد ہی حسین بن حمدان خلیفہ مقتدر کو قتل کرنے کی غرض سے حلیہ میں آیا مگر مایوس ہو کر واپس گیا۔ دارالعوام پر پہنچ کر عبداللہ بن خلیفہ معتر کو بلوایا۔ سپہ سالاران لشکر اعیان دولت اور اراکین سلطنت نے حاضر ہو کر بیعت کی۔ مگر ابوالحسن بن فرات اور خلیفہ مقتدر کے خاص خاص مصاحبین حاضر دربار نہ ہوئے۔

عہدوں کی تقسیم: عبداللہ بن خلیفہ معتر نے بیعت خلافت لینے کے بعد المرتضیٰ باللہ کے لقب سے خود کو ملقب کیا اور محمد بن داؤد بن جراح کو عہدہ وزارت عنایت فرمایا۔ علی بن موسیٰ کو حکمہ دوا دین سپرد کر دیا اور خلیفہ مقتدر کو لکھ بھجھا کہ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ تم دار الخلافہ چھوڑ کر باہر آ جاؤ اور خلافت کی ہوس دل سے نکال ڈالو۔ غریب مقتدر نے لکھا ”مجھے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل منظور ہے۔ مگر شام تک کی مہلت عطا کی جائے رات کے وقت موٹس خادم، موٹس خازن، غریب الحال اور کل خدام حاشیہ نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ چونکہ ہم لوگ ایک عام مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس سے خلاصی اگر ہو سکتی ہے تو اس ذریعہ سے ہو سکتی ہے کہ ہم لوگ کوئی فتنہ برپا کریں۔“

حسین بن حمدان کی پسپائی: صبح کو حسین بن حمدان دار الخلافہ کے دروازہ پر گیا۔ خلیفہ مقتدر کے خدام اور غلاموں نے فضیلوں پر سے حسین بن حمدان پر تیروں کا مینہ برسانا شروع کیا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ تمام دن بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی۔ غروب آفتاب کے قریب حسین نے اپنے ہمراہیوں کو واپسی کا حکم دیا۔ جوں ہی رات کی تاریکی بڑھی، مع اپنے اہل و عیال کے موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر کے مداحوں نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر عبداللہ بن معتر پر حملہ کی تیاری کر دی کشتیوں پر سوار ہو کر عبداللہ بن معتر کے مکان کی طرف بڑھے جو دجلہ کے کنارہ پر تھا عبداللہ بن معتر کے ہمراہی ان لوگوں کو دیکھ کر کچھ ایسے خوفزدہ اور مرعوب ہوئے کہ بلا جدال و قتال قبل اس کے کہ وہ کشتیاں کنارے پر آئیں اور وہ لوگ اتریں بھاگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے حسین بن حمدان کے مزید الزام تھوپ دیا کہ اس نے خلیفہ مقتدر سے سازش کر لی ہے۔

ابن معتر کی روپوشی: عبداللہ بن معتر اور اس کا وزیر محمد بن داؤد بن جراح مکان سے نکلے اور اس ظن فاسد کی بنا پر کہ جن لشکریوں نے بیعت کر لی ہے ضرور ساتھ دیں گے اور غالباً سامرائین آئیں گے جس سے خلیفہ مقتدر کی مدافعت ہم کر سکیں گے سوار ہو کر راستہ صحرا کا لیا۔ تھوڑی سی مسافت طے کر کے دونوں میدان میں پہنچے تو تھما تھے۔ مجبوراً شہر میں واپس آئے اور لوگوں کے مکانات میں روپوش ہو گئے۔ محمد بن داؤد وزیر تو اپنے ہی مکان میں جا چھپا اور عبداللہ بن معتر نے مع اپنے خادم کے ابو عبداللہ بن حصاص کے مکان میں پناہ لی۔ بد معاشوں، بازار یوں اور آبرو باختہ لوگوں کی بن آئی۔ لوٹ مار اور قتل کا بازار گرم کر دیا۔ ابن عمرو یہ افسر پولیس بھی عبداللہ بن معتر کی بیعت کی تھی۔ اہل شہر کا یہ رنگ دیکھ کر لوگوں کو دھوکا دینے کی غرض

سے منادی کرا دی کہ میں خلیفہ مقتدر کا بدلہ لینا چاہتا ہوں اور لوگوں کو جمع کر کے عوام الناس کی طرف جھکا۔ عوام الناس سمجھ گئے اور تلواریں نیام سے نکال کر بھڑ گئے۔ ابن عمرو یہ بھاگ کر ایک مکان میں جا چھا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت خازن کو پولیس کی افسری عنایت فرمائی اور اس طوفان کے فرو کرنے کا حکم دیا۔ پھر کیا تھا، حامیان علم خلافت شہر میں پھیل گئے۔ باغیوں کی گرفتاری ہونے لگی۔ وصیف بن ضواری تکین گرفتار ہو کر آیا اور مار ڈالا گیا۔ قاضی ابو عمرو علی بن عیسیٰ اور قاضی محمد بن کلف بھی گرفتار ہو کر آئے مگر رہا کر دیئے گئے بعد ازاں قاضی ابو ثنی احمد بن یعقوب پابہ زنجیر حاضر کیا گیا حاضرین میں سے کسی نے خلیفہ مقتدر کی بیعت کرنے کو کہا جواب دیا ”وہ ابھی لڑکا ہے میں اس کی بیعت نہ کروں گا“۔ خلیفہ مقتدر نے اشارہ کر دیا۔ اس کا سر اتار لیا گیا اس کے بعد ابو الحسین بن فرات کو بلا بھیجا یہ عبد اللہ بن معتر کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا۔ تھوڑی سی دیر کے بعد حاضر ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے خلعت خوشدودی عنایت کی اور قلعہ ان وزارت سپرد کر دیا۔

ابن معتر کا انجام: ابن حصص کے خادم سوس نامی نے صافی خرمی (یہ خلیفہ مقتدر کا غلام تھا) سے جا کر خبر کر دی کہ ابن معتر ایک گروہ کے ساتھ میرے آقا کے مکان میں چھپا ہوا ہے۔ صافی خرمی نے خلیفہ مقتدر کو اس کی اطلاع کر دی۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دے دیا اور ابن حصص کے مکان کا فوراً محاصرہ کر لیا گیا۔ دروازے توڑ ڈالے گئے ابن معتر گرفتار ہو گیا تمام شب جیل میں رہا۔ صبح کے وقت اس کے دونوں ہتھکڑیاں کاٹ ڈالے گئے اور وہ مر گیا اس کی نعش اس کے اہل و عیال کو دے دی گئی اور ابن حصص کو اس الزام میں گرفتار کر کے مال کثیر لے کر رہا کر دیا۔

باغیوں کو سزا سنیں: محمد بن داؤد (عبد اللہ بن معتر کا وزیر) بھی روپوش تھا۔ پتہ لگا کے گرفتار کر لیا گیا اور دربار خلافت میں پہنچنے کے ساتھ قتل کر ڈالا گیا۔ علی بن عیسیٰ بن علی واسطی کی جانب جلا وطن کیا گیا مگر وزیر السلطنت ابن فرات سے مکہ جانے کی اجازت طلب کر کے براہ بصرہ مکہ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ قاضی ابو عمرو علی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا گیا۔ حسین بن حمدان کی گرفتاری کے لئے ایک لشکر موصل کی طرف روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہوا۔ وزیر السلطنت ابن فرات کی سفارش سے ابن عمرو یہ افسر پولیس اور ابراہیم بن کیفلیغ وغیرہما کی جان بچی اور فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ خدام دولت اور ہوا خواہان خلافت مقتدر انعام اور صلے لینے کو دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور وزیر السلطنت نے عباسیوں، طالبیوں، سپہ سالاران لشکر اور امراء دولت کو اعلیٰ قدر مراتب انعامات اور صلے دیئے۔ بیت المال میں جو کچھ تھا اس کا حصہ کثیر تقسیم کر دیا۔

حسین بن حمدان کی اطاعت: اس ہنگامہ کے فرو ہونے پر خلیفہ مقتدر نے قاسم بن سیمہ کو سپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ حسین بن حمدان کی گرفتاری و تعاقب پر متعین فرمایا۔ قاسم بن سیمہ قرقیسا اور ریحہ تک حسین کی تلاش میں بڑھتا چلا گیا مگر ناکام رہا۔ جب خلیفہ مقتدر نے ابو الہیجا بن حمدان (یہ حسین بن حمدان کا بھائی اور خلیفہ مقتدر کی طرف سے امیر موصل تھا) کے نام حسین کی گرفتاری کا فرمان روانہ کیا۔ چنانچہ ابو الہیجا قاسم بن سیمہ اور سپہ سالاران لشکر کے ساتھ حسین کی تلاش میں روانہ ہوا۔ مکریت کے قریب حسین سے ملاقات ہو گئی ایک دوسرے سے متصادم ہوا۔ حسین شکست کھا کر بھاگا اور اپنے بھائی ابراہیم کی معرفت دربار خلافت میں امان کی درخواست روانہ کیا۔ اسے امان دے دی گئی۔ حسین نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کی خلافت پناہی نے خلعت مرحمت فرمائی اور عباس بن عمر غوی کو معزول کر کے قم و قاشقان کی سند حکومت دے دی۔ حسین نے رخصت ہو کر قم کا راستہ لیا۔ اس اثناء میں فارس (اسماعیل سامانی ماوراء النہر کا

غلام آگیا) خلیفہ مقتدر نے دیار ربیعہ کی گورنری مرحمت فرمائی۔

افریقہ میں شیعہ حکومت: عبید اللہ مہدی یہ عبیدی ہیں نہا اپنے خلیفہ عبید اللہ مہدی بن محمد حبیب بن جعفر صادق ابن محمد مکتوم بن اسماعیل بن جعفر صادق کی طرف منسوب ہیں۔ اس نسب کے غلط ہونے کی طرف توجہ نہ کرنی چاہئے کیونکہ خلیفہ معتضد نے جو خط ابن اغلب کو قیردان میں اور ابن مدرار کو سلجاسہ میں اس کی گرفتاری کے متعلق تحریر کیا تھا جبکہ یہ بلاد مغرب کی جانب چلا گیا تھا وہ اس نسب کی صحت کی شہادت دے رہا ہے اور شریف رضی کے یہ اشعار بھی اس کے موید ہیں۔

ایلس الدل فی بلاد الاعادی
وبمصر الخلیفۃ العلوی
من ابیہ ابی و مولاه مولای
اذضامننی العید القصی
لفہ عرقی بمعرفۃ سید الناس
جمیعاً محمد و علی

”مصر اور دیگر ممالک کے دشمنوں کو خلیفہ علوی نے ذلیل و خوار کر دیا۔

اس کا باپ اور میرا باپ اس کا مولیٰ اور میرا مولایک ہی ہے۔ اگرچہ غیر خاندان والے مجھ کو ذلیل سمجھیں۔

میرا سلسلہ نسب اور اس کا سلسلہ نسب سید الناس محمد علی سے ملتا ہے۔“

اور جو محضر بغداد میں بزمانہ خلافت خلیفہ قادر میں ان عبیدیوں کے نسب کے رد و قدح کے متعلق لکھا گیا تھا اور اس پر مشاہیر علماء قدوری، صہیری، ابوالعاس، ابیوردی، حامد اسفراینی، ابو الفضل نسوی، ابو جعفر نسبی اور علویہ میں سے مرتضیٰ ابن بطحای ابن ازرق اور معتد علیہ شیعہ ابو عبد اللہ بن نعمان کے دستخط بطور شہادت کے ثبت کئے گئے تھے۔ وہ شہادت سمعی تھی۔ دولت عباسیہ میں تقریباً دو سو برس سے ہر جگہ مشہور ہو رہی تھی اور سمعی شہادت ایسے مواقع میں کہ یہ شہادت نفی کی ہے جائز۔ ایسی صورت میں اس محضر اور خلیفہ معتضد کے خط میں کوئی تعارض بھی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ ان کی جانب میلان طبع اور ان کا اپنے دعاوی میں سرسبز ہونا ان کے نسب کے صحیح ہونے پر روز روشن کی طرح دلالت کرتا ہے اور جن لوگوں نے ان کو نسبتاً یہودیت یا نصرانیت میں میمون قداح وغیرہ کی طرف منسوب کیا ہے ان لوگوں کو وہ گناہ کافی ہے۔ جو اس اختراء پر دازی پر عائد ہوتا ہے۔

باقی رہی ان کی دعوت کی کیفیت اس کو ہم مقدمہ کتاب میں شیعہ کے تذکرہ میں بیان کرتے ہیں۔

زیدیہ اور رافضیہ: مذہب شیعہ اس امر پر اتفاق کر لینے کے بعد حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کل صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے افضل ہیں۔ زیدیہ اور رافضیہ کی طرف منقسم ہوتے ہیں۔ زیدیہ باوجود تفضیل حضرت علی کے شیخین (ابو بکر و عمر) کی صحت و امامت کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک امامت مفضول کی باوجود موجودگی افضل کے جائز ہے۔ یہ مذہب زید شہید اور ان کے متبعین کا ہے۔ رافضیہ خود کو امامیہ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں یہ شیخین سے ہمراہ کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ شیخین نے اس وصیت پر عمل نہیں کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے متعلق علی کے حق میں کہی تھی۔ باوجودیکہ کہ وصیت کی کسی

تاریخ ابن خلدون خلافت بنو عباس (حصہ دوم) ایسے طریقے سے روایت نہیں کی گئی جس کے صحیح ہونے پر ذہن ذرا بھی ملتفت پایا جائے اور نہ کسی نے سلف میں سے اس پر یقین کیا ہے جو قابل اقتداء ہیں بے شک اور بلاشبہ یہ رافضیہ کی گھڑی اور بنائی ہوئی وصیت ہے جس میں کچھ اصلیت نہیں ہے۔

اثنا عشریہ اور اسماعیلیہ: رافضیہ کی دو قسمیں ہیں۔ اثنا عشریہ اسماعیلیہ۔ اثنا عشریہ خلافت امارت کو علی کے بعد حسن حسین علی (زین العابدین) محمد باقر اور جعفر صادق ان کے بیٹے موسیٰ کاظم اور ان کے بعد ان کی اولاد کی طرف سلسلہ واحد بارہویں امام تک منتقل کرتے ہیں اور بارہویں امام مہدی ہیں جو ان کے زعم فاسد کے مطابق غار سرمن رائے میں چلے گئے ہیں اور یہ فرقہ اس وقت ان کے خروج کے انتظار میں ہے۔ اسماعیلیہ کرسی خلافت و امارت پر جعفر صادق کے بعد ان کے بیٹے اسماعیل کو بٹھلاتے ہیں اور اسماعیل کے بعد اسماعیل کے اعقاب کی طرف سلسلہ خلافت و امارت منتقل کرتے ہیں۔ بعض ان میں سے عبید اللہ (یہی عبید اللہ مہدی جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) پر پہنچ کر رک جاتا ہے اور یہ عبیدین کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں اور بعض ان میں سے یحییٰ بن عبید اللہ بن مکتوم سلسلہ خلافت و امامت کو پہنچا دیتا ہے۔ اس گروہ کو قرامطہ کہتے ہیں مگر یہ جھوٹ ہے کیونکہ محمد مکتوم بن اسماعیل کا کوئی لڑکا عبید اللہ نامی نہ تھا۔

عبیدہ: ان عبیدیوں کے ہوا خواہوں اور گروہ والے مشرق، یمن اور افریقہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے دو شخص ایک معروف بہ حلوانی دوسرا شخص مشہور بہ سفیانی افریقیہ گیا تھا۔ ان دونوں کو انہیں عبیدیوں کے ہوا خواہوں اور گروہ والوں نے بھیجا تھا اور یہ سمجھا دیا تھا کہ عرب کی سر زمین شور ہے۔ تم لوگ افریقیہ چلے جاؤ اور کاشت کاری کر کے اس سر زمین کو سرسبز اور باشر کرد۔ چنانچہ حلوانی اور سفیانی نے افریقیہ میں پہنچ کر ایک نے سر زمین کتامہ شہر مرجنہ میں قیام کیا اور دوسرا شہر سوق حماد میں مقیم ہوا۔ انہیں دونوں کے ذریعہ سے اس اطراف میں بالعموم اور کتامہ میں خصوصی طور پر اس مذہب کا شیوع ہوا۔

عبیدہ اعتقادات: ان لوگوں کو یہ زعم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نصوص جلیہ و ارشادات واضحہ خلافت و امارت کی حضرت علیؑ کے حق میں وصیت کی تھی۔ جس سے صحابہؓ (عیاذ باللہ) نے اعراس و عدول کر کے حضرت علیؑ کے سوا دوسرے کو وظیفہ بنالیا۔ اس وجہ سے ان صحابہ سے تبراء کرنا واجب ہے جنہوں نے اس وصیت سے عدول و انحراف کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت علیؑ نے اپنے بیٹے حسن کو اور پھر حسن نے اپنے بھائی حسین کو حسین نے اپنے بیٹے علی زین العابدین کو علی زین العابدین نے اپنے بیٹے محمد الباقر کو محمد الباقر نے اپنے بیٹے جعفر الصادق کو جعفر الصادق نے اپنے بیٹے امام اسماعیل کو امام اسماعیل نے اپنے بیٹے محمد المکتوم کو محمد المکتوم نے اپنے بیٹے جعفر المصدق کو جعفر المصدق نے اپنے بیٹے محمد الحبيب کو محمد الحبيب نے اپنے بیٹے عبید اللہ المہدی کو اپنا وصی اور سریر خلافت و امارت کا جانشین و وارث بنایا تھا۔

شیعی داعی ابو عبید اللہ: یہ وہی عبید اللہ المہدی ہے جس کا ابو عبد اللہ شیعہ داعی تھا۔ ان لوگوں کے ہوا خواہ اور ہم خیال سر زمین عرب میں یمن سے حجاز و بحرین تک اور تمام ملک خراسان اور کوفہ و بصرہ و طالقان میں پھیلے ہوئے تھے۔ محمد الحبيب سر

۱۔ محمد کو مکتوم کے لقب سے ملقب اس وجہ سے کرتے تھے کہ اسماعیلیہ خوف مخالفین ان کے نام کو چھپاتے تھے۔
۲۔ ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن زکریا شیعہ صنعا کا رہنے والا تھا۔ ابن جوشب بھاری صحبت میں رہا کرتا تھا جب حلوانی کے مرنے کی خبر آئی تو ابن جوشب نے ان کو سر زمین مغرب کی طرف روانہ کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۲۔

زمین جمص مقام سلمیہ میں رہتا تھا۔ ان لوگوں کی یہ عادت تھی کہ ہر سمت میں جہاں پہنچتے آل محمد کی حمایت اور ان کی محبت کی دعوت دیتے اور آہستہ آہستہ اپنے عقائد کو سکھاتے تھے۔ ہر ملک کے شیعہ اکثر اوقات حضرت امام حسین کی قبر کی زیارت کو کر بلا آتے اور پھر کر بلا سے بغرض زیارت آئندہ جو امام اسماعیل کی اولاد سے تھے۔ سلمیہ کو جاتے یمن میں بھی ان لوگوں کے ہوا خواہ اور ہم مذہب تھے۔

محمد بن فاضل: محمد بن فاضل نامی ایک شخص یمن کا رہنے والا جو اصل میں نسری تھا۔ ایک بار انہیں ایام میں محمد الحلبیہ کی زیارت کو آیا ہوا تھا۔ رستم بن حسین بن جوشب بن داؤد نجار نے (یہ کوئی تھا) اپنے ہمراہیوں کو اس کے ساتھ کر دیا اور دولت و عورت عہد یہ کے قائم کرنے کی ہدایت کر دی۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی سمجھا دیا کہ عنقریب مہدی موعود خروج کرنے والے ہیں۔ جس قدر جلد ممکن ہو اپنی جماعت بڑھا لو۔ محمد بن فاضل نے مع ہمراہیان رستم یمن میں پہنچنے کے قبیلہ بنی موسیٰ میں قیام کیا اور وعظ و پند سے ان لوگوں کے قلوب کو امام محمد الحلبیہ کی طرف مائل کرنے لگا۔ بظاہر دعوت کا طریقہ نہایت سادہ اور سیدھا تھا۔ آل محمد کی حمایت اور ان سے محبت کرنے پر کون مسلمان بھلا آمادہ نہ ہوتا۔ تھوڑے ہی دنوں میں یمن کے اطراف و جوانب والے اس دعوت میں شریک اور اس کے تابع ہو گئے اور اس نے رفتہ رفتہ یمن کو دبا لیا اور ان لوگوں کے دماغوں میں بھی اپنے زہر آلود خیالات کو بھر دیا۔ ابو عبد اللہ حسن بن احمد بن محمد بن زکریا معروف بہ مختب (جس سے آپ بھی اُدپر تعارف حاصل کر چکے ہیں) امام محمد الحلبیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام محمد الحلبیہ نے اس کو لائق آدمی خیال کر کے ابو جوشب کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ابو عبد اللہ نے ابو جوشب کی محبت میں ایک مدت تک رہ کر علم و کمال حاصل کیا۔ بعد ازاں ابو جوشب نے ابو عبد اللہ کو حجاج یمن کے ہمراہ مکہ معظمہ روانہ کیا اور ابو عبد اللہ بن ابی ملاحف کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔

مہدی موعود کے ظہور کا اعلان: ابو عبد اللہ اور عبد اللہ نے ایام حج میں پہنچ کر کتابہ کے قافلہ مثلاً حریث جبلی اور موسیٰ بن مکاد وغیرہ سے ملاقات کی اور راہ و رسم پیدا کی۔ کتابہ کے قافلے والے ابو عبد اللہ اور عبد اللہ کا زہد و ورع اور عبادت کو شہرہ کو دیکھ کر کچھ ایسے گردیدہ ہوئے کہ ان کی خدمت کو سعادت دارین سمجھنے لگے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میں بھی اس سعادت کو حاصل کر لوں۔ بعد اوائے مناسک حج ان دونوں نے قافلہ کتابہ کے ساتھ کوچ کیا۔ چند ہویں ربیع الاول ۲۸۸ھ میں کتابہ پہنچے۔ اہل کتابہ نے ان دونوں کے لئے ایک مکان کوہ انگجان پر جس کو ان لوگوں نے فج الاخیار کے نام سے بعد کو موسوم کیا بنوا دیا۔ لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوئی اور یونانیو ماجوزہ و عبادت کو شہر میلان و گرویدگی بڑھتی چلی گئی۔ اب ابو عبد اللہ اور عبد اللہ آہستہ آہستہ وقت بے وقت یہ سمجھانے لگے کہ مہدی موعود نے ہم کو اسی مقام پر قیام کرنے کی ہدایت و تلقین کی تھی اور وہ عنقریب خروج کیا چاہتے ہیں۔ ان کے محین اور انصار وہ لوگ ہوں گے جو اپنے زمانے کے اختیار ہوں گے۔ ان کے انصار کا نام کتمان سے مشتق ہے۔ اگرچہ صاف طور سے نہیں ظاہر فرمایا ہے مگر قرینہ یہ کہتا ہے کہ غالباً یہی اہل کتابہ ہوں گے۔ علماء کتابہ مجتمع ہوئے ابو عبد اللہ سے مناظرہ کرنے کو آئے۔ ابو عبد اللہ نے مناظرہ سے انکار کیا مگر عوام الناس ان کی شیعہ بازیوں اور جیلوں میں آگئے اور بعد ہفتہ و فساد کے اس کی دعوت میں شریک اور اس کے مذہب میں شامل ہو گئے۔ یہ لوگ اس کو ابو عبد اللہ مشرقی شیعہ کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

اہل کتابہ کی اطاعت: کچھ عرصہ بعد اہل کتابہ میں پھر ایک جوش پیدا ہوا اور اکثر ابو عبد اللہ کے قتل پر مجتمع ہوئے

کھڑے ہوئے اس وقت حسن بن ہارون نامی ایک شخص نے ابو عبد اللہ کی حمایت پر کمر ہمت باندھ لی اور اس کو اہل کتابہ کے ہاتھوں سے بچا کر شہر ناصروت (سرزمین زرراہ) میں جا کے ٹھہرا دیا اور اس کے متبعین کو جمع کر کے مخالفین سے معرکہ آرائی کی۔ تا آنکہ سب نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور ابو عبد اللہ کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا۔ ابراہیم بن احمد بن اغلب والی افریقیہ کو قیروان میں اس کی خبر گئی۔ عامل میلہ سے کیفیت طلب کی۔ عامل میلہ نے رپورٹ دی کہ ابو عبد اللہ ایک تارک الدنیا شخص ہے۔ مونے جھوٹے کپڑے پہنتا ہے۔ لوگوں کو صوم و صلوة کی ہدایت کرتا ہے۔ ابراہیم بن احمد یہ سن کر خاموش ہو رہا۔

ابو عبد اللہ کی سرکوبی۔ اس کے بعد ابو عبد اللہ نے آہستہ آہستہ اپنی جمیعت بڑھالی اور قباہل کتابہ کو مجتمع کر کے شہر میلہ پر دفعۃً حملہ کر دیا۔ چنانچہ دو چار روز کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ مفتوح کر لیا۔ ابراہیم بن احمد یہ خبر پا کے اپنے بیٹے احوال کو بسرگروہی ایک عظیم الشان لشکر کے جس کی تعداد میں ہزار سے زائد تھی ابو عبد اللہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اس معرکہ میں اہل کتابہ کو شکست ہوئی۔ ابو عبد اللہ نے بھاگ کر کوہ النجان میں دم لیا احوال نے شہر ناصروت اور میلہ میں آگ لگا دی اور کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

ابو عبد اللہ کا خاتمہ۔ اس معرکہ کے بعد ابو عبد اللہ نے کوہ النجان میں ایک شہر آباد کیا اور اس کو دارالہجرت کے نام سے موسوم کیا۔ اس اثنا میں ابراہیم بن احمد والی افریقیہ نے وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو العباس افریقیہ کا گورنر ہوا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد یہ بھی راہی ملک عدم ہوا اور زیادۃ اللہ کو افریقیہ کی گورنری مرحمت ہوئی اس وقت احوال نے ایک کثیر التعداد لشکر مجتمع و مرتب کئے ہوئے ابو عبد اللہ کے قریب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ زیادۃ اللہ نے دھوکے سے اس کو بلا کر قتل کر ڈالا۔

عبید اللہ بن حبیب کی امامت۔ محمد الحبيب نے بوقت وفات امارت و امامت کی اپنے بیٹے عبید اللہ کے حق میں وصیت کی اور یہ کہا کہ ”میرے نورعین! تم ہی مہدی ہو میرے بعد تم ہجرت بعیدہ کرو گے طرح طرح کے مصائب اور آلام کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ذرا استقلال اور صبر سے کام لینا“۔ غرض محمد الحبيب کے انتقال کر جانے کے بعد عبید اللہ نے زمام امامت اپنے ہاتھ میں لی اور ممالک قریبہ و بعیدہ میں اپنے داعیوں کو بھیجا۔ انہیں دنوں ابو عبد اللہ شیعہ نے اہل کتابہ کا ایک وفد روانہ کیا اور اپنی فتوحات کی اطلاع دی اور یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ آپ کے انتظار میں ہیں جلد تشریف لائیں۔ رفتہ رفتہ یہ خبریں خواص اور عوام میں مشہور ہو گئیں۔ خلیفہ مکتفی نے عبید اللہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ عبید اللہ یہ خبر پا کے مع اپنے بیٹے نزار کے بھاگ گیا۔ جو اس کے بعد جانشین مسند امامت ہوا اور اس نے القائم کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔

عبید اللہ کی گرفتاری۔ عبید اللہ نے سرزمین حمص سے نکل کے مغرب کا راستہ لیا اس کے ہمراہ اس کے لڑکے کے علاوہ اس کے خاص اصحاب اور خدام کا ایک گروہ بھی تھا۔ منازل طے کر کے مصر پہنچا۔ ان دنوں مصر میں عیسیٰ نوشری حکومت کر رہا تھا۔ عبید اللہ سودا گروں کا لباس پہنے ہوئے مصر میں داخل ہوا۔ خلیفہ مکتفی کا بھی فرمان شعر گرفتاری عبید اللہ پہنچ گیا جس میں اس کا

۱۔ زیادۃ اللہ ابو العباس عبد اللہ بن ابراہیم بن احمد بن اغلب کا بیٹا تھا۔ عیش مزاج، کھلاڑی امور سلطنت سے غافل اور ہوا پرست تھا۔ اس نے احوال کو محض اس خیال سے کہ مبارک دایہ غلغلہ اندازہ عیش و آرام ہو قتل کیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۸)۔

جیلہ وغیرہ لکھا ہوا تھا۔ عیسیٰ نوشری نے جاسوسوں اور مخبروں کو عبید اللہ کی جستجو میں چاروں طرف پھیلا دیا نوشری کے کسی مصاحب نے عبید اللہ کو اس سے مطلع کر دیا۔ عبید اللہ اپنے رفقاء اور خدام کے ساتھ نکل بھاگا مگر اتفاق یہ کہ نوشری سے ملاقات ہو گئی۔ صورت و شکل اور رفتار و گفتار سے نوشری تازہ گیا کہ ہونہ ہو یہی عبید اللہ ہے۔ فوراً گرفتار کر لیا ہے اتنے میں دوپہر ہو گئی۔ دسترخوان بچھا کر نوشری نے عبید اللہ سے کہا اس نے روزہ کا عذر کیا۔ بعد ازاں باتوں باتوں میں نوشری نے عبید اللہ سے حقیقت حال دریافت کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔

عبید اللہ کی رہائی و فرار عبید اللہ نے ایسے فقرے کہے کہ نوشری کے دل کو اس کے بے جرم اور بے خطا ہونے کا یقین ہو گیا۔ ہنوز نوشری نے عبید اللہ کو رہا نہ کیا تھا کہ اس کا بیٹا ابو القاسم اپنے شکاری کتے کو ڈھونڈتا ہوا آپہنچا نوشری نے دریافت کیا ”یہ کون ہے؟“ بتلایا گیا کہ ”یہ عبید اللہ کا لڑکا ہے“ نوشری نے اس سے یہ خیال قائم کیا کہ اگر یہ شخص دعوے دار خلافت ہوتا تو اس کا بیٹا ایک شکاری کتے کی تلاش میں موت کے منہ میں نہ چلا آتا۔ عبید اللہ کو رہا کر دیا۔ عبید اللہ نے رہائی کے بعد کوچ شروع کر دیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا اثناء راہ میں مقام طاحونہ پر چوروں سے سابقہ پڑ گیا کل مال و اسباب چرائے گئے۔ اس سامان میں کچھ کتابیں ملائم کی تھیں جو اس کو وراثت میں ملی تھیں۔ ان کتابوں کے ضائع ہونے سے عبید اللہ کو سخت صدم ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبید اللہ کے بیٹے ابو القاسم نے جب مصر پر فوج کشی کی تھی تو اسی مقام سے فوج کشی کی تھی۔

ابو العباس شیعہ کی گرفتاری عبید اللہ طاحونہ سے روانہ ہو کر مع اپنے رفقاء اور لڑکے کے طرابلس پہنچا تو تجارت پشہر اصحاب جو اس کے ہمراہ تھے وہ اس سے علیحدہ ہو گئے عبید اللہ نے اسی مقام سے ابو العباس برادر ابو عبد اللہ شیعہ کو کتابہ کی طرف روانہ کیا قیروان پہنچا۔ زیادۃ اللہ کو ان واقعات کی خبر ابو العباس کے پہنچنے سے پہلے پہنچ چکی تھی۔ اس نے سراغ رسانی کر کے ابو العباس کو گرفتار کر لیا اور عبید اللہ کے حالات دریافت کئے۔ ابو العباس نے انکار کیا۔ زیادۃ اللہ نے جھلا کے جیل میں ڈال دیا اور حامل طرابلس کو عبید اللہ کو گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا کسی ذریعہ سے عبید اللہ تک یہ خبر پہنچ گئی اور اس نے طرابلس کو خبر یاد دہ کر قسطلیلہ کا راستہ لیا اور پھر اس خوف سے کہ ابو العباس برادر ابو عبد اللہ شیعہ قیروان میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ قسطلیلہ سے سلجماسہ کا رخ کیا۔

عبید اللہ کی دوبارہ گرفتاری سلجماسہ میں ابن مدرار کے گروہ والے تھے ان لوگوں نے عبید اللہ کی بڑی آؤ بھگت کی۔ عزت و توقیر سے ٹھہرایا۔ اس اثناء میں زیادۃ اللہ کا خط آپہنچا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خلیفہ ملکنی کا فرمان تھا لکھا ہوا تھا کہ یہی شخص مدعی مہدویت ہے اس کی طلعی کے خطوط کتابہ سے آرہے ہیں فوراً گرفتار کر کے جیل میں ڈال دو۔ والی سلجماسہ نے بہرہ جب اس حکم کے عبید اللہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

ابو عبد اللہ شیعہ کی فتوحات ابو عبد اللہ شیعہ کے حالات اور آئے دن بلاد افریقیہ کے دبائے جانے کے واقعات سے آپ کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے۔ زیادۃ اللہ والی افریقیہ نے پہلے تو کچھ خیال نہ کیا لیکن ابو عبد اللہ کی جمعیت بڑھتے ہوئے اور بلاد افریقیہ کو اپنے قبضہ و تصرف سے نکلتے ہوئے دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا اور چاروں طرف سے لشکر فراہم کر کے اپنے ایک عزیز و قریبی رشتہ دار ابراہیم بن حیش کو امیر لشکر مقرر کے کتابہ کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر کی تعداد چالیس ہزار

تھی۔ نامی نانی جنگ آور اور سپہ سالار اس مہم میں بھیجے گئے تھے۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے یہ لشکر قسطلہ تک پہنچ کے ٹھہر گیا۔ ابو عبد اللہ نے یہ خبر پا کے ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور اس کو اپنا مسکن بنالیا۔ چھ مہینے کامل ابراہیم اپنا لئے ہوئے ابو عبید اللہ کے اترنے کے انتظار میں دامن کوہ میں پڑا رہا۔ مجبوراً ساتویں مہینہ شہر کرتہ پر حملہ کر دیا۔ کرتہ میں ابو عبد اللہ کی تھوڑی سی فوج رہتی تھی۔ جاسوسوں نے ابو عبد اللہ کو اس کی خبر کر دی ابو عبد اللہ نے اپنے رسالہ کو ابراہیم کے لشکر پر شب خون مارنے کو بھیج دیا۔ ہنوز ابراہیم کرتہ تک نہ پہنچے پایا تھا کہ ابو عبد اللہ کے رسالہ نے چھاپہ مارا۔ ابراہیم کے ہوش و حواس جاتے رہے کمال بے سرو سامانی سے شکست کھا کر قیروان کی طرف بھاگا۔ ابو عبد اللہ نے فتح کا اطلاع نامہ عبید اللہ کی خدمت میں روانہ کیا اس وقت یہ سلجماسہ کے قید خانہ میں تھا۔

طنبہ اور بلزمہ پر قبضہ: ابو عبد اللہ نے اس مہم سے فارغ ہو کر شہر طنبہ پر چڑھائی کر دی اور ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اس طور پر اس کو مفتوحہ کر کے شہر بلزمہ کا رخ کیا۔ اہل بلزمہ مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ بالآخر ابو عبد اللہ نے بزور فتح اس کو بھی فتح کر لیا۔ زیادۃ اللہ والی افریقیہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک عظیم الشان لشکر بارون طنبی کی سرکوبی میں روانہ کیا۔ طنبی نے ابتداً شہر دارملوک پر فوج کشی کی۔ اہل دارملوک نے ابو عبد اللہ شیبی کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کو اپنا امیر تسلیم کر لیا تھا۔ طنبی نے دارملوک کی شہر پناہ کو منہدم کر کے بزور فتح شہر پر قبضہ حاصل کر لیا۔

بارون طنبی کی شکست: بعد ازاں ابو عبد اللہ کی طرف بڑھا۔ اثناء راہ میں ابو عبد اللہ کا پتروں ملا۔ طنبی کا لشکر دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اتری اور بے ترتیبی کے ساتھ دائیں بائیں چھپنے لگا۔ جاسوسوں نے ابو عبد اللہ کو اس کی اطلاع کر دی۔ ابو عبد اللہ پیام اجل کی طرح طنبی کے سر پر آپڑا۔ طنبی کا لشکر بلا جدال و قتال بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی بھگدڑ میں طنبی مارا گیا۔ ابو عبد اللہ نے کامیابی کے ساتھ شہر عسلی پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ سے زیادۃ اللہ کا جوش انتقام اور زیادہ بڑھا اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے ۲۹۵ھ میں ابو عبد اللہ پر حملہ کر دیا۔ مقام اربس میں پہنچ کر بعض مصاحبوں نے یہ رائے دی کہ آپ ابو عبد اللہ کے مقابلہ پر نہ جائیے۔ خدا نخواستہ اگر کوئی واقعہ پیش آ گیا تو ہم لوگوں کا کوئی پڑسان حال نہ رہے گا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ دارالحکومت کو واپس جائیے اور جس پر آپ کو اطمینان ہو اس کی ماتحتی میں لشکر روانہ فرمائیے۔ زیادۃ اللہ نے اس رائے کو پسند کیا۔ لشکر کو تو بسرگروہی اپنے ایک عزیز و قریبی رشتہ دار ابراہیم بن ابی اخطب کے ابو عبد اللہ کی طرف روانہ کیا اور خود قیروان کی جانب مراجعت کر دی۔

باغایہ مراجعہ اور قصر بن برقبضہ: ابو عبد اللہ کو اس کی خبر لگ گئی فوراً باغایہ پر حملہ کر دیا عامل باغایہ شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ابو عبد اللہ نے باغایہ میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس کے بعد شہر مراجعہ کا قصد کیا۔ اہل مراجعہ نے قبضہ دینے سے انکار کیا۔ لڑائی ہوئی آخر کار انہیں لڑائیوں میں والی مراجعہ مارا گیا اور ابو عبد اللہ نے بزور فتح قبضہ حاصل کر کے شہر بقیاش کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل بقیاش نے امان حاصل کر کے اس کو شہر سپرد کر دیا۔ بقیاش کے فتح ہونے پر چاروں

۱۔ اس خط کو ابو عبد اللہ نے اپنے ایک معتبر دوست کے ذریعہ سے سلجماسہ روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ جس طرح ممکن ہو عبید اللہ مہدی تک یہ خط ضرور پہنچا دیا جائے تا کہ اس نے سلجماسہ میں پہنچنے کے بوجھوں کا بھیجیں بدلا اور گوشت بچنے کے بہانے سے جیل سلجماسہ میں داخل ہو کر خط دیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر)

طرف سے امان کی درخواستیں آنے لگیں۔ بہت سے قبیلوں نے حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی۔ ابو عبد اللہ نے سب کو امان دی اور چند لوگوں کو ان بلاد کی محافظت اور انتظام پر مقرر کر کے خود ایک دستہ فوج کے ساتھ مسکیانہ کی طرف روانہ ہوا پھر مسکیانہ سے تہہ اور حجانہ کی طرف کوچ کیا۔ بعد ازاں قصرین (سرزمین قنودہ) کا رخ کیا۔ پھر قصرین سے رقادہ کی طرف بڑھا۔ ان مقامات میں لڑائی نہیں ہوئی اور یہ فتح ہوتے گئے۔

قسطیلہ کا محاصرہ: ان واقعات کی اطلاع ابراہیم بن ابی اخطب تک پہنچی۔ وہ اس وقت اربلس میں تھا اور والی افریقیہ کے لشکر کا افسر اعلیٰ تھا۔ یہ خیال کر کے رقادہ میں زیادۃ اللہ والی افریقیہ ہے اور اس کے پاس کوئی بڑا لشکر نہیں ہے اس نے اربلس سے رقادہ کی جانب کوچ کیا۔ ابو عبد اللہ نے رقادہ سے قسطیلہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل قسطیلہ نے امان حاصل کر کے شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ ابو عبد اللہ نے قسطیلہ پر قبضہ حاصل کر کے باغیہ کی جانب معادوت کی۔ ابراہیم بن ابی اخطب نے میدان خالی دیکھ کر باغیہ پر پہنچ کر ابو عبد اللہ کے لشکر کا محاصرہ کر لیا۔ ابو عبد اللہ نے یہ خبر پا کر بارہ ہزار کی جمیعت کے ساتھ پھر باغیہ کی جانب کوچ کیا اور امیر مقدمۃ الجیش کو یہ ہدایت کر دی کہ اگر ابراہیم نے باغیہ چھوڑ دیا ہو تو فتح غرعار سے آگے نہ بڑھنا۔ ہنوز یہ لشکر نہ پہنچے پایا تھا کہ ابراہیم وہاں سے چل دیا۔

معرکہ اربلس: اس کے بعد ۲۹۶ھ میں ابو عبد اللہ نے ایک لاکھ کی جمیعت کے ساتھ ابراہیم پر فوج کشی کی اور چند دستہ فوج کو پیچھے سے لشکر ابراہیم پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور اربلس کے باہر ایک میدان میں لڑائی ہوئی۔ اگرچہ ابراہیم نے نہایت مردانگی سے کام لیا مگر بھائیوں کی پست ہمتی اور بزدلی سے شکست اٹھا کر بھاگا۔ ابو عبد اللہ نے کمال سختی اور بے رحمی سے ابراہیم کے لشکر کو پامال کیا۔ مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا اور اربلس میں گھس کے اہل اربلس کے شبانہ روز قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ بعد ازاں قنودہ میں پہنچ کر قیام کر دیا۔

بنی اخطب کا زوال: ان واقعات کی اطلاع زیادۃ اللہ والی افریقیہ کو ہوئی تو وہ حواس باختہ ہو کر مصر بھاگ گیا۔ اہل شہر رقادہ اپنے حامی اور بددگاروں کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر قیروان اور دسوسہ کی طرف چلے گئے۔ عوام الناس نے بنی اخطب کے محل سراؤں کو لوٹ لیا۔ ابراہیم بن ابی اخطب نے قیروان پہنچ کر دارالامارت میں قیام کیا۔ ردسا شہر اور امراء مملکت کو جمع کر کے ابو عبد اللہ کی مخالفت پر ابھارنے کی کوشش کی۔ مال و اسباب کی مدد چاہی اور بصورت اطاعت و امداد ان کے جان و مال کی محافظت و حمایت کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے معذرت کی کہ ہم لوگ تجارت پیشہ اور عوام الناس ہیں۔ ہم لوگوں کے پاس اس قدر مال و اسباب کہاں ہے کہ آپ کی حمایت کر سکیں اور نہ ہم لوگ جنگ و جدال سے واقف ہیں۔ ابراہیم یہ سن کر خاموش ہو گیا یہ لوگ دارالامارت سے اٹھ کر باہر آئے اور عوام الناس کو اس گفتگو سے مطلع کر دیا۔ عوام الناس یہ سنتے ہی دارالامارت پر ٹوٹ پڑے اور ابراہیم کو نکال دیا۔

ابو عبد اللہ شیبعی کا افریقیہ پر قبضہ: ابو عبد اللہ شیبعی کو جس وقت وہ سب سے میں تھا زیادۃ اللہ کے بھاگ جانے کی خبر لگی اسی وقت رقادہ کی جانب کوچ کر دیا۔ انشاء راہ میں عروہ بن یوسف اور حسن بن ابی خزیرہ نے حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کی اور اس کے ساتھ ساتھ ماہ رجب ۲۹۶ھ میں رقادہ آئے وہاں اس نے امان کی منادی کرادی۔ ابو عبد اللہ کی آمد کی خبر پا کے

اہل قیروان ایمان مانگنے کو آئے۔ ابو عبد اللہ نے ان لوگوں کو امان دے دی اور عزت و احترام سے پیش آیا۔ رقادہ کے مخابرات اور امراء دولت کے مکانات کو اہل کتلمہ پر تقسیم کر دیا۔ قتلہ و فساد اور آتش جنگ فرو ہو جانے پر لوگوں نے اپنے اپنے شہروں کی طرف مراجعت کی۔ ابو عبد اللہ نے انتظام کی غرض سے حسب ضرورت ہر شہر میں اپنے عمال مقرر کئے قتلہ پردازوں اور باغیوں کی گرفتاری کا حکم دیا اور زیادة اللہ کے مال و اسباب اور سلاح خانہ کی حفاظت پر لوگوں کو متعین کیا۔ خطیبوں نے یہ دریافت کیا ”خطبوں میں کس کا نام پڑھا جاوے“۔ ابو عبد اللہ نے کسی کا نام نہ کیا البتہ جدید سکہ رائج کرادیا۔ ایک طرف ”بلغت حجة الله دوسری طرف نفرت اعداء الله“۔ لکھوایا۔ آلا ت حرب پر ”عبدہ فی سبیل اللہ“ کندہ کرایا اور گھوڑوں کے زانوں پر ”الملک الله“۔

سلجماسہ کا محاصرہ۔ ابو عبد اللہ نے افریقیہ پر کہیں بزور تیغ اور کہیں بہ حکمت عملی قبضہ حاصل کر لیا اس وقت اس کا بھائی ابو العباس محمد اس سے ملنے کو آیا اس نے ابو العباس اور انازا کی تمام بن معارک کو (جو سپہ سالار ان کتلمہ سے تھا) بطور اپنا نائب کے بلاد افریقیہ پر متعین کیا اور خود ایک فوج جرار لے کر بلاد مغرب کی جانب قدم بڑھائے۔ ابو عبد اللہ کے خروج کرتے ہی مغرب میں ایک تہلکہ سا پڑ گیا۔ بڑے بڑے عظیم الشان قبائل دائیں بائیں ہٹ گئے اور بذریعہ نامہ و پیام کے اطاعت قبول کر لیا۔ زمانہ کا دل بھی ابو عبد اللہ کی آمد کی خبر سن کے کانپ اٹھا۔ طوعاً و کرہاً اطاعت کی گردن جھکا دی۔ رفتہ رفتہ سلجماسہ کے قریب پہنچا جہاں پر عبید اللہ قید کی مصیبت جھیل رہا تھا۔ السبع بن درواہی سلجماسہ کو ابو عبد اللہ کے قریب آ پہنچنے کی خبر لگی۔ جیل میں عبید اللہ سے اس کے حالات دریافت کرائے۔ عبید اللہ نے اپنا حال صاف نہ بتایا۔ اس کے لڑکے ابو القاسم سے استفسار کرایا اس نے اپنا حال چھپایا۔ ہمراہیوں سے انکشاف حال کی کوشش کی ان لوگوں نے بھی انکاری جواب دیا۔ والی سلجماسہ نے جھلا کے سب کو پٹوایا اس واقعہ کی خبر ابو عبد اللہ تک پہنچ گئی اسے نہایت شاق گزرا مگر چارہ کار ہی کیا تھا ایک خط دوستانہ تلف آمیز والی سلجماسہ کے پاس روانہ کیا والی سلجماسہ تاڑ گیا کہ اس میں کوئی چال ضرور ہے خط کو چاک کر کے پھینک دیا اور قاصد کو قتل کر ڈالا۔ اس سے ابو عبد اللہ کو زیادہ اشتعال پیدا ہوا اس نے نہایت تیزی سے مسافت قطع کر کے سلجماسہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

عبید اللہ کی رہائی۔ شبانہ روز محاصرہ کے بعد ایک خفیف لڑائی لڑ کر والی سلجماسہ مع اپنے اہل و عیال اور بنی اعمام کے رات کے وقت بھاگ گیا۔ صبح کو اہل سلجماسہ نے ابو عبد اللہ کے پاس حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ ابو عبد اللہ ان کے ساتھ ساتھ اس مکان پر آیا جہاں عبید اللہ قید تھا۔ دروازہ کھولا اور عبید اللہ کو مع اس کے بیٹے ابو القاسم کے نکال کے گھوڑوں پر سوار کرایا۔ آگے آگے ابو عبد اللہ تھا اور اس کے پیچھے امراء و رؤساء قبائل سلجماسہ تھے۔ ابو عبد اللہ آواز بلند سے کہتا جاتا تھا ((ہذا مولاناکم، هذا مولاناکم)) اور شدت مسرت سے روتا جاتا تھا یہاں تک کہ اپنے لشکر گاہ میں پہنچا۔ عبید اللہ کو خیمہ میں اتارا اور والی سلجماسہ کے تعاقب میں چند سواروں کو روانہ کیا۔ اگلے دن والی سلجماسہ گرفتار ہو کر آیا۔ ابو عبد اللہ نے پہلے کوڑوں سے اسے پٹوایا بعد ازاں قتل کا حکم دے دیا۔

عبید اللہ مہدی کی بیعت۔ اس کامیابی کے بعد چالیس روز تک ابو عبد اللہ سلجماسہ میں خیمہ زن رہا۔ اکتالیسویں روز افریقیہ کی جانب مراجعت کی۔ عشرہ اخیرہ یاہ ربیع الثانی ۲۹۶ھ ہجری میں رقادہ پہنچا اور عبید اللہ کی خلافت کی بیعت کی تجدید

کی اور المہدی امیر المؤمنین کے لقب سے ملقب کیا۔ اسی تاریخ سے عبیدوں کی حکومت کی بنا پڑتی ہے اور بنی اغلب کی حکومت افریقیہ سے بنی مدرار کی دولت سلجماسہ سے اور بنی رستم کی تاہرت سے جاتی رہتی ہے۔ مہدی نے بیعت لینے کے بعد اپنے واعظوں اور مشنریوں کو تمام بلاد افریقیہ میں پھیلا دیا یہ اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگے جس کو معدودے چند نے قبول کیا۔

شیعی مذہب کی جبرئیلہ اشاعت مہدی نے جبر و استبداد کا حکم دیا اس پر جب اس کے مذہب کی اشاعت نہ ہوئی تو مکرین اور مخالفین کے قتل کا حکم دے دیا اور ان کے مال و اسباب اور عورتوں کو کٹامہ میں تقسیم کر دیا۔ ان کو بڑی بڑی جاگیریں دیں اور مال و زر سے مالا مال کر دیا۔ پھر دیوان مرتب کر آیا۔ محکمہ مال و خراج قائم کیا اور انتظام کی غرض سے عمال کو بلاد افریقیہ کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ بزرگ مقلبیہ پر حسن بن احمد بن ابی خزیمہ مامور ہوا دسویں ذی الحجہ ۲۹۷ھ کو مارزہ پہنچا اور اپنے بھائی علی کو والی بنایا اور اسحاق بن منہال کو عہدہ قضا دیا تھوڑے دنوں قیام کر کے حسن نے ۲۹۸ھ میں دریا کو وسط فلوریہ کی جانب عبور کیا۔ قتل و غارت کر کے اور بے حد مال و اسباب لے کے واپس آیا۔ ۲۹۹ھ میں اہل مقلبیہ نے بغاوت کر دی اور حسن کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اس کے بعد مہدی کی سطوت کا خیال آیا۔ جھٹ ایک نامہ معذرت لکھ کر روانہ کر دیا جس میں حسن کی بدچلی اور کج خلقی کی شکایت اور اس سے سرکشی اور بغاوت کی معذرت لکھی۔ مہدی نے اہل مقلبیہ کی معذرت قبول کر لی اور علی بن عمر بلوی کو مقلبیہ پر مامور کیا جو اخیر سند مذکور میں وارد مقلبیہ ہوا۔

ابن لیث اور سبکری ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ لیث بن علی بن لیث اور سبکری (یہ عمرو بن لیث کا غلام تھا) نے طاہر بن محمد کے قبضہ سے فارس کو نکال دیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد سبکری نے لیث کو نکال کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا۔ طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کو اس کی خبر لگی تو لشکر مرتب کر کے دوڑ پڑا۔ سبکری اور طاہر سے لڑائی چھڑ گئی۔ اتفاق یہ کہ طاہر شکست کھا کے بھاگا۔ سبکری نے اس کو مع اس کے بھائی یعقوب کے گرفتار کر لیا اور زیر حراست عبدالرحمن بن جعفر شیرازی دربار خلافت میں بھیج دیا۔ چونکہ سبکری بلا اجازت خلافت مآب فارس پر قابض و متصرف ہوا تھا اس وجہ سے عبدالرحمن بن جعفر نے حاضر دربار ہو کر ادائے خراج کا اقرار کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۹۱ھ کا ہے۔

ابن لیث کی گرفتاری اس کے بعد ۲۹۷ھ میں لیث بن علی بن لیث نے جحسان سے سبکری پر فوج کشی کی اور کھلمیدان میں اس کو شکست دے کر فارس پر قبضہ کر لیا۔ سبکری بھاگ کر ارجان پہنچا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے مولف خادم کو ایک لشکر جراز کے ساتھ سبکری کی کمک پر ارجان روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ سبکری اور مولف خادم کے مجتمع ہونے کی خبر لیث تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد ہی یہ خبر لگی کہ حسین بن حمدان نے مولف کی کمک کی غرض سے قم سے بیضا کی جانب کوچ کیا ہے۔ فوراً اپنے لشکر کو دو حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو بسرافری اپنے بھائی کے شیراز کی حفاظت کو بھیج دیا اور خود دوسرے حصے کے ساتھ حسین سے حراست کرنے کے خیال سے کوچ کر دیا۔ راستہ غیر معروف اور دشوار گزار تھا بھول گیا بہ ہزار خرابی اور نقصان کثیر اٹھا کر مولف کے لشکر کے قریب پہنچا۔ رات کا وقت تھا یہ خیال کر کے یہ وہی لشکر ہے جو میں نے شیراز کی حفاظت کو اپنے بھائی کی ماتحتی میں روانہ کیا ہے۔ فرط مسرت سے حکمیر کہہ اٹھا۔ لشکریوں نے حکمیر کی آواز سن کر نعرہ اللہ اکبر

بلند کیا۔ مونس اور سکری کے کان میں یہ آواز گونجی، تاڑ گئے کہ یہ لشکر لیٹ کا ہے فوراً حملہ کر دیا ایک خوں ریز جنگ کے بعد لیٹ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی، مونس نے لیٹ کو گرفتار کر لیا۔ مونس کے ہمراہیوں نے رائے دی کہ آپ سکری کو بھی گرفتار کر لیجئے اور خلیفہ مقتدر سے بجائے اس کے فارس کی گورنری کی درخواست کیجئے۔ مونس نے اس وقت بظاہر اس رائے سے اتفاق کیا مگر رات کے وقت سکری سے کہلا بھیجا کہ میرے ہمراہیوں کی نیت اچھی نہیں ہے تدبیر یہ ہے کہ آپ اس وقت شیراز چلے جائیے۔ سکری نے یہ سنتے ہی شیراز کا راستہ کھول لیا۔ صبح ہوئی تو سکری سے میدان خالی تھا۔ ہمراہیان مونس ہاتھ مل کے رہ گئے۔ مونس نے مع لیٹ کے بغداد کی جانب کوچ کیا اور حسین بن حمدان اپنے صوبہ قم کو واپس آیا۔

سکری کی سرکشی اس واقعہ کے بعد عبدالرحمن بن جعفر کا تب نے سکری کے مزاج میں بہت بڑا انقلاب پیدا کر لیا اور رفتہ رفتہ کل امور سیاست میں خود پیش پیش ہو گیا اور لوگوں کو یہ شاق گزارا آتش حسد بھڑک اٹھی سب نے سکری سے عبدالرحمن کی شکایت کر دی۔ سکری نے عبدالرحمن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور بجائے اس کے اسماعیل بن ابراہیم یحییٰ کو عہدہ کتابت مرحمت کیا۔ اسماعیل نے ناعاقبت اندیشی کرتے ہوئے سکری کو دربار خلافت سے مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کر لیا اور سالانہ خراج جو ہمیشہ دارالخلافت کو جاتا تھا بند کر دیا۔ عبدالرحمن نے جیل سے ایک پوشیدہ خط وزیر السلطنت ابن فرات کے نام اڑا دیا چونکہ میں نے سکری کو بغاوت اور امیر المؤمنین سے سرکشی کرنے کی مخالفت اور ممانعت کی تھی اس وجہ سے سکری نے مجھے قید کر دیا ہے چنانچہ اس سال سالانہ خراج بھی دارالخلافت میں نہیں بھیجا۔ ابن فرات نے مونس کو جب کہ یہ واسطہ پہنچ چکا تھا۔ سکری کی سرکوبی اور اس کو گرفتار کر کے بھیجنے کی غرض سے فارس کی طرف واپس جانے کا حکم بھیج دیا۔ مونس اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ لوٹ پڑا۔ سکری کو اس کی اطلاع ہوئی تو تحائف بھیجے اور اس کے ذریعہ سے اپنے خطا معاف کرانے کی کوشش کی۔ مجبوروں نے ابن فرات تک یہ خبر پہنچا دی۔

سکری کی گرفتاری ابن فرات نے محمد بن جعفر کو متوجہ چند سہ سالاروں کے سکری کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور مونس کو لکھ بھیجا کہ تم مع لیٹ کے بغداد واپس چلے آؤ۔ شیراز کے باہر محمد بن جعفر اور سکری سے معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ پہلے ہی حملہ میں سکری نے شکست کھا کر قم میں جا کر پناہ لی۔ محمد بن جعفر نے قم پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا سکری نے قم سے نکل کر پھر مقابلہ کیا محمد بن جعفر نے سکری کو پھر شکست فاش دی۔ سکری بھاگ کر خراسان کے پہاڑوں میں جا چھا۔ اسماعیل سامانی والی خراسان کو اس کی خبر لگ گئی اور اس نے ایک دستہ فوج بھیج کے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر دربار خلافت میں بھیج دیا اور اپنی جانب سے قہقہ (افشین کا غلام تھا) کو مامور کیا کچھ عرصہ بعد یہ معزول کر دیا گیا اور بدر بن عبداللہ حمای کو فارس کی سند گورنری مرحمت ہوئی۔

تبدیلی وزارت آخری ۲۹۹ھ میں خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابو الحسن ابن فرات کو گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا۔ اس کا مال و اسباب اور اس کے متعلقین کے مکانات کو لوٹا دیا۔ عورتوں اور بچوں کو بھی جن جن قید کر دیا۔ تین روز تک بغداد میں وزیر السلطنت کے قید کر لینے سے فتنہ و فساد برپا رہا۔ تین برس تین مہینے ابن فرات نے وزارت کی اس کے بعد قلمدان وزارت ابو علی محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن یحییٰ کے سپرد ہوا۔ چنانچہ اس نے امور سلطنت کی طرف توجہ کی اور دیوان مرتب کیا۔

ابوعلی محمد کی تقرری و معزولی: چونکہ ابوعلی محمد تنگ دل، غصہ و زامور سیاست سے ناواقف، حاجت مندوں اور مستحقین کی حاجت روائی سے غافل، حکام اور گورنران صوبہ کے رد و بدل، عزل و نصب کا عادی، لہو و لعب میں مصروف اور ست و کابل تھا۔ اس وجہ سے خلیفہ مقتدر نے ابوالحسین بن ابی فضل کو عہدہ وزارت پر مقرر کرنے اور ابوعلی محمد کو معزول کرنے کا قصد کیا اور اسی مقصد کے لئے ابوالحسین کو اصفہان سے طلب فرمایا۔ مگر ابوعلی محمد نے کچھ ایسا کان میں پھونک دیا کہ اس کا عزل اور ابوالحسین کی تقرری وقوع میں نہ آئی بلکہ یہ ہوا کہ اس کو بجائے وزارت کے جیل کی ہوا کھانے کو بھیج دیا اور خود لہو و لعب میں ایسا مصروف ہوا کہ نظام سلطنت سے غافل ہو گیا۔ وزیروں کے بجائے عورتوں کے مشورہ سے امور سلطنت انجام دینے لگا۔ محل سرانے خلافت کے خدام ہر کام میں پیش پیش ہو گئے۔ گورنران صوبہ جات یہ رنگ دیکھ کر طبع کا دامن پھیلادیا۔

ابن فرات کی رہائی: پھر کچھ سوچ سمجھ کر خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابن فرات کو جیل سے نکلوا کے خاص اپنے محل سرا میں ٹھہرایا۔ حسن سلوک سے پیش آیا اور انعام دیا۔ اکثر اوقات گورنران صوبہ جات کی رپورٹیں اسکے رو بردوش کرتا اور اس سے رائے لیتا تھا۔ ایک روز خوش ہو کر قلمدان وزارت اس کے سپرد کرنے کا قصد کیا۔ موٹس خادم نے اس کی مخالفت کی تب علی بن عیسیٰ کو سکے سے طلب کر کے اوائل ۳۱۱ھ میں عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور ابوعلی محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ علی بن عیسیٰ نے عہدہ وزارت پر فائز ہو کر نظام سلطنت کی طرف کامل توجہ کی ابوعلی محمد نے جو خرابیاں پیدا کر رکھی تھیں انکی اصلاح کی۔

اہل صقلیہ کی اطاعت و انحراف: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ۲۹۹ھ میں عبید اللہ مہدی نے اپنی جانب سے علی بن عمر کو صقلیہ کی گورنری دی تھی چونکہ علی بن عمر میں تنگ مزاجی اور زور و درجی کا مادہ زیادہ تھا۔ اہل صقلیہ اس سے مخرف و باغی ہو گئے اور ایک جلسہ عام منعقد کر کے احمد بن مویہ کو اپنے صوبہ کی گورنری پر مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس سے بھی ناراض ہو گئے اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ بلکہ اس کے قتل پر آمادہ ہوئے احمد بن مویہ ایک چلتا پڑھ تھا۔ یہ رنگ دیکھ کر ان لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی خلافت کی دعوت دے دی اہل صقلیہ نے گردن اطاعت جھکا دی۔ احمد بن مویہ نے مہدی کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ مزید برآں ایک بیڑا جنگی جہازوں کا ساحل افریقیہ کی جانب روانہ کیا۔ مہدی کے جنگی جہازوں کے بیڑے سے ٹکڑے ہو گئے اس کا افسر حسن بن علی بن ابی خزیمہ تھا اہل صقلیہ کا بیڑا کامیاب ہوا۔ اس نے مہدی کا بیڑا جلا کے ڈبو دیا اور حسن بن علی کو مار ڈالا گیا دربار خلافت میں ان واقعات کی خبر پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے احمد کو سیاہ خلعت اور پھریرے بھیجے۔ اس کے بعد مہدی نے ایک بہت بڑا بیڑا جنگی جہازوں کا صقلیہ کی جانب روانہ کیا جس سے احمد کی قوت ٹوٹ گئی اور سارا نظام درہم برہم ہو گیا اہل صقلیہ نے ۳۱۱ھ میں پھر بغاوت کر دی اور احمد کو گرفتار کر کے اس کے ہمراہیوں کو مہدی کے پاس بھیج دیا۔ مہدی نے حکم دیا کہ ان سب کو ابن ابی خزیمہ کی قبر پر لے جا کے قتل کر ڈالو۔

ولی عہدی: ۳۱۱ھ میں خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابو العباس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ یہ وہی شخص ہے جو القاهر باللہ کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوا تھا اور خود کو اس نے الراضی باللہ کے لقب سے ملقب کیا تھا۔ جس وقت خلیفہ مقتدر نے اس کی ولی عہدی کی بیعت کی تھی وہ چار برس کا چھو کر تھا۔ ولی عہدی کی بیعت لینے کے بعد مصر اور مغرب کی گورنری مرحمت فرمائی اور موٹس خادم کو اس کا نائب بنا کے مصر اور مغرب روانہ کر دیا اور دوسرے بیٹے علی کو رے (نہاوند) قزوین آذربائیجان اور الہرا کی سند حکومت عطا کی۔

اطروش کا ظہور۔ یہ اطروش عمر بن علی زین العابدین کی اولاد میں سے تھا نام اس کا حسن تھا علی بن حسین بن علی بن عمر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا۔ محمد بن زید کے قتل ہونے کے بعد دہلیم چلا گیا اور انہیں لوگوں میں تیرہ برس تک رہا۔ وہاں اسلام کی دعوت اور تعلیم دینا اور محض عشر لینے پر کفایت کرتا تھا اگرچہ اس کا بادشاہ ابن احسان اس کی مدافعت کرتا جاتا تھا مگر ایک گروہ کثیر اطروش کی ہدایت سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اطروش نے ان لوگوں کے لئے مسجدیں بنوائیں اور ان کو مجتمع و مرتب کر کے ان پر سرحدی بلاد اسلامیہ پر حملہ آور ہوا جو ان کی سرحد سے ملتے تھے۔ مثلاً قزدین اور سالوس وغیرہ۔ ان لوگوں نے اطروش کی ہدایت قبول کر لی۔ اطروش نے سالوس کی شہر پناہ کو مہدمام کر دیا۔ بعد ازاں دہلیم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ چونکہ اس وقت طبرستان احمد بن اسماعیل بن احمد بن سامان کا مطیع تھا اور احمد بن اسماعیل نے محمد بن ہارون کو بوجہ سرکشی و بغاوت معزول کر کے ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن نوح کو طبرستان کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اس نے اہل طبرستان کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کئے۔ عدل و احسان سے اپنا گرویدہ اور ان غلو یوں کو جو طبرستان میں تھے اپنا ممنون احسان کر لیا تھا۔ انہیں وجوہات سے دہلیم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور اس نے اطروش سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ۔ کچھ عرصہ بعد احمد بن اسماعیل نے ابوالعباس کو معزول کر کے سلام نامی ایک شخص کو مامور کیا۔ یہ نہایت کج خلق اور ظالم تھا۔ اس نے بیدار مغزی سے کام نہ لیا۔ اہل دہلیم نے جو طبرستان میں تھے بغاوت کر دی۔ سلام اور اہل دہلیم سے لڑائیاں ہوئیں فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ سلام نے مجبور ہو کے حکومت طبرستان سے استعفاء دے دیا۔ احمد بن اسماعیل نے ابن نوح کو پھر حکومت طبرستان پر مقرر کر دیا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ بد انتظامی دفع ہو گئی تا آنکہ بعد چند دنوں کے ابوالعباس مر گیا۔ بجائے اس کے محمد بن ابراہیم بن صعلوک مقرر کیا گیا۔ اس نے سلام کی چال اختیار کی اور اہل طبرستان دہلیم کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے۔ اطروش کو موقع مل گیا۔ دہلیم کو غیرت دلائی اور طبرستان پر حملہ کرنے کی بھی ترغیب دی۔ اہل دہلیم محمد کی کج خلقی سے تنگ آ کے تیار ہو گئے۔ محمد نے یہ خبر پا کے لشکر مرتب کرنے میں ایک منزل کے فاصلے پر پہنچ کے دریا کے کنارے مورچہ قائم کیا۔ اطروش نے پہلے ہی حملہ میں ہزیمت دے دی اور اس کے ہمراہیوں میں سے چار ہزار کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ باقی لشکر نے جا کے سالوس میں پناہ لی۔ اطروش نے پہنچ کے محاصرہ ڈال دیا۔ تا آنکہ محصورین نے امان طلب کی۔ اطروش نے ان لوگوں کو امان دے کر آمد کی طرف لوٹ آیا۔ بعد اس کے حسن بن قاسم علوی (یہ اطروش کا داماد تھا) ان متامین کے پاس آ پہنچا اور اس حیلہ سے کہ اس نے ان کو پناہ نہیں دی سبھوں کو مار ڈالا۔ اس فتح یابی کے بعد اطروش نے صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا اور ابن صعلوک بھاگ کے رہے چلا گیا۔ یہ واقعہ ۳۰۷ھ کا ہے۔

اطروش کا قتل۔ اطروش مذہب زیدی شیعہ تھا اور جو لوگ سفید روز سے آمد تک کے رہنے والے اس کے ہاتھ پر ایمان لائے وہ بھی اس کے سپرد ہو گئے۔ اطروش نے سالوس پر قبضہ حاصل کر کے آمد کی طرف کوچ کیا۔ ابن صعلوک نے ابن سامان کی پشت گرمی سے ایک فوج اطروش سے مزاحمت کرنے کو روانہ کیا۔ اطروش نے اس کو ہزیمت دے کر آمد کی جانب مراجعت کر دی۔ بعد ازاں ۳۰۸ھ میں سعید ذوالی خراسان نے اطروش پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔

اطروش کی سیرت و کردار اطروش عادل، خلیق اور عقلمند تھا۔ اپنے زمانہ میں عدل خلق اور حق پسندی میں بے نظیر تھا۔ کسی لڑائی میں اس کے سر پر تلوار کا زخم آگیا تھا جس کی وجہ سے اونچا سننے لگا تھا۔ ابن مسکویہ نے کتاب تجارت الامم میں اس کو حسن بن الداعی تحریر کیا ہے۔ حالانکہ یہ داعی نہ تھا بلکہ حسن بن قاسم اس کا داماد علویہ کا داعی تھا جس کے حالات کو ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ اطروش کے تین بیٹے تھے حسن، ابوالقاسم اور حسین اس کے سپہ سالاران لشکر و عیلم کے تھے۔ ازاں جملہ ابن نعمان ہے۔ جو جان استر آباد معرا اور جو مالک ماکان ابن کافی کے بچے۔ وہ سب اس کے زیر حکومت تھے اس کے لڑکے سپہ سالاران لشکر بھی عیلم ہی تھے۔ اس کے علاوہ اسفار بن شیرویہ (جو ماکان ابی کافی کے مصاحبوں میں سے تھا) مراد اوتج بن زیاد اور اسگری (یہ دونوں اسفار کے ہمراہیوں سے تھے) اور بنو بویہ تھے جو مراد اوتج کا مصاحب تھا۔

مہدی کا اسکندریہ پر قبضہ ۳۰۲ھ میں عبید اللہ المہدی نے ایک عظیم الشان لشکر بسر افری اپنے نامور سپہ سالار خفاشہ کتانی کے ساتھ افریقیہ سے اسکندریہ کی خلافت میں اس کی خبر پہنچی تو خلیفہ مقتدر نے مصر کے بچانے کو مونس خادم کی سرگردی ہی ایک لشکر جرار روانہ کیا۔ مال و اسباب اور آلات حرب خاطر خواہ اور ضرورت سے زیادہ مرحمت فرمایا مونس خادم نے ماہ جمادی الاول میں مصر کے قریب پہنچ کر خفاشہ سے لڑائی چھیڑ دی اور متعدد لڑائیوں اور سخت خون ریزی کے بعد خفاشہ کو شکست قاش ہوئی۔ باقی لشکر کو لے کر مغرب کا راستہ لیا۔ ان ہی معرکوں میں فریقین کے ہزار ہا نفوس کا صفایا ہو گیا۔ صرف مغربیوں کے مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد سات ہزار بیان کی جاتی ہے۔

حسین بن حمدان کی سرکشی اور گرفتاری حسین بن حمدان دیار ربیعہ کا دالی تھا۔ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ نے پہلے تو مال کثیر کا مطالبہ کیا۔ حسین نے عہد کر کے پہنچا دیا۔ بعد ازاں یہ لکھ بھیجا ”دیار ربیعہ کو سلطانی عمال کے حوالہ کر دو“۔ حسین نے اس کی تعمیل نہ کی اور علم مخالفت بلند کر دیا۔ ان دنوں مونس خادم مصر میں مہدی والی افریقیہ کے لشکر سے مصروف جدال و قتال تھا۔ وزیر السلطنت نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ رائق کبیر کو حسین کی سرکوبی کو ۳۰۳ھ میں روانہ کیا۔ اور مونس خادم کے نام اس مضمون کا فرمان روانہ کیا۔ ”جنگ مغارہ عبید اللہ سے فارغ ہو کر فوراً دیار ربیعہ کی طرف کوچ کر دو۔ حسین نے علم خلافت کی مخالفت پر کمر باندھ لی ہے۔“ پہلے رائق کبیر اور حسین سے ٹکڑ بھڑ ہوئی۔ حسین نے رائق کبیر کو شکست دے دی رائق بھاگ کے مونس خادم کے پاس پہنچا۔ مونس خادم نے موصل میں قیام کرنے کا اشارہ کیا اور ہم مغارہ سے فارغ ہو کر حسین کی طرف کوچ کیا۔ احمد بن کبیلغ بھی اس مہم میں شریک تھا۔ رفتہ رفتہ جزیرہ ابن عمر تک پہنچا۔ حسین اس وقت ارمینہ میں تھا۔ مونس کی آمد کی خبر سن کر اکثر ہمراہیان حسین چھپ چھپ کے مونس سے آئے۔ حسین یہ رنگ دیکھ کر ارمینہ سے نکل کھڑا ہوا مونس نے ایک فوج کو تعاقب میں روانہ کیا جس کا کمانڈرک افریقیہ تھا۔ سیماء جوری اور صفوانی اس کی ماتحتی میں ایک ایک دستہ فوج کے کمانڈر تھے مقام تل فاقان پر حسین سے مقابلہ کی نوبت آئی ایک خون ریز جنگ کے بعد حسین کو فتح اس کے بیٹے عبید الوہاب کے گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ مونس نے فتح یاب ہو کر براہ موصل بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلیفہ مقتدر نے حسین کو جیل میں ڈال دیا۔ بعد ازاں ابوالہیجا بن حمدان اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کو حکم دیا جس کی فوراً تعمیل کی گئی۔ پھر ۳۰۵ھ میں ابوالہیجا کو رہا کر دیا اور تقریباً ۳۰۶ھ میں حسین کے قتل کا حکم دیا۔

ابن فرات کی دوبارہ وزارت: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ وزیر السلطنت ابوالحسن بن فرات معتب ہو کر جیل کی

مصیبت جھیل رہا تھا مگر اس کے باوجود خلیفہ مقتدر اکثر اس سے امور سلطنت میں مشورہ کرتا اور اس کی رائے کے مطابق عملدرآمد کرتا تھا بعض اراکین دولت خلیفہ مقتدر سے دوبارہ ابن فرات کو وزیر مقرر کرنے کی سفارش کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی خبر وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ تک پہنچ گئی۔ اس نے بہ خیال انجام وزارت سے مستغنی ہونے کا قصد کیا مگر خلیفہ مقتدر نے منظور نہ فرمایا۔ کچھ عرصہ بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ محل سرائے خلافت کی قہرمانہ وزیر السلطنت کے پاس حرم کی کسی ضرورت سے آئی اتفاق سے اس وقت وزیر السلطنت سو رہا تھا۔ کسی نے اس کو نہ جگایا۔ قہرمانہ واپس آئی خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں سے وزیر السلطنت کی شکایت کی۔ خلیفہ نے اسی وقت وزیر السلطنت کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا (یہ واقعہ ماہ ذی قعدہ ۳۰۴ھ کا ہے) اور ابن فرات کو دوبارہ قلدان وزارت سپرد کیا۔ اور یہ اقرار لیا گیا کہ ایک ہزار پانچ سو دینار روزانہ بیت المال میں داخل کیا جائے۔ علی بن عیسیٰ کے ساتھ خاقانی اور ان دونوں کے مصاحبوں اور عمال کو بھی گرفتار کر لیا۔ ابوعلی بن حقلہ جو اس زمانہ میں روپوش تھا جب سے کہ ابن فرات کو قید کیا گیا تھا۔ جہدیلی وزارت کے بعد ہی ظاہر ہو گیا۔ ابن فرات نے اسے طلب کر کے اپنے مصاحبین خاص میں داخل کر لیا۔

یوسف بن ابی الساج کی گورنری ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ محمد بن ابی الساج کے انتقال کے بعد یوسف بن ابی الساج ۳۸۸ھ میں صوبہ جات ارمینہ اور آذربائیجان کا گورنر مقرر ہوا۔ جنگی امامت اور مال کے صفیے اس کے سپرد ہوئے۔ چنانچہ وہ خراج مقررہ برابر ادا کرتا تھا جس وقت خاقانی اور علی بن عیسیٰ نے زینہ وزارت پر قدم رکھا یوسف نے خراج کے بھیجے میں پہلو تہی شروع کر دی کسی سال کچھ روانہ کر دیتا اور کسی سال مطلق روانہ نہ کرتا اس سے رفتہ رفتہ یوسف کی قوت بڑھ گئی اور جس امر کا وہ خواہاں تھا اس کو اس نے فراہم کر لیا۔ اس اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ عتاب شاہی میں گرفتار ہو کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ فوراً یہ ظاہر کر دیا کہ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ کی سفارش سے دربار خلافت سے مجھے حکومت رے کی سند عطا ہوئی ہے۔ ان دنوں رے کی حکومت حمید بن صلحوک کے قبضہ میں تھی۔ حمید بن صلحوک امیر نصر بن احمد بن اسماعیل سامانی کے سپہ سالاروں سے تھا اور اسی کی طرف سے رے کی حکومت مامور تھا۔ مگر عہد وزارت علی بن عیسیٰ میں حمید نے رے کو دہالیا تھا اور براہ راست دربار خلافت سے خراج ادا کرنے کی شرط پر سند حکومت رے حاصل کر لی تھی۔ ۳۹۴ھ میں یوسف نے حمید پر فوج کشی کر دی۔ حمید یہ خبر پا کر فرار ہوا بھاگ گیا۔ یوسف نے بلا جہدال و قتال رے کو فر دین اور زنجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔

صوبہ رے کے واقعات: یوسف نے اس کی کامیابی کے بعد وزیر السلطنت ابن فرات کی خدمت میں فتح کا اطلاع نامی روانہ کیا جس میں یہ تحریر کیا "میں نے حسب حکم وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ باغیان دولت عباسیہ سے قابضان صوبہ رے کو نکال دیا۔ اس مہم کے سر کرنے میں بے حد مال و زر صرف ہوا ہے اور وزیر السلطنت نے اس صوبہ کی سند حکومت بھی مجھے عطا فرمائی ہے۔ خلافت مآب اس مضمون کو سن کر متعجب ہو گئے حکم دیا کہ معزول وزیر علی بن عیسیٰ سے یہ معاملہ دریافت کیا جائے۔" معزول وزیر نے لاعلمی ظاہر کی اور یوسف کو سند حکومت رے دینے کے معاملے سے انکار محض کیا اور یہ کہا "کہ یوسف سے دریافت کیا جائے کہ فرمان شاہی اور سند حکومت کون لے کے گیا تھا کیونکہ اس کو کوئی سپہ سالار یا خدام دولت لے گئے ہوں گے اس سے اس کے جھوٹ سچ کی قلبی کھل جائے گی۔ وزیر السلطنت ابن فرات نے اس رائے کے مطابق یوسف کو

تحریر کیا تم نے ان بلاد سے بے جا تعرض کیا ہے تم کو کوئی استحقاق ان پر قبضہ کر لینے کا نہ تھا اور تم نے معزول وزیر علی بن عیسیٰ پر کذاب اور افتراء کا طومار باندھا ہے۔ اس نے تم کو کوئی سند حکومت نہیں دی اور بعد انتظار جواب ایک لشکر برفاری خاقان مغلجی بھر اہی احمد بن مسرور ملجی سیماء جزوی اور تحریر صغیر روانہ کیا۔ ۳۵۵ھ میں یہ لشکر رے میں پہنچا۔ یوسف مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی یوسف نے ان کو شکست دے کے ایک گروہ کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔

تب خلیفہ مقتدر نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مونس خادم کو یوسف کے ساتھ جنگ پر روانہ کیا اور خان مغلجی کو صوبہ جات جیل سے معزول کر کے نحریر صغیر کو متعین فرمایا۔ جس وقت مونس رے کے قریب پہنچا احمد بن علی (صلحہ کا بھائی) حاضر ہوا اور امان کی درخواست کی۔ مونس نے امان دی عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ بعد ازاں یوسف کا یہ پیام آیا مجھے صوبہ رے کی حکومت دربار خلافت سے عطا کی جائے۔ تو میں علاوہ مصارف فوج کے سات لاکھ دینار خراج ادا کرتا رہوں گا۔ مونس نے اس کی درخواست کو دار الخلافہ بغداد روانہ کر دیا جہاں سے چند دن بعد جواب آیا۔ چونکہ اس نا عاقبت اندیش باغی نے حد سے زیادہ سرکشی کی ہے اس لئے یہ درخواست منظور نہ فرمائی جائے۔ یوسف نے یہ جواب پا کر رے کو ویران اور خراب کر کے چھوڑ دیا۔ دربار خلافت سے وصیف بکتری کو اس صوبہ کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ اس کے بعد یوسف نے یہ درخواست کی کہ قبل حکومت رے جو میرے قبضہ میں صوبجات آذربائیجان اور ارمنیہ تھے۔ انہیں کی سند حکومت مرحمت فرمائی جائے خلافت مآب نے جواباً تحریر فرمایا یہ درخواست اس وقت منظور کی جاسکتی ہے۔ جب کہ یوسف بذات خود دولت و اقبال کی آستانہ بوسی کو حاضر ہو۔ یوسف نے اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر مونس پر حملہ کر دیا طریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر مونس شکست کھا کے زنجان کی طرف بھاگا۔ نامی نامی سپہ سالار مارے گئے۔ بدو وغیرہ گرفتار ہو گئے جن کو یوسف نے اردبیل کی جیل میں قید کر دیا۔

ابن ابی الساج کی گرفتاری: مونس اس شکست کے بعد زنجان میں ٹھہرا ہوا لشکر فراہم کرتا رہا اور دربار خلافت سے امداد کی درخواست کی۔ اس زمانہ میں برابر یوسف مصالحت کے لئے سلسلہ جنابی کرتا رہا مگر خلیفہ مقتدر نا منظور کرتا جاتا تھا تا آنکہ شروع ۳۵۷ھ میں مونس نے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کر کے یوسف پر حملہ کیا۔ اردبیل میں لڑائی کی نوبت آئی ایک خون ریز جنگ کے بعد یوسف کو شکست ہوئی اور یوسف گرفتار ہو گیا۔ مونس نے لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ جو تھوڑے دنوں کے بعد مسافت طے کر کے بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے یوسف کو قید کر دیا اور مونس کو اس حسن خدمت کے صلے میں رے دینا وند قزدین ابہر زنجان اصفہان قم اور قاشان کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ مونس نے اپنی طرف سے صوبجات رے دینا وند قزدین ابہر اور زنجان پر علی بن دہشوان کو متعین کیا اور یہاں کے مال و متاع کو اس کے سپاہیوں میں دے دیا۔ اصفہان قم اور قاشان کو احمد بن علی بن صلحہ کے سپرد کیا۔

سبک کا آذربائیجان پر قبضہ: جون ہی مونس نے آذربائیجان سے عراق کی جانب مراجعت کی سبک (یہ یوسف بن ابی الساج کا غلام تھا) نے بلاد آذربائیجان پر دفعۃً حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور نہایت تیزی سے قلیل مدت میں ایک فوج بھی فراہم کر لی۔ مونس نے یہ خبر پا کر محمد بن عبداللہ فاروقی کو سرکوبی پر متعین کیا۔ سب کو اس کی خبر لگی۔ لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں محمد کو شکست دے دی۔ محمد نے شکست کھا کے بغداد کا راستہ لیا۔ سبک نے کل صوبہ آذربائیجان پر نہایت

خلافت بنو عباس (حصہ دوم)

اطمینان و استقلال سے قبضہ کر لیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی عرض روانہ کی۔ کہ میں علم عباسیہ کا مطیع اور خیر خواہ ہوں مجھے صوبہ آذربائیجان کی سند حکومت مرحمت فرمائی میں دو لاکھ تیس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ خلیفہ مقتدر نے یہ درخواست منظور فرمائی۔ اس واقعہ کے بعد احمد بن مسافر نے اپنے برادر زادہ علی بن دہشوان کو جس وقت کہ یہ قزدین میں مقیم تھا شب کے وقت حملہ کر کے مار ڈالا اور انتقام کے خوف سے بھاگ کر اپنے شہر چلا گیا۔ بجائے اس کے دربار خلافت سے وصیف بکتری کو مامور کیا گیا اور محکمہ مال کا انچارج سپہ سالار افواج محمد بن سلیمان ہوا۔

احمد بن علی کا رے پر قبضہ: احمد بن علی بن صلحک والی اصفہان و قم نے اس تبدیلی سے مطلع ہو کر رے پر چڑھائی کر دی اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر لیا مقتدر کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ سخت برہم ہوا۔ لکھ بھیجا کہ فوراً رے چھوڑ کے قسم واپس جاؤ۔ احمد اپنے پاؤں لوٹ گیا۔ کچھ عرصہ بعد لشکر فراہم کر کے پھر رے پر فوج کشی کر دی ادھر وصیف بکتری بھی تیار ہو کر مقابلہ کو روانہ ہوا۔ ادھر دربار خلافت سے نحر صغیر کو وصیف کی کمک کا حکم صادر ہوا۔ مگر ان دونوں کے مقابلہ پر پہنچنے سے پہلے احمد نے رے پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ محمد بن سلیمان افسر اعلیٰ محکمہ مال کو مار ڈالا۔ نحریر اور وصیف اپنا سامان لے کے خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد احمد نے نصر حاجب سے خط و کتابت شروع کی کہ امیر المؤمنین سے میری صفائی کر دیجئے اور رے کی سند حکومت جس طرح ممکن ہو دلو دیجئے۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ چنانچہ نصر نے کہہ سن کر احمد کو صوبہ رے کی سند حکومت دلوادی اور قم کی حکومت دوسرے شخص کو دے دی۔

دالی بھجستان کی سرکشی اور اطاعت: ۲۹۸ھ سے بھجستان ابن سامان کے قبضہ میں تھا۔ بعد ازاں کثیر بن احمد بن صہفود نے ابن سامان سے بھجستان چھین لیا۔ خلیفہ مقتدر و گورنر فارس بدر بن عبد اللہ حمای کو لکھ بھیجا کہ ایک لشکر ہر افسری اور ک کثیر بن احمد سے جنگ کرنے کو بھجستان روانہ کر دو اور وہاں کے محکمہ مال کے عہدہ پر زید بن ابراہیم کو مامور کرو۔ چنانچہ بدر نے اس حکم کے مطابق لشکر روانہ کیا۔ اہل بھجستان یہ خبر پا کے مقابلہ پر آئے۔ ایک خوں ریز جنگ کے بعد شاہی لشکر کو شکست ہوئی زید بن ابراہیم گرفتار ہو گیا۔ باقی فوج جان بچا کے بھاگ نکلی۔ کثیر بن احمد بن صہفود نے دربار خلافت میں عرضی بھیجی اور معذرت کی کہ میں اس فعل سے بری ہوں۔ اہل شہر کی یہ ساری شرارت ہے۔ خلافت مآب نے اس پر کچھ توجہ نہ فرمائی بلکہ بدر گورنر فارس کو لکھ بھیجا کہ تم خود ایک فوج کثیر مرتب و فراہم کر کے کثیر کی سرکوبی کو روانہ ہو جاؤ کثیر یہ سن کر خوف سے کانپ اٹھا۔ درخواست کی بشرط ادائے خراج پانچ لاکھ دینار سالانہ مجھے بھجستان کی سند حکومت مرحمت فرمائی جائے۔ خلیفہ مقتدر نے اس درخواست کو منظور فرمایا۔ یہ واقعہ ۳۰۴ھ کا ہے۔

ابوزید کی سرکشی: اسی سنہ میں ابوزید خالد بن محمد مادرانی افسر صیفہ مال صوبہ کرمان نے دولت عباسیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور فارس پر قبضہ کرنے کے لئے شیراز کی طرف قدم بڑھایا۔ بدر نامی گورنری فارس یہ خبر پا کے ابوزید کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ فریقین میں گھسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر الامر ابوزید کو شکست ہوئی۔ ابوزید گرفتار ہوا آیا۔ بدر نے نقل کر کے اس کا سر اتار لیا اور فتح کے اطلاع نامے کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔

ابن فرات کی معزولی: ۳۰۶ھ میں لشکریوں نے تنخواہ اور روزیئے نہ ملنے کی وجہ سے شور و غل مچایا اور دربار خلافت میں

حاضر ہو کر شکایت کی۔ خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابن فرات سے جواب طلب کیا۔ اس نے دست بستہ عرض کی کہ چونکہ ابن ابی الساج کی لڑائی میں صرف کثیر ہو گیا ہے اور صوبہ رے کے نکل جانے کی وجہ سے سالانہ آمدنی میں بھی کمی آگئی ہے۔ اس وجہ سے فوج کی تنخواہ رکی ہوئی ہے۔ لشکر کی یہ سن کر چلا اٹھے۔ امیر المؤمنین اس حیلہ باز وزیر کو ہمیں دے دیجئے۔ ہم اس سے وصول کر لیں گے۔ ابن فرات نے یہ رنگ دیکھ کر خلیفہ مقتدر سے دولاکھ دینار صرف خاص سے لے لینے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ مقتدر نے انکار کر دیا اس وجہ سے کہ ابن فرات نے فوجی مصارف اور کل معمولی اخراجات کی ذمہ داری کر لی تھی اگرچہ ابن فرات نے صوبہ رے کے نکل جانے آمدنی میں کمی اور مصارف جنگ ابی ابن الساج کا عذر کیا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا مگر خلافت مآب نے یہ عذر قبول نہ کیا اور گرفتار کر لیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ خلیفہ مقتدر سے لوگوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ ابن فرات کا یہ قصد ہے کہ حسین بن حمدان کو جنگ ابن ابی الساج کے بہانہ سے روانہ کر دے اور جب حسین ابن ابی الساج کے پاس پہنچ جائے تو دونوں متفق ہو کر دولت عباسیہ کی مخالفت اور آپ کی معزولی پر اٹھ کھڑے ہوں۔ اس اثناء میں ابن فرات نے جنگ ابن ابی الساج پر حسین کے بھیجے کی تجویز پیش کی۔ خلیفہ مقتدر کے کان تو پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے۔ مزاج برہم ہو گیا اسی وقت حسین بن حمدان کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دیا اور ابن فرات کو گرفتار کر کے چیل میں ڈال دیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۰۶ھ کا ہے۔

حامد بن عباس کی وزارت ان دنوں حامد بن عباس صوبہ واسط میں تھا۔ لوگوں نے ابن فرات سے حامد کے متعلق یہ کہہ دیا تھا کہ جس قدر اس سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے اس سے بدرجہا زیادہ اس سے وصول ہوتا ہے۔ اس وجہ سے حامد اور ابن فرات میں منافرت اور ناچاقی پیدا ہو گئی ہے۔ حامد نے اس خوف سے کہ کہیں مجھ سے حساب بھی نہ کی جائے اور اس مال کا مطالبہ نہ طلب کیا جائے۔ نصر حاجب اور خلیفہ مقتدر کی والدہ سے خط و کتابت کی کہ موقع پا کر خلیفہ مقتدر سے میری وزارت کی سفارش کیجئے۔ میرے کثرت تمہین کو خلافت مآب پر ظاہر کر دیجئے اور اس امر کو بھی واضح کر دیجئے گا کہ حامد متمول اور مالدار آدمی ہے۔ میں آپ لوگوں کی مال و زر سے پوری خدمت کروں گا۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر کو وزیر السلطنت ابن فرات سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ موقع مناسب مل گیا۔ دونوں نے خلیفہ مقتدر سے حامد کی ہوشیاری اور مالدار کی بہت تعریف کی۔ اس پر خلیفہ مقتدر نے حامد کو واسط سے طلب فرمایا اور تھوڑے دنوں بعد حامد نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر آستانہ بوسی کی عزت حاصل کی۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت ابن فرات کو مع اس کے بیٹے محسن اور قجعین کے گرفتار کر لیا اور قلمدان وزارت حامد کے سپرد کر دیا۔ مگر حامد نے حق وزارت ادا نہ کیا اور نہ اس شان و شوکت کو قائم رکھا جو وزراء کے شایان شان تھی۔ صیغہ ہائے مختلف کے ناظموں اور افسروں نے خود سری اور خود مختاری شروع کر دی۔ بحالت مجبوری خلیفہ مقتدر نے علی بن عیسیٰ معزول وزیر کو قید سے رہا کر کے حامد کی طرف سے بطور نائب کے کل صیغوں کا نگران مقرر کیا۔ حامد کی نامی اور عہدہ وزارت سے ناواقفی کا نتیجہ یہ ہوا کہ علی بن عیسیٰ تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہو گیا۔ حامد کا نہ کوئی حکم رہ گیا اور نہ کوئی اثر۔ نام کی وزارت حامد کی رہی اور درحقیقت علی بن عیسیٰ وزارت کر رہا تھا۔

ابن فرات کی جواب طلبی: کچھ عرصہ بعد حامد نے معز و وزیر ابن فرات کو جیل سے طلب کیا اور الزامات خیانت کے ثبوت کی غرض سے علی بن احمد مادرانی کو بحث کرنے کا حکم دیا۔ ابن فرات کا آزمودہ اور ہوشیار شخص تھا۔ علی بن احمد کی ایک بھی پیش نہ کی گئی۔ حامد نے جھلا کے گالیاں دیں۔ ابن فرات نے نہایت متانت سے افسوس کرتے ہوئے نصیحت آمیز کلمات میں کہا ”آپ کے شایان شان یہ کلمات نہیں ہیں۔ آپ عہدہ وزارت پر ہیں۔ جس انداز اور قطع سے آپ ہیں وہ اس کے منافی ہے۔“ حامد یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ ابن فرات شفیق لولوی سے مخاطب ہو کر بولا ”میری جانب سے امیر المومنین سے عرض کر دینا کہ حامد سے میں نے دولا کھ دینا رکامطالبہ و مواخذہ کیا ہے اس نے یہ خیال کر کے کہ وزیر ہو جانے پر مجھ سے مطالبہ و مواخذہ نہ کیا جائے گا۔ وزارت کا عہدہ تو حاصل کر لیا مگر اس میں اس اہم عہدہ کی لیاقت مطلق نہیں ہے۔ حامد یہ سن کے اور زیادہ برہم ہوا اور سخت و ست کہنے لگا۔ خدام خلافت نے خلافت مآب کے اشارے سے ابن فرات کو کشاکش جیل میں پہنچا دیا اور مال کثیر بطور جرمانہ کے وصول کیا۔ اس کا بیٹا محسن اور اس کے ہمراہی کوڑوں سے پٹوائے گئے اور ان پر بھی جرمانہ کیا گیا۔

علی بن عیسیٰ کا اقتدار: اس واقعہ کے بعد حامد کی آنکھیں کھل سی گئیں۔ اس امر کا احساس ہوا کہ میں تو برائے نام وزیر ہوں۔ سارے احکامات علی بن عیسیٰ کے جاری و ساری ہیں اگر کچھ عرصہ اور یہی رنگ رہا تو عجب نہیں کہ میں نام کا بھی وزیر نہ رہوں۔ اس خیال کا قائم ہونا تھا کہ خلیفہ مقتدر سے بغرض انتظام و سیاست واسطہ جانے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ مقتدر نے اجازت دے دی۔ دار الخلافہ سے روانہ ہو کر واسطہ پہنچا۔ گو بظاہر حامد مستعدی کا اظہار کرتا اور احکام بھی آپ ہی صادر کرتا۔ مگر درحقیقت زمام انتظام و سیاست علی بن عیسیٰ کے ہاتھ میں تھا۔ تھوڑے دنوں میں محاصل ملک میں بین طور سے اضافہ دکھلا دیا۔ خلیفہ مقتدر کو بے حد مسرت ہوئی اور اس نے آزادی کے ساتھ کام کرنے کی اجازت دے دی۔ یہاں تک کہ علی بن عیسیٰ کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس اثناء میں بغداد میں آتش بغاوت بھڑک اٹھی اور عوام الناس نے دو کانداروں اور تاجروں کو دن دہاڑے لوٹ لیا۔ سبب یہ تھا کہ حامد اور اس کے کارندے غلہ خرید خرید کر بھرتے چلے جاتے تھے جس سے گرانی بڑھتی جاتی تھی حامد کو اس کی بغاوت کی اطلاع ہوئی روک تھام کرنے کو آپ پہنچا۔ عوام الناس مجتمع ہو کر مقابلہ پر آئے۔ لڑے جیل کو توڑ ڈالا۔ افسر پولیس کے مکانوں کو لوٹ لیا۔ خلیفہ مقتدر نے غریب الحال کو بہ سرافسری ایک لشکر ہمراہ اس جنگامہ کے فرو کرنے پر متعین فرمایا۔ شام ہوتے ہوتے ہی فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ مفسدوں اور باغیوں کو بعد ثبوت جرم سزائیں دی گئیں۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے گیارہوں جو اور ہر قسم کے غلہ کے گودام کھلوایے فروخت کرنے کا حکم دیا اور حامد کو اس انتظام سے علیحدہ کر کے علی بن عیسیٰ کو مقرر کیا۔ چنانچہ حامد کے محال سواذ کو فہ و بھرہ سے واپس بلا لئے گئے۔

مصر پر عبداللہ مہدی کی فوج کشی: ۳۳ھ میں مہدی والی افریقیہ نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مصر کی جانب روانہ کیا۔ ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور میں وہ اسکندریہ پہنچا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے مصر کی طرف بڑھا۔ حمیرہ میں داخل ہو کر صعیہ پر بھی قابض ہو گیا اور اہل مکہ کو دولت علویہ کی ہدایت قبول کرنے کو کہنا۔ اہل مکہ نے منظور نہ کیا۔ رفتہ رفتہ اس واقعہ کی دربار خلافت تک خبر پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ابوالقاسم کی مدافعت اور مقابلہ پر روانہ کیا۔ فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اور جانین کے ہزار ہا آدمی مارے گئے۔ بالآخر مونس کی کامیابی ہوئی۔ اسی معرکہ کے بعد سے مونس کو

مظفر کا لقب دیا گیا۔ اثناء جنگ میں افریقیہ سے ایک بیڑا جہازات کا جس میں اسی کشتیاں تھیں۔ ابوالقاسم کی کمک کو آ پہنچا اور قریب اسکندریہ لشکر انداز ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے طرسوس سے پچیس کشتیوں کا ایک بیڑا ابوالیسن کی ماتحتی میں روانہ کیا۔ دونوں میں اسکندریہ کے قریب ٹکرائو ہوئی۔ شاہی بیڑا کو فتح نصیب ہوئی۔ افریقیہ کے بیڑا جہازات کی اکثر کشتیاں جلاد دی گئیں۔ سلیمان خادم اور یعقوب کتابی مع ایک گروہ کے گرفتار کر لیا گیا۔ سلیمان کو تو مصر کی جیل میں ڈال دیا گیا اور یعقوب کو پابہ زنجیر بغداد بھیج دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ حکمت عملی اس نے جیل سے نکل کر افریقیہ کا راستہ لیا۔

اس شکست سے مغاربہ کی کمرٹوٹ گئی اور امداد کا آنا منقطع ہو گیا۔ جو لشکر یہاں موجود تھا اس میں وبا پھوٹ نکلی۔ سینکڑوں آدمی اور گھوڑے مر گئے۔ مجبوراً افریقیہ کی جانب مراجعت کی تو لشکر شاہی نے تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ اپنی حدود سے نکال دیا۔

ابن ابی الساج کی بحالی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مونس خادم نے یوسف بن ابی الساج سے معرکہ آرائی کی اور اس کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ چنانچہ بغداد میں قید کر دیا گیا۔ یوسف بن ابی الساج کے گرفتار ہو جانے پر اس کے صوبجات مقبوضہ پر سبک (یہ ابن ابی الساج کا غلام تھا) حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد مونس نے یوسف بن ابی الساج کی خلیفہ مقتدر سے ۳۱ھ میں سفارش کی۔ خلیفہ مقتدر نے اس کی سفارش سے یوسف کو قید سے رہا کر دیا۔ خلعت دی اور صوبجات آذربائیجان، رے، قزوین، اہر اور زنجان کی سند حکومت مرحمت فرمائی۔ یوسف نے پانچ لاکھ دینار سالانہ خراج علاوہ مصارف فوج دینے کا اقرار کر لیا۔ چنانچہ یوسف، سند حکومت حاصل کر کے مع وصیف بکتری کے آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا۔ موصل پہنچا صوبہ موصل اور دیار ربیعہ کی جانچ پڑتال کی، بعد ازاں موصل سے کوچ کر کے آذربائیجان میں وارد ہوا۔ اس وقت اس کے غلام کا انتقال ہو چکا تھا۔ پہنچتے ہی آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔ ۳۱ھ میں آذربائیجان سے رے جانے کا قصد کیا۔ ان دنوں رے کی حکومت پر احمد بن علی برادر صلحک شتمکن تھا۔ احمد بن علی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ دربار خلافت سے سند حکومت رے حاصل کی تھی۔ مگر کچھ عرصہ بعد علم خلافت کی مخالفت کی اور باغی ہو گیا اور ہر ماکان بن کافی سپہ سالار دہلیم سے جو اولاد طرسوس کا طبرستان اور جرجان میں داعی تھا۔ راہ و رسم پیدا کر لی۔ چنانچہ حسن وقت یوسف رے پہنچا۔ احمد مقابلہ پر آیا۔ یوسف نے اس کو شکست دے کر مار ڈالا اور اس کا سر اتار کر بغداد بھیج دیا۔ یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۳۱ھ کا ہے۔ ایک مدت تک اس کامیابی کے بعد رے میں مقیم رہا۔ بعد ازاں رے سے کوچ کر کے اوائل ۳۲ھ میں ہمدان کی جانب روانہ ہوا اور بوقت روانگی اپنے غلام مفلح کو رے میں اپنا نائب مقرر کر گیا۔ مفلح نے یوسف کی روانگی کے بعد ہی مفلح کو نکال دیا اور باغی ہو گئے۔ یوسف تک یہ خبر پہنچی تو ماہ جمادی الثانی ۳۲ھ میں پھر رے کی جانب لوٹا اور دوبارہ اس پر قابض و متصرف ہو گیا۔

یوسف کی واسط میں آمد: ان واقعات کے بعد ۳۲ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف کو بلاد مشرقیہ کی سند حکومت عطا کی اور یہ حکم دیا کہ واسط میں پہنچ کر بلاد مشرقیہ کے خراج کو فوج کی تنظیم اور سپہ سالاران لشکر میں صرف کرو اور سامان جنگ درست کر کے ابو طاہر قمرطی سے جنگ کرنے کو ہجر کی طرف کوچ کر دو۔ چنانچہ یوسف اس حکم کے مطابق واسط پہنچا۔ مونس مظفر موجود تھا، جو بنی یوسف واسط کے قریب پہنچا مونس مظفر نے واسط چھوڑ کے بغداد کا راستہ لیا اور ہمدان، سادہ، قم، قاشان، ماہ

بصرہ و ماہ کوفہ اور سبداں کے خراج کو بغرض قظیم فوج و تیاری جنگ قرامطہ واسطہ میں یوسف کے لئے چھوڑ گیا۔
 رے کے واقعات: جس وقت خلیفہ مقتدر نے یوسف کو رے سے واسطہ کی طرف بغرض جنگ ابوطاہر روانہ ہونے کو لکھا تھا۔ اسی زمانہ میں خلافت مآب نے سعید بن نصر بن سامان کو رے کی سند حکومت بھیج دی تھی اور یہ حکم دیا تھا کہ فوراً رے میں پہنچ کر رے کو فاسک (یوسف کے غلام) سے چھین لو۔ اوائل ۳۱۴ھ میں سعید نصر رے کو روانہ ہوا جس وقت کہ قارن کے قریب پہنچا۔ ابونصر طبری نے راستہ روک دیا۔ سعید نصر نے خط و کتابت کر کے تیس ہزار دینار پر سودا طے کر لیا۔ ابونصر نے اس رقم کو وصول کر کے راستہ دے دیا۔ سعید نصر کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچا اور اس کو فاسک کے قبضہ سے نکال لیا۔ دو ماہ تک وہاں قیام پذیر رہا۔ بعد ازاں سجدہ روانی کو مقرر کر کے نجار کی جانب لوٹ آیا۔ کچھ عرصہ بعد سجدہ کو معزول کر کے محمد بن ابی صعلوک کو مامور کیا شعبان ۳۱۶ھ تک یہ رے کی سند حکومت پر فائز رہا۔ اس کے بعد بیمار ہو گیا۔ حسن بن قاسم داعی اور ماکان بن کالی امیر دیلم کو رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ جب یہ دونوں رے میں آ گئے تو رے کو ان دونوں کے حوالے کر کے کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں دامغان پہنچ کر مر گیا۔ غرض حسن بن قاسم اور دیلم اس طرح سے رے پر قابض و متصرف ہو گئے۔

خلیفہ مقتدر کے وزراء: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ حامد بن عباس کو قلمدان وزارت سپرد ہو گیا تھا۔ مگر اس کی فانی اور عہدہ وزارت کی اہم ذمہ داریوں سے ناواقفیت کی وجہ سے علی بن عیسیٰ پیش پیش ہو رہا تھا۔ نام کو حامد وزیر تھا اور درحقیقت علی بن عیسیٰ وزارت کر رہا تھا۔ بسا اوقات علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت حامد کے احکام کو رد و بدل کر دیتا۔ اور اس کے فرمانوں کو جو اعمال اور گورنران صوبجات کے نام بھیجے جاتے تھے۔ جو چاہتا گھنا بڑھا دیتا۔ جب کوئی شکایت ہوتی تو یہ کہہ کر علیحدہ ہو جاتا کہ وزیر السلطنت اس کے ذمہ دار ہیں مگر اصل یہ ہے کہ ظالم کے ہاتھ کو رعایا پر ظلم کرنے سے روکنا چاہئے۔ وزیر السلطنت حامد ان واقعات سے کچھ مشکوک سا ہوا اور دربار خلافت سے اجازت حاصل کر کے جانچ پڑتال اور دیکھ بھال کی غرض سے واسطہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

علی بن عیسیٰ: حامد کے چلے جانے کے بعد خدام دولت اور حاشیہ نشینان خلافت نے تنخواہیں اور وظائف وقت مقررہ پر نہ ملنے کی دربار خلافت میں شکایت پیش کی۔ کیونکہ علی بن عیسیٰ اکثر ان لوگوں کی تنخواہیں اور وظائف وقت مقررہ کے بعد دیا کرتا تھا اور کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ جب کئی ماہ کی تنخواہیں چڑھ جاتی تھیں تو دوا ایک مہینے کی تنخواہ ضبط کر لیتا تھا ملازمین شاہی اور عمال نے اس معاملہ میں بہت شور و غل مچایا۔ اہل وظائف نے مجمع ہو کے یہ شکایت کی کہ ہر سال دو ماہ کا وظیفہ ہمارا ہمیشہ ضبط ہو جایا کرتا ہے۔ اس سے حامد کی شکایتوں کا ایک طومار ہو گیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں وزیر السلطنت حامد اور خ اسود کے مابین باتوں باتوں میں برہمی پیدا ہو گئی اگرچہ خ اسود کا غلام تھا۔ لیکن خلیفہ مقتدر کی ناک کا بال بنا ہوا تھا اور معزول وزیر السلطنت ابن فرات نے اس کو ایک خاص انس تھا۔ حامد نے وزارت کے گھنڈ میں خ اسود سے سخت کلامی کی جس سے خ اسود کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔

ابن فرات: اس اثناء میں محسن ابن فرات نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں اپنے باپ کے لئے وزارت کی درخواست پیش کی اور ضمانت بھی دے دی۔ خلیفہ مقتدر نے اس کے باپ ابن فرات کو قید سے رہائی دے کر سہ بارہ عہدہ وزارت سے سرفراز

فرمایا اور بجائے اس کے علی بن عیسیٰ کو قید کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۱۳ھ کا ہے اس واقعہ کے بعد حامد (وزیر السلطنت) واسطے سے آ پہنچا۔ ابن فرات نے اس کی گرفتاری پر چند لوگوں کو متعین کر دیا۔ وہ ایوان وزارت تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ حامد یہ خبر پا کے اثناء راہ سے بھاگ کے بغداد میں روپوش ہو گیا۔ بعد ازاں چھپ کے رات کے وقت نصر حاجب کے پاس گیا اور اس کے ذریعہ سے خلیفہ مقتدر تک اپنا حال پریشان پہنچانے کی التجا پیش کی اور یہ بھی درخواست کی کہ مجھے سزائے قید دار الخلافہ میں دی جائے۔ وزیر السلطنت ابن فرات کی نگرانی اور سپردگی میں نہ دیا جاؤں۔

حامد بن عباس کا انجام: نصر نے مقلح کو بلوا کر حامد کی خطا معاف کرائی اور خلافت مآب تک اس کے عرض حال کی سفارش کی۔ اس خدمت کے انجام دہی کے معاوضہ میں کچھ دینے کا بھی اقرار کیا مگر مقلح نے دربار خلافت میں پہنچ کر حامد کی درخواست کے خلاف التجا کی۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دیا کہ حامد کو قید کرنے کی غرض سے ابن فرات کے حوالہ کر دیا جائے۔ ابن فرات نے اس حکم کے مطابق حامد کو ایک مدت تک قید میں رکھا۔ بعد ازاں اس کے پیش کئے جانے کا اشارہ کیا۔ فقہاء اور عمال حساب فجی کے لئے طلب کئے گئے۔ جانچ پڑتال ہوتی رہی دس لاکھ دینار کے تغلب و تصرف کا حامد نے اقرار کیا۔ محسن بن فرات نے پانچ لاکھ دینار کی پیش کش کر کے حامد کو لے لیا اور طرح طرح کی تکالیف دیتے لگا۔ پھر اس کو جاگیر اور مال و اسباب کے فروخت کرنے کو واسطہ روانہ کیا۔ اثناء راہ میں وہ مر گیا۔

ابن فرات کی ریشہ و انبیاں: اس کے بعد علی بن عیسیٰ سے تین لاکھ دینار کا مطالبہ کیا گیا۔ محسن ابن فرات نے اس کو بھی خلافت مآب سے لے لیا اور وصولیائی کی غرض سے ہر طرح کی ایذائیں دیں۔ مگر کچھ برآمد نہ ہوا۔ چونکہ علی بن عیسیٰ نے زمانہ معزولی ابن فرات میں ابن فرات کے ساتھ اچھے سلوک کئے تھے۔ اس وجہ سے ابن فرات نے کچھ عرصہ بعد علی بن عیسیٰ کو قید رکھ کر رہا کر دیا۔ اس کے بعد ابن حواری کی گرفتاری کی باری آئی۔ یہ بھی گرفتار ہو کر محسن ابن فرات کے سپرد کیا گیا۔ محسن نے اس کو بھی ایذائیں دیں۔ وصولیائی اور اس کے مال و اسباب کے ضبط کرنے کی غرض سے اس کو اجواز کی جانب روانہ کیا۔ محافظین نے اس کو اس قدر مارا کہ مر گیا۔ انہیں دنوں حسین بن احمد اور علی بن محمد ماورانی کے ادبار کا زمانہ بھی آ گیا تھا۔ ابن فرات کے اشارہ سے گرفتار کر لئے گئے اور ہر ایک سے سات لاکھ دس ہزار کا مطالبہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں ان کے ناظموں کے گروہ سے بھی مواخذہ کیا اور ان سے بھی مالی کثیر طلب کیا گیا۔ اس اثناء میں مولس جہاد سے واپس آ گیا۔ ابن فرات کے ان افعال کی اس کو اطلاع ہوئی۔ لوگوں کی ناحق ایذا رسانی اور ان سے استحصال بالجبر پر وہ عینیں بہ جبین ہوا۔ ابن فرات کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے انجام کے خیال سے خلیفہ مقتدر سے یہ جڑ دیا کہ مولس کا دار الخلافہ میں رہنا قرین مصالحت نہیں ہے اسے محافظت اور نگرانی کی غرض سے حدود شام میں بھیج دینا چاہئے۔ خلیفہ مقتدر نے اس کے کہنے کے مطابق بغیر سوچے سمجھے مولس کو حدود شام کی طرف روانہ ہونے کا حکم دے دیا۔ مولس کی اکھاڑ پچھاڑ سے فارس ہو کر ابن فرات نے نصر حاجب پر نظر ڈالی تو آنکھوں میں کانٹا سا کھٹک گیا۔ جھٹ خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہو کر دو چار الزامات نصر کے سر تھوپ دیئے اور اس کی کثرت مال و اسباب کا لالچ دیا۔ ہنوز کوئی حکم صادر نہ ہونے پایا تھا کہ نصر اس واقعہ سے مطلع ہو کر خلیفہ مقتدر کی ماں کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ جس سے ابن فرات کی ایک بھی پیش نہ گئی۔

ابن فرات کی معزولی: ان مظالم اور بے جا تشدد کا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ ابن فرات سے لوگوں کے دل بھر گئے۔ عوام

الناس کا ایک گروہ اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ ابن فرات کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا اور بار خلافت تک اس واقعہ کی اطلاع ہو جائے کہ جس سے جان کے لالے پڑ جائیں فوراً خلافت مآب کے گوش مبارک تک یہ اطلاع پہنچا دی کہ کچھ لوگ میرے پاس اپنے حقوق طلب کرنے کو آئے تھے اور ان کو مجھ سے کچھ عرض و معروض کرنا تھی۔ خلیفہ مقتدر یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ ابن فرات مع اپنے بیٹے محسن کے سوار ہو کر ایوان شاہی میں گیا۔ خلیفہ مقتدر نے ان لوگوں کو اپنے پاس بٹھایا۔ ادھر ادھر کے حالات کے متعلق استفسار کرتا رہا جس سے ان دونوں کے دلوں کو اطمینان ہو گیا کہ خلافت مآب ہم لوگوں سے ناراض نہیں ہیں۔ رخصت ہو کر چلنے کا قصد کیا۔ نصر حاجب نے پہنچ کر منع کر کے حراست میں لے لیا۔ اتنے میں سچ آ گیا اور اس نے خلافت مآب کے کان میں جھک کے عرض کی کہ امیر المؤمنین اس وزیر کی معزولی میں عجلت سے کام نہ لیں ورنہ خطرہ کا اندیشہ ہے۔ اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اسی وقت ان دونوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ محسن تو اسی دن رہا ہوتے ہی روپوش ہو گیا۔ باقی رہا ابن فرات وہ اگلے دن گرفتار کر لیا گیا۔ نازوک اور یلین ایک دستہ فوج لئے ہوئے ابن فرات کے مکان پر آئے۔ برہنہ پاؤں سرکشوں کشاں گھر سے نکال لائے اور اس کو مع ہلال بن بدر کے مونس مظفر کے پاس لے گئے۔ مونس نے شفیع لولوی کے حوالہ کر دیا۔ شفیع نے قید کر دیا اور ایک لاکھ دینار کا اس سے مطالبہ کیا۔ یہ واقعہ ۳۱۲ھ کا ہے۔

ابوالقاسم بن علی کی تقرری۔ ابن فرات کی معزولی کے بعد ابوالقاسم بن علی بن محمد بن عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان نے عہدہ وزارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور ابن فرات سے لاکھ دینار وصول کرنے کی ضمانت دی۔ ہارون بن غریب الحمال اور نصر حاجب وغیرہ نے بھی سفارش کی۔ خلیفہ مقتدر نے مجبوراً قلمدان وزارت ابوالقاسم کے سپرد کیا اور اسی کے عہدہ وزارت میں اس کے باپ علی نے وفات پائی اور اس کے بعد مونس خادم نے خلیفہ مقتدر سے علی بن یحییٰ کو صنعاء سے واپس بلا لینے کی سفارش کی۔ خلافت مآب نے واپسی کا فرمان بھیج دیا اور صوبجات مصر و شام کی حکومت بھی عنایت فرمائی۔

محسن اور ابن فرات کا انجام۔ ابن فرات وزیر ایک مدت تک روپوش رہا۔ ایک روز ایک عورت محل سرائے خلافت میں حاضر ہوئی اور یہ ظاہر کیا کہ میں خلافت مآب سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ نصر حاجب نے خلیفہ مقتدر کے حضور میں پیش کر دیا۔ عورت نے دست بوسی کے بعد محسن کا پتہ بتایا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت نازوک افسر اعلیٰ محکمہ پولیس کو گرفتاری کا اشارہ کیا۔ نازوک نے تھوڑی دیر کے بعد اسے لا کے حاضر کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت کے حوالہ کیا۔ وزیر السلطنت نے طرح طرح کی ایذائیں دیں اور تکالیف رسانی کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔ مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ تب خلیفہ مقتدر نے اسے دارالخلافت میں اس کے باپ کے پاس بھیج دینے کا حکم دے دیا۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔

مونس ہارون اور نصر کے پاس دوڑا گیا اور اس واقعہ کو ظاہر کر کے ابن فرات کی چالوں سے ان لوگوں کو ڈرایا اور خلافت مآب کی طرف سے بھی کسی قدر ان کو بدظن کیا۔ وہ لوگ اس کی باتوں میں آ گئے۔ سب کے سب مجتمع ہو کے دربار خلافت میں گئے اور ایک زبان ہو کر یہ درخواست کی کہ ابن فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کا حکم صادر کیا جائے۔ جب تک یہ دونوں بقید حیات رہیں گے ہم لوگوں کو خطرہ رہے گا۔ خلیفہ مقتدر نے سپہ سالاران لشکر اور اراکین دولت کی طرف رائے دینے کا اشارہ کر دیا نازوک نے اسی وقت ابن فرات اور محسن کا سر اُتار لیا۔ ہارون نے ایوان وزارت میں حاضر ہو کر ابوالقاسم کو ابن فرات کا قتل کا حکم سنایا۔ حاشیہ اگلے صفحہ پر

فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کی خوش خبری سنائی۔ ابوالقاسم سنتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو ہارون نے اس حسن خدمت کے صلے میں دو ہزار دینار ابوالقاسم سے وصول کر لئے۔ باقی رہے ابن فرات کے اور لڑکوں کے تو موئس نے اس کے دونوں لڑکوں عبداللہ اور ابونصر کی سفارش کی اور انہیں قید سے رہا کر دیا گیا میں ہزار دینار بطور انعام مرحمت ہوئے۔

ابوالعباس خسی کی تقرری و معزولی: ان واقعات کے بعد ۳۱۳ھ میں ابوالقاسم بوجہ طویل علالت معزول کر دیا گیا۔ کیونکہ لشکریوں کی تنخواہیں اس کی علالت کی وجہ سے رک گئی تھیں۔ وظیفہ داروں کو وظائف نہیں دیئے گئے تھے۔ لشکریوں نے مجمع ہو کر شور و غل مچایا۔ خلافت مآب کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے فوراً معزولی کا حکم دے دیا اور بجائے اس کے ابوالعباس خسی کو عہدہ وزارت عنایت کیا۔

ابوالعباس خلیفہ مقتدر کی ماں کا سیکرٹری تھا۔ خلعت وزارت پانے کے بعد ایران وزارت میں گیا۔ چارج لیا اور علی بن عیسیٰ کو صوبجات مصر و شام پر بدستور بحال رکھا۔ چنانچہ علی بن عیسیٰ اکثر اوقات ابوالعباس سے ملنے آتا۔ کچھ عرصہ بعد ابوالعباس کے انتظام میں گڑ بڑ پیدا ہوئی۔ آمدنی بھی کم ہو گئی۔ وہ شب و روز شراب نوشی میں مشغول رہتا تھا۔ امور سلطنت کی طرف کسی وقت توجہ نہ کرتا تھا۔ صدر حکم کی غرض سے عمال کی جو روپوشیاں یا درخواستیں آتی تھیں۔ مہینوں بڑی رہتی تھیں۔ اس نے ایک شخص اپنی طرف سے قائم مقام مقرر کر رکھا تھا جو سیہ و سفید چاہتا تھا وہ کر گزرتا تھا جس سے مصالح ملتی تھیں اور انتظامی امور درہم ہو گئے۔ موئس نے عواقب امور پر نظر کر کے خلیفہ مقتدر کو اس کی معزولی اور عہدہ وزارت پر علی بن عیسیٰ کے تقرری کی رائے دی۔ چنانچہ خلیفہ مقتدر نے ابوالعباس کو اس کی وزارت کے ایک برس دو مہینے بعد معزول کر دیا۔

علی بن عیسیٰ کا تقرری: علی بن عیسیٰ عہدہ وزارت دینے کی غرض سے دمشق میں طلب کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ جب تک علی بن عیسیٰ دار الخلافت میں حاضر نہ ہو اس وقت تک اس کا قائم مقام ابوالقاسم عبداللہ بن محمد کلوازی وزارت کا کام انجام دیتا رہے۔ اوائل ۳۱۵ھ میں علی بن عیسیٰ دار الخلافت میں داخل ہوا اور اس نے مستقل طور سے وزارت کا کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ انتظامی امور میں جو خلل واقع ہو گئے تھے۔ رفتہ رفتہ سب کے سب درست ہو گئے۔ عمال اور گورنران صوبجات کی رپورٹوں اور درخواستوں پر مناسب حکم صادر ہونے لگا۔ سواذ اہواز فارس اور مغرب کے بقایا محاصل یکے بعد دیگرے وصول ہو کر خزانہ عامرہ میں داخل ہونے لگے۔ لشکریوں کی تنخواہیں اور وظیفہ خواروں کے وظائف دے دیئے گئے۔ گویوں قصہ خوانوں اور درباری مسخروں اور خوشامدی مصاحبوں کی موتوفی کا حکم دے دیا گیا اور ان لوگوں کی تنخواہیں بند کر دیں۔ فوج نظام سے بوڑھوں اور چھوٹے لڑکوں کو جو آلات حرب نہیں جانتے تھے۔ چھانٹ دیا گیا۔ بذات خود ہر کاندہ کو دیکھتا اور اس پر مناسب حکم صادر کرتا تھا۔ کفایت شعاری اور ہوشیاری سے ہر کام پر نظر ڈالتا۔ غرض تھوڑے ہی دنوں میں انتظامی امور ایسے درست ہو گئے کہ گویا ان میں گڑ بڑ پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔

ابوالعباس خسی سے جواب طلبی: اس کے بعد علی بن عیسیٰ نے ابوالعباس خسی کو خلافت مآب کے حکم سے دوبار

۱۔ یہ واقعہ ۱۳ ربیع الثانی ۳۱۲ھ یوم دوشنبہ کا ہے۔ ابن فرات کی عمر اس وقت اکہتر برس کی تھی اور محسن کی تینتیس برس کی (تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۷)

۲۔ ماہ رمضان کا ۳۱۲ھ کا یہ واقعہ ہے۔ (تاریخ کامل ابن خلدون جلد ۸ صفحہ ۵۸)

خلافت میں طلب کیا۔ فقہاء قضاۃ اراکین سلطنت اور کتاب جمع کئے گئے۔ مقدمہ پیش ہوا۔ استفسار کیا گیا ”ممالک محروسہ اور صوبجات مقبوضہ سے کس قدر خراج وصول ہو کر داخل خزانہ عامرہ میں ہوا؟ جرمانہ سے کس قدر مال وصول کیا گیا؟ اب کس قدر باقی ہے؟“ ابو العباس نے سر نیچا کر کے جواب دیا ”میں کچھ نہیں جانتا۔“ پھر سوال کیا گیا ”تم نے ابی الساج کو بلا ضرورت اس قدر مال کیوں دے دیا؟ اور کیا سمجھ کر تم نے اس کو صوبجات مشرق کی حکومت دی؟ کیا تمہارا یہ گمان تھا کہ ابن ابی الساج اور اس کے ہمراہی جو محض جنگی اور غیر تربیت یافتہ ہیں۔ ایسے صوبجات کا انتظام کر لیں گے؟“۔ جواب دیا ”ہاں میرا یہی گمان تھا۔“ اس قدر عرض کر کے خاموش ہو گیا۔ ابن ابی الساج کو بلا ضرورت مال کثیر دے دیے کا کچھ جواب نہ دیا۔ پھر یہ اعتراض کیا گیا کہ یہ امر کیونکر جائز قرار دیا کہ مسلمانوں کی عورتیں بلا اجازت شروع دوسرے کے قبضہ میں دے دی جائیں۔ اس اعتراض کا بھی جواب کچھ بن نہ پڑا۔ سکوت کے عالم میں کھڑا رہا۔ پھر اس سے محاصل اور مخارج کا سوال کیا گیا۔ صاف صاف کچھ جواب نہ دے سکا۔ تب کہا گیا۔ تم نے امیر المؤمنین کو بھول بھلیوں میں پھنسا رکھا تھا اور آج یہ عذر کرتے ہو کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ ابو العباس نے اس کا بھی کچھ جواب نہ دیا۔ جسے خلیفہ مقتدر نے جیل کی طرف واپس کر دیا اور علی بن عیسیٰ الطمینان کے ساتھ وزارت کرنے لگا۔

علی بن عیسیٰ کی معزولی ایک مدت کے بعد علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت کے انتظامی امور میں گڑبڑ پیدا ہوئی اور کچھ عمال نے اختلافات پیدا کئے۔ خراج کے وصول ہونے میں بھی کمی آئی۔ کچھ مصارف کی زیادتی ہوئی۔ خلیفہ مقتدر نے خدام اور حرم سرانے دولت کا خرچ بے حد بڑھا دیا۔ اس اثناء میں انبار سے لشکر آ گیا اور دو لاکھ چالیس ہزار دینار کا خرچ بڑھ گیا اور سب کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ انتظامی امور میں خلل پیدا ہوا۔ علی بن عیسیٰ نے اس امر کا احساس کر کے اور اس سے مایوس ہو کر کہ یہ مصارف نہ تو کم ہوں گے اور نہ اس بار کا بوجھ خزانہ عامرہ برداشت کر سکتا ہے علاوہ بریں مجھ میں اور نصر حاجب میں بوجہ مراسم مولس خادم شکر رنجی ہے۔ اس نے عہدہ وزارت سے استعفاء داخل کیا اور حدود سے زیادہ منظوری کی کوشش کی۔ مگر مولس خادم نے سمجھا بجھا کے علیحدہ نہ ہونے دیا۔ وزیر السلطنت نے کہا بھائی تم تو رقد چلے جاؤ گے۔ مجھے یہاں تمہارے بعد جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ چنانچہ ایسے ہی وقوع میں آیا۔ مولس کے چلے جانے کے بعد خلیفہ مقتدر نے نصر سے وزیر مقرر کرنے کی بابت رائے طلب کی۔ نصر نے ابوعلی بن مقلہ کی طرف اشارہ کیا۔

ابوعلی کی تقرری و معزولی۔ خلیفہ مقتدر نے اس وقت ۳۱۶ھ میں علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمن کو گرفتار کر کے قلعہ ان وزارت ابوعلی کے سپرد کیا۔ چونکہ ابوعلی اور عبداللہ بریدی کے مابین دوستانہ تعلقات تھے اس لئے عبداللہ نے اس معاملہ میں خوب کوشش کی۔ ابوعلی دو برس چار مہینے تک وزارت کرتا رہا۔ کسی قسم کا خطرہ پیش نہ آیا۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے جب کہ مولس خادم سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس الزام میں کہ ابوعلی وزیر السلطنت کا مولس سے میل جول ہے معزول کر دیا۔ جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ اتفاق وقت مولس کسی ضرورت سے باہر چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے موقع پا کے ابوعلی کو گرفتار کر لیا۔ جب مولس واپس آیا تو ابوعلی کو عہدہ وزارت پر مقرر کرنے کی تحریک کی۔ خلیفہ مقتدر نے منظور نہ

فرمایا۔ بلکہ اس کے قتل پر آمادہ ہو گیا مگر مونس کے منع کرنے پر باز نہ آیا۔ البتہ دولاکھ دینار کا ابوعلی سے مطالبہ کیا۔

سلیمان بن حسن کی تقرری: ابوعلی کے بعد قلمدان وزارت سلیمان بن حسن کے سپرد کیا گیا اور علی بن عیسیٰ کو حکم دیا گیا کہ اس کے ساتھ ساتھ ہی انتظامی امور کو دیکھتا بھالنا رہے۔ سلیمان ایک برس دو ماہ تک عہدہ وزارت پر رہا اور علی بن عیسیٰ کے ساتھ ہر کام کو دیکھتا اور رائے دیتا تھا۔ اس کے بعد آمدنی کم اور مصارف زیادہ ہونے کی وجہ سے مطالبات کی کثرت ہوئی۔ ہر کام میں دقت ہونے لگی۔ سلطانی وظائف بھی موقوف ہو گئے۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ علی بن عیسیٰ نے سواد کے محکمہ مال کو تنہا اپنے قبضہ میں کر لیا۔ جس سے وزیر السلطنت کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور اس کی طرف سے ایسے ایسے آدمی وصول و تحصیل پر مامور کئے جاتے تھے جن کو وصول و تحصیل کا مطلق علم نہ تھا۔ مجبور ہو کر نصف محاصل پر اس حق کو فروخت کر ڈالتے۔ عمال فقہاء اور حق داروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے وظائف دینے میں کوتاہی کرتے۔

سلیمان کی معزولی: ان میں سے کسی ایک کو مفلح خادم سے نیاز مندی ہو گئی تھی۔ اس نے مفلح کے ذریعہ سے خلیفہ کے کان تک ان واقعات کی خبر پہنچا دی۔ مفلح نے اشارہ کر دیا کہ تم لوگ اپنے حقوق حاصل کرنے میں سختی سے کام لو۔ خلافت مآب کا یہ منشاء ہے کہ حق ہتھار کو پہنچ جائے۔ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ عوام الناس کا یہ سننا تھا کہ بھڑک اٹھے اور انتظامی امور میں سخت بد نظمی واقع ہوئی۔ چاروں طرف سے ایک ہنگامہ سا برپا ہو گیا۔ خواص اور حکام اپنے حقوق طلب کرنے لگے امیدواران وزارت یہ عہدہ جلیلہ حاصل کرنے میں ریشہ دوانی کرنے لگے۔ کوئی وظائف اور تنخواہ اور کل مصارف کی ذمہ داری کا وعدہ کرتا اور کوئی حاشیہ نشینان خلافت کو سنہری روپیلی صورتیں دکھلا کے وزارت حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔

ابوالقاسم کلوازی کی تقرری: غرض امیدواران وزارت کی بھرماری اور درخواست پر درخواست چلی آتی تھی۔ مونس نے ابوالقاسم کلوازی کو وزیر مقرر کرنے کی رائے دی۔ اسی رائے کے مطابق خلیفہ مقتدر نے ماہ رجب ۳۱۹ھ میں ابوالقاسم کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا۔ مگر صرف دو مہینے اس کی وزارت رہی۔

مفلح
دانیالی اور مفلح: دارالخلافت بغداد میں ایک شخص دانیالی نام کا رہتا تھا جو بڑا چالاک چلتا پرزہ کاغذ ساز اور حیلہ باز تھا۔ کاغذ کو دو واؤں کے ذریعہ سے پرانا کر ڈالتا تھا اور اس پر بخط قدیم کچھ اشارات اور رموز اپنے ہاتھ سے تحریر کرتا۔ جس میں ارباب دولت اور اراکین سلطنت کے ناموں کے متعلق اشارے دکنائے لکھے ہوئے۔ انہیں خطوط و نقوش کے اشارہ سے ان لوگوں کی حکومت رتبہ اور تصرفات کا حال بتلاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ یہ علم غیب کا ایک حصہ ہے۔ زمانہ قدیم کی اختراعات میں سے ہے۔ دانیال پیغمبر کے ماثورات میں سے ہے اور مجھ کو اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملا ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کاغذ پر مہم لکھ کر یہ حکم لگایا کہ ایسا ایسا ہوگا اور اس کاغذ کو مفلح کے حوالہ کیا۔ مفلح نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ جواب دیا۔ اس سے تم مقصود ہو۔ کیونکہ تمہارا نام مفلح ہے۔ خلیفہ مقتدر کے مولیٰ ہو۔ اس قدر سمجھا کر اور علامات کو جو اس کاغذ پر لکھی ہوتی تھیں مناسبت کے ساتھ سمجھا دیا۔ مفلح ان کو سن کر خوش ہو گیا اور معتقد ہو گیا۔

حسین بن قاسم بن عبد اللہ بن وہب کی بھی آمد و رفت دانیالی کے پاس تھی۔ اس کے نام کو بھی کتابت ایک ورق کاغذ پر تحریر کیا اور بعض علامات کا جو اس کے حسب حالات تھیں۔ ذکر کر کے یہ حکم لگایا کہ خاندان عباسیہ کا اٹھارہواں تاجدار

اس کو اپنا وزیر بنائے گا۔ بد نظمیاں اس کے ذریعہ سے رفع ہوں گی۔ انتظام مملکت انجام پذیر ہوگا۔ دشمن خوار و ذلیل ہوں گے اور دنیا آباد ہوگی علاوہ اس کے اس ورق میں بعض ایسے امور تحریر کئے گئے جو گزر چکے تھے اور بعض ایسے لکھے جو ہنوز وقوع پر نہ ہوئے تھے۔ ایک روز دانیالی نے اس کو خط کے رو برو پڑھا۔ خط کو سخت تعجب ہوا اس ورق کو دانیالی سے لے لیا اور خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہو کے پیش کیا۔ دیکھنے اور سننے والوں نے تعجب اور حیرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ خلیفہ مقتدر نے خط سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ”تم بتلا سکتے ہو کہ اس صفت کا جو اس کاغذ میں مذکور ہے کون شخص حامل ہے“ عرض کی کہ حسین بن قاسم کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا۔ ارشاد ہوا سچ کہتے ہو میرا میلان اس طرف ایک مدت سے تھا۔

حسین بن قاسم کی تقرری خلیفہ مقتدر نے ابن مقلہ اور کلوازی کی وزارت سے پیشتر حسین کی تقرری کا ارادہ کیا تھا لیکن مولس نے مخالفت کی تھی جس سے حسین کو وزارت کا عہدہ ہنوز نہیں دیا گیا تھا۔ پھر خلیفہ مقتدر نے خط سے مخاطب ہو کر فرمایا ”دیکھو اگر تمہارے پاس کوئی تحریر حسین کی وزارت کے معاملے میں آئے تو میرے حضور میں پیش کرنا“۔ ان واقعات سے خط کا اعتقاد راسخ ہو گیا۔ موقع پا کر دانیالی سے استفسار کیا ”آپ کو یہ کتابیں کہاں سے ہاتھ آئیں“۔ جواب دیا ”مجھے اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی ہیں اور یہ کتابیں دانیال پیغمبر کے ملاہم میں سے ہیں“۔ خط نے اس کی خبر خلیفہ مقتدر تک پہنچائی۔ رفتہ رفتہ حسین کو بھی اس کی خبر لگ گئی۔ ایک خط خط کے پاس عہدہ وزارت کی سفارش کرنے کو لکھ بھیجا۔ خط نے خلیفہ مقتدر کے حضور میں پیش کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دیا۔ چونکہ مولس اس کی وزارت کا پہلے سے مخالف تھا۔ لہذا ابتداً اس کی اصلاح کرنی چاہئے۔ اتفاق سے انہیں دنوں کلوازی وزیر السلطنت نے ایک بجٹ پیش کیا۔ جس میں آمدنی سے زائد خرچ تھا۔ جس کی تعداد سات لاکھ تھی۔ اہل دیوان نے اس کے خلاف رپورٹیں دیں۔ کلوازی نے بجٹ اور اہل دیوان کی رپورٹوں کو دربار خلافت میں پیش کر کے گزارش کی ”امیر المؤمنین اس کا انتظام کسی صورت سے نہیں ہو سکتا۔ بجز اس کے کہ خلافت مآب اپنے مصارف کو کم کر دیں“۔ خلیفہ مقتدر کو یہ ناگوار گزرا اور حکم صادر فرمایا کہ حسین بن قاسم کل مصارف کی ذمہ داری کرے۔ علاوہ اس کے ایک لاکھ دینار بیت المال میں داخل کرتا رہے۔ حسین نے اس کو منظور کر لیا اور خلیفہ مقتدر نے اس درخواست کو جس میں ان شرائط کو تسلیم کر لیا تھا۔ کلوازی کو دکھلایا۔ کلوازی دیکھ کر متحیر ہو گیا۔ کچھ جواب بن نہ آیا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت اس کی معزولی کا حکم دیا (دو ماہ اس نے وزارت کی) اور حسین بن قاسم کو قلمدان وزارت سپرد فرمایا۔ اس شرط کے ساتھ کہ صرف حسین بن قاسم عہدہ وزارت کے کام کو انجام دے۔ علی بن عیسیٰ کو کسی طرح اپنے کاموں میں دخیل اور شریک نہ ہونے دے اور جہاں تک ممکن ہو دار الخلافہ سے اس کو نکال کر صاف کی جانب بھیج دے۔

حسین بن قاسم کی معزولی حسین نے عہدہ وزارت کا چارج لینے کے بعد بنو بریدی اور بنو قریبہ کو اپنے اسٹاف میں داخل کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد قلت آمدنی اور کثرت مصارف کا احساس ہوا۔ ہر کام میں دقت اور تنگی ہونے لگی۔ مجبوراً جنگی خرچہ وصول کر کے گزشتہ اور موجودہ سال کے مصارف میں صرف کرنے لگا۔ ہارون بن غریب الحال کو اس کی خبر لگ گئی۔ ہارون نے خلیفہ مقتدر تک یہ خبر پہنچا دی۔ خلیفہ نے عیسیٰ کو وزیر السلطنت کا حساب جانچنے پر متعین کیا۔ عیسیٰ نے دیکھ بھال کر کے وزیر السلطنت کے خلاف رپورٹ دی۔ خلیفہ مقتدر نے ماہ ربیع الثانی ۳۰۳ھ میں جبکہ حسین کی وزارت کو سات مہینے گزر چکے تھے معزولی اور گرفتاری کا حکم دیا اور قلمدان وزارت ابوالفتح فضل بن جعفر کے سپرد فرمایا اور حسین کو بھی نئے وزیر السلطنت

کے حوالہ کر دیا۔ مگر نئے وزیر نے حسین کے ساتھ کسی قسم کا ظالمانہ برتاؤ نہ کیا اور اس زمانہ سے برابر یہی عہدہ وزارت پر رہا۔

ابوطاہر قرامطی: قرامطہ کا ایک گروہ بحرین میں جا کے قیام پذیر ہو گیا تھا۔ ابوطاہر سلیمان بن ابی سعید جتانی ان کا سردار تھا۔ ابوطاہر کو ان کی سرداری بذریعہ وراثت اس کے باپ سے ملی تھی اور اس صوبہ کو ان لوگوں نے دولت عباسیہ سے بالکل جدا اور علیحدہ کر لیا تھا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات علیحدہ مستقل طور سے بیان کریں گے۔

بصرہ میں قرامطیوں کی غارتگری: ابوطاہر نے ۳۱۳ھ میں بصرہ کا قصد کیا ان دنوں بصرہ میں سبک مطلق کی امارت کے عہدہ پر تھا۔ ابوطاہر نے ایک ہزار سات سو فوج کے ساتھ رات کے وقت بصرہ پر حملہ کیا اور شہر پناہ کی دیواروں پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گیا اور محافظین کو تہ تیغ کر کے شہر میں گھس گیا اور دروازے کھول دیے۔ قتل عام کا بازار گرم ہو گیا سبک اس سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا۔ قرامطہ نے اس کو بھی قتل کر ڈالا اور عوام الناس پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ شہر کے باشندے جان کے خوف سے بھاگے۔ سینکڑوں پانی میں ڈوب کر مر گئے اور ہزاروں قرامطہ کی تیغ آبدار کی نذر ہوئے۔ سترہ یوم ابوطاہر بصرہ میں مقیم رہا۔ اٹھارہویں روز جس قدر مال و اسباب اور عورتیں لڑکے لے سکا لے کر ہجر کی جانب کوچ کیا۔ اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر نے محمد بن عبد اللہ فاروقی کو بصرہ پر مقرر کیا۔ چنانچہ محمد بعد واپسی ابوطاہر بصرہ میں داخل ہوا۔

ابوطاہر قرامطی کا حجاج پر حملہ: ۳۱۳ھ میں ابوطاہر قرامطی نے حجاج سے بوقت واپسی چھیڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بیر کی جانب کوچ کیا۔ ایک قافلہ سے جو سب کے آگے تھا مقابلہ ہوا۔ اہل قافلہ کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ حالت غفلت میں سفر کر رہے تھے کہ دفعۃً ابوطاہر نے پہنچ کر حملہ کر دیا۔ اہل قافلہ مدافعت نہ کر سکے چنانچہ قافلہ لوٹ لیا گیا۔ اس وقت اس واقعہ کی خبر حجاج کو لگی۔ جس وقت کہ وہ قید میں تھے چنانچہ قتل و غارت کے خوف سے قیام کر دیا۔ تا آنکہ زاد سفر تمام ہو گیا۔ ابوالہیجا بن حمدانی والی طریق کو ذبح بھی اسی قافلہ میں تھا اس نے اہل قافلہ کو وادی القریٰ کی جانب مراجعت کر جانے کی رائے دی تھی۔ مگر اہل قافلہ نے دور نکل آنے کی وجہ سے منظور نہ کیا۔ بالآخر جب زاد سفر ختم ہو گیا تو برائے کو ذبح روانہ ہوئے۔ ابوطاہر نے یہ خبر پا کر اس پر بھی حملہ کر دیا اور ابوالہیجا اور احمد بن بدر (یہ خلیفہ مقتدر کا ماموں تھا) گرفتار کر لیا اور سب سامان و اسباب کو لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر کے ہجر کی جانب مراجعت کر دی اور حجاج کو اسی کف دست میدان میں بیک و دو گوش چھوڑ دیا۔ جن میں سے اکثر شدت تشنگی و گرسنگی اور تمازت آفتاب سے مر گئے اور باقی ماندہ کا اکثر حصہ حجاج سے بہ ہزار خرابی و دقت بغداد واپس آیا۔

ان لوگوں کی عورتوں کو جن کو قرامطہ نے گرفتار کر لیا تھا اور وہ عورتیں جن کے مردوں کو ابن فرات نے اپنے عہد وزارت میں قید کیا تھا۔ جمع ہوئیں اور انہوں نے شور و غل مچایا یہ بھی ایک سبب ابن فرات کے دوبارہ اور معزولی کا تھا۔

ابوطاہر کا حجاج پر دوسرا حملہ: کچھ عرصہ بعد ابوطاہر نے ابوالہیجا اور احمد کو منع ان کے تمام قیدیوں کے جو ان کے پاس تھا ہار کر دیا اور خلیفہ مقتدر سے بصرہ اور ابواز کو طلب کیا۔ خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا۔ اس بناء پر ابوطاہر نے ہجر سے پھر بقصد تعرض قافلہ حجاج کو کوچ کیا۔ جعفر بن ورقاء شیبانی والی کو ذبح و طریق مکہ اس خطرہ کے پیش نظر ایک ہزار فوج کے ساتھ جو اسی قوم سے مرتب اور تیار کی گئی تھی قافلہ حجاج سے پیشتر روانہ ہو گیا تھا اور شمال والی بحر جنا صفوانی اور طریف لشکری وغیرہ چھ ہزار

کی جمیعت کے ساتھ بغرض حفاظت قافلہ حجاج کے ساتھ تھے۔ ان مٹی ابو طاہر اور جعفر سے مدد بھیڑ ہو گئی۔ اتفاق یہ کہ جعفر کو شکست ہوئی جس کا اثر قافلہ حجاج پر پڑا۔ شاہی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی۔ بالآخر ہزار ہا حجاج مارے گئے اور شاہی لشکر کے چھکے چھوٹ گئے۔ اکثر کام آگئے۔ باقی ماندہ لشکر بھی بھاگ کھڑے ہوئے اور صفوانی گرفتار ہو گیا۔ ابو طاہر نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ چھ روز تک کوفہ کے باہر پڑا رہا۔ تمام دن مسجد میں رہتا اور شب کو اپنی لشکر گاہ میں آ کر قیام کرتا۔ بعد ازاں حسب خواہش مال و اسباب لے کر ہجر کی جانب مراجعت کی۔

شکست خوردہ گروہ بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے مولس کو کوفہ کی جانب خروج کرنے کا اشارہ فرمایا۔ چنانچہ بعد واپسی قرامطہ مولس وارد کوفہ ہوا چونکہ قرامطہ کوفہ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اس وجہ سے کوفہ پر یا قوت کو مقرر کر کے واسطہ کے بچانے کو روانہ ہو گیا۔ اس سال ابو طاہر کے خوف سے کسی شخص نے حج کا قصد نہ کیا۔

ابو طاہر قرامطی کا کوفہ پر قبضہ ۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو آذربائیجان سے دار الخلافہ میں طلب فرما کے بلاد شرقیہ کی حکومت عنایت کی اور ابو طاہر سے جنگ کرنے کو واسطہ کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ جس وقت یوسف واسطہ کے قریب پہنچا۔ مولس نے بغداد کا راستہ لیا۔ اسی اثناء میں ۳۱۵ھ کا دور آ گیا۔ ابو طاہر نے لشکر مرتب کر کے کوفہ کی جانب خروج کیا۔ یوسف کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ آخری رمضان سنہ مذکور کو واسطہ سے کوفہ کو بچانے کو روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یوسف سے ابو طاہر ایک روز پیشتر کوفہ پہنچ گیا۔ شاہی عمال جان کے خوف سے کوفہ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ ابو طاہر نے کوفہ اور کل علوقات اور رسد پر قبضہ کر لیا جو یوسف کے لئے پہلے سے فراہم کی گئی تھی۔ اس کے آٹھویں شوال کو ابو طاہر کے پہنچنے کے ایک دن بعد یوسف پہنچا نامہ و پیام شروع ہوا۔ یوسف نے ابو طاہر کو علم عباسیہ کی اطاعت کا پیام دیا۔ ابو طاہر نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی اطاعت ہم پر فرض نہیں ہے۔ یوسف نے اعلان جنگ کر دیا۔ اگلے دن صبح سے رات تک فریقین میں گھسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخر الامر یوسف کے رکاب کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ یوسف مع اپنے چند ہمراہیوں کے گرفتار ہو گیا۔ لڑتے لڑتے زخمی ہو گیا تھا۔ قرامطہ اپنے لشکر گاہ میں اٹھائے لائے۔ ابو طاہر نے یوسف کا علاج کرنے پر ایک طبیب کو مامور کر دیا۔

انبار پر قبضہ۔ منہز مین نے بغداد میں پہنچ کر دم لیا۔ مولس مظفر علم خلافت کی حمایت اور قرامطہ کی سرکوبی کی غرض سے کوفہ کو روانہ ہوا۔ اتنے میں یہ خبر آئی کہ قرامطہ کوفہ چھوڑ کر عین التمر کی جانب روانہ ہو گئے ہیں۔ مولس نے اسی وقت بغداد سے پانچ سو کشتیاں روانہ کیں جن میں نامی نامی اور کارآزمودہ سپاہی تھے تاکہ قرامطہ کو دریائے فرات عبور کرنے سے مانع ہوں اور براہ خشکی ایک فوج انبار کی حفاظت کو بھیجی قرامطہ نے کوفہ سے روانہ ہو کر انبار کا رخ کیا۔ اہل انبار نے یہ خبر پا کر پل توڑ دیا اور کشتیاں ہٹا دیں اور ابو طاہر نے فرات کے غربی ساحل پر پہنچ کے قیام کیا۔ حدیث سے کشتیاں منگوائیں اور عین سقر قرامطہ کو ان کشتیوں کے ذریعہ سے خشکی پر اتار دیا۔ شاہی لشکر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے بھاگا۔ قرامطہ نے انبار پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ المناک کی بغداد میں خبر پہنچی۔

یوسف بن ابی الساج کا قتل۔ نصر حاجب ایک عظیم الشان فوج لے کر قرامطہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ کوچ اور قیام کرتا ہوا مولس مظفر تک پہنچا۔ چالیس ہزار فوج سے قرامطہ پر یوسف کی رہائی کی غرض سے حملہ کیا۔ قرامطہ بھی خم شو تک کر میدان

جنگ میں آ گئے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالا خر شاہی لشکر شکست کھا کے بھاگا۔ یوسف اس موقع کو غنیمت جان کر محافظین کی آنکھیں بچا کے نکل بھاگنے کی فکر میں لگا تھا۔ مہراہیوں نے بھی اشارہ و کنایہ سے بھاگ جانے کو کہا۔ اتفاق یہ کہ ابوطاہر اس کو اسی وقت بھانپ گیا۔ یوسف کو طلب کر کے قتل کر ڈالا۔ علاوہ اس کے اور جو قیدی تھے ان کو بھی قتل کر دیا۔ چونکہ نازوک افسر پولیس شب و روز گشت کرتا تھا۔ اس وجہ سے بغداد عوام الناس بازار یوں اور اوباش مزاجوں کی لوٹ مار سے محفوظ رہا۔ پھر بھی اکثر اہل بغداد کشتیوں پر سوار ہو کر کوئی واسطہ اور کوئی حلوٰن چلا گیا۔

رحبہ اور جزیرہ میں قرامطیوں کا قتل عام: اس واقعہ کے بعد شروع ۳۱۶ھ میں قرامطہ انبار کو چھوڑ کر کوچ کر گئے۔ مونس نے بھی بغداد کی جانب مراجعت کی۔ ابوطاہر نے رحبہ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اہل رحبہ کے خون کو قرامطہ کے لئے ایک شب و روز کو عام کر دیا۔ اہل قرقیا اس قتل عام کا خوفناک منظر دیکھ کر ڈر گئے۔ امان کی درخواست کی۔ جس کو ابوطاہر نے منظور کر لیا۔ بعد ازاں ابوطاہر نے عربوں پر شب خون مارنے کو تو جیس جزیرہ کی طرف روانہ کیں۔ اہل جزیرہ جان کے خوف سے بھاگ گئے اور جو بھاگ نہ سکے وہ قرامطہ کی لوٹ مار کی نظر ہوئے۔ قتل و غارت بند ہونے کے بعد سالانہ خراج دینا منظور کیا جو ہر سال بھر روانہ کیا جاتا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد پھر اہل رقدہ نے انحراف کیا۔ ابوطاہر نے یہ خبر پا کر فوج کشی کر دی۔ تین روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ اثناء جنگ میں چند سراپہ راس عین کفر تو خائف اور سنہار کی جانب روانہ کیا۔ مقامات مذکورہ بالا کے رہنے والوں نے اپنے مقابلہ کی قوت نہ دیکھ کے امان کی درخواست کی۔ ابوطاہر نے منظور کر لی۔

مونس و ہارون کی بغداد سے روانگی: مونس کو ان واقعات سے آگاہی ہوئی۔ لشکر مرتب کر کے بغداد سے قرامطہ کی سرکوبی کو رقدہ کی جانب کوچ کیا۔ ابوطاہر رقدہ چھوڑ کر رحبہ چلا آیا اور جب مونس رقدہ پہنچا تو قرامطہ رحبہ سے ہیت چلے آئے چونکہ اہل بیت نے قلعہ بندی کر لی تھی اور اپنی حفاظت کا مکمل انتظام کر لیا تھا اس وجہ سے قرامطہ کے قتل و غارت کا ہاتھ اہل بیت تک نہ پہنچا اور وہ اپنا سامان لے کر کوفہ کی جانب لوٹے۔ رفتہ رفتہ ان واقعات کی دربار خلافت میں خبر پہنچی اور نصر حاجب ہارون بن غریب اور ابن قیس لشکر آراستہ کر کے قرامطہ کی سرکوبی کو نکلے۔ اتنے میں قرامطہ کا لشکر قصر ابن ہبیرہ پہنچ گیا اور نصر سپہ سالار لشکر علیل ہو گیا۔ اپنے لشکر پر احمد بن کیفعل کو بطور اپنے نائب کے مقرر کر کے واپس ہوا۔ اثناء راہ میں مر گیا۔ تب بجائے اس کے لشکر کی افسری ہارون بن غریب کو دی گئی اور عہدہ حجابت پر اس کا بیٹا محمد بن نصر مامور ہوا۔ اس کے بعد قرامطہ اپنے شہر کو واپس ہوئے اور ہارون بن غریب نے ماہ شوال ۳۱۶ھ میں بغداد کی جانب مراجعت کی۔

قرامطیوں کی پسپائی: کچھ عرصہ بعد اس مذہب والے واسطہ عین التمر اور سواد میں مجتمع ہوئے اور ہر جماعت میں اپنے میں سے ایک شخص کو مامور کیا۔ واسطہ کی جماعت پر حریت بن مسعود کو مقرر کیا گیا اور عین التمر کے گروہ پر عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ کی جانب کوچ کیا اور سواد میں پہنچ کر شاہی عمال کو نکال دیا اور خراج خود وصول کرنے لگا۔ باقی رہا حریت وہ موفق کے صوبجات کی طرف بڑھا اور اس پر قابض و متصرف ہو کر ایک مکان بنوایا۔ جس کا نام دارالہجرت رکھا۔ آئے دن لوٹ مار سے کام لیتے اور بلاد اسلامیہ کو تہ و بالا کرتے رہتے تھے واسطہ کا جنگی افسر اعلیٰ بن قیس تھا لشکر آراستہ کر کے قرامطہ سے مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر قرامطہ کی ترقی پذیر قوت نے مقابلہ نہ کر سکا۔ شکست کھا کر بھاگا۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب

کو ایک لشکر جوار کے ساتھ ابن قیس کی کمک پر روانہ کیا اور ان قرامطہ کی سرکوبی کے لئے جنہوں نے کوفہ کی طرف رخ کیا تھا۔ صافی بصری کو مامور فرمایا۔ چنانچہ ان سپہ سالاروں نے ہر طرف سے قرامطہ کو گھیر کے جنگ شروع کی۔ قرامطہ گھبرا گئے کچھ بن نہ پڑی اور شکست کھا کر بھاگے۔ شاہی لشکر نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ ان کے پھریرے چھین لئے یہ پھریرے سفید رنگ کے تھے اور ان پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی ﴿دریدان فمن علی الدین استضعفو فی الارض و نجعلہم ائمة و نجعلہم الوارثین﴾ جس وقت بغداد میں یہ لشکر فتح یاب ہو کر ان پھریروں کو سرنگوں کئے ہوئے داخل ہوا۔ عجب چہل پہل تھی۔ خواص اور عوام جوش مسرت سے خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ اس واقعہ کے بعد سے قرامطہ کا سواد سے عمل دخل اٹھ گیا۔ ان کی ساری قوتیں سلب ہو گئیں۔

حجر اسود کی بے حرمتی: ۳۱۹ھ میں ابوطاہر قمرمطی نے مکہ معظمہ کی جانب کوچ کیا۔ اس سال بغداد سے لوگوں کو حج کرانے کے لئے منصور دہلی آیا ہوا تھا اثناء راہ میں کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ قافلہ حجاج صحیح و سلامت مکہ معظمہ پہنچ گیا۔ یوم الترویہ کو ابوطاہر وارد مکہ معظمہ ہوا اور پہنچتے ہی حجاج پر ہاتھ صاف کرنے لگا۔ مال و اسباب جو پایا لوٹ لیا اور جس کو دیکھا قتل کر ڈالا۔ یہاں تک کہ مسجد حرام اور خانہ کعبہ میں بھی قتل عام کرتا رہا۔ حجر اسود کو اکھاڑ کر بھر بھیج دیا ابوطاہر نے امیر مکہ شرفاء مکہ کا ایک گروہ لے کر ابوطاہر سے حجاج اور اہل مکہ کے متعلق کچھ کہنے اور سفارش کرنے کو گیا۔ ابوطاہر نے بجائے سفارش قبول کرنے کے قرامطہ کو اشارہ کر دیا۔ ایک گروہ ٹوٹ پڑا۔ ابوطاہر نے مقابلہ کیا مگر معدودے چند نفوس سے کیا ہو سکتا تھا۔ سب کے سب اسی جگہ پر شہید ہو گئے خانہ کعبہ کا دروازہ توڑ ڈالا۔ ایک شخص میزاب اکھاڑنے کے لئے خانہ کعبہ پر چڑھا کر امر گیا۔ مقتولین کچھ تو چاہ زحرم میں پھینک دیئے گئے اور باقی ماندگان کو مسجد حرام میں جہاں جو مارا گیا تھا اسی مقام پر بلا غسل و نماز جنازہ اور کفن دفن کر دیا۔ خلاف کعبہ کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اور اہل مکہ کے مکانات کو لوٹ لیا۔

عبید اللہ المہدی کی سرزنش: اس سانحہ کی خبر عبید اللہ المہدی والی افریقیہ تک پہنچی یہ لوگ اس کے معتقد تھے اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے۔ اس نے ان کو اہل مکہ اور حجاج کے ساتھ ظلم کرنے پر بے حد ملامت کی۔ حجر اسود اکھاڑے جانے پر اپنی سطوت و جبروت سے ڈرایا۔ ابوطاہر نے حجر اسود کو بھر سے واپس منگوا لیا اور جس قدر ممکن ہوا اہل مکہ اور حجاج کا مال و اسباب واپس کر دیا اور جو بوجہ تقسیم ہو جانے کے واپس نہ ہو سکا اس کی معذرت کی۔

خلیفہ مقتدر اور مولس کے مابین کشیدگی: خلیفہ مقتدر کی معزولی کا سبب اول یہ ہے کہ مابین ماجوریہ ہارون بن غریب اور نازوک افسر اعلیٰ پولیس میں ایک امر ناگفتہ بہ جھگڑا ہو گیا۔ نازوک نے ماجوریہ کو قید کر دیا۔ ماجوریہ کے سب ہمراہیوں کو جب اس کی خبر لگی۔ مجتمع ہو کر پولیس جیل کی جانب آئے۔ نازوک کے نائب پر سب کے سب ٹوٹ پڑے اور اپنے دوستوں کو قید سے نکال لیا۔ نازوک نے اس واقعہ کو خلیفہ مقتدر کے حضور میں پیش کیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس وجہ سے کہ ماجوریہ اور نازوک اس کے ناک کے بال ہو رہے تھے اس معاملہ میں کچھ دخل نہ دیا۔ نتیجہ اس کا یہ کہ ماجوریہ اور نازوک میں لڑائی ہو گئی۔ فریقین کے کچھ آدمی زخمی ہوئے اور کچھ مارے گئے۔ خلیفہ مقتدر نے دونوں کو اس فعل پر ملامت کی۔ لڑائی تو موقوف ہو گئی مگر ماجوریہ کو اس سے سخت براہی پیدا ہوئی اور وہ اپنے احباب اور ہمراہیوں کے ساتھ بغداد سے بستان منجی چلا

گیا۔ خلیفہ مقتدر نے ماجوریہ کی ناراضگی دور کرنے کے خیال سے اپنے ایک مصاحب کو روانہ کیا۔ اس سے یہ خبر مشہور ہو گئی کہ خلافت مآب نے ماجوریہ کو امیر الامراء بنایا ہے۔ یہ امر مولس کے ہوا خواہوں کو ناگوار گزرا۔ مولس اس وقت رقبہ میں تھا ان لوگوں نے اس واقعہ کی خبر مولس تک پہنچادی۔

مولس کی بغداد میں آمد۔ مولس نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بغداد آ پہنچا اور خلیفہ مقتدر سے کشیدہ خاطر ہونے کی وجہ سے شامیہ میں قیام کر دیا۔ دربار خلافت میں خلافت مآب کی دست بوسی کرنے کو بھی نہ گیا تب خود خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس اور وزیر السلطنت ابن مقلہ کو مولس کے پاس بھیجا لیکن اس سے مولس کو خلیفہ مقتدر سے انس پیدا نہ ہوا بلکہ ناراضگی اور نفرت اور زیادہ ہوئی۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ مقتدر نے ماجوریہ کو جو اس کے ماموں کا بیٹا تھا اپنے محل سرا میں ٹھہرا لیا۔ اس سے مولس کی منافرت اور بڑھی اس اثناء میں ابوالہیجا بن حمدان بلاد جبل سے ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا اور مولس کے پاس قیام پذیر ہوا۔ امراء دولت اور اراکین سلطنت خلیفہ مقتدر اور مولس کا میل جول کرانے کے خیال سے سعی کر رہے تھے۔ جائین کی طرف سے کاغذی گھوڑوں کی گھوڑ دوڑ ہو رہی تھی کہ ۳۱۶ھ کا زمانہ گزر گیا۔

مصالحات کی کوششیں۔ ۳۱۶ھ کے شروع ہوتے ہی نازوک افسر اعلیٰ پولیس اور ابن قیس بھی مولس کے پاس چلے آئے اس سے پیشتر خلیفہ مقتدر نے ابن ارزق سے دیور لے لیا تھا اور مولس نے ناراضگی کی وجہ سے واپس کر دیا تھا اب خلیفہ مقتدر اور مولس کی منافرت حد سے تجاوز کر چکی تھی۔ دونوں میں ایک قسم کا جوش انتقام پیدا ہو گیا تھا۔ خلیفہ مقتدر نے حفظ مآلقوم کے طور پر اپنے خاص محل سرا میں ماجوریہ ہارون بن غریب احمد بن کیغلیخ خدام دولت اور دستہ فوج جاٹا ران کو جمع کر رکھا تھا۔ مگر بد قسمتی سے شام ہوتے ہوئے خلیفہ مقتدر کے اکثر ہمراہی نظر بچا کر مولس سے جا ملے۔ یہ واقعہ اوائل محرم ۳۱۷ھ کا ہے۔ اس کے بعد مولس نے خلیفہ مقتدر کے پاس اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ لشکریوں کو آپ کی فضول خرچی حرم اور خدام کو بڑی بڑی جاگیریں اور امور سلطنت میں ان کے دخل و مشورہ دینے سے سخت برہمی پیدا ہو رہی ہے اور یہ سب کے سب اس امر کے مستعد ہیں کہ آپ ان کو اور ہارون بن غریب کو محل سرا سے نکال دیں اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ملک و مال اور جاگیریں ہوں سب کو ضبط کر لیں۔ خلیفہ مقتدر نے ان سب امور کو منظور کر لیا۔ نرمی و ملاحظت کے الفاظ لکھے۔ بیعت خلافت کا تذکرہ کر کے نقض بیعت کے عواقب امور سے خوف دلایا۔ ساتھ ہی اس کے ماجوریہ ہارون کو مستحکومت عنایت فرما کے فتور شامیہ اور جزیرہ کی جانب روانہ کر دیا۔

خلیفہ مقتدر کی گرفتاری: اس سے مولس کا غصہ فرو ہوا شامیہ سے بغداد آیا۔ اس کے ہمراہ ابوالہیجا اور نازوک بھی تھا۔ عوام الناس میں یہ مشہور ہو رہا تھا کہ مولس نے خلیفہ مقتدر کو تخت خلافت سے اتار دیا۔ بارہویں محرم سنہ مذکور کو مولس سوار ہو کر مع اپنے لشکر کے باب شامیہ کی طرف آیا اور اپنے ہمراہیوں سے تھوڑی دیر تک مشورہ کر کے پھر محل سرا سے خلافت کی جانب لوٹ گیا۔ اس واقعہ سے قبل خلیفہ مقتدر نے احمد بن نصر قسری کو عہدہ وزارت سے علیحدہ کر کے ابن یاقوت کو مقرر کیا تھا۔ یہ جنگ فارس کا امیر لشکر تھا۔ بجائے اس کے بیٹے ابوالفتح مظفر کو مامور فرمایا تھا۔ جوں ہی مولس محل سرا سے خلافت کے قریب پہنچا۔ ابن یاقوت خدام فراش وزیر السلطنت اور وہ سب جو اس وقت محل سرا سے خلافت میں موجود تھے بھاگ گئے۔ مولس نے انھیں کر خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں لڑکی اور لونڈی غلاموں کو حراست میں لے لیا اور بہ کمال احتیاط و نگرانی محل سرا سے

خلافت سے نکال کر اپنے مکان میں لے لیا اور وہیں نظر بند کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر ماجور یہ ہارون تک قطر بل میں پہنچی تو وہ لوٹ پڑا۔ بغداد میں آیا اور روپوش ہو گیا خلیفہ مقتدر کی گرفتاری کے بعد ابوالہجیا بن حمدان ابن طاہر کے مکان پر گیا۔ محمد بن معتضد کو طلب کر کے اس کی خلافت کی بیعت کی اور ”القاہر باللہ“ کے لقب سے ملقب کیا۔

خلیفہ مقتدر کی معزولی۔ جمیل بیعت سے فارغ ہو کر خلیفہ مقتدر کو دربار خلافت میں معزولی کی غرض سے پیش کیا گیا۔ قاضی ابو عمر مالکی کو شہادت کے لیے طلب کیا گیا۔ ابوالہجیا نے کھڑے ہو کر خلیفہ مقتدر کی حالت پر تاسف ظاہر کیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ کہتا جاتا تھا ”میرے سردار! مجھے اسی روز بدکا خطرہ تھا۔ آپ نے میری نصیحت نہ سنی اور نہ میرے قول پر آپ نے عمل درآمد کیا۔ لونڈی غلاموں اور عورتوں کے مشورہ سے خلافت کے اہم امور کو انجام دیتے رہے۔ آخر کار وہ روز بد جس کا خطرہ پہلے سے میرے پیش نظر تھا۔ سامنے آ ہی گیا مگر باوجود اس کے ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔“ مونس بولا ”بس بس خاموش ہو جاؤ۔“ ابوالہجیا سکوت کے عالم میں بیٹھ گیا۔ مونس نے خلیفہ مقتدر سے مخاطب ہو کر کہا: ”آپ خود کو معزول کیجئے اور محضر پر دستخط کیجئے۔“ خلیفہ مقتدر نے سر نیچا کر کے محضر پر دستخط کر دیئے اور قاضی ابو عمر نے شہادت میں اپنا نام لکھا با اتفاق رائے حاضرین یہ محضر قاضی ابو عمر کے پاس بطور امانت کے رکھا گیا۔ کسی کو اس کی کاپیوں کا خبر نہ ہوئی۔ تا آنکہ جب خلیفہ مقتدر دوبارہ مست خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو یہ محضر اس کو دے دیا گیا خلیفہ مقتدر نے اسے اس خدمت کے صلہ میں قاضی القضاۃ کا عہدہ عنایت فرمایا۔

عہدوں کی تقسیم۔ الغرض خلیفہ مقتدر کی معزولی کے بعد مونس دارالخلافت کی طرف آیا۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ ابن قیس ماور مقتدر کے قبرستان چلا گیا اور بعض قبور سے چھ لاکھ دینار نکال کے نئے خلیفہ قاہر کے پاس لے آیا۔ بعد ازاں مونس نے علی بن عیسیٰ معزول وزیر کو جیل سے رہا کر دیا اور قلمدان وزارت ابوعلی بن مقلہ کے سپرد کیا۔ نازوک کو افسری پولیس کے ساتھ عہدہ حجابت بھی دیا گیا اور امین حمدان کو علاوہ صوبہ خراسان کے جو اس کے زیر حکومت تھا۔ حلوان، دینور، ہمدان، کرمان، صمیرہ، نہاوند، شیراز اور ماسبدان کی سند حکومت بھی عطا ہوئی۔ یہ واقعات نصف ماہ محرم ۳۳۱ھ کے ہیں۔

دستہ فوج جاں نثاران۔ نازوک نے عہدہ حجابت کا چارج لینے کے بعد دستہ فوج جاں نثاران کو حکم دیا کہ وہ اپنے خیموں کو جو محل سرائے خلافت میں نصب ہیں چھوڑ کے نکل جائیں اور بجائے ان کے ان خیموں میں اپنے سپاہیوں کو ٹھہرنے کی اجازت دی۔ اس سے دستہ فوج جاں نثاران کو ملال پیدا ہوا۔ مگر نازوک نے کچھ خیال نہ کیا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ اپنے سپاہیوں کو یہ حکم دیا کہ کسی شخص کو محل سرائے خلافت میں سوائے ان لوگوں کے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں داخل نہ ہونے دو۔ اس عرصہ میں سترہویں تاریخ محرم کی آ گئی۔ یہ دن دوشنبہ کا تھا۔ صبح ہوتے ہی درباری دربار خلافت میں حاضر ہونے کو محل سرائے خلافت کے دروازہ پر آ آ کے جمع ہونے لگے۔ گلی کو چوں سڑکوں اور دریائے دجلہ کے کنارے پر اس قدر ہجوم تھا کہ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ دستہ فوج جاں نثاران مسلح ہو کر محل سرائے خلافت کے دروازہ پر آیا۔ تخت نشین کا انعام اور ایک سال کا روزینہ طلب کیا۔ چونکہ نازوک سے ان لوگوں کو کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اس لئے طلب و تقاضہ میں سختی اور تشدد سے کام لیا۔

نازوک کا قتل۔ مونس اتفاق سے اس دن دربار خلافت میں حاضر نہ ہوا۔ دستہ فوج جاں نثاران اور نازوک کے سپاہیوں

کے مابین بحث و تکرار ہونے لگی۔ مجلس رائے خلافت مسلح سپاہیوں سے بھر گیا۔ ان سپاہیوں کے ساتھ مجلس رائے خلافت میں عوام الناس کا بھی گروہ گھس آیا۔ جو شاہی جلوس دیکھنے کی غرض سے دجلہ کے کنارے جمع ہو رہا تھا۔ صحن میں نازوک کے سپاہیوں اور دستہ فوج جاں نثاران کے مابین جھگڑا ہوا رہا تھا۔ شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ اور دیوان خلافت میں نیا خلیفہ قاہرہ رونق افروز تھا اور ابن مقلہ وزیر السلطنت و نازوک بیٹھا ہوا تھا۔ قاہرہ نے نازوک سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا یہ کیا ہنگامہ ہے جاؤ اس شور و غل کو فرو کر دو۔ نازوک اپنی جگہ سے اٹھا تمام رات بے نوبی کی تھی۔ غمار کا وقت تھا۔ آنکھیں چڑھی ہوئی تھیں۔ پاؤں رکھتا تھا کہیں پڑتا تھا کہیں۔ دستہ فوج جاں نثاران عرض و معروض کرنے کو آگے بڑھا۔ نازوک ان کے ہاتھوں میں شمشیر برہنہ دیکھ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ دستہ فوج جاں نثاران کی اس سے جرأت بڑھی تعاقب کیا۔ اور اس کو مع اس کے خادم عجیف کے مار ڈالا۔ جوش مسرت میں آ کے یا مقتدر یا منصور چلا اٹھے۔ اس نعرہ کا بلند ہونا تھا کہ محل سرائے خلافت میں جس قدر آدمی جس طبقہ کے تھے۔ گھبرا گئے۔ نازوک اور عجیف کی نعشوں کو کنارہ دجلہ پر پہنچا کے صلیب پر چڑھا دیا اور اس کے بعد مونس کے مکان کی طرف معزول خلیفہ مقتدر کی جنتو میں روانہ ہوا۔ مجلس رائے خلافت کے خادموں نے فوراً دروازے بند کر لئے۔ یہ سب خلیفہ مقتدر کے خادم خاص اور مملوک تھے۔

ابن حمدان کا قتل: ابوالہجبا بن حمدان نے اٹھ کے بھاگنے کا قصد کیا۔ تو نئے خلیفہ قاہرہ نے دامن پکڑ لیا۔ ابوالہجبا نے کہا گھبراہٹ میں میرے ساتھ آئیے میں آپ کا حامی و مددگار ہوں۔ دونوں دروازہ پر آئے تو بند تھا۔ ابوالہجبا بولا۔ اچھا آپ یہاں ٹھہریے میں ابھی واپس آتا ہوں۔ قاہرہ تو دروازہ کے قریب ٹھہر گیا اور ابوالہجبا لوٹ کر ایک کمرہ میں آیا اور سارے درباری کپڑے خادموں کا لباس پہنا اور باب توبہ کی طرف آیا۔ اس کو بھی بند پایا اور باہر آدمیوں کو مجتمع دیکھا۔ لوٹ کر قاہرہ کے پاس آیا اس آمد و رفت میں خدام کی نظر پڑ گئی۔ شور و غل مچاتے ہوئے قتل کے قصد سے دوڑ پڑے۔ ابوالہجبا نے بھی تلوار نیا م سے کھینچ لی۔ لڑنے لگا تا آنکہ ان لوگوں کو پس پا کر دیا۔ موقع پا کر گوشہ باغ میں جا چھپا۔ خادمان محل سرائے خلافت تلاش کرتے ہوئے پہنچ گئے۔ ابوالہجبا جوش مردانگی میں نکل آیا۔ سب کے سب دفعۃً اس پر ٹوٹ پڑے مار ڈالا اور سرتار لیا۔

خلیفہ مقتدر کی بحالی: دستہ فوج جاں نثاران خلیفہ مقتدر کی تلاش میں مونس کے مکان کی جانب گیا تھا۔ مونس نے ان لوگوں کو دیکھ کر خلیفہ مقتدر کو ان کے حوالہ کر دیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو ہاتھوں ہاتھ محل سرائے خلافت تک پہنچایا جس وقت خلیفہ مقتدر صحیحین میں پہنچا۔ مطمئن ہو کر دریافت کیا۔ قاہرہ اور ابن حمدان کہاں ہیں؟ میں ان دونوں کو امان دیتا ہوں۔ حاضرین میں سے کسی نے گزارش کی۔ ابن حمدان تو مارا گیا۔ خلیفہ مقتدر کو یہ خبر سن کر صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھ کر کہنے لگا واللہ اگر آج ابن حمدان ہوں تو اس سے زیادہ کوئی شخص مسرور میرے پاس نہ آتا۔ اس کے بعد قاہرہ کو اپنے نزدیک بلایا پیشانی پر بوسہ دے کر بولا "واللہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہے اگر تم کو مقہور کا لقب دیا جاتا تھا تو قاہرہ کے لقب سے زیادہ موزوں ہوتا۔" قاہرہ شرم سے سر نیچا کئے جا رہا تھا اور زار زار روتا جاتا تھا۔ تا آنکہ خلیفہ مقتدر نے قسم کھا کر امان دی۔ اس وقت قاہرہ کے قلب مضطرب و سکون ہوا اور چہرہ پر بشارت ظاہر ہوئی۔

ابوعلی بن مقلہ کا تقرر: دستہ فوج جاں نثاران نے نازوک اور ابن حمدان کے سروں کو نیزہ پر رکھ کر تمام شہر میں تشہیر کی غرض سے پھرایا۔ ابن مونس ان واقعات سے خائف ہو کر رات کے وقت مکان سے چھپ کر موصل بھاگ گیا اور پھر موصل

سے ارمینہ چلا گیا اور جب ارمینہ میں بھی اس کو اطمینان حاصل نہ ہوا تو قسطنطنیہ جا پہنچا اور نصرانی ہو گیا۔ ابوالسرایا برادر ابو الہیجا موصل بھاگ گیا تو خلیفہ مقتدر نے ابوعلی بن مقلدہ کو طلب کر کے عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ لشکریوں کو تنخواہیں اور وظائف تقسیم کئے۔ خزانہ شاهی کے قیمتی قیمتی اسباب و جواہرات کی فروخت کا حکم دیا۔ جو وظائف اور تنخواہیں دینے کی غرض سے نہایت ارزاں فروخت کئے گئے مولس بدستور اپنے عہدہ پر بحال کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ مولس درپردہ خلیفہ مقتدر کا خیر اندیش تھا۔ اسی نے دستہ فوج جاں نثاران اور خادمان محل سرائے خلافت کو دم پٹی دے دی تھی اور اسی وجہ سے قاہرہ کی تخت نشینی کے بعد دربار میں حاضر نہیں ہوا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتدر نے اپنے بھائی قاہرہ کو اپنی ماں کی نگرانی میں قید کر دیا اس نے قاہرہ کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ خدمت کے لئے لونڈیاں خرید دیں۔

سپہ سالاران دیلم: دیلم کے حالات ہم اس کتاب میں متعدد مقامات پر بیان کر آئے ہیں طبرستان، جرجان، ساریہ آمد اور استرآباد فتح کرنے اور اطروش کے ہاتھ پر ان کے اسلام لانے کے واقعات سے بھی آپ کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے اور یہ بھی آپ پڑھ آئے ہیں کہ اطروش نے ان کو جمع کر کے بلاد طبرستان پر ۳۰۳ھ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اطروش کے بعد اس کی اولاد اور حسن بن قاسم داعی اس کا داماد قابض و متصرف ہوا۔ دیلم ہی کے سپہ سالاران بلاد مفتوحہ و مقبوضہ کی حدود پر متعین ہوئے۔ ازاں جملہ لیلیٰ بن نعمان تھا حسن بن قاسم داعی نے اس کو ۳۰۳ھ میں جرجان کی حکومت دی تھی۔ بنی سامان اور بنی اطروش و حسن بن قاسم داعی و سپہ سالاران دیلم سے متعدد لڑائیاں ہوئیں چنانچہ ان لڑائیوں میں لیلیٰ بن نعمان ۳۰۹ھ میں ہلاک ہو گیا چونکہ علم عباسیہ کی حکومت خراسان سے اٹھ گئی تھی اور بنی سامان اس کی طرف سے اس صوبہ کے والی تھے اسی وجہ سے بنی سامان اور بنی اطروش کے ساتھ جو طبرستان پر قابض ہو رہے تھے۔ لڑائیاں ہوئیں جن کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔

ماکان کا جرجان پر قبضہ: لیلیٰ بن نعمان کے ہلاک ہونے کے بعد پھر بنی سامان اور بنی اطروش میں لڑائیاں شروع ہوئیں۔ بنی اطروش کی طرف سے شرخاب بن بہبود برادرزادہ ماکان بن کابی سپہ سالاران افواج دیلم ہو کر لڑنے کو آیا۔ سچو امیر لشکر بنی سامان کے مقابلہ پر آیا۔ اس نے ان کو شکست دی۔ اس اثناء میں شرخاب بھی مر گیا۔ بنی اطروش نے ماکان کو استرآباد پر مامور کیا۔ نہایت قلیل مدت میں دیلم کا ایک گروہ ماکان کے پاس مجتمع ہو گیا اور اس نے ماکان کو اپنا سردار بنا کر جرجان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ان واقعات کو ہم دولت علویہ کے تذکرہ میں تحریر کریں گے۔

ابوعلی بن ابوالحسن کی امارت: ماکان کے مصاحبوں سے اسفار بن شیروہ بھی ہے جو دیلم کا ایک سپہ سالار تھا مگر جب اسفار کو ماکان نے اپنے لشکر سے نکال دیا تو بکر بن محمد بن السبع کے پاس نیشاپور چلا گیا۔ بکر نے اسفار کو ایک عظیم الشان کثیر العدد فوج کے ساتھ جرجان سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان دنوں جرجان میں ابوالحسن بن کابی اپنے بھائی ماکان کی جانب سے مامور تھا اور ماکان طبرستان میں مقیم تھا۔ ایک روز ابوعلی بن ابوالحسن اطروش اور ابوالحسن امیر جرجان شب کو ایک ہی مکان میں سوئے۔ ابوالحسن یہ خیال کر کے کہ ابوعلی حالت نشہ یا خواب میں ہے قتل کرنے کے ارادہ سے اٹھا مگر یہ خیال غلط ثابت ہو گیا۔ ابوعلی کو ابوالحسن کے ارادہ کا احساس ہو گیا اور وہ نہایت تیزی سے لپک کر دست بقبضہ شمشیر ہو گیا اور لڑ کر ابوالحسن

کو اسی جگہ پر ڈھیر کر دیا۔ ابوعلی محافظین کے خوف سے مکان سے نکل کر کسی محفوظ مقام پر روپوش ہو گیا۔ صبح ہوتے ہی سپہ سالاران وایلم کو اس سے مطلع کیا۔ سپہ سالاران وایلم ابوالحسن کے قتل سے بے حد خوش ہوئے۔ اسی وقت ابوعلی کے پاس آئے اور امارت کی کرسی پر بٹھا کے بیعت کر لی۔ ابوالحسن نے اپنی طرف سے جرجان کی حکومت پر علی بن خورشید کو مامور کیا۔ علی بن خورشید اسفار بن شیر ویدہ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے ماکان کے مقابلہ پر امداد و حمایت کا خواستگار ہوا۔

ماکان کا جرجان پر قبضہ: چنانچہ اسفار نے بکر سے اجازت حاصل کر کے علی بن خورشید سے سازش کر لی۔ رفتہ رفتہ ماکان کو اس کی خبر لگی اور وہ ایک لشکر مرتب کر کے طبرستان سے جرجان پر حملہ آور ہوا۔ مگر علی بن خورشید اور اسفار نے اس کو شکست فاش دے کر طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس واقعہ کے چند دنوں بعد علی بن خورشید اور ابوعلی کا انتقال ہو گیا۔ ماکان نے اس موقع کو غنیمت خیال کر کے اسفار پر فوج کشی کر دی۔ اسفار کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ وہ طبرستان چھوڑ کر ایک دن احمد بن السبع کے پاس جرجان چلا آیا اور ماکان نے طبرستان میں اپنی کامیابی و قبضہ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس عرصہ میں ہلالیہ کا دور آ گیا اور بکر بن محمد السبع داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی عدم ہوا۔ نصر بن احمد بن سامان نے بجائے اس کے اسفار بن شیر ویدہ کو جرجان کی حکومت پر متعین کیا۔

اسفار کا طبرستان پر قبضہ: اسفار نے مراد اوج زیار جلی کو امیر انجیش مقرر کر کے طبرستان کی طرف روانہ کیا۔ ماکان لشکر آ راستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائیاں ہوئیں بالآخر ماکان کو شکست ہوئی اور مراد اوج نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ انیس دنوں حسن بن قاسم داعی نے صوبہ رے کو نصر بن سامان کے قبضہ و تصرف سے نکال لیا تھا۔ اس کا نامور سپہ سالار ماکان بھی اس کے ہمراہ رے میں موجود تھا۔ چنانچہ جس وقت اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا اور حسن کو اس واقعہ کی خبر لگی تو آگ بگولا ہو گیا اسی وقت لشکر مرتب کر کے مع اپنے نامور سپہ سالار ماکان کے طبرستان پر چڑھ آیا۔ لیکن شکست فاش کھا کر بھاگا۔ اس جنگ میں حسن تو مارا گیا۔ باقی رہا ماکان وہ رے واپس آیا۔ اس فتح یابی کے بعد اسفار نے کل صوبہ طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا۔ نصر بن احمد بن سامان والی خراسان کے نام کا خطبہ اس کی مساجد میں پڑھے جانے کا حکم دیا۔ خود ساریہ میں ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا اور آمد پر اپنی جانب سے ہارون بن بہرام کو مقرر کیا۔

اسفار کی فتوحات: نئی فتوحات کے انتظام سے فارغ ہو کر رے کی جانب دریا کی طرح بڑھا اور بات ہی بات میں اس کو بھی ماکان کے قبضہ سے نکال لیا ماکان بے سرو سامان ہو کر جبال طبرستان کی طرف چلا گیا اور اسفار نے کمال اطمینان سے صوبہ رے قزوین و زنجان، بہر قزم اور کرخ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔

ان پیہم فتوحات سے اسفار کی فوج عظمت و اجلال میں بڑھ گئی۔ اس کے دماغ میں بھی خود مختاری اور بادشاہت کی ہوا سا گئی۔ نصر بن احمد سامانی والی خراسان سے منحرف ہو گیا۔ اس سے اور نیز خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے پر مستعدی و تیاری ظاہر کی۔ خلیفہ مقتدر نے یہ خبر پا کر ہارون بن غریب الحالی کو ایک لشکر کے ساتھ قزوین کی طرف ہتھکڑیاں باندھ کر اسفار روانہ کیا۔ اسفار نے ہارون کو شکست دے دی اور اس کے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا بعد ازاں نصر بن احمد بن سامان نے بخارا سے اسفار پر فوج کشی کی۔ اسفار نے صلح کے پیام بھیجے اور ادائے خراج کا وعدہ کیا۔ ضمانت دی۔ نصر نے اسفار کی درخواست منظور کر لی اور اس کو صوبہ رے کی حکومت پر مقرر کر کے بخارا کی جانب مراجعت کر دی۔

اسفار کے خلاف سازش اس واقعہ سے اسفار کی سطوت و جبروت اور بڑھ گئی۔ فوج کی کثرت، جاہ و جلال کی ترقی نے دماغ میں کبر و نخوت کا مادہ بھر دیا۔ اس کے سپہ سالاروں میں مراد اوتج ایک نامور سپہ سالار تھا۔ اسفار نے اس کو سلازوالی، سیرم و طرم کے پاس روانہ کیا اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی تحریک کی۔ سلاز اور مراد اوتج نے متفق ہو کر اسفار کی مخالفت اور اس سے سرکشی کرنے کی رائے قائم کر لی اور درپردہ اس رائے و مشورہ میں اسفار کے دیگر سپہ سالار ان لشکر کو بھی شریک تھے۔ ازاں جملہ اسفار کا وزیر محمد بن مطرف جرجانی بھی تھا۔ اتفاق سے اس کی خبر اسفار تک پہنچ گئی اور لشکریوں نے بغاوت کر دی۔ اسفار موقعہ پا کے بھتیج بھاگ گیا اور مراد اوتج قزوین سے رے چلا آیا۔ ماکان بن کابی کو طبرستان سے بمقابلہ اسفار کے امداد و اعانت کی غرض سے بلا لیا۔

اسفار کا خاتمہ چنانچہ ماکان نے اسفار کا قصد کیا۔ اسفار بھتیج سے رے کی جانب اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو سنبھالنے کی غرض سے بھاگا۔ یہ اپنے اہل و عیال کو مع مال و اسباب کے قلعہ موت میں ٹھہرا گیا تھا۔ کسی نے مراد اوتج کو اس کی خبر پہنچا دی۔ اس نے حملہ کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کر کے کوچ کر دیا اور اپنی ردا گئی سے پیشتر ایک سپہ سالار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس سپہ سالار نے اسفار کو انشاء راہ میں گرفتار کر لیا اور پاب زنجیر مراد اوتج کے پاس لائے حاضر کر دیا۔ مراد اوتج نے اس کو قتل کر ڈالا اور رے کی جانب مراجعت کر دی۔ بعد ازاں قزوین چلا آیا۔ استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ اکثر بلاد کو مفتوح کر لیا، ہمدان، دیورق، قاشان اور اصفہان میں اپنی حکومت و سلطنت کا سکہ چلا دیا۔

مراد اوتج کی فتوحات کچھ عرصہ بعد اس کا دماغ بھی تکبر و نخوت کا خزانہ بن گیا اور وہ ظلم اور کج خلقی کا خوگر ہو گیا۔ اہل اصفہان کے ساتھ ظلم و ستم کے برتاؤ شروع کر دیئے۔ جلوس کے لئے ایک تخت طلائی تیار کرایا۔ طبرستان اور جرجان کی طبع دامنگیر ہوئی۔ یہ دونوں بلاد ماکان کے قبضہ و تصرف میں تھے۔ طبرستان کے متعلق مراد اوتج اور ماکان سے لڑائی ہوئی۔ ماکان مقابلہ نہ کر سکا۔ مراد اوتج نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر کے جرجان کا قصد کیا اور اس پر بھی قبضہ کر کے فتح یاب ہو کر اصفہان کی جانب لوٹ آیا۔ ماکان دلیلم چلا گیا۔ ابوالفضل سے امداد و اعانت کی درخواست کی۔ جو ان دنوں دلیلم کو اپنے قبضے میں کئے ہوئے تھا۔ ابوالفضل نے ماکان کی حمایت پر کمر باندھ لی اور اس کے ساتھ ساتھ طبرستان آیا۔ طبرستان میں مراد اوتج کی طرف سے بلقم بن ہاشم حکومت کر رہا تھا۔ بلقم نے مجتمع ہو کر مقابلہ کیا۔ ابوالفضل اور ماکان کو شکست ہوئی ابوالفضل تو بھاگ کر دلیلم چلا آیا اور ماکان نیشاپور چلا گیا۔ پھر نیشاپور سے دامغان کی طرف روانہ ہوا بلقم کو اس کی خبر لگ گئی تعرض کیا ماکان مجبور ہو کر واپس چلا آیا۔

ہمدان پر قبضہ اس واقعہ سے مراد اوتج کی حکومت و سلطنت اور ترقی پذیر ہو گئی۔ رے اور جبل کے کل بلاد پر قابض و متصرف ہو گیا۔ دلیلم بھی آہستہ آہستہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ جس سے اس کی فوج کی تعداد بھی بڑھ گئی اور مصارف زیادہ ہو گئے جس قدر بلاد اس کے قبضہ و تصرف میں تھے ان کے محاصل اس کے کثرت اخراجات کو پورا نہ کر سکے۔ ادھر ادھر ہاتھ پاؤں پھیلانے کی ضرورت ہوئی۔ ہمدان کی طرف ایک لشکر برفسری اپنے ہمیشہ زادہ کے روانہ کیا۔ ہمدان میں شاہی فوج رہتی تھی جس کا سردار محمد بن خلف تھا۔ فریقین میں گھسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر دلیلمی فوج کو شکست ہوئی۔ مراد اوتج کو بھانجہ مارا گیا۔ مراد اوتج کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا۔ لشکر مرتب کر کے رے سے ہمدان آ پہنچا۔ باب اسد پر لڑائی ہوئی

اور شاہی لشکر دو چار ہاتھ لڑ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ مراد اوتج نے ہمدان پر قبضہ حاصل کر کے قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ ایک عام خوں ریزی کے بعد بقیہ لوگوں کو امان دی۔ ان واقعات کی خبر دربار خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الحال کو ایک لشکر کے ساتھ اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا۔ مراد اوتج مقابلہ پر آیا۔ اطراف ہمدان میں صف آرائی کی نوبت آئی، ایک خوں ریز جنگ کے بعد مراد اوتج نے ہارون کو شکست فاش دے کے کل بلاد جبل اور ماوراء النہر ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ اپنے ایک سپہ سالار کو دیور کی جانب روانہ کیا۔ پس اس نے بزور تیغ دیور کو بھی فتح کر لیا اور جوش کامیابی میں اس کا لشکر قتل و غارت اور قید کرتا ہوا حلوآن تک چلا گیا۔

لشکری کا اصفہان پر حملہ: ہارون شکست کھا کر قریصیا پہنچا اور وہیں قیام کر دیا اور دربار خلافت میں امداد طلب کرنے کی عرض بھیجی۔ لشکری نامی ایک سپہ سالار جو اسفار کے سپہ سالاروں میں سے تھا بعد اسفار کے خلیفہ مقتدر سے امان حاصل کر لی تھی اور ہارون کے ساتھ اس ہم میں آیا ہوا تھا۔ قریصیا میں پہنچنے کے ہارون نے لشکر کو مال اسباب و جنگ فراہم کر کے نہادند کی جانب روانہ کیا۔ نہادند پہنچتے ہی لشکری کی آنکھیں کھل گئیں۔ اہل نہادند کا تمول اور اس کی سرسبزی اور شادابی دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ تین لاکھ دینار ایک ہفتہ میں اہل نہادند سے وصول کر کے جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کر لیا اور ہارون سے علیحدہ ہو کر اصفہان چلا گیا۔ ان دنوں اصفہان پر احمد بن کثیف تھا احمد نے لشکری کے مقابلہ پر صف آرائی کی۔ لڑائی ہوئی۔ بالآخر احمد شکست کھا کے اصفہان کے کسی دیہات کی طرف تیس سواروں کی جمیعت کے ساتھ بھاگا۔ لشکری فتح یابی کا جھنڈا لئے ہوئے اصفہان میں داخل ہوا اور سوار ہو کر شہر پناہ کے ارد گرد سواد شہر دیکھنے کو چکر لگانے لگا۔ اتفاق یہ کہ احمد پر نظر پڑ گئی۔ مع اپنے سب مہراہیوں کے دوڑ پڑا۔ دونوں میں لڑائی ہونے لگی۔ احمد نے لشکری پر تلوار چلائی۔ خود پھاڑ کے دماغ میں تیر گئی۔ چکر کھا کر گر اور ٹپ کے دم توڑ دیا۔ احمد نے شہر اصفہان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعات اصفہان پر مراد اوتج کے قبضہ کرنے سے پیشتر کے ہیں۔

مراد اوتج کا اصفہان پر قبضہ: اس کے بعد مراد اوتج نے ایک دوسرا لشکر اصفہان کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر نے اصفہان پر دوبارہ قبضہ کر کے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف عجمی کے مکانات اور باغات کو از سر نو درست کرایا بعد ازاں مراد اوتج چالیس یا پچاس ہزار کی جمیعت کے ساتھ وارد اصفہان ہوا۔ اس نے ایک دستہ فوج اہواز پر قبضہ کرنے کو دوسرا دستہ خوزستان کی جانب روانہ کیا۔ ان دونوں جون نے پہنچتے ہی اہواز اور خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ بہت سامان اور خراج وصول کر کے مراد اوتج کے پاس بھیجا۔ مراد اوتج نے اس کے حصہ کثیر کو اپنے مہراہیوں پر تقسیم کر کے باقی کو داخل خزانہ کیا۔

مراد اوتج کی اطاعت: مراد اوتج کو ان فتوحات حاصل کرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ بغاوت اور سرکشی کوئی فعل مستحسن نہیں ہے۔ دربار خلافت سے ان کی سند حکومت حاصل کر لینی چاہئے تاکہ آئندہ خطرات کا اندیشہ نہ رہے۔ یہ سوچ کر ایک درخواست دربار خلافت میں روانہ کی اور استدعا کی کہ مجھے ان بلاد کی اور نیز ہمدان اور مارکوفہ کی سند حکومت عطا فرمائی جائے۔ دو لاکھ سالانہ خراج ادا کیا کروں گا۔ خلافت مآب نے منظور فرمائی سند حکومت کے ساتھ جاگیر بھی عنایت کی۔ یہ واقعہ ۳۱۹ھ کا ہے۔

۳۲۰ھ میں مراد اوتج نے اپنے بھائی اور حکمیر کو بلاد گیلان سے طلب کیا۔ وہ ہاویہ نشینوں کی طرح برہنہ پا اور پٹھے

پرانے کپڑے پہنے ہوئے آیا۔ چونکہ بلاد گیلان میں بادیہ نشینوں کے حالات اور طرز معاشرت میں ان کی کیفیت اپنی آنکھوں سے دیکھ آ یا تھا اور خود بھی اس معاشرت کا پابند تھا۔ مراد اوتج کے پاس پہنچنے کے عیش و عشرت اور امانت کو ابتدا مکر وہ سمجھتا رہا۔ مگر کچھ عرصہ بعد امارت اور عیش و عشرت کی ہوا دماغ میں سا گئی۔ طرز معاشرت بدل دی۔ امراء اور سلاطین کی طرح وقت گزاری کرنے لگا۔ تھوڑے ہی دنوں میں ایک باتدبیر و منتظم امیر بن گیا۔

ابو عبد اللہ بریدی کی سرکشی و گرفتاری: ابو عبد اللہ بریدی کے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ یہ پہلے اہواز کا عامل تھا۔ امیر بن ماکولانے بریدی کو یاء موحدہ اور راء جہلم سے تحریر کیا ہے اور برید کے طرف اس کی نسبت کی ہے اور ابن مسکویہ نے یاء مشافہہ تختانیہ اور راء سے لکھا ہے اس صورت میں یہ یزید بن عبد اللہ بن منصور حمیری کی طرف منسوب ہوگا۔

جس وقت علی بن عیسیٰ وزارت سے سرفراز کیا گیا اور اس نے انتظاماً اعمال کا رد و بدل شروع کیا۔ اس وقت ابو عبد اللہ اہواز کے مقبوضات خاصہ کا عامل تھا اور اس کا بھائی ابو یوسف سوقی فائق پر مامور تھا۔ تھوڑے دنوں بعد جب وزارت کی تبدیلی ہوئی اور ابو علی مقلہ کو قلعہ ان و وزارت سپرد ہوا ہوا تو ابو عبد اللہ نے بیس ہزار دینار نذر کئے اور کل صوبہ اہواز کی گورنری کی استدعا کی۔ چنانچہ باشتناء سوس اور چند بیابا پور کے کل صوبہ اہواز کی گورنری اس کو عطا کی گئی اور اس کا بھائی ابو الحسن فرایہ اور دوسرا بھائی ابو یوسف خاصہ اور اساقل پر مامور ہوا۔ اس شرط سے کہ ابو یوسف صرف انتظامی امور کا مالک رہے گا اور مال کی ذمہ داری ابو ایوب سمسار سے متعلق ہوگی اور حسین بن ماردانی کو ابو عبد اللہ کی نگرانی سپرد ہوئی۔ اس کے بعد وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ نے بعض عمال کی گرفتاری اور ان سے جرمانہ وصول کرنے کو تحریر کیا چنانچہ ابو عبد اللہ نے عمال سے دس ہزار دینار وصول کر کے دبا لئے۔ کچھ عرصہ بعد جب ابو علی بن مقلہ کے اوبار کا زمانہ آیا تو خلیفہ مقتدر نے اپنے قلم خاص سے احمد بن نصر قسوی حاجب کو اولاد بریدی کے گرفتار کرنے کو تحریر کیا اور یہ لکھا کہ جب تک میرا دستخطی فرمان تمہارے پاس نہ جائے ان کو رہا نہ کرنا۔ احمد نے اس حکم کے مطابق بریدی کی اولاد کو گرفتار کر لیا۔ ابو عبد اللہ کو اس کی خبر ملی تو خلیفہ مقتدر کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کے احمد کے رو برو پیش کیا۔ اس خط کی قلعی کھل گئی۔ اس نے سب کو مع عبد اللہ کے گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ خلیفہ مقتدر نے اولاد بریدی سے چار لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کئے۔

بیرونی مہمات ۲۹۶ھ میں مونس مظفر ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بغداد سے رومیوں کے ساتھ جہاد کرنے کو روانہ ہوا۔ چنانچہ ملطیہ کی جانب سے بلاد رومیہ پر حملہ کیا۔ اس مہم میں ابوالاغر سلمیٰ بھی مونس کے ہمراہ تھے۔ بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا اور رومیوں کے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کر لائے۔ ۲۹۷ھ اور ۲۹۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے لشکر صافکفہ کے ساتھ ابوالقاسم بن سیماکو بلاد کفار کے ساتھ جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ ۲۹۹ھ میں بسر و گرہی لشکر صافکفہ رستم والی بلاد سرحدی نے طرسوس کی طرف سے جہاد کیا۔ دمیائہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔ قلعہ بلج ارمنی میں رستم نے محاصرہ کیا اور بزور تیغ اس کو فتح کر کے جلا دیا۔ ۳۰۰ھ میں اسکندروس بن لادن بادشاہ روم نے وفات پائی اور بجائے اس کے اس کا بیٹا قسطنطین مسند حکومت پر متمکن ہوا اس وقت اس کی عمر بارہ برس کی تھی۔ شروع ۳۰۲ھ میں علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت ایک ہزار سواروں کی جمیعت کے ساتھ بشر خادم والی طرسوس کی کمک کو بغرض شرکت جہاد صافکفہ روانہ ہوا۔ مگر اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ موسم گرما گزر گیا اور جہاد کرنے کی نوبت نہ آئی۔ آخر کار موسم سرما میں جس وقت کہ شدت کی سردی ہو رہی تھی اور برف گر رہی تھی۔ بلاد کفار پر جہاد کیا

اور انھیں تعالیٰ بہت سامان غنیمت اور قیدی لے کے واپس آئے۔ آخر ۳۰۲ھ میں بشر خادم والی طرسوس نے بلاد رومیہ پر پھر جہاد کیا۔ چند شہروں کو لڑ کر فتح کیا۔ بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا۔ ایک سو پچاس بطریق اور تقریباً دو ہزار نفر عام عیسائیوں کو گرفتار کر لایا۔ جن کو قید کر دیا گیا۔

رومیوں کے بلاد اسلامیہ پر حملے: ۳۰۳ھ میں رومیوں نے بلاد جزیرہ کی طرف پیش قدمی کی اور قلعہ منصور پر پہنچ کے محاصرہ کر لیا چونکہ قلعہ منصور کا لشکر مونس کے ساتھ حسین بن حمدان کی جنگ میں مصروف تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اس وجہ سے رومیوں نے قلعہ منصور کو خاطر خواہ تاخت و تاراج کیا جو کچھ پایا لوٹ لیا جس کو وہاں دیکھا گرفتار کر کے لے گئے۔ اسی سنہ میں رومیوں نے دوبارہ طرسوس اور فرات کی طرف سے بلاد اسلامیہ پر حملہ کیا۔ چھ سو طرسوسی مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی کل طرسوسی سوار معرکہ جنگ میں کام آگئے۔ تیج ارمنی نے بھی اس جنگ میں مرعش کی جانب قدم بڑھایا اور اطراف مرعش کو اچھی طرح پامال کیا۔ پھر اس سنہ میں مسلمانوں کا کوئی لشکر جہاد کو نہیں گیا۔

مونس مظفر کی فتوحات: ۳۰۴ھ میں مونس مظفر لشکر کے ساتھ بلاد رومیہ پر جہاد کرنے کو روانہ ہوا۔ موصل ہو کر گزرا۔ سبک گئی کو بازمدی اور قروی مصافات فرات پر عثمان غزی کو شہر بلد اور بخار پر اور و صیف بکتری کو باقی بلاد رومیہ پر مامور کر کے ملطیہ کی طرف سے جہاد کرنا ہوا داخل ہوا اور ابوالقاسم علی بن احمد بن یطام کو طرسوس کی جانب سے جہاد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ مونس نے متعدد قلعے بڑوڑ فتح کر لیا اور بہت سامان غنیمت اور قیدی لے کر دار الخلافہ بغداد واپس آیا۔ خلیفہ مقتدر نے بڑی عزت کی اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔

والی روم کی مصالحت: ۳۰۵ھ میں بادشاہ روم کے دو سفیر مصالحت اور فدیہ دینے کی غرض سے دار الخلافہ میں آئے۔ وزیر السلطنت نے نہایت عزت و احترام اور جاہ و جلال سے ملاقات کی۔ ایوان وزارت میں حاضر ہو کر بادشاہ روم کا پیغام پہنچایا۔ اگلے دن دربار خلافت مآب کے رو برو پیش کیا گیا۔ اس وقت دربار خلافت کا عجیب منظر تھا۔ ہزار ہا غلام زرین کمر صرف بستہ قرینے سے کھڑے ہوئے تھے۔ اراکین دولت امراء سلطنت اور سرداران فوج اپنے اپنے مقام پر تھے۔ دستہ فوج جاں نثاران مسلح دو روپہ کھڑا تھا۔ جس کے طرز و انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جان لے لینا اور دے دینا باتیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ دربار خلافت کے باہر محافظ فوج کا دستہ پہرہ دے رہا تھا۔ خلافت مآب نے والی روم کی درخواست منظور کر لی اور مونس خادم کو مصالحت اور فدیہ دینے کے لئے روانہ کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ جس شہر میں مونس کا داخلہ ہوا واپسی تک اس شہر کا مونس والی سمجھا جائے۔ فوج کے لئے جو مونس کے رکاب میں تھی۔ رسد و غلہ کا ذخیرہ جا بجا کافی مقدار پر فراہم کیا گیا۔ بائیس لاکھ دینار مسلمان قیدیوں کا فدیہ دینے کو مونس کے ساتھ بھیجے۔

شمال خادم کا غیر مسلموں کے خلاف جہاد: اسی سنہ میں صفوانی نے بلاد کفار پر جہاد کیا بہت سامان غنیمت لے کر واپس آیا۔ شمال خادم بھی اسی سنہ میں براہ دریا نے روم جہاد کرنے کو گیا۔ اگلے سال پھر جن صفوانی نے بلاد کفار پر حملہ کیا۔ بشر افشین نے بھی بلاد رومیہ پر فوج کشی کی۔ متعدد قلعے جات فتح کر کے بے حد بے شمار مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا۔ ۳۰۶ھ میں شمال خادم براہ دریا عبید اللہ مہدی والی افریقیہ سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ مہدی کے بیڑے کی جنگ

جہازات سے بڑھیں ہوئی۔ شمال نے اس کو شکست فاش دے کر ایک جماعت کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔ جس میں مہدی کا ایک غلام بھی شامل تھا اور ۳۱۰ھ میں محمد بن نصر حاجب نے موصل سے بقصد جہاد قال قلا پر فوج کشی کی اور اہل طرسوس نے ملطیہ کی طرف سے قدم بڑھایا۔ وہاں سے فتح یاب ہو کر مال غنیمت لے کے واپس آئے۔ ۳۱۱ھ میں مونس مظفر نے بلاد رومیہ پر براہ جنگی اور شمال خادم نے براہ دریا جہاد کیا۔ مونس نے متعدد قلعات فتح کئے اور شمال ایک ہزار قیدی آٹھ ہزار گھوڑے اور اونٹ ایک لاکھ بکریاں اور بے شمار سونا اور چاندی لے کے واپس آیا۔

رومیوں کی بدعہدی: ۳۱۲ھ میں بادشاہ روم کا سفیر مرخ تحائف نذرانوں کے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ ابو عمر بن عبدالباقی اس کے ہمراہ تھا۔ مصالحت اور قیدیوں کی رہائی کی درخواست پیش کی گئی۔ جس کو خلیفہ مقتدر نے منظور فرمایا۔ مگر مصالحت کے بعد رومیوں نے لشکر صائفہ کے ساتھ بدعہدی کی تو عساکر اسلامیہ نے بلاد رومیہ میں داخل ہو کر خاطر خواہ تاخت و تاراج کیا اور مظفر و منصور واپس آئے۔

رومیوں کا ملطیہ اور دیتیل کا محاصرہ: ۳۱۳ھ میں رومیوں نے ملطیہ اور اطراف ملطیہ کی طرف خروج کیا۔ رومیوں کے ساتھ اس معرکہ میں بلخ ارمنی بھی تھا۔ ملطیہ پر پہنچ کر رومیوں نے محاصرہ ڈالا۔ اہل ملطیہ شہر چھوڑ کر بغداد بھاگ گئے اور امداد کی درخواست کی۔ مگر سماعت نہ ہوئی۔ اسی سنہ میں اہل طرسوس نے لشکر صائفہ کے ساتھ بلاد رومیہ پر جہاد کیا اور مظفر و منصور مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ ۳۱۵ھ میں مسلمانوں کا ایک چھوٹا لشکر طرسوس سے بلاد روم میں داخل ہوا۔ رومیوں کو خبر لگ گئی۔ موقع پا کر حملہ کر دیا۔ چار سو سپاہی کام آگئے۔ اسی سنہ میں دمشق ایک عظیم الشان رومی لشکر کے ساتھ شہر دیتیل میں حملہ آور ہوا۔ نفر کی اس شہر کا والی تھا۔ ہفتوں محاصرہ کئے رہا۔ شب و روز مخفیقوں سے تنگباری ہوتی رہی۔ تا آنکہ شہر پناہ کی دیوار میں روزن ہو گیا۔ رومی لشکر یلغار کر کے گھس گیا۔ مسلمانوں نے متفقہ کوشش سے مدافعت کی اور ان کے ایک گروہ کثیر کو قتل کر کے نکال باہر کیا۔ پھر اسی سنہ کے ماہ ذی قعدہ میں رومی لشکر نے یورش کی۔ مسلمانوں نے مجتمع ہو کر مقابلہ کیا۔ رومیوں کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ تیس ہزار اس بکریاں غنیمت میں ہاتھ لگیں۔ جن کو مسلمانوں نے ذبح کر کے کھالیا۔

مرتد ضحاک کا قتل: قلعہ جعفری میں ایک شخص روسا کراد سے ضحاک نامی رہتا تھا۔ اسی سال یہ مرتد ہو گیا والی روم سے ملنے گیا۔ والی روم عزت و احترام سے پیش آیا۔ خلعت و انعام مرحمت کر کے قلعہ جعفری کی طرف واپس کر دیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ واپسی جہاد کے بعد قلعہ جعفری پر حملہ کر دیا۔ ضحاک کو مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے۔ گرفتار کر لیا گیا اور قتل کر ڈالا۔

دمشق رومی کا خلاط پر قبضہ: ۳۱۶ھ میں دمشق رومی نے لشکر کے ساتھ پھر بلاد اسلامیہ کی طرف پیش قدمی کی۔ خلاط پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل خلاط نے قتل و غارت ہونے کے خوف سے مصالحت کر لی۔ دمشق نے شہر خلاط میں داخل ہو کر صلیب کو جامع مسجد پر نصب کیا اور دو چار روز قیام کر کے تدنیس کی طرف گیا اور اہل تدنیس کے ساتھ بھی اسی قسم کا برتاؤ کیا۔ اہل اردن ان واقعات ہو شر با سے مطلع ہو کر دار الخلافہ بغداد بھاگ گئے۔ دربار خلافت میں استغاثہ پیش کیا۔ مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی۔

مملطیہ اور سرحدی بلاد کے واقعات: اسی سنہ میں سات سو رومی اور ارمنی مزدوروں کے لباس میں مملطیہ میں خفیہ طور سے داخل ہوئے۔ ان لوگوں نے لیج ارمنی نے پہلے سے روانہ کر دیا تھا۔ اس غرض سے کہ اس کا محاصرہ کرنے کے وقت یہ لوگ اندرون شہر سے اس کی مدد کریں گے۔ اتفاق یہ کہ اہل مملطیہ کو اس کی خبر لگ گئی۔ چن چن کر مار ڈالا۔ ۳۳ھ میں سرحدی بلا جزیرہ مثل مملطیہ آمد اور اردن والوں نے دربار خلافت میں عرضیاں بھیجیں اور آلات حرب مال و زر اور لشکر کی مدد کی درخواست کی۔ درخواست نامنتظر ہونے کی صورت میں سرحدی بلاد کو رومیوں کے حوالہ کر دینے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ مقتدر نے کچھ التفات نہ کیا۔ مجبور ہو کر ان لوگوں نے رومیوں سے مصالحت کر لی اور سرحدی بلاد کو امن و مصالحت سے رومیوں کے سپرد کر دیا۔ اس سنہ میں مملطیہ میں مسیحی جہاد کی غرض سے بلاد روم میں داخل ہوا۔ دمشق مقابلہ پر آیا۔ ایک خولی ریز جنگ کے بعد دمشق کو شکست ہوئی۔

عموریہ اور انقرہ کی فتح: ۳۳ھ میں شمال نے طرسوس سے بلاد رومیہ پر چڑھائی کی اور رومی مقابلہ پر آئے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر رومی شکست کھا کر بھاگے تین سو آدمی مارے گئے اور تین ہزار قید کر لئے گئے۔ سونا چاندی اور بہت سا مال و اسباب لے کر ماہ رجب سنہ مذکور میں طرسوس واپس آیا اور پھر لشکر صائفہ کے ساتھ بلاد روم میں جہاد کی غرض سے داخل ہوا۔ رفتہ رفتہ عموریہ پہنچا اہل عموریہ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لشکر اسلام نے شہر میں گھس کے جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ مکانات جلا دیئے اور قتل و غارت کرتا ہوا انقرہ پہنچا۔ جس کو اب انکوریہ کہتے ہیں۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ لگا۔ مظفر و منصور فتح یاب ہو کر واپس آیا ایک لاکھ چھتیس ہزار تک قیدیوں کی تعداد پہنچ گئی۔

مملطیہ کی فتوحات: اسی سنہ میں ابن ویرانی وغیرہ ارمنیوں نے جو اطراف ارمنیہ میں رہتے تھے والی روم سے خط و کتابت کی اور بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ رومی اور ارمنی متفقہ جمعت سے بلاد اسلامیہ کی طرف بڑھے۔ اطراف اخلاط کو تاخت و تاراج کیا۔ جو مقابلہ پر آیا مارا گیا۔ جس کو پایا گرفتار کر لیا۔ مملطیہ (یوسف بن ابی الساج کا غلام) یہ خبر پا کر آذربائیجان سے ایک لشکر مرتب کر کے اس طوفان کی روک تھام کو دوڑ پڑا۔ اس لشکر میں باقاعدہ فوج اور رضا کار بھی تھے۔ رومیوں کی گرمی دماغ فرو ہو گئی۔ جس قدر انہوں نے بلاد اسلامیہ کو پامال کیا تھا۔ اس سے زیادہ مملطیہ نے بلاد رومیہ کو تاخت و تاراج کیا۔

سمیاط اور مملطیہ پر قبضہ: بیان کیا جاتا ہے کہ ان لڑائیوں میں مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اس کے بعد رومی لشکر نے سیماط پر پہنچ کر محاصرہ کیا۔ سعید بن حمدان کو اس کی خبر لگی۔ لشکر مرتب کر کے اہل سیماط کی کمک کو آجھیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کو موصل اور دیار ربیعہ پر اس شرط سے مامور کیا تھا کہ مملطیہ کو رومیوں کے قبضہ سے نکال لے چنانچہ جس وقت اہل سیماط کا قافلہ سعید کے پاس آیا اور اس نے لشکر مرتب کر کے سیماط کی طرف کوچ کیا۔ رومی لشکر یہ خبر پا کے مملطیہ چلا گیا۔ مملطیہ میں والی روم اور لیج ارمنی سرحدی بلاد رومیہ کی فوجیں اور ابن قیس رہتا تھا۔ (یہ خلیفہ مقتدر کا مصاحب تھا مگر دار الخلافہ بغداد سے روم بھاگ گیا تھا اور نصرانی ہو گیا تھا) مگر جب ان لوگوں کو سعید کی آمد کی اطلاع ہوئی اور اس امر کا ان کو احساس ہوا گیا کہ سعید مملطیہ بھی آیا چاہتا ہے۔ مملطیہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سعید نے مملطیہ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے ایک امیر کا تقرر کر کے موصل واپس آیا۔

عہد مقتدر کے عمال اور اہم واقعات۔ عبداللہ بن ابراہیم کی سرکشی و اطاعت۔ ابتداً عبداللہ بن ابراہیم مسیحی اصفہان کا والی تھا۔ شروع زمانہ خلافت خلیفہ مقتدر میں اس نے دس ہزار افراد کو مجتمع کر کے علم بغاوت بلند کیا۔ خلیفہ مقتدر نے بدرحمای والی اصفہان کو عبداللہ کی سرکوبی کا حکم دیا۔ چنانچہ پانچ ہزار فوج سے بدرحمای نے عبداللہ پر چڑھائی کی اور قبل حملہ کرنے کے یہ پیام بھیجا کہ بغاوت کا انجام تمہارے حق میں مضر ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تم اب بھی امیر المؤمنین کی اطاعت قبول کر لو۔ عبداللہ نے گردن اطاعت جھکا دی۔ خود کردہ پشیمان ہوا معذرت کی۔ بدرحمای نے اس کو اپنے صوبہ پر مامور کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ صوبہ یمن پر مظفر بن حاج مامور تھا۔ اس نے ۲۹۵ھ میں ان بلاد کو جس پر حرفی خارجی نے یمن میں قبضہ کر لیا تھا۔ بزور قہقچ کیا اور اس کے ہمراہیوں میں سے حکیمی نامی ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔

کردوں کی سرکوبی۔ موصل کا گورنر ابوالہجاء بن حمدان تھا۔ اس کے بھائی حسین بن حمدان نے ۲۹۴ھ میں بادیہ نشینان عرب قبیلہ کلب اور طے پر فوج کشی کی اور ان کو راہ راست پر لا کر ان اکراد پر ۲۹۵ھ میں حملہ کیا جو اطراف موصل پر قابض و متصرف ہو رہے تھے۔ حسین نے کردوں کی خاطر خواہ گوثامی کی اور اکراد بھاگ کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔

بدوؤں کا حجاج پر حملہ۔ ۲۹۴ھ میں قافلہ حجاج کے ساتھ وصیف ابن سوار تلکین مناسک حج ادا کرنے کو گیا۔ قبیلہ طے کے بادیہ نشینوں نے حملہ کیا۔ وصیف نے ان کو نیچا دکھا کر اپنا راستہ لیا۔ بعد ازاں تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد حسن بن موسیٰ نے قافلہ پر حملہ کیا۔ اہل قافلہ کو اس معرکہ میں سخت تکلیفیں جھیلی پڑیں۔ ہزار خرابی و وقت باقی ماندہ مکہ معظمہ پہنچے۔

صوبہ فارس پر سبکری کا قبضہ۔ صوبہ فارس کی حکومت پر ۲۹۶ھ میں سبکری (عمر و بن لیث کا غلام) تھا۔ اس نے بلا اجازت خلافت مآب صوبہ فارس پر قبضہ کر لیا تھا۔ ۲۹۷ھ میں نفور شامیہ کی زمام حکومت احمد بن کیفیخ کے ہاتھ میں تھی۔ اسی سنہ میں لیث نے فارس کو سبکری کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے بعد مونس آیا اور اس نے لیث کو زیر کر کے قید کر لیا۔ سبکری بدستور اپنے صوبہ پر قابض و متصرف ہوا۔ جیسا کہ اس کے واقعات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ۲۹۶ھ میں فارس غلام موسیٰ بن سامان دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے دیار ربیعہ کی حکومت عنایت فرمائی۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں حسین بن حمدان نے دارالخلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی اطاعت قبول کر لی۔ قم اور قاشان کی حکومت مرحمت ہوئی۔ رخصت ہو کر قم اور قاشان پہنچا عباس بن عمر غوی اس کے پہنچنے ہی واپس ہوا۔ ۲۹۷ھ میں نوشری والی مصر نے وفات پائی۔ خلیفہ مقتدر نے بجائے اس کے تلکین خادم کو مقرر فرمایا۔

۲۹۸ھ میں منیع خادم انشین اور محمد بن جعفر فاریابی کا ایک ہی دن انتقال ہوا۔ منیع فارس کا گورنر تھا۔ خلیفہ مقتدر نے عبداللہ بن ابراہیم مسیحی کو اس کی جگہ مامور فرمایا اور صوبہ کرمان کو اس کے صوبے سے ملحق کر دیا۔ اسی سنہ میں مادر موسیٰ ہاشمیہ محل سرائے خلافت کی قہرمانہ مقرر ہوئی۔ وہ خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں کا نامہ و پیام و وزراء کے پاس اور وزراء کی درخواستیں اور پورٹیں خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں کی خدمت میں لے جایا کرتی۔ ۲۹۹ھ میں محمد بن اسحاق بن کنذاج بصرہ کا والی تھا۔ قرابطہ نے محمد پر فوج کشی کی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر قرابطہ کو شکست ہوئی۔ ۳۰۰ھ میں عبداللہ بن ابراہیم مسیحی حکومت فارس و کرمان سے معزول کر دیا گیا۔ بدرحمای والی اصفہان اصفہان سے حکومت فارس و کرمان پر

بھیجا گیا اور اصفہان میں بجائے بدر کے علی بن دہشودان مقرر کیا گیا۔ اسی سنہ میں بشرافشینی کو طرسوس کی ابوالعباس بن مقتدر کو مصر و مغرب اور مصین طولونی کو موصل کی حکومت مرحمت ہوئی چونکہ ابوالعباس اس وقت چار برس کا تھا۔ اس وجہ سے اس کی طرف سے مونس مظفر مصر و مغرب کا والی مقرر کیا گیا۔ مصین طولونی کو کچھ عرصہ بعد معزول کیا گیا اور بجائے اس کے تحریر صغیر کو مقرر کیا گیا۔

ابوالہجیا کی سرکشی و اطاعت۔ اسی سنہ میں ابوالہجیا عبداللہ بن حمدان نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا۔ مونس مظفر اس کی سرکوبی کو بھیجا گیا۔ ابوالہجیا نے یہ خبر پا کر امان کی درخواست کی۔ مونس نے امان دے دی۔ بعد ازاں ۳۰۲ھ میں ابوالہجیا کو موصل کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ اس وقت یہ بغداد میں تھا۔ اس نے اپنی طرف سے موصل میں اپنے ایک نائب کو بھیج دیا۔ ۳۰۳ھ میں پھر حسین بن حمدان نے علم بغاوت بلند کیا۔ مونس مظفر اس بغاوت کو دور کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اور اس کو گرفتار کر کے بغداد لے آیا۔ جیل میں ڈال دیا۔ اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے ابوالہجیا اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ حسین بن محمد بن یحییٰ نے اپنے باپ کے انتقال کے بعد اسی سنہ میں محکمہ مال اور املاک سرکاری و دیار ربیعہ کا والی مقرر ہوا۔ ۳۰۴ھ میں علی بن دہشودان اصفہان کا کمانڈر انچیف (بوجہ منافرت جو مابین اس کے اور احمد بن شاہ افسر اعلیٰ محکمہ مال پیدا ہو گئی تھی) معزول اور بجائے اس کے احمد بن مسرور مقرر کیا گیا علی بن دہشودان بعد معزولی اصفہان کے باہر جا کر مقیم ہوا بعد ازاں یوسف بن ابی الساج نے اصفہان وغیرہ کو دہلیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ۳۰۵ھ میں مونس نے یوسف کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔

ابن احمد والی کرخ۔ اسی سنہ میں اصفہان، قم، قاشان اور سادہ پر احمد بن علی صلحہ مقرر کیا گیا۔ رہے نہادند، قزدین، ابہر اور زنجان کی حکومت علی بن دہشودان کو عنایت ہوئی۔ علی بن دہشودان کو جیل سے طلب کر کے صوبجات مذکورہ کی سند حکومت دی گئی تھی اور اس کا چچا زاد بھائی احمد بن مسافر والی کرخ ایک روز موقع پا کر علی پر حملہ آور ہوا اور ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ دربار خلافت سے بجائے اس کے محکمہ جنگ پر وصیف بکتری اور محکمہ مال پر محمد بن سلیمان مقرر کیا گیا۔ احمد بن صلحہ یہ خبر پا کے رہے کی طرف بڑھا۔ محمد اور وصیف مجتمع ہو کر مقابلہ پر آئے۔ محمد واثاء جنگ میں مارا گیا۔ وصیف بھاگ نکلا۔ احمد نے دربار خلافت سے خط و کتابت کر کے ایک مقدمہ مقررہ خراج پر ان بلاد کی سند حکومت حاصل کر لی۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ صوبہ بختان کو بلا وصول سند حکومت کثیر ابن احمد دبائے ہوئے تھا۔ بدرحمای والی فارس نے اس پر فوج کشی کی۔ کثیر نے ڈر کر مصالحت کر لی۔ علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ بدر نے خوش ہو کر کثیر کو صوبہ بختان کی سند حکومت دربار خلافت سے دلا دی۔ صوبہ کرمان پر ۳۰۴ھ میں ابو یزید بن محمد مادرانی تھا۔ مگر نہ معلوم کس وجہ سے باغی ہو کر شیراز چلا گیا۔ بدرحمای مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی بالآخر ابو یزید مارا گیا۔

اسی سنہ میں مونس مظفر نے جس وقت وہ لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کو جا رہا تھا۔ موصل پہنچ کے سبک مقلحی کو باز بندی اور قردی پر اور عثمان غزی کو شہر یلڈ بخارا اور باکری پر مامور کیا اور بجائے عثمان کے جو ملک مصر کے محکمہ جنگ کا افسر اعلیٰ تھا۔ وصیف بکتری کو متعین کیا مگر یہ اس مالی شان عہدے کی ذمہ داریوں کو انجام نہ دے سکا۔ اس لئے معزول کر دیا گیا۔ بجائے اس کے حنا صفوانی کو یہ عہدہ عنایت ہوا۔ اسی سنہ میں بصرہ کی گورنری پر حسن بن خلیل تھا۔ وہ دو برس پیشتر اس عہدہ پر مامور

تھا۔ اتفاق سے مابین عوام الناس قبائل مضطرب و بیوقوف و فساد پر پابو گیا۔ جو ایک مدت دراز تک قیام رہا۔ ایک گروہ کثیر اس کی نذر ہو گیا۔ حسن مجبور ہو کر بصرہ سے واسطہ چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کو معزول کر کے ابو یوسف ہاشم بن محمد بن خزاعی کو مامور کیا مگر ایک ہی سال بعد اس کو بھی معزول کر دیا اور بجائے اس کے سبک ملکی کو شفیق مقتدری کی جانب سے بطور نائب کے مامور فرمایا۔

ابن قیس اور والی شہر زور ۳۶۰ھ میں نزار افری پولیس بغداد سے معزول اور بجائے اس کے نجیح طولونی مقرر کیا گیا۔ اس نے پولیس کی چوکیوں پر فقہاء کو مقرر کیا انہیں کے فتاویٰ سے اہلکاران پولیس اپنے فرائض منصبی انجام دینے لگے۔ اس سے پولیس کا رعب و داب لوگوں کے قلوب سے اٹھ گیا۔ نظام حکومت میں فرق آ گیا۔ چوری اور دغا بازی اور بد معاشی کی کثرت ہوئی۔ بازار یوں اور دبا شوں نے دن دھاڑے سودا گروں کی دکانیں مسافروں کے کپڑے چھین لئے۔ ۳۶۰ھ میں ابراہیم بن حمدان دیار ربیعہ پر اور ابن قیس بلاد شہر زور پر مامور کیا گیا۔ والی شہر زور نے ابن قیس کو چارج دینے سے انکار کیا۔ ابن قیس نے دربار خلافت میں اطلاعی رپورٹ بھیجی۔ امداد کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے ایک تازہ دم فوج ابن قیس کی مدد کو روانہ کیا۔ جو ایک مدت تک شہر زور کا محاصرہ کئے رہی۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھالیا گیا اور ابن قیس کو صوبہ موصل کے صیغہ جنگ کی افری دی گئی۔

محمد بن اسحاق کی معزولی اس سے پہلے اس عہدہ کا انچارج محمد بن اسحاق بن کنان تھا۔ یہ انتظام اور اصلاح بلاد کی غرض سے اطراف موصل میں دورہ کرنے کو گیا تھا۔ اس کے زمانہ غیر حاضری میں اہل موصل باہم لڑ پڑے۔ آتش فساد پھیل گئی۔ محمد یہ خبر پا کر موصل کی طرف لوٹا۔ اہل موصل نے داخل نہ ہونے دیا۔ محمد نے جھلا کر محاصرہ کر لیا۔ اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اس کو ۳۶۰ھ میں معزول کر کے عبداللہ بن محمد غسانی کو مقرر فرمایا۔ ۳۶۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے ابوالہجاء عبداللہ بن حمدان کو طریق خراسان اور دیور پر اور بدر شرابی کو دوقو قاکلمر اور طریق موصل پر مامور کیا۔ ۳۶۹ھ میں مہم موصل اور اس کے انتظام پر محمد بن نصر حاجب کو مقرر کیا گیا۔ دربار خلافت سے رخصت ہو کر موصل پہنچا اور علم خلافت کے بداندیشوں، اگر ادرانیہ سے جا بھڑا۔ اسی سنہ میں داؤد بن حمدان کو دیار ربیعہ کی سند حکومت مرحمت کی گئی۔ ۳۷۰ھ میں یوسف بن ابی الساج کو رے، قزوین، ابھر، زنجان اور آذربائیجان کی گورنری عینیت ہوئی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

امام موسیٰ قہرمانہ کی گرفتاری اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے امام موسیٰ قہرمانہ کو گرفتار کر لیا۔ اس وجہ سے کہ اس نے اپنی بہن کی لڑکی سے خلیفہ متوکل کے کسی لڑکے کا عقد کیا تھا۔ جہیز اور رخصتی میں بے حد اور بے شمار مال و اسباب اور جوہرات دیئے۔ لوگوں نے خلیفہ مقتدر سے یہ جڑ دیا کہ امام موسیٰ قہرمانہ نے اپنی بہن کے داماد کو اس قدر مال و زر دیا ہے کہ وہ خلافت و حکومت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہ سالاران لشکر اور بعض اراکین سلطنت نے اس بیان کی تائید کی۔ اس بناء پر خلافت مآب نے ان کی گرفتاری کا حکم صادر فرمایا اور بعد گرفتاری بہت سامان و اسباب اور بے شمار جوہرات نصیب لے کے رہا فرمایا۔ اسی سنہ میں محمد بن نصر حاجب کے نائب کو موصل کے عوام الناس نے بلوہ کر کے مار ڈالا۔ محمد بن نصر یہ خبر پا کر ایک لشکر مرتب کر کے بغداد سے موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ۳۷۱ھ میں یوسف بن ابی الساج نے رے کو احمد بن علی صلحوک کے قبضہ سے نکال لیا۔

اس معرکہ میں احمد کی زندگی کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے ابن قیس کو جنگ اصفہان پر اور محمد بن بدر کو حکومت فارس پر جب کہ اس کا باپ بدر انتقال کر چکا تھا مامور فرمایا۔ ۳۱۲ھ میں صوبہ اصفہان کی گورنری پر بھی طولانی اور معاون و جنگ و نہادند پر سعید بن حمدان مامور ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن نصر والی موصل اور شفیع لولوی افسر اعلیٰ محکمہ ڈاک نے وفات پائی۔ بجائے اس کے شفیع مقتدری کو مقرر کیا گیا۔ ۳۱۲ھ میں ابراہیم سمعی والی فارس نے اطراف قصص (حدود کرمان) کو مفتوح کیا اور پانچ ہزار آدمی گرفتار کر لایا۔ اسی سنہ میں ابوالہجاء عبداللہ بن حمدان کو موصل کی حکومت مرحمت ہوئی اس کا بیٹا ناصر الدولہ اس کی طرف سے موصل میں کام کر رہا تھا۔ کردوں اور عربوں نے سرزمین موصل اور راہ خراسان میں بغاوت کی۔ ناصر الدولہ نے اپنے باپ ابوالہجاء عبداللہ کو اس سے مطلع کیا۔ ابوالہجاء عبداللہ اس کے لکھنے کے مطابق ۳۱۳ھ میں ایک لشکر مرتب کر کے تکریت کی طرف آیا۔ کردوں اور عرب سے بڑبھڑ ہوئی متعدد لڑائیوں کے بعد فتنہ فساد فرو ہو گیا اور باغیان اگر اور عرب کی خاطر خواہ سرکوبی کی گئی۔ اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو گورنری آذربائیجان سے صوبجات مشرق پر تبدیل فرمایا اور بغداد میں طلب فرما کر واسطہ کی جانب بغرض جنگ ابوطاہر قمر مٹی روانگی کا حکم صادر فرمایا۔ ہمدان، سادہ، قم، قاشان، بصرہ، کوفہ اور ماسبدان کے خراج کو اس مہم میں صرف کرنے کی اجازت دی۔ صوبہ رے پر جو یوسف بن ابی الساج کی گورنری میں تھا۔ نصر بن سامان کو مامور کیا گیا۔ جس نے کچھ عرصہ بعد نصر نے اپنے قبضہ و تصرف میں کر لیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اسی سنہ میں جزیرہ اور موصل کے املاک سرکاری کا والی ابوالہجاء عبداللہ بن حمدان مقرر ہوا۔ بازندگی اور قروی مع اپنے مضافات کے صوبہ جزیرے سے ملحق کر دیئے گئے۔ اسی سنہ میں ابن ابی الساج مارا گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

موصل کے واقعات: ۳۱۸ھ میں ابراہیم سمعی نے مقام نویند جان میں وفات پائی اور بجائے اس کے خلیفہ مقتدر نے نویند جان پر یاقوت کو اور کرمان پر ابوطاہر محمد بن عبدالصمد کو مقرر فرمایا۔ ۳۱۶ھ میں احمد بن نصر قسری عہدہ حجابت سے معزول اور یاقوت مامور کیا۔ چونکہ یہ جنگ فارس میں مصروف تھا۔ اس وجہ سے بجائے اس کے عہدہ حجابت پر اس کا بیٹا ابوالفتح مظفر بطور اس کے نائب کے مامور ہوا۔ اسی سنہ میں موصل اور مضافات موصل پر یونس مونی کو متعین کیا گیا۔ ان دنوں مہم موصل پر ابن عبداللہ بن حمدان جو ناصر الدولہ کے لقب سے مشہور ہے مامور تھا۔ کسی وجہ سے ناراض ہو کر موصل سے بغداد چلا آیا۔ اسی سنہ میں نازوک نزاعات باہمی کی نذر ہو گیا۔ صوبہ جات قروی اور بازندگی جس پر ابوالہجاء مامور تھا اس کا بیٹا ناصر الدولہ حسن اور صوبہ موصل پر نخریر صغیر متعین کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس صوبہ پر سعید اور نصر پسران حمدان (یہ دونوں ابوالہجاء کے بھائی تھے) مقرر کئے گئے اور ناصر الدولہ حسن موصل سے دیار ربیعہ، نصینین، سنجا، خابوز، راس عین، میافارقین، مضافات دیار بکر اور اردن کی گورنری پر ایک مقدار مقررہ خراج ادا کرنے کی شرط پر بھیجا گیا۔

فارس کے واقعات: ۳۱۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے صوبہ فارس و کرمان کی تمام یاقوت کو سپرد کی اور اس کے بیٹے مظفر کو اصفہان کی گورنری دی اور دوسرے بیٹے ابو بکر محمد کو جستان کی اور بجائے یاقوت اور اس کے بیٹوں کے عہدہ حجابت اور کوتوالی پر ابراہیم محمد پسران رائق کو مامور فرمایا۔ چنانچہ ایک مدت دراز تک یاقوت شیراز میں مقیم رہا۔ اسی زمانہ میں علی بن خلف بن طیان شیراز میں محکمہ مال اور املاک سرکاری کا متولی تھا۔ یاقوت اور علی نے باہم سازش کر کے دار الخلافہ میں خراج کا بھیجنا

بند کر دیا۔ تا آنکہ علی بن بویہ نے بلاد فارس پر ۳۲۳ھ میں قبضہ کیا۔ اسی سنہ میں مراد اوتج نے اصفہان، ہمدان، رے اور حلوان پر قبضہ کر لیا تھا اور بشرط اداۓ خراج مقررہ ان بلاد کی دربار خلافت سے سند حکومت بھی حاصل کر لی۔ یہ اسی زمانے سے ان صوبجات پر قابض و متصرف ہوا۔

حسین بن قاسم اور مونس میں کشیدگی حسین بن قاسم بن عبد اللہ بن وہب خلیفہ مقتدر کا وزیر تھا اور مونس اس سے وزارت سے قبل کشیدہ خاطر تھا۔ مگر بلق نے حسین کو مونس کے پاس لے جا کر صفائی کرا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حسین کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔ اس نے عہدہ وزارت حاصل کرنے کے بعد بنو بریدی اور ابن فرات کو اسٹاف میں داخل کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد مونس کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ وزیر السلطنت حسین نے چند سہ سالاروں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف سازش کر لی ہے۔ اس خبر کا پہنچنا تھا کہ مونس کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اسی اثناء میں کسی نے وزیر السلطنت حسین تک یہ خبر پہنچا دی کہ مونس ایوان وزارت کو لوٹنے کی تدبیریں کر رہا ہے۔ وزیر السلطنت جان کے خوف سے ایوان وزارت چھوڑ کے محل سرائے خلافت میں چلا آیا۔ ایک خط طلبی کا ہارون بن غریب الحال کو لکھ بھیجا۔ وہ اس وقت مراد اوتج سے شکست کھا کر دیر عتول میں مقیم تھا۔ دوسرا خط مشعر طلبی محمد بن یاقوت کے پاس روانہ کیا۔ اس سے مونس کی سوء غنی کو ترقی ہوئی بعد ازاں وزیر السلطنت حسین نے نوح پیادہ اور محافظین محل سرائے خلافت کو مجتمع کر کے انعام دیئے۔ مونس کو اس کی خبر لگی تو سخت نفرت پیدا ہوئی۔ اس عرصہ میں ہارون بھی بغداد پہنچ گیا۔

خلیفہ مقتدر اور مونس کے مابین محاصرت مونس خلیفہ مقتدر سے ناراض ہو کر موصل کی جانب روانہ ہوا وزیر السلطنت نے ان سہ سالاروں کو جو مونس کے ہمراہ تھے۔ واپس آنے کو لکھا۔ چنانچہ ان میں سے چند سہ سالار واپس آ گئے۔ باقی ماندہ مانوس کے ہمراہ مع پیادوں موصل چلے گئے۔ وزیر السلطنت حسین نے روانگی موصل کے بعد اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے مکانات اور جاگیروں کی ضبطی شروع کر دی۔ جس سے کافی مقدار میں مال جمع ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر نے خوش ہو کر عمید الدولہ کا خطاب مرحمت فرمایا اور اس کا نام کا سکہ مسکوک کرایا۔ عمال کی تقرری اور بحالی کے کامل اختیارات دیئے۔ چنانچہ وزیر السلطنت حسین نے صوبہ بصرہ میں ابو یوسف یعقوب بن محمد بریدی کو بشرط اداۓ خراج مامور کیا اور سعید و داؤد پسران حمدان اور ان کے بھتیجے ناصر الدولہ حسین بن عبد اللہ بن حمدان کو مونس سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا چنانچہ سعید و ناصر الدولہ مجتمع ہو کر مونس سے جنگ کرنے کو نکلے اور داؤد نے اس فہم میں شرکت نہ کی اس وجہ سے کہ مونس نے اس کے ساتھ بڑے بڑے احسانات کئے تھے اس کے باپ کے مرنے کے بعد اسی نے اس کی پرورش کی تھی مگر پھر اپنے بھائیوں کے کہنے سننے سے آمادہ ہو گیا۔

مونس کا موصل پر قبضہ مونس نے اس سے مطلع ہو کر یہ چالاکی کہ اثناء راہ میں جس قدر روئے ساعرب تھے ان کو چمکے دیا کہ خلیفہ مقتدر نے مجھے موصل اور دیار ربیعہ کی حکومت عنایت فرمائی ہے تم لوگ مسلح ہو کر میرے ساتھ چلو وہ لوگ آٹھ سو کی جمیعت کے ساتھ اس کے ہمراہ ہو گئے۔ قریب موصل بنو حمدان نے تیس ہزار فوج کے مونس پر حملہ کیا۔ مونس نے پہلے ہی حملہ ان کو شکست دے کر موصل پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۳۲۴ھ کا ہے اس کے بعد بغداد شام اور مصر کی فوجیں مونس کے پاس چلی آئیں۔ کیونکہ اس کے داد و دہش اور احسانات نے ان کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ ناصر الدولہ بن حمدان بھی اس سے آگاہ اور

اس کے پاس موصل میں مقیم ہو گیا۔ باقی رہ گیا سعید وہ بغداد چلا گیا۔

خلیفہ مقتدر کا قتل۔ مونس موصل پر قبضہ حاصل کرنے بعد نوروز تک مقیم رہا۔ اس اثناء میں بہت سی فوجیں اس کے پاس آ کے جمع ہو گئیں اس وقت مونس نے موصل سے بغداد کی جانب خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے کو کوچ کیا۔ خلیفہ مقتدر کو اس کی خبر لگی تو چند فوجیں ہر افری ابو بکر محمد بن یاقوت اور سعید بن حمدان مونس کے مقابلہ پر روانہ کیں۔ ابھی مقابلہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ لشکریوں نے یہ خبر پا کر کہ مونس کا لشکر قریب آ پہنچا ہے۔ بغداد کی جانب مراجعت کر دی مجبور ہو کر سپہ سالاران لشکر بھی بغداد لوٹ آئے۔ اور مونس کوچ و قیام کرتا ہوا باب شامیہ پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور سپہ سالاران لشکر اس کے مقابلہ پر مورچے قائم کئے ہوئے تھے۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الحال کو میدان جنگ میں جانے کا حکم دیا۔ ہارون نے پہلے تو معذرت کی مگر پھر خلافت مآب کے اصرار سے تیار ہو گیا۔ خرچہ جنگ طلب کیا۔ خلیفہ مقتدر نے ناداری کا غرر کر کے بصرہ ہواؤ فارس اور کرمان سے لشکر فراہم کرنے کی غرض سے واسطہ کی طرف چلے جانے کا قصد کیا۔ ابن یاقوت نے خلیفہ مقتدر کو واسطہ جانے سے روک دیا اور سمجھا بجا کر میدان جنگ کی طرف لایا۔ آگے آگے فقہاء اور قراء تھے جن کے ساتھ قرآن مجید تھا اور چادر تھی۔ خلیفہ مقتدر ایک بلند ٹیلے پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور سپہ سالاروں نے میدان جنگ کا راستہ لیا۔ اتفاق یہ کہ پہلے ہی حملے میں شکست کھا کر بھاگے۔ خلیفہ مقتدر اور علی بن بلیق (یہ مونس کا مصاحب تھا) سے ملاقات ہو گئی۔ علی بن بلیق نے دست بوسی کی اور میدان جنگ سے واپس جانے کی رائے دی۔ خلیفہ مقتدر لوٹ پڑا۔ اس عرصہ میں مغاربہ اور بربر کا ایک گروہ مل گیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو قتل کر کے سر اتار لیا اور نقش کو اسی میدان میں چھوڑ دیا جو اسی مقام پر دفن کر دی گئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ علی بن بلیق نے مغاربہ اور بربر کو خلیفہ مقتدر کے قتل کا اشارہ کر دیا تھا مونس اس واقعہ کو دیکھ کر نادم ہو گیا۔ اس پر حیرت سی چھا گئی۔ وہ جوش میں آ کے بول اٹھا ”واللہ میں خلیفہ کے قاتلوں کو قتل کر ڈالوں گا۔“ تھوڑی دیر کے بعد جب ذرا حواس درست ہوئے تو شامیہ کی طرف بڑھا اور چند دستہ فوج محل سرائے خلافت کی محافظت کو روانہ کئے یہ واقعہ خلیفہ مقتدر کی خلافت کے پچیسویں برس وقوع پزیر ہوا۔ اس واقعہ سے اراکین دولت کی جرأت بڑھ گئی۔ نزدیک دور کے امراء ملک کو طمع دامن گیر ہوئی۔ خلیفہ مقتدر اپنے زمانہ خلافت میں عورتوں اور خادمان محل سرائے کے شہورہ اور رائے کا پابند اور فضول خرچی کا بے حد عادی تھا۔

باب: ۲۳

ابو منصور محمد القاہر باللہ

۳۲۰ تا ۳۲۲ھ

بیعت خلافت: خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبدالواحد مع ہارون محمد بن یاقوت اور ابراہیم بن رائق کے مدائن چلا گیا۔ مولس نے اس کے بیٹے ابوالعباس کو تخت خلافت پر متمکن کرنے کا قصد کیا یہ بہ اس وقت نہایت کم سن تھا۔ اس کے وزیر ابویعوب اسماعیل نو بختی نے علامت کی کہ ایسے کم سن کو مستند خلافت پر متمکن کرنا خلاف مصلحت ہے جو هنوز آغوش مادر میں پرورش پا رہا ہے مناسب یہ ہے کہ اس کا بھائی ابو منصور محمد بن معتضد مستند خلافت پر جلوہ افروز کیا جائے۔ مولس نے مجبوراً منظور کیا اور دارالخلافت میں اس کو طلب کر کے آخری شوال ۳۲۰ھ میں اس کی خلافت کی بیعت کی اور القاہر باللہ کے لقب سے ملقب کیا۔ بعد ازاں مولس نے اپنی ذاتی اور اس کے حاجب بلیق اور اس کے بیٹے علی کی امان کے لئے خلیفہ قاہر سے حلف لیا۔ علی بن مقلہ کو فارس سے طلب کر کے قلمدان وزارت سپرد کیا اور عہدہ حجابت پر علی بن بلیق کو مامور کیا۔

مقتدر کے خاندان کی گرفتاری: تکمیل بیعت کے بعد مقتول خلیفہ مقتدر کی ماں گرفتار کی گئی۔ استحصال مال کے لئے اسے مارا گیا۔ جب اس سے بھی کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اس امر پر مجبور کی گئی کہ فقہاء اور قضاۃ کے سامنے اپنے اوقاف کی منسوخی کا اظہار کرے۔ مادر مقتدر نے انکار کیا مگر پھر بہ مجبوری فقہاء و قضاۃ کے رو برو اپنے اوقاف کی منسوخی کی شہادت دی۔ چنانچہ اسی وقت اس کی بیع پر ایک شخص متعین کیا گیا جس کو لشکریوں نے اپنے روزینے اور تنخواہوں کے معاوضہ میں خرید کر لیا۔ اس کے بعد حاشیہ نشینان خلیفہ مقتدر سے بطور جرمانہ روپے وصول کئے گئے اور پھر ان مقتدر کی جستجو میں سرگرمی اور مستعدی کا حکم دیا۔ چند دنوں کے بعد ابوالعباس اراضی مع اپنے بھائیوں کے گرفتار ہو کر آیا۔ اس سے روپوں کا مطالبہ کیا گیا۔ وصول نہ ہوا تو علی بن بلیق نے اپنے کا تب (سیکرٹری) حسین بن ہارون کے سپرد کر دیا۔ اس نے ان کو نہایت عزت و احترام اور آرام سے رکھا۔ ان لوگوں کے گرفتار ہونے پر وزیر السلطنت ابن مقلہ نے بریدی اور اس کے بھائیوں اور مصاحبوں کو گرفتار کر کے کثیر المقدار روپے وصول کئے۔

ہارون بن غریب کی تفری: آپ اُد پر پڑھ آئے ہیں کہ خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبدالواحد مدائن چلا گیا تھا۔ اس کے ہمراہ ہارون بن غریب الحال مقلہ محمد بن یاقوت اور پھر ان رائق تھے۔ پھر کچھ عرصہ بعد مدائن سے واسطہ چلے

آئے۔ تھوڑے دنوں وہاں قیام پذیر رہے۔ اہل واسطہ نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ یہ روپوشی کب تم لوگوں کی جان بچائے گی۔ آخر ایک نہ ایک روز راز فاش ہو جائے گا۔ اس وقت تمہاری جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ یہ ہے کہ تم لوگ خلیفہ قاہرہ سے امان حاصل کر کے اس روپوشی کے پردے کو ہٹا دو۔ ان میں سب سے پہلے ہارون نے اس کی ابتدا کی اور ایک درخواست اس مضمون کی لکھ کر دار الخلافہ بغداد بھیجی کہ مجھے امان دی جائے اور مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے مجھے دے دیا جائے۔ میں تین لاکھ دینار زر مبادلہ ادا کرنے کو تیار ہوں۔ خلیفہ قاہرہ اور مولس نے درخواست منظور کر لی۔ امان نامہ لکھ بھیجا اور ساتھ ہی اس کے صوبجات کو فہد ماسبدان اور مہر جالہذق کی سند حکومت بھی مرحمت فرمائی۔ ہارون نے امان نامہ اور سند حکومت پانے کے بعد بغداد کا راستہ لیا اور عبدالواحد بن مقتدر مرغ بقیہ ہمراہیوں کے واسطہ سے سوس اور بازار ابواز کی طرف آیا۔ شاہی عمال کو نکال باہر کر کے خراج وصول کر لیا اور ابواز میں قیام کر دیا۔

عبدالواحد بن مقتدر سے حسن سلوک : دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تو مولس نے ایک لشکر جرار کے ساتھ بلین کو روانہ کیا۔ اس لشکر کی روانگی کی تحریک ابو عبد اللہ بریدی نے کی تھی اور جو اس نے پچاس ہزار دینار سند گورنری ابواز کے حاصل کرنے میں پیش کش کی تھی۔ وہی اس لشکر کے مصارف میں کام آئے۔ وہ خود بھی اس مہم میں بلین کے ہمرکاب تھا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا یہ لشکر واسطہ پہنچا اور پھر واسطہ سے سوس کی جانب روانہ ہوا۔ عبدالواحد اس نقل و حرکت سے مطلع ہو کر رخ اپنے ہمراہیوں کے ابواز سے تشر چلا آیا تشر پہنچنے پر اس کے تمام سپہ سالاروں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور بلین سے امان کی درخواست کی مگر ابن یاقوت ^{مطلع} اور سرور خادم نے عبدالواحد کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اس علیحدگی کا باعث محمد بن یاقوت تھا۔ اس نے تن تجا تمام مال پر قبضہ کر رکھا تھا۔ کوئی شخص بلا اجازت اس کے ایک جہہ لینے کا مختار نہ تھا اس وجہ سے اور سپہ سالاروں کو حسد پیدا ہوا اور انہوں نے علیحدہ ہو کر اپنے لئے اور نیز ابن مقتدر کے لئے امان حاصل کر لی اور بلین کے پاس چلے آئے۔ اس کے بعد محمد بن یاقوت نے بھی امان کی درخواست کی۔ خلیفہ قاہرہ اور مولس کی ذمہ داری پر امان دی گئی۔ سب کے سب بغداد چلے آئے۔ خلیفہ قاہرہ عزت و احترام سے پیش آیا اور عبدالواحد کا مال و اسباب جو ضبط کر لیا تھا۔ واپس کر دیا اور جو اس کی ماں سے بطور جرمانہ وصول کیا تھا۔ وہ بھی واپس کر دیا۔ ان واقعات کے بعد ابو عبد اللہ بریدی صوبہ فارس پر قابض و متصرف ہو گیا اور اس کے اعزہ و اقارب پھر اسی صوبہ کی حکومت کرنے لگے۔

عیسیٰ بن طبیب کی گرفتاری : جس وقت محمد بن یاقوت ابواز سے واپس آیا۔ خلیفہ قاہرہ نے اس کو اپنی مصاحبت کا اعزاز عنایت فرمایا۔ چونکہ مابین محمد اور وزیر السلطنت علی بن مقلہ ناچاقی تھی۔ یہ امر اس کو ناگوار گزرا۔ مولس کو یہ پٹی دی کہ محمد بن یاقوت اور خلیفہ قاہرہ تمہاری مخالفت پر متفق ہو رہے ہیں اور عیسیٰ بن طبیب اس معاملہ کا راز دار ہے۔ مولس نے علی بن بلین کو حکم دیا کہ عیسیٰ بن طبیب کو بلا لاؤ۔ عیسیٰ بن طبیب اس وقت خلیفہ قاہرہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ علی بن بلین نے عیسیٰ کو گرفتار کر کے مولس کے رو بردار کر پیش کر دیا۔

خلیفہ قاہرہ کی نگرانی : مولس نے عیسیٰ کو موصل بھیج دیا۔ بعد ازاں علی بن بلین نے خلیفہ قاہرہ کی نگرانی پر احمد بن زبیر کو مقرر کیا۔ خلسرائے خلافت میں آنے جانے والوں کی تلاشی لی جانے لگی۔ یہاں تک کہ عورتیں برقعہ پوش جو قصر خلافت میں آمد و رفت رکھتی تھیں۔ اس خیال سے کہ کوئی خط و رقعہ خلیفہ قاہرہ تک نہ پہنچا دیں ان کے چہروں اور سرور سے بھی چادریں اتار لی

جاتی تھیں۔ برتن بھی کھول کر دیکھ لئے جاتے تھے۔ قیدیوں کو دار الخلافہ سے علی بن بلیق نے اپنے مکان میں منتقل کر لیا۔ جن میں مقتدر کی ماں بھی تھی۔ علی نے اس کی بڑی عزت کی اپنی ماں کے پاس ٹھہرایا۔ تا آنکہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۱ھ میں اس نے وفات پائی۔

خلیفہ قاہرہ کی حکمت عملی تھوڑے دنوں بعد خلیفہ قاہرہ کو اس امر کا احساس ہوا کہ یہ ساری کارروائیاں مونس اور ابن مقلہ کی ہیں۔ خشونت اور تند مزاجی سے کچھ کام نہ چلے گا۔ تدبیر اور حکمت عملیوں سے کام لینا چاہئے۔ طریف سبکری اور بشری مونس کے خادم تھے مگر اس وجہ سے کہ اس نے بلیق اور اس کے بیٹے کو عہدہ ہائے جلیلہ دے رکھے تھے۔ اس نے کبیدہ خاطر ہو گئے تھے اسی زمانہ میں لشکر ساجیہ موصل سے آیا ہوا تھا۔ مونس نے حسب اقرار ان کو انعامات مرحمت کئے۔ جس سے ساجیہ کو بھی ناراضگی پیدا ہو گئی۔ خلیفہ قاہرہ نے ان لوگوں کو بلایا۔ مونس اور بلیق کی طرف سے دم پٹی دے کر خوب برا بھانتہ کر دیا اور ابن جعفر محمد بن قاسم بن عبد اللہ کو جو وزیر السلطنت ابن مقلہ کا خاص مشیر اور معتد علیہ تھا۔ یہ فقرہ دیا کہ میں تم کو عہدہ وزارت سے سرفراز کروں گا تم ابن مقلہ کے حالات اور خیالات سے مجھے مطلع کیا کرو۔

خلیفہ قاہرہ کے خلاف سازش اتفاق یہ کہ ابن مقلہ کو ان امور کا احساس ہو گیا۔ اس نے مونس اور بلیق سے اس کا تذکرہ کیا۔ ان سب نے مجتمع ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ قاہرہ کو مست خلافت سے اتار دینا چاہئے۔ بعد ازاں بلیق اور اس کے بیٹے علی اور ابن مقلہ وزیر السلطنت اور حسن بن ہارون نے مشورہ کر کے ابو احمد بن ملکی کی خلافت کی بیعت کر لی اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور خلیفہ قاہرہ کی مخالفت کی قسمیں کھائیں۔ پھر اس جلسہ سے انھیں مونس کے پاس گئے اور اس کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ مونس نے کہا ذرا صبر کرو۔ خلیفہ قاہرہ سے بظاہر مخالفت نہ کرو۔ جب تک کہ یہ معلوم نہ کر لو کہ سپہ سالاران لشکر اور فوج ساجیہ اور حجر یہ میں سے کس کس نے خلیفہ قاہرہ سے سازش کر لی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس رائے پر عمل نہ کیا اور خلیفہ قاہرہ کی معزولی میں عجلت کی، مجبور ہو کر مونس نے اجازت دے دی اور یہ مشورہ دیا کہ تم لوگ یہ مشہور کر دو کہ ابو طاہر قمر مٹی کوفہ میں آ گیا ہے۔ علی بن بلیق اس کی روک تھام کو کہ وہ بغداد نہ آ جائے۔ کوفہ جانے والا ہے۔ اسی حیلہ سے بغرض حصول اجازت اور رخصت ہونے کو علی بن بلیق قصر خلافت میں جائے اور خلیفہ قاہرہ کو گرفتار کر لے۔

سازش کا انکشاف ابن مقلہ نے حالات متذکرہ بالا پر مبنی ایک عرضداشت خلیفہ قاہرہ کی خدمت میں بھیجی۔ اتفاق سے جب اس عرضداشت کا جواب دربار خلافت سے آیا۔ اس وقت ابن مقلہ سو رہا تھا۔ بیدار ہو کر دوسری عرضداشت اسی مضمون کی روانہ کی۔ خلیفہ قاہرہ کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ اس اثناء میں طریف سبکری و مونس کا غلام عورتوں کے لباس میں حاضر ہوئے دست بوسی کے بعد ابن مقلہ اور حسن بن ہارون وغیرہ کی سازش احمد بن ملکی کی بیعت خلافت اور ابن بلیق کا رخصتی کے چہانے سے حاضر ہو کر خلافت مآب کو گرفتار کر لینے کے حالات گوش گزار کئے۔ خلیفہ قاہرہ ان واقعات کو سن کے متنبہ اور ہوشیار ہو گیا۔ اسی وقت فوج ساجیہ کو طلب کر کے قصر خلافت کی دہلیز چٹپوں اور راستوں میں چھپا دیا۔

علی بن بلیق کا فرار اور گرفتاری بعد عصر علی بن بلیق اپنے چند مصاحبین کو لئے ہوئے قصر خلافت کے دروازہ پر حاضر

۱۔ ساجیہ شاہی فوجوں میں سے ایک فوج کا نام تھا۔ جیسا کہ امتیاز کی غرض سے ہر فوج کا نام رکھ لیا جاتا ہے۔ از خطبہ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۳۹۳۔

ہوا۔ حاضری کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ قاہر نے اجازت نہ دی۔ شراب پئے ہوئے تھے۔ بگڑ گیا۔ طیش میں آ کر سخت و ست کہنے لگا۔ خلیفہ قاہر نے فوج ساجیہ کو اشارہ کر دیا۔ جو شمشیر بکف نکل پڑی۔ گالیاں دیتی ہوئی آگے بڑھی۔ مصاحمین یہ رنگ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ علی بن بلین تنہا ایک چھوٹی سی کشتی میں بیٹھ کر دجلہ کو ساحل غربی کی جانب عبور کر گیا۔ وزیر ابن مقلہ اور حسن بن ہارون یہ خبر پا کر روپوش ہو گئے۔ طریف سکری سوار ہو کر قصر خلافت کی طرف آیا۔ بلین کو اس واقعہ کی خبر لگی۔ اپنے بیٹے کے قصر خلافت جانے اور ساجیہ کے گالیاں دینے سے مکر گیا۔ اور یہ کہتا ہوا کہ اگر درحقیقت ساجیہ نے ایسی گستاخی کی ہے تو میں ان کو وہ سزا دوں گا جس کے وہ مستحق ہیں۔ قصر خلافت کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ مونس کے چند سپہ سالار بھی تھے۔ خلیفہ قاہر کو بلین کی حاضری کی اطلاع کی گئی۔ حاضری کی اجازت نہ دی۔ بلکہ گرفتار کر لینے اور قید کر دینے کا اشارہ کر دیا۔ احمد بن زریک افسر پولیس کو بھی اس کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ لشکریوں کو یہ امر ناگوار گزرا۔ وہ شور و غل مچاتے ہوئے قصر خلافت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ قاہر نے ان سب کو سمجھا بچھا کر اور یہ وعدہ کر کے کہ ان قیدیوں کو چشم نمائی کے بعد میں انہیں رہا کر دوں گا راضی کر دیا۔ لشکریوں کا مجمع منتشر ہو گیا۔

مونس کی معزولی و گرفتاری بعد ازاں خلیفہ قاہر نے مونس کو مشورہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا مونس نے حاضری سے انکار کر دیا۔ تب اس کو معزول کر کے بجائے اس کے طریف سکری کو مامور فرمایا اور خاتم خلافت عنایت کر کے ارشاد کیا ”میں نے اپنے بیٹے عبدالصمد کو وہ اختیار مرحمت کئے جو خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے محمد کو دیئے تھے اور تم کو میں نے اس کی نیابت عطا کر شاہی کی افسری، امراء و اراکین دولت کی سرداری دی اور خزانوں کی نگرانی سپرد کی۔ جو اختیارات مونس کو حاصل تھے وہ سب میں نے تم کو مرحمت فرمائے تمہارا فرض یہ ہے کہ اس نمک حرام احسان فراموش مونس کو بلا لاؤ۔ ورنہ جب تک وہ اپنے مکان میں موجود رہے گا۔ اس وقت تک مفدہ پردازوں اور بد اطواروں کا وہاں جھگھٹا رہے گا اور طرح طرح کے فسادات اٹھتے رہیں گے۔“ طریف قصر خلافت سے نکل کر مونس کے مکان پر گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ قاہر نے تم کو اور تمہارے ہمراہیوں کو انان دی ہے تمہارے لئے مناسب یہ ہے کہ قصر خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کرو۔ ورنہ اس خانہ نشینی اور مخالفت کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ مبادا خلیفہ قاہر کو کوئی خیال پیدا ہو جائے اور بالفضل وہ تم کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچا سکتا ہے۔ مونس سوار ہو کر قصر خلافت میں داخل ہوا۔ خلیفہ قاہر نے قبل اس کے وہ رو برو آئے گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دے دیا۔ طریف کو اس سے ایک گونہ ندامت ہوئی۔

ابو جعفر محمد کا وزارت پر تقرر۔ مونس کی گرفتاری کے بعد خلیفہ قاہر نے قلعہ ان وزارت ابو جعفر محمد بن قاسم بن عبید اللہ کے سپرد کیا اور مونس بلین علی بن بلین ابن مقلہ وزیر السلطنت ابن زریک اور ابن ہارون کے مکانات کی نگرانی کا حکم صادر فرمایا۔ جس قدر مال و اسباب اور سامان ان کے مکانات میں تھا۔ ضبط کر لیا۔ ابن مقلہ کا مکان جلا کر خاک کر دیا گیا۔ محمد بن یاقوت دربار خلافت میں حاضر ہو کر عہدہ حجابت انجام دینے لگا۔ طریف اور فوج ساجیہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ محمد بن یاقوت اس امر کا احساس کر کے روپوش ہو گیا۔ اور موقع پا کر اپنے باپ کے پاس فارغ چلا گیا۔ خلیفہ قاہر نے اس حرکت پر محمد بن یاقوت کو عتاب آمیز خط تحریر فرمایا اور صوبہ ہوازی کی گورنری عنایت کی۔

سبکری اور مولس کی رنجش کا سبب: طریف سبکری کے مولس اور بلیق سے منحرف اور کشیدہ ہو جانے کا یہ سبب ہوا کہ مولس نے بلیق اور اس کے بیٹے علی کا رتبہ و منزلت طریف سبکری سے زیادہ بڑھا دیا تھا۔ حالانکہ یہ دونوں طریف کے خادم اور ماتحت تھے۔ یہ دونوں مولس کی قدر افزائی سے ایسے اترائے کہ طریف کا پاس ادب تک چھوڑ دیا تھا اور نہ بت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ بلیق نے طریف کو اکثر صوبجات کی حکومت سے معزول کر دیا تھا۔ بالآخر رفع عداوت کے خیال سے بلیق نے طریف کو مصر کی گورنری پر مامور کرنے کا قصد کیا۔ چنانچہ وزیر السلطنت ابن مقلہ سے طریف کی بھی سفارش کی۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے منظور فرمائی علی بن بلیق کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے طریف کو گورنری مصر پر بھیجنے سے روک کر اپنی درخواست پیش کر دی اور سند حکومت حاصل کر کے اپنے نائب کو وہاں بھیج دیا۔ طریف کو اس سے سخت رنجیدگی پیدا ہوئی اور وہ اسی روز سے موقع و محل کا انتظار شدت کے ساتھ کرنے لگا۔

مولس اور فوج ساجیہ کی کشیدگی کی وجہ: فوج ساجیہ کی کشیدگی اور خلیفہ مقتدر کی طرف مائل ہونے کی یہ وجہ ہوئی کہ یہ فوج مولس کے ساتھ موصل میں تھی۔ خلیفہ مقتدر کے قتل ہونے کے وقت بھی اس کی معین و مددگار تھی۔ مولس اس سے ہمیشہ ترقی اور انعام کے وعدے کرتا آیا تھا۔ تا آنکہ خلیفہ قاہرہ مسند خلافت پر متمکن ہوا اور مولس کو امور سلطنت کے سفید و سیاہ کرنے کے اختیارات حاصل ہو گئے مگر اس کی فوج کے حقوق پر مولس کی نظر نہ پڑی۔

ساجیہ فوج کا سردار صندل: فوج ساجیہ کے سرداروں میں ایک شخص صندل نامی تھا۔ اس کا ایک خادم موتمن تھا۔ صندل نے اس کو فروخت کر دیا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ خلیفہ قاہرہ تک قبل خلافت پہنچ گیا۔ چنانچہ جس وقت خلیفہ قاہرہ مسند خلافت پر متمکن ہوا موتمن کو کل خادیاں قصر خلافت کی سرداری عتایت کی۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ قاہرہ نمک حرام اراکین دولت مولس اور بلیق کی سازشوں میں گرفتار ہوا۔ وہ ڈوبتے ہوئے کی طرح ہر چیز پر ہاتھ مارتا تھا کہ شاید اسی کے ذریعہ سے نجات مل جائے۔ مگر کچھ بن نہ پڑی تھی ایک روز موتمن کو طلب کر کے کہا تم صندل کے پاس جاؤ جس نے تم کو فروخت کیا تھا۔ وہ فوج ساجیہ کا ایک سردار ہے۔ اور اس سے میری شکایت کرو اگر وہ میری شکایت کا جواب دے تو اس سے بلیق اور علی بن بلیق کی سازشوں اور بد معاملگی اور میری مجبوری کا حال بیان کر دینا اور اگر اس کے خلاف دیکھنا تو خاموش رہنا۔ موتمن رخصت ہو کر صندل کے پاس آیا اور جس طرح خلیفہ قاہرہ نے تلقین کی تھی۔ لفظ بلفظ ادا کیا۔ صندل نے جواب دیا کہ ”امیر المؤمنین نام کے خلیفہ ہیں وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کر سکتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان ہی سازشوں سے جو ان دنوں اراکین دولت کے بدولت ہو رہی ہیں۔ نجات دے دی تو ہم تم کو اور ہر شخص اپنے حق کو پہنچ سکتا ہے۔ موتمن یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ لوٹ کر خلیفہ قاہرہ کی خدمت میں آیا خلیفہ قاہرہ نے کل حالات سن کر تھوڑے سے تحائف موتمن کی معرفت صندل کی بیوی کے پاس روانہ کئے اور یہ سمجھا دیا کہ تم میرے محاسن اخلاق اور سخاوت کو بیان کر کے یہ ظاہر کرنا کہ آج خلیفہ نے اپنے خدام کو بہت سی چیزیں عطا کیں۔ ان میں سے یہ بھی ہیں۔ یہ میں اپنی طرف سے آپ کو بطور تحفہ دیتا ہوں۔ اگر تم خلیفہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرو تو خدا جانے کیا سے کیا ہو جاؤ۔ صندل کی بیوی مولس کی ترغیب سے قصر خلافت میں حاضر ہوئی۔ خلیفہ قاہرہ نے بالمشافہ اس سے جو کہنا تھا کہا اور اس کے ذریعہ سے صندل کے پاس اپنے قلم خاص سے ایک رقعہ لکھ کر روانہ کیا جس میں صندل اور اس کے ہمراہیوں کو جاگیرات، انعامات اور صلے دینے کا وعدہ تھا۔ صندل نے وہ رقعہ دیکھ کر سپہ سالار ان فوج ساجیہ سے سیما کو اپنا ہر

راز بنایا۔ پھر دونوں نے با اتفاق رائے طریف سکری کو اس راز سے آگاہ کیا۔ کیونکہ ان لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ مولیس سے کشیدگی ہے اور یہ موقع محل کا منظر ہے۔

خلیفہ قاہر اور طریف کے مابین معاہدہ: طریف نے اس شرط سے ان لوگوں کی ہم آہنگی منظور کی کہ مولیس بلیق اور ابن بلیق کو کوئی صدمہ نہ جانی نہ پہنچے پائے اور مولیس کے مرتبہ اور منزلت میں کوئی فرق نہ پڑے۔ سب نے قسمیں کھائیں بعد ازاں طریف نے یہ استدعا کی کہ خلیفہ قاہر کا خط بقلم خاص اس مضمون کا آئے تو میں بسر و چشم اس مصیبت و بلا کے ٹالنے کو موجود ہوں۔ ان لوگوں نے خلیفہ قاہر کے پاس یہی پیام بھیج دیا۔ خلیفہ قاہر نے اپنے قلم سے پہلے ان شرائط کو تحریر کیا جس کا وہ خواہاں تھا۔ اس کے بعد اپنی طرف سے اس قدر اور بڑھا دیا کہ ہمیں ہمیشہ نماز پڑھایا کروں گا۔ جمعہ اور جماعت میں حاضر ہوں گا۔ حج اور جہاد کرنے کو جاؤں گا۔ دادخواہی کے لئے میں خود مجلس عدل میں جا کر بیٹھوں گا۔

خلیفہ قاہر کی گرفتاری کا منصوبہ: فوج ساجیہ کے ملالینے کے بعد طریف نے محافظین مجلس سرائے خلافت کو بھی اپنا ہم صفر بنالیا۔ ابن بلیق نے ان لوگوں کو محل سرائے خلافت کے مکانات سے نکلوا کر اپنے خادموں کو ان میں بٹھرا دیا۔ اس وجہ سے محافظین محل سرائے خلافت کو ابن بلیق سے کشیدگی پیدا ہو گئی طریف نے دم پٹی دے کر ان لوگوں کو بھی خلیفہ قاہر کا ہوا خواہ بنا دیا۔ اتفاق یہ کہ ابن مقلہ اور ابن بلیق کو اس کی خبر پہنچ گئی۔ سردار ان فوج ساجیہ اور محافظین محل سرائے خلافت کو گرفتار کر لینے کا قصد کیا۔ مگر خوف فتنہ و فساد اس فعل سے باز رہے پھر یہ رائے قائم کی کہ کسی حیلہ سے خلیفہ قاہر کے پاس پہنچ کر گرفتار کر لینا چاہئے اور چونکہ خلیفہ قاہر نے اس خطرہ کو پہلے ہی سے پیش نظر کر رکھا تھا۔ پیاری کے بہانہ سے باہر نہ آتا تھا اور نہ کوئی شخص اس کی خدمت میں جاسکتا تھا۔ اس وجہ سے ابن مقلہ اور ابن بلیق کو اس ارادے میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ صلاح و مشورہ کر کے قرامطہ کے آنے کی خبر اڑادی جیسا کہ ابھی ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

عام معافی کا اعلان: الغرض مولیس کی گرفتاری کے بعد عہدہ حجابت پر سلامت طولونی کو مامور کیا گیا۔ کوتوالی پر احمد بن خاقان عہدہ وزارت پر بجائے ابن مقلہ کے ابو جعفر بن محمد قاسم بن عبید اللہ۔ نظم و نسق سے فارغ ہو کر خلیفہ قاہر نے تمام شہر میں یہ منادی کرادی کہ جو لوگ روپوش ہیں حاضر ہو جائیں۔ ان کو امان دی جاتی ہے۔ ان کا مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے واپس کر دیا جائے گا۔ اور جو شخص حاضر نہ ہوگا ان کا مکان منہدم کر دیا جائے گا۔ اور مال و اسباب ضبط کر لیا جائے گا۔ اس کے بعد ابو احمد بن ملکشی کی جستجو شروع ہوئی۔ بڑی کوشش اور تلاش سے وہ ہاتھ آیا۔ خلیفہ قاہر نے اشارہ کر دیا۔ اسے دیوار میں چھن دیا گیا اور وہ مر گیا۔ پھر علی بن بلیق کو گرفتار کر کے پیش کیا گیا اس کو بھی سزائے قتل دی گئی۔

بلیق و مولیس کا قتل: شعبان ۳۲۱ھ میں لشکریوں میں پھر شورش پیدا ہوئی۔ مولیس کے ہمراہی بھی اس فتنہ و فساد میں شریک تھے۔ شور و غوغا مچاتے ہوئے مجلس سرائے خلافت کے قریب پہنچے۔ وزیر السلطنت ابو جعفر کے ”روشن محل“ کو آگ لگا دی۔ مولیس کو رہا کر دو چلا تے ہوئے قصر خلافت کی طرف بڑھے۔ خلیفہ قاہر لشکریوں کے شور و غل کو سن کر اس مکان کی جانب گیا جہاں پر کہ بلیق قید تھا۔ خادموں کو اشارہ کر دیا۔ بلیق کی گردن اتار لی گئی اور اس کا سر لئے ہوئے مولیس کے پاس آیا۔ مولیس دیکھ کر گھبرا گیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر بلیق کے قاتل پر لعن طعن کرنے لگا۔ خلیفہ قاہر کے حکم پر اس کا بھی سر اتار لیا

گیا۔ بعد ازاں دونوں سروں کو نیزے پر رکھ کر تشہیر کرا کر خزانہ میں رکھ دیا۔ لشکری اور ہمارا یہاں موٹس اس خوفناک منظر کو دیکھ کر قہر گئے۔ کسی تحریک کے بغیر سب کے سب منتشر ہو گئے۔

ابو جعفر کی معزولی: بعض لوگوں کو بیان ہے کہ علی بن بلیق اپنے باپ بلیق اور موٹس کے بعد مارا گیا۔ کیونکہ یہ روپوش تھا۔ بلیق اور موٹس کے قتل کے بعد اس کی بھی حکم غلیفہ گرفتاری ہوئی تھی۔

ابو یعقوب اسحاق بن اسماعیل نوختی بھی اس فتنہ و فساد میں مشتبہ ہو گیا تھا۔ خلیفہ قاہر نے اس کو وزیر السلطنت ابو جعفر کے پاس سے گرفتار کرا کے جیل میں ڈال دیا۔ اراکین سلطنت اور سردارن لشکر کو خلیفہ قاہر کی اس تند مزاجی سے سخت اندیشہ پیدا ہوا۔ ساجیہ اور محافظین محکمہ خلافت بھی اس معاملہ میں اپنے دخل و معقولات کرنے سے خائف اور نامد ہوتے۔ ابو یعقوب کے بعد وزیر السلطنت ابو جعفر کی گرفتاری کی باری آئی۔ تین ماہ پندرہ یوم وزارت کرنے کے بعد اسے گرفتار کیا گیا۔ اس کی اولاد اس کا بھائی اور عبید اللہ اور اس کے خدام بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیے گئے۔ ابو جعفر قید ہونے کے اٹھارہویں روز بعد مر گیا۔

ابو العباس احمد کا عہدہ وزارت پر تقرر: بجائے اس کے ابو العباس احمد بن سلیمان حصینی کو قلعہ ان وزارت سپرد کیا گیا۔ وزیر السلطنت ابو جعفر کے قید ہونے کے بعد طریف ایک با اثر شخص باقی رہ گیا تھا۔ جس کا اقتدار خلیفہ قاہر کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح سے ٹھکٹا تھا۔ فوج اور ملک کو اس کا پاس و لحاظ تھا۔ ایک روز خلیفہ قاہر نے اس کو اپنے دربار خاص میں بلا بھیجا۔ اس نے حاضر ہو کر دست بوسی کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ خدام نے گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا۔ تا آنکہ خلیفہ قاہر کو معزول کیا گیا۔

آل بویہ کی حکومت کا آغاز: بنی بویہ کا مورث اعلیٰ ابو شجاع ابو یہ نامی ایک شخص سرداران دہلیم میں سے تھا۔ اس کے تین لڑکے تھے۔ عماد الدولہ ابو الحسن علی، رکن الدولہ ابو علی حسن، معز الدولہ ابو اسحاق احمد، ابن ماکولانے اس کو ساسانیہ میں بہرام گور بن یزدجرد کی طرف نساب منسوب کیا گیا ہے اور ابن مسکور یہ نے یزدجرد شہر یار کی جانب مگر یہ نسب بے بنیاد ہے۔ کیونکہ ریاست و سردازی کسی قوم پر سوائے ان کے شہر والوں کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوا کرتی۔ جیسا کہ ہم مقدمہ الکتاب میں بیان کر آئے ہیں۔

بنی بویہ کا خروج: بہر کیف جس وقت دہلیم نے اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اطروش ان کے زور بازو کی وجہ سے طبرستان اور جرجان پر قابض و متصرف ہوا ان کے نامور سپہ سالاروں میں سے ماکان بن کابی، یلیٰ بن نعمان، اسفار بن شیرویہ اور مراد اوتخ بن زیاد تھا۔ یہ لوگ بڑے بڑے نواب اور والی ملک تھے۔ ان لوگوں نے پہلے صوبہ طبرستان کو دبا لیا بعد ازاں زمانہ تنزیل دولت عباسیہ میں ملک گیری کے خیال سے بلاد اسلامیہ کے اطراف و جوانب کی جانب نکل پڑے۔ انہیں خروج کرنے والوں کے ساتھ بنی بویہ نے بھی خروج کر دیا۔ جو ماکان بن کابی کے فوج کے سرداروں میں سے تھا۔ پھر جب بعد قتل اسفار بن شیرویہ مابین مراد اوتخ اور ماکان بن کابی اختلاف وقت شروع ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

بنی بویہ اور مراد اوتخ: اور مراد اوتخ نے طبرستان و جرجان کو ماکان کے قبضہ سے نکال لیا تو بنی بویہ ماکان سے یہ کہہ کر کہ مراد اوتخ کے پاس چلے آئے چونکہ ہم لوگوں کا خرچ زیادہ ہے اہل و عیال ہمارے کثرت سے ہیں اور آپ اس بار گراں کے

متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس وجہ سے بہ نظر تخفیف تصدیق ہم لوگ مراد اوتج کے پاس چلے جاتے ہیں جس وقت آپ کا انتظام درست اور کاروبار سلطنت چمکتا ہو جائے گا۔ آپ کے پاس چلے آئیں گے۔ مراد اوتج نے بنی یوہ کو اعزاز و احترام سے بٹھرایا۔ خلعتیں دیں۔ اس کے بعد ماکان کے سپہ سالاروں میں سے ایک گروہ نے مراد اوتج سے امان کی درخواست کی۔ مراد اوتج نے قبول کر لی اور ہر ایک سپہ سالار کو اطراف جبل میں ایک سمت کی حکومت عنایت کی۔ چنانچہ عماد الدولہ کو کرخ کی زمام حکومت سپرد کی گئی۔ یہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا۔

آل یوہ کی رے کو روانگی۔ غرض تمام بنی یوہ مراد اوتج سے رخصت ہو کر رے کی جانب روانہ ہوئے۔ ان دنوں رے کی حکومت پر دشمگیر بن زیاد برادر مراد اوتج تھا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر حسین بن محمد ملقب بہ عمید بھی تھا۔ عمید الدولہ نے رے میں پہنچ کر عمید سے ملاقات کی۔ کچھ اسباب اور خیر بطور تہنہ پیش کیا۔ مراد اوتج کو اس کی خبر لگ گئی فوراً سمجھ گیا کہ ماکان کے ان پناہ گزین سرداروں کو سرداری و حکومت دینے میں میں نے غلطی کی یہ لوگ چلتے پڑے ہیں جو کچھ نہ کر گزریں وہ کم ہے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بھائی دشمگیر کو ان لوگوں کی گرفتاری کے لئے لکھ بھیجا۔ اس خط کے پہنچنے سے پیشتر عماد الدولہ کرخ کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور لوگ تو گرفتار کر لئے گئے یہ باقی رہ گیا۔ دشمگیر نے اس کے واپس لانے کی فکر کی۔ آدمیوں کو روانہ کرنے کا قصد کیا مگر پھر خوف فتنہ و فساد خاموش ہو رہا۔

عماد الدولہ کا کرخ پر قبضہ۔ عماد الدولہ نے کرخ میں پہنچ کر زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اشتغال و استحکام سے حکمرانی کرنے لگا۔ خرمیہ کے دو چار قلعے بھی فتح کئے مال کثیر ہاتھ آیا۔ سب کا سب لشکریوں کو دے دیا۔ جس سے لشکریوں کو اس سے محبت ہو گئی۔ عوام الناس کے قلوب عدل و انصاف اور داد و دہش سے اس کی جانب مائل ہو گئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا جاہ و جلال اور رعب داب بڑھ گیا۔ اس زمانہ میں مراد اوتج طبرستان میں مقیم تھا۔ طبرستان سے رے واپس آیا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو جو رے میں نظر بند تھے رہا کر کے کرخ بھیج دیا عماد الدولہ نے ان سپہ سالاروں کو بہت بڑی عزت کی اور اخلاق و محبت سے پیش آیا۔ انہیں مال و اسباب سے مالا مال کیا گیا۔ ان سے ان لوگوں کو عماد الدولہ کی جانب طبعی میلان ہو گیا۔ مراد اوتج نے یہ خبر پا کر ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ عماد الدولہ نے واپس بھیجنے سے انکار کر دیا۔ مراد اوتج کو اس خود کردہ فعل پر سخت مذمت ہوئی اس اثناء میں شیرزاد نامی دیلم کے ایک سپہ سالار نے عماد الدولہ سے امان حاصل کر لی۔

اصفہان پر قبضہ۔ عماد الدولہ کی قوت اس کے مل جانے سے بڑھ گئی اور اس نے سامان جنگ درست کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں اصفہان میں مظفر بن یاقوت حکومت کر رہا تھا۔ دس ہزار فوج اس کے قبضہ میں تھی اور محکمہ خراج کا انچارج ابوعلی بن رستم تھا۔ عماد الدولہ سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ دار الخلافہ بغداد میں جا کر معذرت کر لو اور امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو۔ میں تمہارے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرنے کو تیار ہوں۔ مظفر اور ابوعلی نے اس امر کو منظور نہ کیا۔ اتفاق یہ کہ انہیں ایام میں ابوعلی مر گیا۔ جو علفہ قاہر کی اطاعت کو نہایت مکروہ سمجھتا تھا۔ مظفر نے اصفہان سے تین کوس باہر آ کر مورچہ قائم کیا۔ اس کے لشکر میں چھ سو دیلمی اور اہل جبل تھے۔ ان لوگوں نے عماد الدولہ کے حالات سن کر عماد الدولہ سے امان حاصل کر لی۔ بعد ازاں لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ عماد الدولہ کے رکاب میں صرف نو سو سوار تھے اور مظفر تقریباً دس ہزار فوج کے ساتھ میدان جنگ میں آیا تھا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں وہ شکست کھا کر بھاگا۔ عماد الدولہ نے اصفہان میں داخل ہو کر اپنی کامیابی

کا پھر یہ اڑا دیا۔

جر جان پر قبضہ: اس واقعہ سے جس قدر خلیفہ قاہرہ کو سرت ہوئی اور اس سے بدرجہا زیادہ مراد اوتج کو صدمہ پہنچا اور یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ہمارے مقبوضات ہمارے ہاتھ سے جاتے رہیں۔ براہ تملق و چالوسی عماد الدولہ کو لکھ بھیجا ”تم میرے ہی ساختہ پرداخت ہو میری اطاعت قبول کرو۔ میں تمہاری فوج و لشکر سے مدد کروں گا۔“ اور قتل قاصد روانہ کر کے اپنے بھائی دشمن کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ عماد الدولہ پر بحالت غفلت شب خون مارنے کو روانہ کیا۔ جاسوسوں نے عماد الدولہ کو اس کی خبر کر دی۔ اصفہان چھوڑ کر جر جان کا رخ کیا۔ ابوبکر بن یاقوت والی جر جان عماد الدولہ کی آمد سے مطلع ہو کر بلا جہد و قتال جر جان چھوڑ کر امر مزہاگ گیا۔ عماد الدولہ نے جر جان پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۳۲۱ھ کا ہے۔

عماد الدولہ اور ابن یاقوت کی جنگ: اس کے بعد ہی دشمنی برادر مراد اوتج و اصفہان ہوا۔ اور بلا مزاحمت و محاصرت قابض و متصرف ہو گیا۔ مگر خلیفہ قاہرہ کی تحریک پر مراد اوتج نے اصفہان کو محمد بن یاقوت کے حوالہ کر دیا۔ بعد قبضہ جر جان عماد الدولہ کے پاس ابوطالب زید بن علی نو بند جان کے خطوط آنے شروع ہوئے ہر خط میں یہی لکھتا تھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ۔ ابن یاقوت سے غافل رہنا خلاف عقل ہے۔ وہ تمہاری فکر میں ہے عماد الدولہ یہ خیال کر کے کہ مبادا ابن یاقوت اور اس کے بیٹے کے محاصرہ میں آجائے۔ ابوطالب کے مشورہ پر کار بند نہ ہوا۔ تب ابوطالب نے یہ سمجھنا شروع کیا کہ مراد اوتج اور ابن یاقوت میں مصالحت کی گفتگو ہو رہی ہے۔ اگر ان دونوں میں مصالحت ہو گئی تو تمہاری خیر نہیں ہے اور نہ تم میں ان دونوں کے مقابلہ کی قوت ہے۔ عماد الدولہ بار بار اس مضمون کے لکھنے سے متاثر ہو گیا۔ ماہ ربیع الثانی ۳۲۱ھ میں جر جان چھوڑ کر نو بند جان کا راستہ لیا۔ اثناء راہ میں ابن یاقوت کے مقدمہ الجیش سے ٹکھٹھو گئی۔ عماد الدولہ نے پہلے ہی حملہ میں شکست فاش دے دی۔ ابن یاقوت نے بقیہ لشکر کو فراہم اور مرتب کر کے چڑھائی کر دی عماد الدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ حسن کو کارزون وغیرہ مضائقہ فارس کی طرف خراج وصول کرنے کو روانہ کیا۔ ابن یاقوت نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک لشکر کارزون کی طرف بھیج دیا۔ رکن الدولہ نے اس کو شکست دے دی اور خراج وصول کر کے اپنے بھائی کے پاس واپس چلا آیا۔

ابن یاقوت کی شکست: اس کے بعد عماد الدولہ اس خوف سے کہ مبادا مراد اوتج اور ابن یاقوت کے مابین موافقت نہ ہو جائے۔ نو بند جان سے اسطرح کی جانب روانہ ہوا۔ ابن یاقوت نے تعاقب کیا۔ کرمان کے راستہ میں ایک پل پر مقابلہ ہو گیا۔ فریقین میں لڑائی چھڑ گئی۔ عماد الدولہ کے چند سپہ سالاروں نے ابن یاقوت سے امان حاصل کر لی اور اس کے لشکر میں چلے گئے۔ ابن یاقوت نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ اس سے عماد الدولہ کے سرداروں کے کان کھڑے ہوئے سب نے مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ ابن یاقوت کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ عماد الدولہ نے تعاقب کیا اور اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۲ھ کا ہے۔ اس معرکہ میں معز والد الدولہ نے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ مردانگی اور جنگ آزمائی میں بہت بڑا حصہ لیا۔

عماد الدولہ کا بلاد فارس پر قبضہ: شکست کے بعد ابن یاقوت نے واسط میں جا کر دم لیا اور عماد الدولہ شیراز چلا گیا۔ اس پر اور کل بلاد فارس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ امان کی منادی کرادی۔ چاروں طرف سے امن و امان کا ڈنکا بج گیا۔

لشکریوں نے تنخواہیں طلب کیں۔ ادائیگی سے مجبور ہوا۔ اتفاق سے چند صندوق ہاتھ آئے جن کو ابن یاقوت چھوڑ گیا تھا اور بنی صفار کے ذخائر بھی مل گئے۔ جن میں پانچ لاکھ دینار سرخ تھے پھر کیا تھا کل خزانہ معمور ہو گیا۔ استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

ابن یاقوت کی اطاعت ابن یاقوت تازمانہ قتل مراد اوتخ اہواز میں مقیم رہا۔ اس کے ساتھ اس کا کاتب ابو عبد اللہ بریدی بھی تھا مراد اوتخ کے مارے جانے کے بعد ابن یاقوت نے ان بلاد پر قبضہ کر لیا۔ عماد الدولہ یہ خبر پا کر چڑھ دوڑا۔ رفتہ رفتہ مقام عسکر مکرم میں پہنچا اطراف جرجان میں عماد الدولہ اور ابن یاقوت سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ اس معرکہ میں بھی ابن یاقوت کو قسمت سے شکست نصیب ہوئی۔ ابو عبد اللہ بریدی کو پیام صلح دے کر عماد الدولہ کی خدمت میں بھیجا۔ عماد الدولہ نے منظور کر لیا اور اہواز کی حکومت پر اس کو مامور کر کے واپس آیا۔ ابن بریدی بھی اس کے ساتھ تھا اس کے بعد اہواز میں ابن یاقوت اور بلاد فارس میں عماد الدولہ حکومت کرنے لگے۔

عماد الدولہ کو سند حکومت کی منظوری ان واقعات کے بعد عماد الدولہ نے خلیفہ راضی کی خدمت میں بغرض حصول سند حکومت ایک درخواست روانہ کی۔ خلیفہ راضی خلیفہ قاہرہ کے بعد سند خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ اور ایک عرضداشت اس کے وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ کی خدمت میں بھیجی اور دس لاکھ درہم نذر کرنے کا وعدہ کیا۔ وزیر السلطنت نے منظور کر لی۔ سند حکومت مع خلعت اور لواہرہ روانہ کی۔ اس سے عماد الدولہ کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ مراد اوتخ کو یہ خبر سننے سے طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے۔ اس کا بھائی دشکیر بعد معز ولی خلیفہ قاہرہ اصفہان کی طرف واپس آیا تھا اور محمد بن یاقوت کو اصفہان سے بخارا لوٹا دیا تھا۔ اسی زمانہ میں مراد اوتخ بھی اصفہان آ پہنچا اور عماد الدولہ کو نیچا دکھانے کی تدبیر میں مصروف ہوا اور اپنے بھائی دشکیر کو صوبہ رے کسی غرض سے بھیج دیا۔

خلیفہ قاہرہ کی معز ولی خلیفہ قاہرہ نے مونس اور اس کے ہمراہیوں کے قتل کے بعد وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ اور حسن بن ہارون کی تلاش و جستجو اور گرفتاری کا حکم صادر فرمایا۔ یہ دونوں روپوش تھے اور درپردہ سپہ سالاران فوج ساجیہ اور محافظین مجلس اے خلافت سے خط و کتابت کر رہے تھے۔ کبھی ان کو خلیفہ قاہرہ کی تلون مزاحی کی دھمکی دیتے تھے کہ ایک نہ ایک روز تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو مونس اور اس کے ہمراہیوں کا ہوا ہے اور کبھی انعام و اکرام کا لالچ دلاتے اکثر اوقات شب کو ابن مقلہ سپہ سالاران ساجیہ کے پاس بھیس بدل کر آتا اور ان پر ظاہر کر جاتا کہ سیمہ کو ایک منجم یہ بتلا گیا ہے کہ خلیفہ قاہرہ کا ادبار اس کے ہاتھوں ہوگا اور یہی اس کو قتل اور اس کی حکومت درہم برہم کرے گا۔ غرض ابن مقلہ نے انہیں ذرائع سے سپہ سالاران ساجیہ کے خیالات بدل دیئے۔ سیمہ فوج ساجیہ کا افسر اعلیٰ تھا۔ سیمہ کے معبر (خواب کے تعبیر بیان کرنے والے) کو بہت سامان دے کر بلالیا اور اس کے ذریعہ سے سیمہ کو خلیفہ قاہرہ کی سطوت اور تلوان مزاحی سے ڈرانا شروع کیا۔ کہتے سنتے سیمہ کو خلیفہ قاہرہ سے نفرت اور رنجش پیدا ہو گئی۔ اس عرصہ میں خلیفہ قاہرہ نے مجلس اے خلافت میں چند گڑھے اور کنوئیں کھدوائے۔ لگانے بچانے والوں نے سیمہ اور سپہ سالاران ساجیہ سے یہ جڑ دیا کہ یہ گڑھے اور کنوئیں تمہیں ہلاک کرنے کے لئے کھدوائے گئے ہیں۔ سیمہ اور سپہ سالاران ساجیہ کو اس سے سخت تشویش پیدا ہوئی اور کشیدگی سے نفرت بہت بڑھ گئی۔ سیمہ نے حفظ ماتقدم کے خیال سے اپنے ماتحت سپہ سالاروں اور مشیروں کو جمع کر کے آلات جنگ تقسیم کئے اور محافظین مجلس اے

خلافت کے سرداروں کو بلا کر خلیفہ قاہرہ کو معزول کرنے کا مشورہ کیا۔ قسمیں کھائیں عہد و پیمان کیا۔ بعد ازاں سب نے دفعۃً مجلسِ اے خلافت پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ خلیفہ قاہرہ شور و غوغا سن کر بیدار ہو کر بھاگنے کے قصد سے دروازہ کی طرف سے بڑھا۔ خدام بولے ”کثرتِ فوج سے راستہ نہیں ہے“ مجبور ہو کر حمام کی چھت پر چڑھ گیا۔ اتنے میں بلوائی گھس آئے۔ خلیفہ قاہرہ کو ڈھونڈنے لگے۔ کسی خادم نے بتلایا۔ سنتے ہی ایک گروہ حمام کی طرف دوڑ پڑا اور خلیفہ قاہرہ سے اتر آئے کو کہا۔ خلیفہ قاہرہ نے انکار کیا۔ ان لوگوں نے تیر باری کی دھمکی دی۔ چاروں چار خلیفہ قاہرہ حمام کی چھت سے نیچے اتر آیا۔ سب نے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر اس مکان میں لائے جہاں کہ طریف سہری قید تھا۔ اس کو رہا کر کے بجائے اس کے خلیفہ قاہرہ کو قید کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی خلافت کے ایک برس چھ مہینے بعد کا ہے۔ وزیر السلطنت خصمی اور سلامت حاجب بھی اس وراثت انگیز خبر کو سن کر بھاگ گیا۔

معزولی کے دیگر اسباب۔ بعض نے خلیفہ قاہرہ کی معزولی کا سبب یہ بیان کیا کہ وہ مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد فوجِ ساجیہ کے محافظین محلِ سرِ اے خلافت پر تشدد کرنے لگا۔ اس کے سرداروں اور سپہ سالاروں کی توہین کرتا۔ وظائف اور تحوہ کے دینے میں لیت و لعل سے کام لیتا۔ اس سے ان لوگوں کو شکایتیں پیدا ہوئیں۔ اور وہ ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگا۔ اتفاق یہ کہ اس کے حاجب سلامت کو بھی اس سے خطرہ پیدا ہو گیا کیونکہ وہ اکثر اس سے مال و زر کا طالب ہوتا تھا۔ وزیر السلطنت خصمی بھی اس اسی حال میں مبتلا تھا۔ اس اثناء میں خلیفہ قاہرہ نے اپنے محلِ سرا میں چند گڑھے کھدائے۔ اس سے ان لوگوں کو شبہ پیدا ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اتنے میں قرامطہ کا ایک گروہ قارس سے گرفتار ہو کر بغداد آیا۔ خلیفہ قاہرہ نے بظاہر ان لوگوں کو اس میں قید کر دیا۔ مگر در پردہ ان لوگوں کو فوجِ ساجیہ اور محافظینِ مجلسِ اے خلافت کے مقابلہ میں ابھارنے کی کوشش کی اور ان سے مدد کا خواستگار ہوا۔ فوجِ ساجیہ اور محافظینِ مجلسِ اے خلافت کو یہ ناگوار گزرا اور وزیر السلطنت اور حاجب سے یہ واقعہ ظاہر کیا۔ خلیفہ قاہرہ نے ان لوگوں کو مجلسِ اے خلافت سے نکال کر محمد بن یاقوت کو تو اہل شہر کے سپرد کر دیا اور حسن سلوک کرنے کی ہدایت کر دی اس سے فوجِ ساجیہ اور محافظینِ مجلسِ اے خلافت کا شبہ اور قوی ہوا۔ خلیفہ قاہرہ نے بھی اعلانیہ ان کی برائیاں اور مذمت کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ فوجِ ساجیہ کی کشیدگی اس حد تک پہنچی کہ اس کے معزول کرنے پر متفق ہو گئی۔ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر آئے ہیں۔

باب : ۲۷

محمد بن مقتدر الراضی باللہ

۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ

بیعت خلافت: خلیفہ قاہرہ کی گرفتاری کے بعد ابو العباس بن مقتدر کو قید خانہ سے دربار عام میں لایا گیا۔ (یہ مع اپنی ماں کے جیل میں تھا) ماہ جمادی الاول ۳۲۲ھ یوں چہار شنبہ کو اس کی خلافت کی بیعت کی گئی اور ”الراضی باللہ“ کا مبارک لقب دیا گیا۔

قاہرہ کا انجام: اس کے بعد خلیفہ راضی نے علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمن کو امور سلطنت میں رائے لینے اور مشورہ کرنے کی غرض سے طلب کیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ دونوں حاضر ہوئے تو عہدہ وزارت پر علی بن عیسیٰ کو مقرر کرنے کا قصد ظاہر فرمایا۔ علی بن عیسیٰ نے ضعیفی اور کبر سنی کا عذر کیا ابن مقلہ کو وزیر مقرر کرنے کی رائے ظاہر کی۔ چنانچہ خلیفہ راضی نے ابن مقلہ کو ایمان دی اور قلمدان وزارت اس کے سپرد کیا اور قاضی القضاۃ کو حکم دیا کہ مجبوس خلیفہ قاہرہ کے پاس جا کر ہدایت کرو کہ وہ اپنے آپ کو معزول کر لے قاضی القضاۃ مع چند عادل گواہوں کے مجبوس خلیفہ کے پاس گیا اور اپنے آپ کو معزول کرنے کی ہدایت کی مجبوس خلیفہ نے اس سے انکار کیا تو اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں۔

عہدوں کی تقسیم: ابن مقلہ نے عہدہ وزارت سے مشرف ہو کر خصبی وزیر خلیفہ سابق کو ایمان دے کر چند صوبوں کی گورنری عطا کی اور اس کی طرف سے بطور نائب کے فضل بن جعفر بن فرات کو صوبجات موصل، قروی، باریدی، مار دین، دیار جزیرہ، دیار بکر، طریق فرات اور ثغور جزیرہ شامیہ اور افواج شام و مصر پر مامور کیا۔ افسران محکمہ جات خراج و اک اور معاون کی معزولی اور تقرری کے اختیارات دیئے گئے۔ بدرحاجی کو محکمہ پولیس کی افسری دی گئی۔ محمد بن رائق ابواز سے طلب کیا گیا اس نے اس صوبہ پر قبضہ کر کے ابن یاقوت کو سوس اور جندیسا پور کی طرف نکال دیا تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن یاقوت کو اصفہان کی گورنری مل گئی تھی اور یہ اس طرف روانہ ہونے کے ارادے میں تھا۔ اتنے میں خلیفہ قاہرہ کی زندگانی کا خاتمہ ہو گیا اور خلیفہ راضی مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ عہدہ حجابت پر مقرر کرنے کی غرض سے ابن رائق کو خلیفہ راضی نے بلا بھیجا ابن رائق ابواز سے واسطی کی طرف روانہ ہوا۔

ابن یاقوت کا عہدہ حجابت پر تقرر: ابن یاقوت نے یہ خبر پا کر دربار خلافت میں عہدہ حجابت کی ایک درخواست بھیج

دی جو پہنچنے کے ساتھ منظور کر لی گئی۔ ابن یاقوت سامان سفر درست کر کے ابن رائق کے بعد ہی روانہ ہو گیا۔ کسی نے ابن رائق سے اس کی خبر کر دی۔ اس خیال سے کہ ابن یاقوت سے میں پہلے بغداد میں پہنچ جاؤں واسط میں نہ ٹھہراؤ بل کوچ کرنا ہو بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ مدائن میں خلیفہ راضی کا اسی مضمون کا فرمان ملا کہ دربار خلافت کی طرف سے تمہیں صوبہ بصرہ کے علاوہ صوبہ واسط کے صیغہ جنگ و معاون کی حکومت بھی مرحمت کی جاتی ہے۔ بجائے بغداد آنے کے واسط واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ مدائن سے براہِ دجلہ واسط کو لوٹا۔ بوقت مراجعت اثناءِ راہ میں ابن یاقوت بغداد آتا ہوا ملا کچھ عرصہ بعد ابن یاقوت بغداد میں داخل ہوا۔ خلافت مآب نے عہدہ حجاب سے سرفراز فرما کر سرداری افواج اور دفاتر کی نگرانی بھی اسی کے سپرد کی اور یہ حکم دیا کہ امراء لشکر اور حکام مال و دیوانی اسی کے حضور میں حاضر ہوا کریں کوئی فرمان تقرری یا معزولی یا رہائی یا قید کا بغیر اس کے دستخط کے جاری نہ ہو۔ درحقیقت وزارت بھی یہی کرتا تھا اور وزیر السلطنت ابن مقلہ اس کی مجلس کا ایک ممتاز و معزز ممبر تھا۔

ہارون کا قتل: ہارون غریب الحال کو خلیفہ قاہر نے کوفہ دینور اور ماسبدان کی گورنری مرحمت فرمائی تھی۔ جس وقت خلیفہ قاہر معزول کیا گیا اور خلیفہ راضی مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو ہارون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تو خلیفہ قاہر کے ماموں کا بیٹا ہوں میرے سوا کوئی اور شخص حکومت اور سرداری کا مستحق نہیں ہے۔ اراکین دولت اور سپہ سالاران لشکر کو انعام دینے کا وعدہ کیا اور دینور سے خالصین کی جانب بقصد بغداد کوچ کیا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ ابن یاقوت فوج ساجیہ اور مخالفین مجلسرائے خلافت کو ناگوار گزرا۔ مجتمع ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ راضی سے ہارون کی شکایت جڑ دی۔ خلیفہ راضی نے ان لوگوں کو ہارون سے مزاحمت کرنے کی اجازت دے دی ان لوگوں نے ہارون کو بذریعہ خط و کتابت بغداد میں آنے کی ممانعت کر دی اور ان علاوہ ان صوبوں کے جو اس کے قبضہ میں تھے۔ دو ایک صوبہ اور دینے کا وعدہ کیا مگر ہارون اس جانب ذرا بھی ملتفت نہ ہوا۔ نہروان میں پہنچ کے جبراً خراج وصول کرنے لگا۔ جس سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ اراکین دولت نے یہ خبر پا کر محمد بن یاقوت کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ہارون کے طوفان بے تیزی کی روک تھام کو روانہ کیا جو نہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں۔ ابن یاقوت کے بعض ہمراہی بھاگ کر ہارون کے پاس چلے گئے۔ ابن یاقوت نے ہارون کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ ہارون نے منظور نہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں بغداد میں ضرور آؤں گا۔ ابن یاقوت یہ جواب سن کر خاموش ہو رہا۔ یوم سہ شنبہ چوبیس جمادی الثانی ۳۲۲ھ کو دونوں فوجوں نے ہنگامہ کارزار گرم کیا۔ پہلے ہی حملہ میں ابن یاقوت کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ ابن یاقوت تبریز کے پل کی طرف بھاگا اور اس سے گزر گیا۔ ہارون نے تنہا اس کا تعاقب کیا رفتہ رفتہ ایک کھیل میں پہنچا اتفاق سے گھوڑا بد کا زمین پر آ رہا۔ محمد بن یاقوت کے ایک غلام نے پہنچ کر سرتار لیا۔ ہارون کے ہمراہی اس واقعہ کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے دو ایک سپہ سالار مارے گئے اور ایک دو گرفتار کر لئے گئے۔ ابن یاقوت فتح یاب ہو کر بغداد کی جانب لوٹا۔

ابن یاقوت کا زوال: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ابن یاقوت کو کل دفاتر کی نگرانی کا حکم دیا گیا تھا اور وزارت بھی درحقیقت یہی کر رہا تھا۔ ابن مقلہ برائے نام وزیر تھا۔ ابن مقلہ وقت بے وقت موقع پا کر خلیفہ راضی سے اس کی شکایت کرنے لگا۔ تا آنکہ خلافت مآب پر ابن یاقوت کی مخالفت ثابت کر دی اور ماہ جمادی الاول ۳۲۳ھ میں اس کی گرفتاری پر

آمادہ کر دیا۔ ابن یاقوت کی گرفتاری پانچوں ماہ مذکور کو خلیفہ راضی حسب دستور دربار میں رونق افروز ہوا۔ اراکین سلطنت امراء لشکر اور وزراء حسب مراتب موجود تھے اور گورنران صوبجات بھی ایک طرف کھڑے تھے امیدواران سند گورنری کے ملنے کا انتظار کر رہے تھے۔ خلیفہ راضی نے ارشاد فرمایا گورنروں کی تقرری اور تبدیلی کی غرض سے میں نے یہ دربار منعقد کیا ہے۔ ابن یاقوت کو عہدہ حجابت کی خدمات کے انجام دینے کے لئے حاضر کرو۔ اس حکم کے صادر ہونے کی دیکھی کہ ابن یاقوت کو حاضر کیا گیا۔ خدام دولت اس کو لئے ہوئے دربار کے ایک کمرے کی طرف گئے اور وہیں قید کر دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت ابن مقلہ نے محمد بن یاقوت کے مکان کی محافظت پر ایک دستہ فوج کو متعین کیا۔ اسی تاریخ سے ابن مقلہ کو عہدہ وزارت کے اختیارات کامل مل گئے۔

یاقوت ان دنوں واسطہ میں مقیم تھا۔ اپنے بیٹے محمد کی گرفتاری کی خبر پا کر فارس کی طرف بھعد جنگ ابن بویہ کوچ کر دیا اور دربار خلافت میں مآب کو خوش کرنے کی غرض سے عرش روانہ کر دی جس میں یہ بھی درخواست کی تھی کہ میرے بیٹے کو میرے پاس بھیج دیجئے۔ تاکہ ابن بویہ کی ہم میں میرا ہاتھ بنائے۔ وزیر السلطنت نے اس درخواست پر کچھ توجہ نہ کی۔ محمد بن یاقوت برابر جیل کی مصیبت بھیتا رہا۔ یہاں تک کہ قید خانہ ہی میں ۳۲۴ھ میں مر گیا۔

خلافت ابو عبد اللہ بریدی کا عروج: ابو عبد اللہ بریدی زمانہ ابن یاقوت میں اہواز کی گورنری پر تھا جس وقت مراد اوچ نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور ابن یاقوت شکست کھا کر بھاگ نکلا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ بریدی اہواز سے بصرہ چلا آیا اور نشینی اہواز میں متصرف و قابض ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی یاقوت کے عہدہ کتابت کو بھی انجام دے رہا تھا۔ کچھ عرصہ بعد ابن مقلہ نے بریدی اور یاقوت کے پاس خطوط روانہ کئے جس میں ابن یاقوت کو گرفتار کرنے کی معذرت کی تھی اور ان دونوں کو ہم فارس پر جانے کی تاکید کی تھی۔ چنانچہ واسطہ سے یاقوت براہ طرسوس روانہ ہوا اور بریدی براہ دریا کوچ و قیام کرتے ہوئے یہ دونوں اہواز پہنچے۔ سوس اور چند یسا پور (مضافات اہواز) اس کے دونوں بھائیوں ابو الحسن اور ابو یوسف کی سپردگی میں تھا۔ اس سے پیشتر ابو الحسن اور ابو یوسف نے دربار خلافت میں رپورٹ بایں مضمون دی تھی کہ اگر مراد اوچ کی روک تھام نہ کی جائے گی تو عنقریب ان بلاد پر وہ قابض و متصرف ہو جائے گا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے اس رپورٹ کی تصدیق کی غرض سے ایک نائب کو بھیجا تھا اس نائب نے تحقیقات کے بعد ابو الحسن اور ابو یوسف کی رپورٹ کی تائید کی۔ اس اثناء میں بریدی بھی پہنچ گیا اور اس نے ان دونوں کے جمع کئے ہوئے مال پر جس کی تعداد چار لاکھ دینار سے متجاوز تھی قبضہ کر لیا۔ اس سے بریدی کی قوت بڑھ گئی۔ اس نے لشکر بھی مرتب کر لیا۔ بعد ازاں یاقوت کو بغرض فتح فارس ار جان کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود اہواز میں ٹھہر اہوا خراج وصول کرتا رہا جس سے اسی قدر مال اور فراہم ہو گیا۔

یاقوت کا زوال: یاقوت اور ابن بویہ سے مقام ار جان پر مقابلہ ہوا۔ یاقوت شکست کھا کر عسکر کرم کی طرف بھاگا۔ ابن بویہ راحہ مرتبک تعاقب کرتا گیا جب یاقوت نہ ہاتھ آیا تو راحہ مرتبک میں ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ دونوں میں مصالحت ہوئی۔ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مقام ار جان میں بمقابلہ عماد الدولہ بن بویہ یاقوت شکست کھا کر عسکر کرم کی طرف بھاگ آیا ہے۔ ابن بویہ نے فارس پر قبضہ حاصل کر لیا ہے۔ ابو عبد اللہ بریدی اہواز میں ٹھہرا ہوا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ یہ

یا قوت کا سیکرٹری بھی تھا۔ یا قوت کو اس پر پورا اعتماد تھا۔ چونکہ انتظامی قوت یا قوت میں کم تھی اور دوراندیشی کا مادہ مطلق نہ تھا۔ ابو عبد اللہ بریدی نے اپنے بھائی ابو یوسف کے ذریعہ یا قوت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ عسکر مکرم میں قیام فرمائیے میں بہت جلد سامان جنگ اور مال فراہم کر کے مع اس لشکر کے جو بغداد سے آنے والا ہے۔ آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ اس میں آپ کو مغز خراشی بھی نہ کرنی پڑے گی۔ لشکریوں کے شور و شغب سے آپ کو تکلیف بھی نہ ہوگی۔ اس پیام کے ساتھ خزانہ اہواز سے پچاس ہزار دینار بھی خرچ کے لئے روانہ کیا۔ سادہ لوح یا قوت اس جھانسنہ میں آ گیا اور بریدی اس قدر مال روانہ کر کے خاموش ہو گیا۔ تھوڑے دنوں میں یہ مال ختم ہو گیا۔

یا قوت کی شکست: یا قوت اور اس کے لشکریوں کی عسرت سے بھر ہونے لگی۔ اس واقعہ سے قبل یا قوت کے پاس ابن بویہ کے ہمراہیوں میں سے طاہر جبلی اور اس کا کاتب ابو جعفر صہیری ابن بویہ سے ناراض ہو کر چلا آیا تھا۔ جب یا قوت کے لشکر میں فاقہ کشی اور تنگی معیشت کی نوبت آ گئی۔ تو طاہر جبلی یا قوت سے رخصت ہو کر غربی تشر کی جانب لوٹا۔ عماد الدولہ کو اس کی علیحدگی کی خبر لگ گئی۔ لشکر آ راستہ کر کے یا قوت پر حملہ کر دیا۔ یا قوت کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ ابو جعفر قید ہو گیا۔ مگر عماد الدولہ کے وزیر کی سفارش سے رہا کر دیا گیا۔ رہائی پا کر کرمان پہنچا۔ معز الدولہ بن بویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عہدہ کتابت کو حاصل کر لیا۔

یا قوت اور ابو عبد اللہ بریدی: طاہر نے علیحدگی کے بعد بریدی کو ایک خط مشعر ضعف یا قوت و نا اتفاقی ہمراہ بیان یا قوت تحریر کیا۔ بریدی نے یا قوت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ اپنے لشکریوں کو ان سرداروں کے ساتھ ایک ایک دستہ کر کے میرے پاس اہواز بھیج دیجئے۔ میں ان کو سمجھا بھادوں گا۔ آپس میں لڑائی جھگڑانہ کریں گے سادہ لوح یا قوت نے نہایت سادگی سے اس رائے پر عمل کیا۔ بریدی نے ان میں سے اچھے اچھے لوگوں کو منتخب کر کے اپنے لشکر میں رکھ لیا۔ باقی کو واپس کر دیا اور جن لوگوں کو اپنے لشکر میں داخل کیا۔ ان کے ساتھ کریمانہ برتاؤ کئے۔ یا قوت نے بریدی کے پاس لشکر کی تنخواہ کی طلبی کا خط لکھا۔ بریدی نے ذرا بھی التفات نہ کیا۔ تب یا قوت بریدی کی طرف روانہ ہوا۔ بریدی یہ خبر پا کر پیادہ یا استقبال کو آیا۔ دست بوسی کی۔ عزت و احترام سے خاص اپنے مکان میں لے جا کر ٹھہرایا۔ مستعدی سے خدمت کرتا رہا۔ مگر یہ سب ظاہر داری تھی لشکریوں کو اشارہ کر دیا۔ شور و غل مچاتے ہوئے دارالامارت کے دروازہ پر آئے۔ یا قوت نے شور و غوغا کا سبب دریافت کیا۔ بریدی نے سر نیچا کر کے دست بستہ عرض کی یہ لوگ ہم کو اور آپ کو قتل کرنے کے قصد سے آئے ہیں۔ ان کو ہمارا اور آپ کا ملنا ناگوار گزارا ہے۔ یا قوت یہ سن کر گھبرا گیا۔ بریدی نے ایک کھڑکی سے نکل جانے کا اشارہ کر دیا۔ یا قوت ترسان و حائف اس کھڑکی سے نکل کر عسکر مکرم کو لوٹ آیا۔ اس کے بعد بریدی نے یا قوت کو اپنے لشکریوں کے تعاقب کرنے سے ڈرایا اور یہ لکھ بھیجا کہ چونکہ عسکر مکرم اہواز سے صرف آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ عسکر مکرم سے تشر میں جا کر قلعہ نشین ہو جائیے اور والی تشر کو پچاس ہزار دینار دیئے کو تحریر کیا۔ یا قوت اس رائے مطابق عسکر مکرم سے تشر جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ اس کا ایک خادم مولس نامی تھا۔ وہ بریدی کی چالوں کو تاڑ گیا تھا۔ اس نے اس کی چالاکیاں اور اس کا فریب و دکر یا قوت پر ثابت کر کے یہ رائے دی کہ آپ بغداد چلے جائیے۔ محافظین محسراتے خلافت کے آپ سردار ہیں اور ان لوگوں نے آپ کو طلبی کا خط بھی لکھا ہے۔ ان خرافات کو چھوڑیے اور بغداد میں جا کر آرام کے ساتھ سرداری کیجئے اور

جہاں تک ممکن ہو بریدی کا قلع قمع جلد کیجئے اور اہواز سے اس کو نکال باہر فرمائیے۔ یاقوت نے اس نصیحت کے سننے سے خود کو بہرہ نالیا اور بریدی کے معاملہ میں کسی کی کچھ نہ سنی۔

منظفر بن یاقوت کا مشورہ: نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے کل ہمراہی آہستہ آہستہ بریدی کے پاس چلے گئے اور یہ بریدی کا دم بھرتا رہا۔ تا آنکہ اس کے پاس صرف آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے۔ اس اثناء میں اس کا بیٹا مظفر خلیفہ راضی کی قید سے ایک ہفتہ کے بعد رہائی پا کر اس کے پاس آیا اور بریدی نے کل حالات سن کر بغداد جانے کی رائے دی اور یہ کہا کہ اگر بغداد میں آپ کا خاطر خواہ مقصود حاصل نہ ہو تو موصل اور دیار ربیعہ کی طرف چلے جائیے گا اور اس پر قابض و متصرف ہو جائیے گا۔ یاقوت نے اس سے انکار کیا۔ مظفر اس سے علیحدہ ہو کر بریدی کے پاس چلا آیا۔ بریدی نے بڑی آؤ بھگت کی عزت و احترام سے پیش آیا اور درپردہ اس کی محافظت و نگرانی پر چند لوگوں کو متعین کر دیا۔

یاقوت کا خاتمہ: باوجودیکہ بریدی کی فوجی اور مالی قوت آئے دن بڑھتی جاتی تھی مگر پھر بھی بہ نظر انجام بنی یاقوت سے خائف ہوا کہلا بھیجا کہ خلیفہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو یا تو بغداد روانہ کر دوں اور یا بلا دجلہ کے کسی صوبہ پر مامور کر کے بھیج دوں۔ یاقوت نے مہلت مانگی۔ بریدی نے مہلت دینے سے انکار کر کے ایک لشکر اہواز سے روانہ کر دیا۔ یاقوت کو بریدی کی ان حرکات و افعال سے اس کے خبث باطنی اور بد نیتی کے احساس ہو گیا۔ بریدی پر حملہ کرنے کے قصد سے عسکر کرم کی جانب کوچ کر دیا۔ صبح ہوتے ہی عسکر کرم پہنچ گیا لیکن اس وقت بریدی کا کہیں پتہ و نشان بھی نہ تھا۔ اس کے بعد بریدی کا لشکر بسرافسری ابو جعفر جمال آپہنچا۔ ایک حصہ فوج سے برسر مقابلہ آیا اور دوسرے حصہ کو یاقوت کے لشکر کے پیچھے کہیں گاہ میں چھپا دیا۔ بعد ظہر یاقوت کو شکست ہوئی اور اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ یاقوت نے ایک دیوار کے نیچے بیٹھ کر آستین سے اپنے منہ کو چھپا لیا۔ بریدی کے چند سپاہی اس طرف سے ہو کر گزرے انہیں سمجھ کر منہ کھول دیا۔ معلوم ہوا کہ یہ یاقوت ہے سب کے سب ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا۔ سر آثار کر لشکر میں لائے۔ ابو جعفر نے نقش کو اسی میدان میں دفن کر دیا اور سر معہ اس مال و اسباب کے جو اس لڑائی میں لشکر گاہ یا قوت سے ہاتھ آیا۔ بریدی کے پاس تتر بتر بھیج دیا۔ بریدی نے یاقوت کے بیٹے مظفر کو گرفتار کر کے بغداد روانہ کر دیا اور خود ان صوبہ جات پر قابض و متصرف ہو گیا۔ یہ واقعات ۳۲۲ھ کے ہیں۔

ابو العلاء سعید کا قتل: ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن ابو الہیجا عبد اللہ بن حمدان۔ موصل کی گورنری پر تھا۔ اس کے چچا ابو العلاء سعید نے دربار خلافت سے موصل اور دیار ربیعہ کی سند حکومت حاصل کر کے خفیہ طور سے با اظہار اس امر کے کہ میں اپنے برادر زادہ کے پاس روپے لینے جاتا ہوں۔ موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ اس سے مطلع ہو کر استقبال کی غرض سے موصل سے نکلا۔ ابو العلاء دوسری راہ سے موصل میں داخل ہو کر دارالامارت میں جا کر بیٹھ گیا۔ ناصر الدولہ نے یہ سن کر اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا۔ ان لوگوں نے پہنچ کر ابو العلاء کو گرفتار کر لیا۔ دوسری جماعت نے جا کر سر اُتار لیا۔

ابن مقلہ کی موصل کو روانگی اور واپسی: خلیفہ راضی کو اس خبر کے سننے سے سخت صدمہ ہوا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ کو روانگی موصل کا حکم دیا۔ چنانچہ ماہ شعبان ۳۲۲ھ میں وزیر السلطنت ابن مقلہ لشکر آراستہ کر کے موصل کی جانب روانہ ہوا۔

۱۔ خلیفہ راضی نے اسے ماہ جمادی الاول ۳۲۳ھ میں قید کر دیا تھا۔ ایک ہفتہ کے بعد رہا کر کے تتر اس کے باپ کے پاس روانہ کر دیا۔

ناصر الدولہ یہ خبر پا کر موصل سے زوزان چلا گیا۔ وزیر السلطنت کوہ تہن تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ پھر وہاں سے واپس آ کر موصل میں قیام پذیر ہو گیا اور مال گزاری وصول کرنے لگا۔ ناصر الدولہ نے دس ہزار دینار وزیر السلطنت کے بیٹے کے پاس بغداد روانہ کئے اور کہلا بھیجا کہ یہ آپ کی نذر ہے ایسا کچھ کیجئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو آپ کے والد موصل سے بغداد کا راستہ لیں۔ وزیر السلطنت کے بیٹے نے اس تحریک پر عمل کیا۔ وزیر السلطنت نے گھبرا کر علی بن خلف بن طباب کو اور فوج ساجیہ سے ماکردیلمی کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا اور مسافت طے کر کے ۱۵ اشوال ۳۲۳ھ کو بغداد میں داخل ہوا۔

ناصر الدولہ کا موصل پر دوبارہ قبضہ بعد روانگی وزیر السلطنت ناصر الدولہ نے فوجیں جمع کیں اور ماکردیلمی سے مقام نصیبین پر برسر مقابلہ آیا۔ ماکردیلمست کھا کر رقتہ کی جانب بھاگا اور پھر وہاں سے نکل کر بغداد آ گیا۔ ماکردیلمست سے علی بن خلف بھی متاثر ہو کر بغداد چلا آیا۔ ناصر الدولہ نے موصل پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ دربار خلافت میں عذر خواہی کی عرض بھیجی۔ خلافت مآب نے خطا معاف فرما کر سند حکومت مرحمت کر دی۔

وزارت میں تبدیلیاں: چونکہ محمد بن رائق نے دار الخلافہ بغداد میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا اس وجہ سے ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت نے محمد کو واسطہ میں صوبجات واسطہ اور بصرہ کے چھوڑ دینے کا خط لکھ بھیجا تھا۔ محمد بن رائق نے وزیر السلطنت کے خط کا جواب مخالفانہ تحریر کیا اور درپردہ خلیفہ راضی کی خدمت میں وزارت کی درخواست کی اس شرط سے کہ مجلسائے خلافت کے خرچ کا کل بار میرے سر اور لشکریوں کی تنخواہ میرے ذمہ۔

ابن مقلہ کی معزولی: جواب خط آنے پر وزیر السلطنت نے یہ رائے قائم کی کہ اپنے بیٹے کو بااظهار اس امر کے ابواز جا رہا ہے ابن رائق کے گرفتار کرنے کو واسطہ روانہ کر دوں اور ایک قاصد بھی ابن رائق کے پاس اسی امر کے ظاہر کرنے کو بھیج دوں تاکہ اس کو کوئی خیال مخالف نہ پیدا ہو۔ صبح کے وقت یہ قبل مظفر بن یاقوت کو قید کی مصیبت سے رہائی ہو چکی تھی اور وہ عہدہ حجابت کا کام انجام دے رہا تھا۔

عبدالرحمن بن عیسیٰ کی تقرری و معزولی: خلیفہ راضی نے اس فعل پر مظفر اور محافظین مجلسائے خلافت کی تعریف کی اور انعامات دیئے۔ ابوالحسن بن ابوعلی بن مقلہ مع اور میران خاندان وزارت کے روپوش ہو گیا۔ بعد ازاں خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ اور محافظین مجلسائے خلافت کی درخواست پر علی بن عیسیٰ کو طلب فرما کر قلعہ ان وزارت سپرد کرنے کا قصد کیا۔ علی بن عیسیٰ نے پیرانہ سالی کا عذر کر کے اپنے بھائی عبدالرحمن کی طرف اشارہ کیا۔ اسی وقت خلافت مآب نے عبدالرحمن بن عیسیٰ کو طلب کر قلعہ ان وزارت عنایت فرمایا اور معزول وزیر ابن مقلہ کے معاملہ کو بھی اسی کے سپرد کیا۔ ابن مقلہ سے بھی جیسا کہ اور سابق معزول وزراء سے جرمانہ وصول کیا گیا تھا وصول کیا گیا۔

ابوجعفر محمد بن قاسم کا تقرر: کچھ عرصہ بعد عبدالرحمن سے وزارت کا کام نہ چل سکا۔ خراج وصول ہونے میں دقت ہوئی۔ انتظامات ملکی میں خلل پیدا ہونے لگا۔ اس نے مجبور ہو کر استعفاء دے دیا خلیفہ راضی نے اس کو اور اس کے بھائی کو وزارت کے تیسرے مہینے گرفتار کر لیا اور ابوجعفر محمد بن قاسم کرخی کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ وزارت کی تبدیلی سے علی بن عیسیٰ پر بھی آفت آئی۔ اس سے ایک لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا گیا۔

ابو جعفر محمد کی روپوشی: ابو جعفر کے زمانہ خلافت میں خراج کی آمد بند ہو گئی۔ گورنروں نے اپنے صوبہ جات مقبوضہ کو دبا لیا۔ ابن رائق نے واسط اور بصرہ کا خراج بند کر دیا۔ بریدی نے صوبہ اہواز کی آمدنی دہالی۔ فارس کا خراج بوجہ غلبہ و تصرف ابن بویہ بند ہو گیا۔ چونکہ سوائے ان صوبجات کے اور کوئی صوبہ دولت عباسیہ کے قبضہ میں نہ تھا۔ اس وجہ سے اس کی مالی حالت بے حد کمزور ہو گئی اراکین سلطنت اور امراء دولت علم خلافت کو چاروں طرف سے اپنی خود غرضیوں کا نشانہ بنا رہے تھے۔ لشکریوں کی تنخواہیں چڑھ گئی تھیں۔ مطالبات کی کثرت تھی۔ خرچ کی تنگی ہو رہی تھی۔ ابو جعفر کا رعب و داب لوگوں کے قلوب سے اٹھ گیا تھا۔ جب اس سے بن نہ آئی تو اپنی وزارت کے تین ماہ پندرہ یوم کے بعد روپوش ہو گیا۔ خلیفہ راضی نے بجائے اس کے ابوالقاسم سلیمان بن حسن کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ اس کی حالت بھی مثل وزراء سابق کے تھی نہ اس کے قبضہ میں کچھ مال وزر تھا اور نہ اس کو ملک کی حالت سے کوئی آگاہی تھی۔ خزانہ خالی پڑا ہوا تھا اور نام کی وزارت یہ کر رہا تھا۔

ابن رائق کا عروج: جس وقت خلیفہ راضی کو وزراء کی نالائقی کا یقین ہو گیا۔ ابو جعفر محمد بن رائق کو واسط سے بلا بھیجا اور یہ تحریر فرمایا کہ خلافت مآب نے تمہاری درخواست وزارت منظور فرمائی ہے، مناسب یہ ہے کہ دوبار خلافت میں حاضر ہو کر اپنے منصبی کام کو انجام دو ابن رائق اس فرمان کو دیکھ کر خوش ہو گیا۔ روانگی کی تیاری کرنے لگا۔ اس اثناء میں خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ کو ابن رائق کے پاس بھیج دیا اور اس کی سرداری عنایت کی۔ امیر الامراء کا خطاب دیا۔ محکمہ مال و دیوانی، تہذیب و تقرری حکام، نظم و نسق، ممالک، کتابت، حجاب، غرض کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے اختیارات مرحمت کئے۔ ممبروں پر خطبوں میں اپنے نام کے پڑھے جانے کا حکم صادر کیا۔ ماہ ذی الحجہ ۳۲۳ھ میں فوج ساجیہ وارد واسط ہوئی۔ ابن رائق نے پہنچنے کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا ان کی سواریاں اور مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ ظاہر یہ گیا کہ محافظین مجلس اے خلافت سے ان کی تنخواہ بڑھائی جائے گی۔ محافظین مجلس اے خلافت یہ سن کر جھلا اٹھے۔ اپنے مکانات کو چھوڑ کر مجلس اے خلافت میں آ کر خیمہ زن ہو گئے۔ اس کے بعد ابن رائق واسط سے بغداد آیا۔ خلیفہ راضی نے خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور زمام حکومت اس کے ہاتھ میں دے دی۔ ان کے حکم سے محافظین مجلس اے خلافت خیموں کو اکھاڑ کر اپنے مکانات میں جا کر مقیم ہوئے۔ اسی وقت کل دفاتر شاعی بند کر دیے گئے۔ نام کی وزارت باقی رہ گئی۔ کوئی اختیار اس کو نہ تھا۔ ابن رائق اور اس کا سیکرٹری جو چاہتا کر گزرتا۔ خزانے بند کے بند رہے۔ خراج اس کے خزانہ میں داخل ہوتا اور وہ سیاہ و سفید جو چاہتا کرتا۔ خلافت مآب بھی اس کے دست نگر تھے ایک جبہ ان کے قبضہ میں نہ تھا وہ اپنے مقصود اور خواہش کے مطابق ان سے کام لیتا۔ غرض یہ کاٹھ کی تکی یا موم کی ناک تھے۔ جس طرف چاہتا پھیر دیتا۔ گورنران ممالک محروسہ نے یہ رنگ دیکھ کر عاشیہ اطاعت کو اپنے دوش سے اتار کر رکھ دیا جس قدر جس کے قبضہ میں تھا اس نے دبا لیا۔ خلافت مآب کے قبضہ میں اس وقت سوائے بغداد اور اس کے مضافات کے اور کوئی ملک باقی نہ رہ گیا تھا۔ باایں ہمہ ابن رائق خلافت مآب پر حاوی اور ہر کام میں پیش پیش ہو رہا تھا اور اس کا ہر حکم جاری و ساری تھا۔

خود مختار صوبے: باقی صوبجات ممالک محروسہ کی یہ کیفیت تھی۔ بصرہ ابن رائق کے قبضہ میں تھا۔ خوزستان اور اہواز بریدی کے، فارس عماد الدولہ بن بویہ کے، کرمان ابو علی محمد بن الیاس کے، رے، اصفہا اور جبل، کن الدولہ امین بویہ اور دھمکیر

کے (دشمنگیر مراد اوتج کا بھائی جو رکن الدولہ کا اس صوبہ میں عزائم اور محاصم بنا ہوا تھا) موصل، دیار بکر، دیار مصر اور دیار حبشہ بنی حمدان کے، مصر و شام محمد بن طنج کے، مغرب اور افریقیہ پر عبیدین، اندلس عبدالرحمن بن محمد ملقب بہ الناصر اموی کے، ماوراءالنہر بنی سامان کے، طبرستان و دلم کے، بحرین اور یمامہ ابو طاہر قرطبی کے ہاتھ میں تھا۔

ایسی حالت میں خلافت عباسیہ کے وہی حالات اور اخبار ہم کو بیان کرنے باقی رہ گئے جو اس کے متعلق اور اس سے وابستہ تھے اور وہ فقط ابن رائق اور بریدی کے حالات ہیں۔ علاوہ ان کے اور گورنران صوبجات ممالک محروسہ جنہوں نے علم خلافت سے قطع تعلق کر لیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ان کے حالات علیحدہ یکے بعد دیگرے ہم بیان کریں گے۔

کما شرطناہ اول الکتاب۔

ابوالفضل جعفر کی طلبی کچھ عرصہ بعد ابن رائق نے یہ خیال کر کے کہ ابوالفضل بن جعفر بن فرات کی وزارت سے صوبہ مصر و شام کا خراج ہمارے قبضہ میں آ جائے گا۔ ایک فرمان طلبی کا خلیفہ راضی کی جانب سے اس کے نام روانہ کیا۔ صوبہ مصر و شام کے حکمہ مال کا یہ افسر اعلیٰ تھا۔ جب یہ بغداد میں آ گیا تو خلیفہ راضی اور ابن رائق کی وزارت پر متعین کیا گیا۔

مراد اوتج کا خاتمہ پہلے محکمہ ماکان بن کابی کے سپہ سالاروں اور اس کے خادموں میں تھا۔ اس کے وزیر ابوعلی قارض کو اس نے دبا دیا تھا جب ماکان کی حالت ابتر ہوئی تو یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ جو ماکان سے علیحدگی اختیار کر کے مراد اوتج کے پاس چلے آئے تھے۔ مراد اوتج نے اس کو بلا دجلہ میں دلم کی سرداری دی۔

مراد اوتج نے بعد قبضہ رے اصفہان اور اہواز اپنے خیالات وسیع کر لئے بادشاہی کی بودماغ میں سما گئی سونے کا تخت بنوایا۔ سپہ سالاروں اور سرداروں کے بیٹھنے کو چاندی کی کرسیاں بنوائیں۔ کسری کی طرح سر پر تاج مرصع رکھا اور شاہنشاہ کے خطاب سے خود کو مخاطب کیا۔ پھر عراق پر قبضہ کرنے ارمان میں کسرائے فارس کے محلات کو از سر نو بنوانے کا شوق چرایا۔ اس کے پاس سپہ سالاران ترک کا ایک گروہ تھا۔ ازاں جملہ محکمہ بھی تھا۔ چونکہ اس کی حکمرانی اس کے سپہ سالاران ترک اور نیز عام لشکریوں کو ناگوار گزری تھی اس وجہ سے ان لوگوں نے اس کو ۳۳۲ھ میں اصفہان سے باہر قتل کر ڈالا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔ مراد اوتج کے مارے جانے کے بعد دلم نے اس کے بھائی دشمنگیر بن وزیر (پدر قابوس) کو اپنا سردار بنالیا۔

محکمہ اور ابن رائق کا اتحاد مراد اوتج کے قتل کے بعد ترکوں کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا۔ دوسرا جو پہلے فرقہ سے بغداد میں زیادہ تھا محکمہ کے پاس جیل کی جانب روانہ ہو گیا اور دیور و غیرہ کا خراج وصول کرنے لگا۔ بعد ازاں نہروان کی طرف قدم بڑھایا۔ خلیفہ راضی سے بغداد میں آنے کی بابت خط و کتابت کی خلافت مآب نے اجازت دے دی۔ محافظین مجلسرائے کو اس سے شبہ پیدا ہوا وزیر السلطنت نے ان لوگوں کو بلا دجلہ کی طرف واپس جانے کا حکم دیا ان لوگوں کو اس حکم سے ناراضگی ہوئی۔ تعمیل کرنے میں تاخیر کرنے لگے۔ اس اثناء میں ابن رائق والی واسطہ و بصرہ نے ان لوگوں کو بلا بھیجا سب کے سب اس کے پاس چلے گئے۔ اس نے محکمہ کو ان لوگوں کا سردار بنالیا۔ ترکوں اور دلم سے جو مراد اوتج کے ہمراہیوں میں سے تھے خط و کتابت کرنے کو کہا چنانچہ ایک گروہ محکمہ کے نامہ و پیام سے آ ملا ابن رائق

نے اس کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے، انعامات اور صلے دیئے اس کے بعد متحکم کو رایت کی طرف منسوب کر کے رایتی کے نام سے موسوم کیا اور یہ اجازت دی کہ اپنے مخاطبات میں خود کو اسی نام سے موسوم کیا کرے۔

خلیفہ راضی کی واسطہ کو روانگی: ۳۲۵ھ میں ابن رایت نے خلیفہ راضی کو یہ مشورہ دیا کہ آپ بغداد سے واسطہ چلے آئیے اور ابن بریدی سے خراج طلب فرمائیے۔ اگر وہ بے چون و چرا پیش کش کر دے تو بجاور نہ فوج کشی میں قریب ہونے کی وجہ سے آسانی ہوگی۔ چنانچہ خلیفہ راضی اس رائے کے مطابق اول محرم ۳۲۵ھ میں بغداد سے واسطہ کی جانب روانہ ہوا۔ محافظین محسّر اے خلافت یہ خیال قائم کر کے کہ مبادا ہمارے ساتھ بھی فوج ساجیہ جیسا برتاؤ کیا جائے خلافت مآب کا ساتھ چھوڑ کر بیٹھ رہے پھر کچھ سوچ سمجھ کر پیچھے پیچھے روانہ ہوئے ابن رایت نے ممانعت کی۔ ان لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ تب ابن رایت نے ان میں سے اکثر کے ناموں کو دفتر سے خارج کر دیا۔ اس پر ان لوگوں نے پورش کر کے مقابلہ کیا ابن رایت نے بھی اپنی رکاب کی فوج کو اشارہ کر دیا۔ لڑائی شروع ہو گئی اور ایک خون ریز جنگ کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک گروہ کثیر کام آ گیا۔ باقی فوج نے بغداد میں جا کر دم لیا، لولوا فسر پولیس کو اس کی خبر لگ گئی اس نے ان لوگوں کے مکانات لٹوا دیئے اور تنخواہیں بند کر دیں اور مال و اسباب ضبط کر لیا۔

ابن بریدی سے عہد نامہ کی تجدید: اس واقعہ کے بعد ابن رایت ان لوگوں کو جو فوج ساجیہ کے اس کے پاس تھے قتل کر کے خلیفہ راضی کے ساتھ اہواز کی جانب کوچ کر دیا۔ قریب پہنچ کر ایک فرمان مشرطی خراج سالہائے گزشتہ روانہ کیا اور بشرط ادائے خراج نہ کر بحال رکھنے کا وعدہ کیا۔ ابن بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اہواز کا ایک ہزار دینار ماہوار خراج دینے کا اقرار کیا اور یہ وعدہ کیا کہ اس کی قسط روزانہ روانہ کی جائے گی اور اس شرط کو بھی منظور کیا کہ میں اُس لشکر کو بھی خلافت مآب کے سپرد کروں گا جو بغداد نہ جانے کی وجہ سے جنگ ابن بویہ پر جانا پسند کرے گا۔ خلیفہ راضی کے حضور میں ابن بریدی کے جوابات پیش کئے گئے حسین بن علی نوختی (یہ ابن رایت کا وزیر تھا) نے رائے دی کہ ابن بریدی کی کوئی بات منظور نہ کی جائے یہ سب ظاہر داری اور کمزور فریب پر مبنی ہے ایک اقرار کو بھی وہ پورا نہ کرے گا۔ ابو بکر بن مقاتل بولا ”مصلحت وقت یہی ہے کہ ابن بریدی کی درخواست منظور کر لی جائے“ خلیفہ راضی نے اس سے سمجھلی رائے کے مطابق ابن بریدی سے عہد نامہ کی تجدید کرائی اور ابن رایت کے ہمراہ کوچ کر دیا۔ اوائل صفر ۳۲۵ھ میں دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔

ابن بریدی نے ایک ہزار دینار ماہوار خراج اہواز دینے کے عوض ایک پیسہ بھی نہ دیا لشکر کا یہ حال ہوا کہ ابن رایت نے بد وقت روانگی جعفر بن ورقا کو ابن بریدی کے پاس لشکر لینے کو روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ ابن بریدی سے لشکر فارس پر فوج کشی کر دینا۔ ابن رایت کی واپسی کے بعد ابن بریدی نے لشکریوں کو ابھار دیا۔ وہ جعفر سے تنخواہ کے طلبگار ہوئے۔ جعفر نے ناداری کا عذر کیا۔ ان لوگوں نے گالیاں دینا شروع کر دیں اور قتل کی دھمکی دی۔ جعفر گھبرا کر ابن بریدی کے پاس دوڑا آیا۔ ابن بریدی نے چھپ کر بھاگ جانے کی رائے دی۔ چنانچہ جعفر رات کے وقت بھیں بدل کر بغداد کی طرف نکل کھڑا ہوا۔

حسین بن علی کی معزولی: اس کے بعد ابو بکر نے ابن رایت سے یہ سرگوشی شروع کی کہ آپ کا وزیر حسین بن علی نوختی ناکارہ آدمی ہے اس کو معزول کر کے ابن بریدی کو مقرر کیجئے تین ہزار دینار روزانہ دیا جائے گا۔ ابن رایت نے معذرت کی کہ

اس کے حقوق مجھ پر پہلے ہی بہت ہیں اس کے احسانات فراموش نہیں کر سکتا۔ مگر ابو بکر وقت بے وقت جب موقع پاتا تو اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کہہ گزرتا۔ اتفاق سے تھوڑے دنوں بعد حسین بیمار پڑا تو ابوبکر نے ابن رائق سے جا کر کہا ”حسین کا خیال اب آپ چھوڑ دیں کیونکہ وہ اس علالت سے جانبر نہ ہوگا اور عنقریب راہی عدم ہوگا۔“ ابن رائق نے جواب دیا ”یہ غلط ہے مجھ سے اس کے معالج طیب نے بتلایا ہے کہ صرف کمزوری باقی ہے۔“ ابوبکر بولا ”چونکہ آپ کو حسین سے دلی تعلق ہے اس وجہ سے معالج طیب نے پر امید کلمات کہے ہیں آپ اس کے برادر زادہ علی بن حمدان سے دریافت فرمائیے۔“ حسین نے علی بن حمدان کو اپنے زمانہ علالت میں ابن رائق کی خدمت میں اپنی طرف سے بطور اپنے نائب کے مقرر کر دیا تھا۔ ابوبکر نے اس کو یہ فقرہ کہہ دیا کہ ”تم کو اگر ابن رائق کی وزارت کی تمنا ہے تو جس وقت تم سے حسین کی علالت امیر دریافت کریں کہہ دینا کہ وہ جانبر نہ ہوگا۔“ ایک روز ابن رائق نے علی سے حسین کی علالت کا حال دریافت کیا علی نے وہی جواب دیا جو ابوبکر نے سکھا یا تھا۔ ابن رائق کو اس کے کہنے سے حسین کے جانبر نہ ہونے کا یقین ہو گیا ابوبکر کو طلب کر کے کہا ”ابن بریدی کو لکھ دو کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے ہمارے حضور میں بھیج دے۔“ چنانچہ ابن بریدی نے احمد بن علی کوئی کو ابن رائق کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابن بریدی کا بصرے پر قبضہ کوئی کے آنے کے بعد ابوبکر کو موقع مل گیا اور ان دونوں نے رفتہ رفتہ ابن رائق کے مزاج میں کافی طور سے دخل پیدا کر لیا۔ حسین تو بیمار ہی پڑا ہوا تھا یہ دونوں جو چاہتے لکھ بڑھ کر ابن رائق سے دستخط کرا لیتے تھے۔ دائیں بائیں ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ ابن رائق کی طرف سے بصرے کی حکومت پر محمد بن یزید و نامی ایک شخص مامور تھا جو کج خلقی اور ظلم کا خوگر تھا۔ کوئی اور ابوبکر نے متفق ہو کر ابن رائق سے اس کی شکایت کروئی اور ابو یوسف بن بریدی کے مقرر کئے جانے کی سفارش کی۔ ابن رائق نے منظور کر لیا۔ ابن بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اپنے غلام اقبال نامی کو دو ہزار فوج کے ساتھ بصرے کی طرف روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ آئندہ حکم ملنے تک قلعہ مہدی میں پہنچ کر قیام کرنا اس سے محمد کے کان کھڑے ہوئے اس نے کچھ سمجھ لیا کہ اب میری حکومت کی خیر نہیں ہے ابن بریدہ بصرے کو مجھ سے ضرور چھین لے گا۔ ایک مدت تک اسی ادھیر بن مین پڑا ہالہ خرابی میں بریدی نے لکھ بھیجا کہ بعض محاصل اور ٹیکس جو محمد نے جاہلانہ طریقہ سے اہل بصرہ پر لگا رکھے ہیں معاف کر دیے جائیں ابن رائق کو اس واقعہ کی اور نیز اس امر کی خبر لگی کہ ابن بریدی کا لشکر قلعہ مہدی میں قیام پذیر ہے اور اس نے اُن محافظین محسراتے خلافت کو اپنے یہاں فوج میں رکھ لیا ہے جو دار الخلافہ سے نکال باہر کئے گئے تھے ان لوگوں کے مل جانے سے اس کے لشکریوں نے خراج نہ بھیجنے پر اتفاق کر لیا ہے۔

ابن رائق نے ابن بریدی کو ان لوگوں کے نکال دینے کو لکھا ابن بریدی نے اس پر توجہ نہ کی تب اس نے کوئی کو حکم دیا کہ تم اس بارے میں ابن بریدی کو لکھو اور یہ بھی تحریر کرو کہ وہ اپنے لشکر کو قلعہ مہدی سے واپس کر لے ابن بریدی نے اس کے جواب میں تحریر کیا ”چونکہ قرامطہ بصرے کے قریب آ گئے ہیں اور محمد والی بصرہ میں ان کی مدافعت کی قوت نہیں ہے اس وجہ سے میرا لشکر اہل بصرہ کی حمایت کو قلعہ مہدی میں پڑا ہوا ہے۔“ اسی اثناء میں قرامطہ ماہ رجب الثانی ۳۲۵ھ میں کوفہ کے قریب پہنچ گئے تھے ابن رائق ان کے مقابلہ پر اپنا لشکر لئے ہوئے قلعہ ابن ہیرہ تک آ گیا تھا مگر جنگ کی نوبت نہ آئی قرامطہ اپنے شہر لوٹ گئے اور ابن رائق واسطہ چلا گیا۔ ابن بریدی نے یہ خبر پا کر اپنے امیر لشکر کو لکھ بھیجا کہ بصرہ میں داخل ہو کر محمد والی

بصرہ کو نکال دیا اور قبضہ کر لیا اور اسی فوج محافظین سے جس کو اس نے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا تھا ایک گروہ کو اس کی کمک پر بھیج دیا ابن بریدی کی فوج دریا کی طرح بصرہ پر قبضہ کرنے کو بڑھی۔ محمد والی بصرہ مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر محمد کو شکست ہوئی اقبال نے بصرہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ ابن رائق نے اس خبر سے مطلع ہو کر ایک خط عتاب آمیز ابن بریدی کو تحریر کیا۔ جس میں بصرہ کو چھوڑ دینے کی تاکید کی اور بصورت خلاف ورزی اپنے جاہ و جلال کی دھمکی دی۔ ابن بریدی نے اس خط کی ذرہ برابر تعمیل نہ کی۔

محکم کا اہواز پر قبضہ جس وقت ابن بریدی نے ابن رائق کے حکم کے مطابق اپنے لشکر کو بصرہ سے نہ لایا اور اس کا خط جو سر اسر باغیانہ تھا ابن رائق کے پاس پہنچا تو ابن رائق نے ایک لشکر بدر حریشی اور محکم کے ساتھ ابن بریدی کی سرکوبی کو روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہلے حاندہ میں پہنچ کر قیام کرنا بعد ازاں لشکر آراستہ کر کے مجموعی قوت سے مقابلہ پر جانا۔ اتفاق یہ کہ محکم پہلے پہنچ گیا اور بلا انتظار بدر لشکر مرتب کر کے سوس کی جانب بڑھا۔ ابن بریدی کا لشکر بھی جس کی تعداد تین ہزار تھی۔ اس کے غلام محمد بن جمال کی ماتحتی میں مقابلہ پر آ گیا۔ محکم کے رکاب میں صرف دو سو ستر ترک تھے۔ سوس کے باہر صف آرائی کی نوبت آئی۔ محکم نے باوجود قلت جماعت پہلے ہی حملہ میں محمد بن جمال کو شکست فاش دے دی۔ محمد بن جمال بھاگ کر ابن بریدی کے پاس پہنچا۔ ابن بریدی نے اس کو شکست کھا جانے پر سخت ملامت کی اور چھ ہزار لشکر جمع کر کے دوبارہ روانہ کیا۔ نہر تشر پر محکم سے مقابلہ ہوا۔ محمد بن جمال پر محکم کا خوف ایسا غالب ہو گیا تھا کہ بغیر جنگ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن بریدی بہ حال دیکھ کر تین لاکھ دینار لے کر کشتی پر سوار ہوا۔ اس کے ہمراہی منتشر ہو گئے اور مال و اسباب ادھر ادھر ہو گیا۔ بصرہ کے قریب پہنچ کر مقام ایلمہ میں قیام پزیر ہوا اور اپنے غلام اقبال کو ایک دستہ فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جون ہی اقبال آگے بڑھا ابن رائق کے لشکر سے مقابلہ ہو گیا۔ بالآخر اقبال کو فتح نصیب ہوئی اور ابن رائق کے لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو کر آیا۔ ابن بریدی نے ان کو رہا کر دیا اور ابن رائق کی خدمت میں ایک خط عذر خواہی کا چند رؤسا بصرہ کی معرفت روانہ کیا۔ ابن رائق نے اس کو تو منظور کیا مگر رؤسا بصرہ سے ہمدردی کا خواستگار ہوا۔ ان لوگوں نے کچھ شرطیں پیش کیں۔ ابن رائق نے جلا کر قسم کھائی کہ اگر بصرہ پر میرا قبضہ ہو جائے تو آگ لگا دوں گا۔ رؤسا بصرہ اپنی تمناؤں کا خون کر کے واپس ہوئے اور اس کے مقابلہ میں جان توڑ کر لڑنے پر مستعد و آمادہ ہو گئے۔ انہیں واقعات کے بعد سے ابن بریدی نے بصرہ پر اور محکم نے اہواز پر قبضہ کر لیا۔

ابن رائق اور ابن بریدی میں معرکے اس کے بعد ابن رائق نے ایک لشکر دریا کے راستہ دوسرا براہ خشکی ابن بریدی سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ خشکی کا لشکر تو شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ باقی رہا وہ لشکر جو دریا کے راستہ روانہ کیا گیا تھا۔ اس نے کلاء پر قبضہ کر لیا۔ ابن بریدی نے اپنے بھائی ابو الحسین کو لشکر کے ساتھ بصرہ میں چھوڑ کر کشتی پر سوار ہو کر جزیرہ اوال بھاگ گیا۔ ابو الحسین نے لڑ کر ابن رائق کے لشکر کو کلاء سے نکال دیا۔ ابن رائق یہ خبر پا کر بصرہ کی جانب روانہ ہوا اور بصرہ میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی۔ اہل بصرہ بھی ابو الحسین کے ساتھ اس کے مقابلہ پر جان توڑ کر لڑتے رہے مدتوں لڑائی ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ مجبور ہو کر ابن رائق اپنے لشکر گاہ کو لوٹ آیا اور ابن بریدی جزیرہ اوال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا اور عراق پر قبضہ کر لینے کا لالچ دلایا۔

ابن رائق کی پسپائی عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو اس کے ہمراہ اہواز کی جانب روانہ کیا۔ ابن رائق نے اس سے مطلع ہو کر محکم کو روانگی کا حکم دیا۔ محکم نے یہ شرط پیش کی کہ کامیابی کے بعد صیغہ جنگ و محکمہ مال کا افسر مجھے مقرر کیا جائے۔ ابن رائق نے اس کو منظور کر لیا۔ چنانچہ ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ ہوا۔ ابن بریدی بصرہ میں مقیم تھا۔ ایک روز اس کے ایک دستہ فوج نے شب کے وقت ابن رائق کے لشکر پر شب خون مارا ابن رائق کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن رائق نے خیال کر کے کہ مبادا ابن بریدی کے ہاتھ نہ لگ جائیں خیموں میں آگ لگوا دی سب جل کر خاک و سیاہ ہو گئے اور جزیرہ اہواز کا راستہ لیا۔ تھوڑے دنوں محکم کے پاس مقیم رہا۔ زمانہ قیام میں بعض ہمراہیوں نے محکم کو گرفتار کر لینے کی رائے دی۔ ابن رائق نے اس پر عمل نہ کیا۔ بعد ازاں اہواز سے روانہ ہو کر واسط پہنچا اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا لشکر واسط میں داخل ہو گیا تھا۔

معز الدولہ کا عسکر مکرم پر قبضہ: ابو عبد اللہ بن بریدی جزیرہ ادال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس گیا اور ابن رائق و محکم کی شکایت کر کے عراق پر قبضہ کر لینے کا لالچ دیا۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ احمد بن بویہ کو ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی جانب روانہ کیا اور ابن بریدی نے اپنے دونوں لڑکوں ابو الحسن محمد اور ابو معمر فیاض کو عماد الدولہ کے پاس بطور ضمانت کے رہنے کا حکم دیا۔ محکم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا مقام ارجان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ ایک مدت تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار شکست کھا کر اہواز چلا آیا اور چند دستہ فوج کو عسکر مکرم میں معز الدولہ کے مقابلہ پر چھوڑ آیا۔ تیرہ دنوں تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی بعد ازاں محکم کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور تشر میں جا کر دم لیا اور معز الدولہ نے کامیابی کے ساتھ عسکر مکرم پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۲۶ھ کا ہے محکم نے یہ خبر پا کر اہواز سے تشر کی طرف کوچ کیا اور ابن رائق واسط سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ محکم نے تشر میں پہنچ کر کچھ عرصہ قیام کیا۔ بعد ازاں یہ سن کر کہ ابن رائق بغداد چلا گیا ہے تشر سے واسط میں آٹھرا۔

معز الدولہ اور ابن بریدی میں ناچاقی: عسکر مکرم پر معز الدولہ اور ابن بریدی کے قابض ہونے کے بعد اہواز مبارکباد دینے کو آئے اور ان کے پاس تقریباً ایک ماہ تک مقیم رہے۔ انہیں دنوں رکن الدولہ (معز الدولہ) اور دشمنکیر سے اصفہان میں لڑائی ہو رہی تھی۔ معز الدولہ نے مہم عسکر مکرم سے فارغ ہو کر رکن الدولہ کی کمک کو ابن بریدی سے اس لشکر کی طلبی کی تحریک کی جو بصرہ میں مقیم تھا۔ چنانچہ اس میں سے چار ہزار فوج آ گئی۔ اس کے بعد دریا کے راستہ واسط جانے کو اس لشکر کی طلبی پر زور دیا جو قلعہ مہدی پر پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ ابن بریدی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ وہ موقع پا کر بصرہ بھاگ گیا اور اپنی اس فوج کو جو اصفہان جا رہی تھی اور بالفصل موس میں مقیم تھی واپس کا حکم بھیج دیا۔ اس حکم کا بھیجا تھا کہ فوج نے بصرہ کی طرف کوچ کر دیا۔

معز الدولہ کا اہواز پر قبضہ: چونکہ ابن بریدی نے عماد الدولہ (برادر معز الدولہ) سے اٹھارہ لاکھ سالانہ پر اہواز اور بصرہ کا ٹھیکہ لیا تھا اور جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ معز الدولہ سے ناچاقی اور بدظنی بھی پیدا ہو گئی تھی معز الدولہ کو اہواز اور بصرہ کے چھوڑ دینے کو لکھ بھیجا معز الدولہ نے خط پاتے ہی اہواز کو خیر باد کہہ کر عسکر مکرم کا راستہ لیا۔ ابن بریدی نے اپنے ایک عامل کو اہواز بھیج دیا اور پھر معز الدولہ کو عسکر مکرم بھی چھوڑ کر سوس چلے جانے کو لکھا۔ معز الدولہ نے انکار کر دیا۔ رفتہ رفتہ محکم

تک ان واقعات کی خبر پہنچ گئی اور اس نے ایک لشکر مرتب کر کے سوس اور چند سیا پور پر قبضہ کرنے کو بھیج دیا ان مقامات کے نکل جانے سے ابواز تو ابن بریدی کے قبضہ میں رہ گیا اور صرف عسکر مکرم پر معز الدولہ قابض رہا۔ آمدنی کم ہو گئی مگر مصارف کی وہی حالت رہی تنگی و عسرت سے بسر ہونے لگی اس اثناء میں اس کے بھائی عماد الدولہ نے ایک تازہ دم فوج معہ جملہ سامان جنگ کے اس کی کمک پہنچ دی۔ پھر کیا تھا گئی ہوئی قوت عود کر آئی۔ ابواز پر حملہ کر دیا اور اس پر نہایت مستعدی اور تیزی سے قبضہ حاصل کر لیا۔

ابن رائق کی شام کو روانگی: ابن بریدی بصرہ بھاگ آیا اور محکم واسط میں ٹھہرا ہوا ابن رائق کے عہدہ و مرتبہ کے حاصل کرنے کی کوشش اور تدبیریں کر رہا تھا ہنوز کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آئی تھی کہ ابن رائق نے علی بن خلف بن طباطب کو معہ ایک لشکر کے محکم کے پاس روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ تم معہ اس کے لشکر کے ابواز پر یلغار کر کے ابن بویہ کو نکال باہر کر دو تم کو صیغہ جنگ کی افسری اور محکمہ مال کی افسری علی کو مرحمت کی جاتی ہے۔ محکم نے ابن رائق کے اس حکم کی تعمیل کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی بلکہ علی کو اپنی وزارت میں رکھ لیا اور واسط ہی میں ٹھہرا رہا۔ وزیر ابوالفتح نے دربار بغداد کا یہ رنگ دیکھ کر ابن رائق کو بلایا اور مصر و شام کے خراج کی طمع دلائی اور یہ وعدہ و اقرار کیا کہ ان دونوں ملکوں کا خراج براہ راست میں تمہارے پاس بھیجا کروں گا۔ مزید اطمینان کے لئے ابن طغ سے مصارف کا رشتہ بھی کر لیا۔ ابن رائق ابوالفتح کی یہ درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ محکم ماہ ربیع الثانی ۳۲۶ھ میں ملک شام کو روانہ ہو گیا۔

محکم اور ابن بریدی کی جنگ: چونکہ محکم نے ابن رائق کے حکم کی صریح تعمیل نہ کی اطمینان کے ساتھ واسط میں ٹھہرا رہا۔ اس سے ابن رائق کو محکم کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا اس نے ابن بریدی سے خط و کتابت شروع کی اور محکم کے مقابلے میں متحد ہو کر لڑنے کا پیام بھیجا اس شرط سے کہ اگر محکم کو شکست ہوگی تو چھ لاکھ دینار سالانہ پر واسط تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ اتفاق یہ کہ محکم کو اس واقعہ کی خبر لگ گئی۔ ابن رائق کے لشکر کے آنے سے پیشتر ابن بریدی پر حملہ کرنے کی غرض سے بصرہ کی طرف بڑھا۔ ابن بریدی نے ابو جعفر جمال کو دس ہزار کی جمیعت کے ساتھ مقابلہ پر روانہ کیا۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد محکم نے ابو جعفر کو شکست دے دی۔ ابن بریدی اس واقعہ کو سن کر خوف سے کانپ اٹھا اور طرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگے۔ مگر جب محکم نے اس شکست کے بعد ابن بریدی کے لشکر کا تعاقب نہ کیا تو ابن بریدی کے قلب مضطرب کو اطمینان ہوا۔ شکست کے دوسرے دن محکم نے ابن بریدی کے پاس مصالحت کا خط روانہ کیا اور یہ اقرار کیا کہ اگر دربار خلافت میں میرا رسوخ ہو گیا تو واسط کی حکومت پر میں تم کو مقرر کروں گا۔ ابن بریدی نے اس کو موقع غنیمت خیال کر کے مصالحت کر لی اور محکم پھر اپنے اسی خیال میں ڈوب گیا اور اپنی ساری توجہ و کوشش دربار خلافت میں بجائے ابن رائق کے اپنا رسوخ پیدا کرنے میں صرف کرنے لگا۔

ابن مقلہ کا زوال: جس وقت وزیر ابوالفتح بن فرات شام کو روانہ ہو گیا خلیفہ راضی نے ابو علی بن مقلہ کو جیسا کہ یہ کہ پہلے بھی عہدہ وزارت پر فائز تھا۔ خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا۔ مگر یہ وزارت نام ہی کی تھی۔ درحقیقت ابن رائق سیاہ و سفید کا مختار تھا۔ اس سے پیشتر ابن رائق نے ابن مقلہ کا مال و اسباب ضبط کر لیا تھا۔ عہدہ وزارت حاصل ہونے کے بعد ابن مقلہ نے اپنے مال و اسباب کی واپسی کی تحریک کی۔ ابن رائق نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ ابن مقلہ کو یہ امر ناگوار گزرا ابن رائق کو زیر

کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ ادھر محکم کو واسط میں اور دشمنیر کو رے میں خطوط روانہ کئے اور ان دونوں سے یہ وعدہ کیا کہ میں تم کو بجائے ابن رائق کے مقرر کرادوں گا۔ ادھر وقت بے وقت خلیفہ راضی سے ابن رائق اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کی تحریک کرنے لگا۔ جب کسی قدر خلیفہ راضی رضا مند نہ ہو چلا تو یہ لالچ دیا کہ اگر خلافت مآب محکم کو بجائے ابن رائق کے مقرر فرمائیں گے تو وہ تیس لاکھ دینار ابن رائق اور اس کے ہمراہیوں سے وصول کر کے داخل خزانہ عامرہ کرے گا۔ خلیفہ راضی نے مجبوراً اس کو منظور فرمایا۔

ابن مقلہ کا انشجام۔ وزیر السلطنت نے منظوری کا اشارہ پاتے ہی محکم کے نام بھی فرمان روانہ کیا اور ابن رائق کے خوف سے خلافت مآب سے اس زمانہ تک دار الخلافہ میں رہنے کی اجازت حاصل کی جب تک یہ کام پورا نہ ہو لے۔ چنانچہ اجازت حاصل کرنے کے بعد آخری شب ماہ رمضان ۳۲۶ھ کو ایوان وزارت سے محسّرائے خلافت میں چلا آیا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ راضی نے ابن رائق کو ان حالات سے مطلع کیا ابن رائق نے پہلے خلافت مآب کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں پندرہویں شوال ۳۲۶ھ کو وزیر السلطنت ابن مقلہ کا ہاتھ کنوایا۔ جو تھوڑے دنوں کے علاج سے اچھا ہو گیا اور پھر عہدہ وزارت کی کوشش کرنے لگا اور ابن رائق کی زیادتیوں کا شکاکی ہوا۔ ابن رائق نے اس سے مطلع ہو کر اس کی زبان گندی سے نکالی اور ایک تنگ و تنار یک مکان میں قید کر دیا تا آنکہ مر گیا۔

محکم کو امیر الامراء کا خطاب۔ اس سے پیشتر محکم برابر خود کو ابن رائق کی طرف منسوب کرتا اور اپنے پیروں اور ڈھالوں پر ”محکم رائق“ کندہ کرتا یہاں تک کہ وزیر السلطنت ابن مقلہ کا فرمان بایں مضمون ملا۔ خلافت مآب نے تم کو امیر الامراء کا خطاب عنایت فرمایا ہے طمع دامن گیر ہوئی۔ ابن رائق کا نام اپنے نشانوں سے محو کرادیا اور سامان سفر درست کر کے ماہ ذیقعدہ ۳۲۶ھ میں واسط سے بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ خلیفہ راضی نے اس آمد سے مطلع ہو کر واسط واپس جانے کو تحریر کیا۔ محکم نے کچھ خیال نہ کیا۔ رفتہ رفتہ نہروالی کے شرفی ساحل پر پہنچا اور ابن رائق کا لشکر اس کے غریب ساحل پر تھا۔ محکم کی فوج نے ایک پایاب مقام سے نہروالی عبور کر کے ابن رائق کے لشکر پر حملہ کیا ابن رائق کا لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ ابن رائق نے عکبر امیں جا کر دم لیا اور محکم پندرہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو کامیابی کا پھر یہ اپنے ہاتھ میں لئے بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے دوسرے دن دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا۔ خلافت مآب نے اس کو امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرمایا۔

ابن رائق کی روپوشی۔ اس کے بعد محکم نے خلیفہ راضی کی جانب سے اُن سپہ سالاروں کے نام واپس آنے کے احکامات روانہ کئے جو ابن رائق کے ہمراہ تھے چنانچہ وہ سب واپس آئے۔ ابن رائق بھی خفیہ طور سے بغداد چلا آیا اور ایک بار س گیارہ مہینے امارت کر کے گوشہ گمنامی میں روپوش ہو گیا۔ محکم نے مونس کے مکان میں قیام کیا اور بغداد میں دولت عباسیہ پر حکمران ہو کر رہنے لگا۔

آذربائیجان پر سبکری کا قبضہ۔ دشمنیر کے عمال سے سبکری بن مروی نامی ایک عامل بلا دجلہ پر مامور تھا۔ بلا دجلہ صوبہ آذربائیجان سے ملا ہوا ہے۔ ان دنوں اس صوبہ پر دہسم بن ابراہیم کردی (ایہ ابن ابی الساج کا ایک سپہ سالار تھا)

حکومت کر رہا تھا۔ سبکی کے دماغ میں آذربائیجان کی تسخیر کی ہوسامی۔ لشکر مرتب کر کے فوج کشی کر دی۔ دیسم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ متواتر لڑائیاں ہوئیں اور دونوں لڑائیوں میں کامیابی کا سہرا سبکی کے سر زہا دیسم شکست کھا کر بھاگا۔ سبکی نے کل بلاد آذربائیجان پر باستثناء اردبیل کے جو آذربائیجان کا دار الحکومت تھا قبضہ کر لیا اور ایک مدت تک اس کا بھی محاصرہ کئے رہا۔ اہل اردبیل نے دیسم کو یہ حالات لکھ بھیجے اور اس سے یہ درخواست کی ”آپ اس پر جس وقت یہ ہم لوگوں سے مصروف جنگ و جدال ہو پیچھے سے حملہ کیجئے خدا کی ذات سے کامل یقین ہے کہ اس موذی کو شکست ہوگئی۔ دیسم نے درخواست منظور کر لی حملہ کرنے کی تاریخ مقرر کی گئی وقت اور دن کا تعین کیا گیا۔ سبکی اس خیال میں ڈوبا ہوا کہ اردبیل کا کوئی والی وارث نہیں ہے حصار میں سختی سے کام لے رہا تھا اہل اردبیل نے تاریخ و وقت مقررہ پر شہر سے نکل کر حملہ کیا۔ سبکی نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا۔ اہل اردبیل لڑتے ہوئے پیچھے ہٹے۔ سبکی کی فوج جوش کامیابی میں آگے بڑھتی گئی یہاں تک کہ شہر پناہ کی دیوار کے قریب پہنچ گئی۔ اہل اردبیل نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔ دیسم نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سبکی کی فوج اس ناگہانی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ سبکی نے موقان میں جا کر دم لیا۔ والی موقان اصمہ بن ہابن دولت نے ایک نازہ دم فوج سے سبکی کی مدد کی اور اس کے ساتھ ساتھ دیسم سے لڑنے کو آیا۔ اس معرکہ میں دیسم کو شکست ہوئی۔

دیسم کا آذربائیجان پر دوبارہ قبضہ: دیسم کی کچھ سمجھ میں نہ آیا سیدھا دشمن کے پاس رے چلا گیا اور اس سے یہ درخواست کی کہ میں آپ کی اطاعت قبول کرتا ہوں اور سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ آپ مجھے سبکی کے بچہ غضب سے بچائیے چونکہ دشمن کو سبکی کی ان جہیم کامیابیوں سے مخالفت کا خطرہ پیدا ہو چکا تھا ایک لشکر اس کے ساتھ کر دیا اسی اثناء میں سبکی کے لشکریوں نے بھی ایک درخواست مشروطاعت و فرمانبرداری دشمن کی خدمت میں روانہ کی تھی کسی ذریعہ سے سبکی کو اس کی خبر لگ گئی وہ اپنے چند مخصوص مصاحبوں کو لے کر ارمینہ چلا گیا اور اس کے اطراف و مضافات کو تاخت و تاراج کر کے زون (معلقہ بلاد ارمن) کی طرف بڑھایا۔ ارمینیوں نے اس سے چھٹیر چھاڑ کی اور اس کو معہ اس کے چند ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ نے میدان کارزار سے واپس ہو کر ساسان بن سبکی کو امارت کی کرسی پر بٹھایا اور طرم ارمنی کے دار الحکومت پر اپنے سردار سبکی کا بدلہ لینے کو حملہ آور ہوئے طرم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا اور نہایت سفاکی اور بے رحمی سے ان کو پامال کیا۔ باقی فوج میں سے بعض تو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلے گئے اور بعض نے بغداد میں جا کر دم لیا۔ جن لوگوں نے ناصر الدولہ کے پاس موصل جا کر پناہ لی تھی ان کو ناصر الدولہ نے اپنے چچا زاد بھائی ابو عبد اللہ حسین بن سعید بن حمدان کے پاس دیسم سے جنگ کرنے کو آذربائیجان بھیج دیا کیونکہ دیسم موصل پر قبضہ کرنے کی تیاری نہایت تیزی سے کر رہا تھا اور ابو عبد اللہ حسین اپنے چچا زاد بھائی ناصر الدولہ کی طرف سے معاون آذربائیجان پر مامور تھا۔ دیسم نے یہ خبر پا کر ابو عبد اللہ حسین کا قصد کیا۔ اس میں اُس کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی موصل کی جانب لوٹ پڑا اور دیسم نے زیر حمایت و دشمنی آذربائیجان پر قبضہ کر لیا۔

ابن رائق کا بغداد پر قبضہ: ۳۳۲ھ میں خلیفہ راضی اور محکم نے موصل اور دیار ربیعہ کی جانب کوچ کیا اس وجہ سے کہ ناصر الدولہ بن حمدان والی موصل نے خراج بھیجتا بند کر دیا تھا۔ بحکریہ میں پہنچ کر خلافت مآب نے قیام کر دیا اور محکم آگے

بڑھتا گیا جب موصل کو چھ کوس باقی رہ گئے تو ناصر الدولہ مقابلہ پر آیا بہت بڑی خون ریز لڑائی ہوئی۔ بالآخر ناصر الدولہ شکست کھا کر بھاگا۔ محکم نصیین تک اور نصیین سے آمد تک تعاقب کرتا چلا گیا اور کامیابی کے بعد فتح کی اطلاع خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کی چنانچہ خلافت مآب تکریت سے دریا کے راستہ موصل کو روانہ ہوئے موکب ہمایوں میں قرامط کا بھی ایک گروہ تھا جو محکم کی اطلاعی عرضی آنے کے بعد علیحدہ ہو گیا تھا۔ ابن رائق اس گروہ سے درپردہ خط و کتابت رکھتا تھا۔ جب یہ خلافت مآب سے علیحدہ ہو کر بغداد واپس آیا تو ابن رائق گوشہ گمنامی سے نکل کر اس گروہ کے پاس آیا اور بغداد پر قابض و متصرف ہو گیا۔

ابن رائق کی شام کو روانگی: رفتہ رفتہ خلافت مآب تک اس کی خبر پہنچی۔ دریا کا راستہ چھوڑ کر خشکی کے راستہ موصل کا قصد کیا اور محکم کو یہ واقعہ لکھ بھیجا۔ محکم نے بعد غلبہ و تصرف نصیین سے مراجعت کر دی۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر آمد سے نصیین چلا آیا اور اس پر اور دیار ربیعہ پر قابض و متصرف ہو گیا اس اثناء میں جب کہ ہمارا بیان محکم کو روانگی بغداد کی تیاری کر رہے تھے۔ ناصر الدولہ کی واپسی اور نصیین پر قبضہ کرنے کی خبر گوش گزار ہوئی۔ محکم کو سخت افسوس اور صدمہ ہوا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ ناصر الدولہ کا ایک خط مشعر مصالحت اور پانچ لاکھ دینار تاوان جنگ دینے کا آیا محکم نے مصالحت وقت کے پیش نظر مصالحت منظور کر لی۔ صلح نامہ مرتب کیا گیا فریقین کے وکلاء نے دستخط کئے۔ مصالحت کے بعد خلیفہ راضی اور محکم نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ راستہ میں ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد ملا اس کو ابن رائق نے صلح کا پیام دے کر بھیجا تھا۔ محکم نے ابن رائق کا پیام سن کر خلافت مآب کی خدمت میں پیش کیا خلافت مآب نے ابن رائق کی درخواست کے مطابق راہ فرات، دیار مضعر، حران، الرہا، قسریں اور عوام کی حکومت عنایت فرمائی چنانچہ ابن رائق نے ماہ ربیع الثانی ۳۲۷ھ میں بغداد سے صوبجات مذکورہ بالا کا راستہ لیا اور خلیفہ راضی معہ محکم کے بغداد میں داخل ہوا۔

بالبان ترک کی سرکوبی: محکم نے سپہ سالاران ترک سے البان نامی ایک سپہ سالار کو بطور اپنے نائب کے انبار پر مقرر کیا تھا اس نے اسی زمانہ میں فرات کی گورنری کی درخواست دی جو محکم نے منظور کر لی البان نے سند حکومت حاصل کرنے کے بعد رجب کی جانب کوچ کیا اور ابن رائق سے خط و کتابت کر کے علم خلافت اور محکم کا مخالف بن بیٹھا۔ محکم اس واقعہ سے مطلع ہو کر البان کی سرکوبی کو اٹھ کھڑا ہوا پانچ دن میں مسافت طے کر کے رجب پہنچا اور بحالت غفلت البان پر حملہ کر دیا البان کا لشکر اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ البان کو گرفتار کر لیا گیا اور اونٹ پر سوار کر کر بغداد لایا گیا اور جیل میں ڈال دیا گیا۔ یہ اس کا آخری عہدہ تھا۔

ابو عبد اللہ بن بریدی کی وزارت: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت ابوالفتح بن جعفر بن فرات شام کی طرف روانہ ہو گیا ہے اور بوقت روانگی بجائے اپنے دربار خلافت میں عبد اللہ بن علی بصری کو بطور نائب مقرر کر گیا ہے محکم نے اس کے وزیر خلف بن طہاب کو گرفتار کر کے ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد کو عہدہ وزارت پر مامور کیا اس نے کہہ سن کر محکم اور ابن بریدی سے مصالحت کرا دی۔ بعد ازاں ابن بریدی نے چھ لاکھ دینار سالانہ خراج پر صوبہ واسط کی سند حکومت حاصل کی اس کے بعد وزیر السلطنت ابوالفتح نے مقام رملہ میں وفات پائی۔ اس وقت ابو جعفر نے بارگاہ خلافت میں ابو عبد اللہ بن بریدی کی وزارت کی سفارش کی جسے خلیفہ راضی نے منظور فرما لیا۔ عبد اللہ بن بریدی نے دربار خلافت میں بجائے اپنے

عبداللہ بن بصری کو بطور نائب کے مقرر کیا جیسا کہ وہ خود اس سے پیشتر وزیر السلطنت ابوالفتح کی طرف سے متعین تھا۔

رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ: جس وقت ابن بریدی کی حکومت کو واسط میں استقلال و استحکام حاصل ہو گیا اس وقت اس نے ایک لشکر سوس کی جانب روانہ کیا ان دنوں سوس میں ابو جعفر ظہیری معز الدولہ احمد بن بویہ کا وزیر حکومت کر رہا تھا اور خود معز الدولہ ابواوز میں مقیم تھا۔ ابو جعفر نے قلعہ بندی کر لی اور قلعہ کی فصیلوں سے ابن بریدی کے لشکر کا مقابلہ کرنے لگا۔ ابن بریدی کے لشکر نے سوس کے اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کر دیا۔ معز الدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا یہ اس وقت اصفہان سے واپس آ کر اصطر میں خیمہ زن تھا۔ اپنے بھائی کا خط دیکھ کر سوس کی جانب کوچ کر دیا۔ اتفاق یہ پیش آیا کہ قبل اس کے پہنچنے کے ابن بریدی کا لشکر واپس جا چکا تھا مگر اس کے جوش انتقام نے واسط کے قبضہ پر مجبور کر دیا ایک دو روز سوس میں قیام کر کے واسط کا راستہ لیا کوچ و قیام کرتا ہوا واسط پہنچا اور شہر کے غربی جانب پڑا ہوا تھا جدال و قتال کی نوبت نہیں آئی تھی کہ رکن الدولہ کے لشکر میں تشویش سی پیدا ہو گئی۔ ایک گروہ امن حاصل کر کے ابن بریدی کے پاس چلا آیا۔ اس کے بعد خلیفہ راضی اور متحکم نے بغداد سے واسط کی طرف ابن بریدی کی کمک کو کوچ کیا۔ رکن الدولہ یہ خبر پا کر ابواوز کی جانب اور پھر ابواوز سے رامہر مرگولونا رامہر مزینچ کر یہ خبر لگی کہ دشمن نے اپنا لشکر ماکان بن کابی کی مدد کو بھیج دیا ہے اور اصفہان اپنے حمایتیوں سے خالی ہے فوراً سامان جنگ و سفر درست کر کے رامہر مزینچ سے اصفہان آ پہنچا اور اس پر قبضہ کر کے دشمن کے ہتھیاروں کو جس قدر اس وقت موجود اور باقی تھے نکال دیا۔

متحکم کا واسط پر قبضہ: متحکم اور ابن بریدی میں مصالحت ہونے کے بعد ابن بریدی نے اپنی بیٹی کا متحکم سے عقد کر دیا اور پھر دونوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ متحکم بلاد جبل کے فتح کرنے کو دشمن پر فوج کشی کرے اور ابو عبداللہ بن بریدی ابواوز پر قبضہ کرنے کی غرض سے معز الدولہ پر حملہ آور ہوا۔ اس رائے کے مطابق متحکم نے حلوان کا راستہ لیا۔ ابن بریدی نے پانچ سو آدمیوں کو متحکم کی کمک پر روانہ کیا۔ متحکم نے بھی اپنے چند ہمراہیوں کو ابن بریدی کے پاس روانگی سوس اور ابواوز کی تحریک کرنے کو بھیج دیا۔ ابن بریدی پہلے اٹک جاتا تھا تا آنکہ ان لوگوں پر یہ امر ظاہر ہو گیا کہ ابن بریدی متحکم کی مخالفت پر آمادہ ہے ان لوگوں نے متحکم کو اس سے مطلع کر دیا۔ متحکم ارادہ ترک کر کے بغداد واپس آیا اور ابن بریدی کو وزارت سے معزول کر کے اس کی جگہ ابو القاسم بن سلیمان بن حسین بن خالد کو مامور کیا اور ابو جعفر بن شیرزاد کو جو اس کی وزارت کا حامی اور سفارشی تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد سامان سفر درست کر کے براہ دریا آخری ذی الحجہ ۳۲۸ھ کو واسط کی طرف کوچ کیا اور ایک لشکر براہ خنکی بھیج دیا۔ ابن بریدی یہ خبر پا کر واسط سے بصرہ بھاگ گیا اور متحکم نے واسط میں پہنچ کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا۔

ابن رائق کا شام پر قبضہ: ابن رائق اس کے دیار مصر، شوز، قسریں اور عوام کی طرف ابن رائق کے روانہ ہونے کے حالات ہم بیان کر آئے ہیں۔ چنانچہ جس وقت اس نے ان بلاد میں اپنی حکومت کے سکہ کو استقلال و استحکام کے ساتھ چلا ہوا دیکھ لیا اس وقت اس کے دماغ میں ملک شام کی جوس سما کی اور لشکر متب کر کے محس کی طرف کوچ کر دیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے دمشق کی جانب بڑھا۔ ان دنوں دمشق میں بدر بن عبداللہ اشیدی معروف بہ بدر بکرانی کر رہا تھا۔ ابن رائق نے اس کو دمشق سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں رملہ پر قبضہ کرتا ہوا بقصد دیار مصر، عریش کی جانب روانہ ہوا۔ اشید محمد بن طغ مقابلہ

پر آیا۔ پہلے حملہ میں اشید کو شکست ہوئی ابن رائق کے لشکریوں نے اس کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اشید کے لشکر نے کمین گاہ سے نکل کر ابن رائق کے لشکر پر حملہ کیا اس حملہ میں ابن رائق شکست کھا کر دمشق کی جانب بھاگا۔ اشید نے اپنے بھائی ابونصر بن طغ کو تعاقب پر روانہ کیا۔ ابن رائق نے دمشق سے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ گھسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ابونصر بھاگ کھڑا ہوا اور بھاگتے ہوئے مارا گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد ابن رائق نے ابونصر کی نعش کو نہلا کفنا کر معہ تعزیت نامہ کے اپنے بیٹے مزاحم کے ہمراہ اشید کے پاس مصر بھیج دیا۔ اشید نے مزاحم کو بڑی عزت و توقیر سے ٹھہرایا اور اس کے باپ ابن رائق نے اس طور سے مصالحت کر لی کہ مصر اور رملہ کو اس نے لے لیا۔ ماوراء اس کے شام تک کے بلاد پر ابن رائق کو قبضہ دے دیا اور رملہ کے معاوضہ میں ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار سالانہ دیئے کا اقرار کیا۔

بیرونی مہمات دمشق کا ملطیہ کا محاصرہ ۳۲۲ھ میں دمشق والی روم نے پچاس ہزار فوج سے سمیاط کی جانب قدم بڑھایا اور ملطیہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا آخر الامران کے ساتھ مفتوح کر لیا اکثر اہل ملطیہ اپنے مال و اسباب اور اہل عیال کی محبت سے نصرانی ہو گئے اور قلیل تعداد بھراہی بطریق بلاد اسلامیہ بھیج دیئے گئے اس کے بعد دمشق نے سمیاط کو مفتوح کیا اور اس کے مضافات کو ناخت و تاراج کر کے اکثر بلاد ساحلیہ پر قبضہ کر لیا۔

ابن ورقا شیبانی کا جنوہ اور سردانیہ پر قبضہ ۳۲۳ھ میں قائم علوی نے افریقیہ سے ایک بیڑہ جنگی جہازات کا بلاد کفار کی طرف روانہ کیا۔ جو شہر جنود فتح کر کے سردانیہ کی جانب بڑھا اہل سردانیہ مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اہل سردانیہ کی اکثر کشتیوں کو جلا کر قرقیسیا (ساحل شام) کا راستہ لیا۔ یہاں بھی یہی واقعہ پیش آیا صحیح و سلامت واپس آیا یہ عقدہ ۳۲۶ھ میں مابین رومیوں اور مسلمانوں کے مصالحت ہوئی۔ فریقین نے قیدیوں کا باہم تبادلہ کیا چھ ہزار تین سو قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ ابن ورقا شیبانی اس مہم کا سرگروہ تھا۔

قاہرہ اور راضی کے عہد کے عمال: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ اس وقت علم خلافت کے قبضہ میں سوائے صوبجات اہواز، بصرہ، واسطہ اور جزیرہ کے اور کوئی ملک باقی نہیں رہ گیا تھا اور بنی بویہ فارس اور اصفہان پر، دشکیر بلاد جنبل پر، ابن بریدی بصرہ پر، ابن رائق واسطہ پر قابض و متصرف ہو رہا تھا آپ یہ بھی اوپر پڑھ آئے ہیں کہ عماد الدولہ بن بویہ فارس میں حکمرانی کر رہا تھا اور رکن الدولہ (عماد الدولہ کا بھائی) اصفہان، ہمدان، قم، قاشان، کرخ، رے اور قزوین میں دشکیر سے الجھا ہوا تھا اور معز الدولہ (عماد الدولہ اور رکن الدولہ کا بھائی) اہواز اور کرمان پر غالب اور متصرف ہو گیا تھا ابن بریدی نے واسطہ کو دبا لیا تھا۔ ابن رائق شام چلا گیا تھا اور اس پر اس نے قبضہ کر رکھا تھا۔

۳۲۱ھ میں سکین خاصگی والی مصر نے وفات پائی خلیفہ قاہرہ نے بجائے اس کے اس کے بیٹے محمد کو مامور کیا لشکر نے بغاوت کی محمد نے بزور تیغ اس کو زیر کیا۔ اسی سنہ میں بنی تغلب اور بنی اسد میں جھگڑا شروع ہوا بنی اسد کے ساتھ قبیلہ طے بھی تھا

۱۔ دمشق نے بعد فتح بانی دو خیمے نصب کرائے تھے ایک خیمہ پر صلیبی پھر رہا تھا اور دوسرا خیمہ اس سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ صلیبی خیمہ کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا تھا۔ ”جو شخص نصرانیت قبول کرنا چاہے وہ اس خیمہ میں آئے اس کو اس کے اہل و عیال اور مال اسباب دے دیا جائے گا“۔ دوسرے خیمہ کے دروازہ پر یہ لکھتا تھا ”جو شخص اسلام کو دوست رکھتا ہو وہ اس خیمہ میں جائے اس کو ذاتی امان دی جائے گی اور جہاں جانا چاہے گا پہنچا دیا جائے گا“۔ اس حکمت عملی سے اکثر اہل ملطیہ عیسائی ہو گئے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۱۲۔

ناصر الدولہ حسن بن عبداللہ بن حمدان معہ ابوالاعز بن سعید بن حمدان کے مصالحت کرانے کو گیا۔ باتوں باتوں میں ہلچل مچ گیا جس میں ابوالاعز کو ایک ثقلبی نے مار ڈالا ناصر الدولہ نے ان پر حملہ کر دیا اور حدیث تک ان کا تعاقب کرتا گیا۔ حدیث میں پانس غلام مونس والی موصل مل گیا۔ بنی تغلب اور بنی اسد اس کے ساتھ ہو گئے اور ویار ربیعہ کی طرف مراجعت کر دی۔

۳۲۳ھ میں خلیفہ راضی نے اپنے دونوں بیٹوں ابو جعفر اور ابو الفضل کو بلاد مشرق اور مغرب کی حکومت عنایت کی اور ۳۲۴ھ میں محمد بن طغج کو علاوہ ملک شام کے جو اس کے قبضہ میں تھا صوبہ مصر کی بھی گورنری مرحمت فرمائی صوبہ مصر پر احمد بن کیغلیخ مامور تھا اسی سنہ میں اسے معزول کیا گیا۔

خلیفہ راضی کی وفات: خلیفہ راضی باللہ ابو العباس احمد بن مقتدر نے ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں وفات پائی اس نے چند مہینے کم سات برس خلافت کی۔ اس کے مرنے پر محکم نے اپنے مصاحبوں اور نشینوں کو مجتمع کیا لیکن عجمی الاصل ہونے کی وجہ سے اس کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ یہ آخری خلیفہ تھا جس نے مہر پر اکثر خطبہ دیا اگرچہ اس کے بعد بعض خلفاء نے مہر پر خطبہ دیا ہے لیکن وہ شاذ و نادر میں داخل ہیں جن کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ آخری خلیفہ نے جس نے داستان وقصہ گو یوں کو مقرر کیا اور ہم نشینوں و مصاحبوں کو امور سلطنت میں دخیل بنایا اس کی دولت و حکومت آخری دولت و حکومت ہے جس کے تعلقات جائزے، انعامات، جاگیرات، مظالم، خدم و حشم اور حجاب خلفاء مقتدین کی طرح تھے۔

باب : ۲۵

ابراہیم بن مقتدر المقتدیؒ

۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ

بیعت خلافت: حکم خلیفہ راضی کی وفات کے وقت واسط میں مقیم تھا۔ اس زمانہ سے یہاں ٹھہرا ہوا تھا جب سے کہ اس نے ابن بریدی سے اس کو چھین لیا تھا۔ خلیفہ راضی کی وفات کے بعد اراکین دولت تقرر خلیفہ میں حکم کے خط کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ اسی اثناء میں اس کا خط ابو عبد اللہ کوئی کی معرفت وارد ہوا۔ لکھا ہوا تھا کہ وزراء امراء لشکر قضاۃ حلوئین عباسین اور رؤسا شہر وزیر السلطنت ابو القاسم سلیمان بن حسن کے پاس مجتمع ہو کر کوئی کے مشورہ سے جس کے طریقہ و مذہب کو خاندان خلافت سے پسند کریں اس کو مسند خلافت پر متمکن کر لیں اس تحریر کے مطابق اراکین دولت امراء لشکر اور رؤسا شہر نے مجتمع ہو کر ابراہیم بن مقتدر کو خلافت کے لئے بالاتفاق منتخب کیا۔ اگلے دن جو کہ ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ کا آخری دن تھا۔ مقتسم الیہ کو مجلس عام میں طلب کر کے مسند خلافت پر جلوہ افروز کیا۔ نئے خلیفہ نے تکمیل بیعت کے بعد ”المقتدیؒ“ کا مبارک لقب پسند فرمایا۔ ابو القاسم سلیمان بدستور عہدہ وزارت پر جیسا کہ اس سے پیشتر تھا برائے نام قائم و بحال رہا لیکن درحقیقت زمام امور سیاست و انتظام کوئی (حکم کے سیکرٹری) کے ہاتھ میں رہتی اور سلامت طولونی کو عہدہ حجابت مرحمت ہوا۔

حکم کا خاتمہ: ابو عبد اللہ بریدی نے واسط سے بصرہ بھاگ کر آنے کے بعد ایک لشکر ندر کی جانب روانہ کیا۔ حکم نے بھی اس کے مقابلہ پر بمراہنری تو زون فوجیں بھیجیں۔ دونوں فریق گتہ گئے۔ گھسان کی لڑائی ہوئی۔ پہلے تو زون شکست کھا گیا اور حکم کو واسط سے اپنی مدد کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ حکم نے نصف رجب کو واسط سے ندر کی جانب کوچ کیا۔ بعد ازاں تو زون کو فتح نصیب ہوئی اثناء راہ میں تو زون کا خط جس میں فتح کی اطلاع تھی۔ حکم کو ملا۔ پڑھ کر خوش ہو گیا۔ سیر و شکار کرتا ہوا نہر حور بک چلا گیا۔ کسی نے یہ خبر کر دی کہ یہاں پر کردوں کا ایک گروہ ہے جس کے پاس بے حد مال و اسباب ہے۔ حکم نے باوجودیکہ اس کے رکاب میں محدودے چند سوار تھے حملہ کر دیا۔ کردوں کو شکست ہوئی۔ حکم نے تیروں کا بیدہ برساتا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک نو عمر نوجوان نے پیچھے سے حکم کو نیزہ مارا۔ گھوڑے سے تڑپ کر زمین پر آ رہا اور فوراً دم توڑ

دیا۔ (یہ واقعہ ماہ رجب کی چھبیسویں تاریخ کا ہے)

ابن بریدی کا عروج: محکم کے مارے جانے کے بعد سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ دلیلی فوج جس کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی ابن بریدی کے پاس چلی گئی۔ ابن بریدی نے بصرہ سے بھی بھاگ جانے کا قصد مصمم کر لیا تھا لیکن اس فوج کے پہنچ جانے سے جان میں جان آ گئی۔ توانائی و قوت کا خون تمام رگوں میں دوڑنے لگا۔ سب کی تنخواہیں دو چند کر دیں۔ انعامات دیئے۔ باقی رہا ترکوں کا لشکر وہ واسطہ چلا گیا اور بکینک کو جیل سے نکال کر اپنا سردار بنالیا۔ بکینک نے معاند لوگوں کے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کو بغداد کی جانب کوچ کر دیا اور محکم کے مکان کے مال و اسباب کی فہرست مرتب کر کے خلافت مآب کے حضور میں پیش کر دی۔ خلافت مآب نے ضبط کر کے داخل خزانہ عامرہ کر لیا۔ ضبط شدہ مال کی قیمت گیا رہ لاکھ دینار تھی۔ دو برس آٹھ مہینے امارت کی۔

بریدی کی امارت: محکم کے قتل کے بعد دلیلی فوج نے یکشور ابن ملک بن مسافر کو اپنی سرداری دی۔ مسافر ابن سلا دوالی طرم وہ شخص ہے کہ جس کے بعد اس کے بیٹے آذربائیجان پر قابض و متصرف ہوئے اور اتراک اس سے برسر پیکار آئے۔ جب وہ اثناء جنگ میں ترکوں کے ہاتھوں مارا گیا تو دلیلم نے بجائے اس کے کورنگین کو مقرر کیا اور ترکوں نے بکینک (یہ محکم کا موالی تھا) کو اپنا امیر بنایا جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ دلیلی فوج ابو عبد اللہ بریدی کے پاس چلی گئی تھی جس کی وجہ سے اس کی گئی ہوئی قوت پھر عود ہو گئی۔ لشکر مرتب و آراستہ کر کے بصرہ سے واسطہ کی جانب روانہ ہوا۔ خلیفہ متقی نے یہ خبر پا کر ڈیڑھ لاکھ دینار بھیج دیئے تاکہ ابن بریدی واپس جائے۔ اس کے بعد ترکوں کو بریدیوں سے جنگ کرنے کو محکم کے مال سے چار لاکھ دینار مرحمت فرمائے۔ سلامتہ طولونی کو اس کا سردار مقرر کیا اور خود بدولت نے ان کے ہمراہ آخری ماہ شعبان ۳۲۹ھ کو بغداد سے نہر دیالی کی جانب کوچ کیا۔ بریدی لشکر واسطہ سے بغداد کو روانہ ہوا۔ جوں ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں ترکوں پر ابن بریدی کا ایسا خوف غالب ہوا کہ ان میں سے کچھ تو امان حاصل کر کے ابن بریدی سے جا ملے اور باقی ماندہ موصل چلے گئے ان میں تو زون اور جج تھا۔ سلامتہ طولونی اور ابو عبد اللہ طولونی روپوش ہو گیا۔ مقابلہ میں ایک شخص بھی نہ رہا۔ ابو عبد اللہ بریدی بلا مزا محنت و محاسنت احد سے اوائل رمضان المبارک سنہ مذکور میں داخل بغداد ہو گیا اور شہر کے مکان میں اُترا۔

وزیر ابو الحسن کی معزولی: وزیر السلطنت ابو الحسن بن میمون قضاۃ اراکین دولت اور روسا شہر و ملت ملنے کو آئے۔ خلافت مآب نے تہنیت کا خط لکھا کھانا بھیجا اور وزیر کے لقب سے مخاطب کرتے رہے کچھ عرصہ بعد ابن بریدی نے وزیر السلطنت ابو الحسن کو اس کی وزارت کے دو مہینے بعد گرفتار کر کے بصرہ کی جیل میں ڈال دیا اور خلیفہ متقی سے مصارف فوج کے لئے پانچ لاکھ دینار طلب کئے اور کہلا بھیجا کہ اگر یہ رقم نہ دی جائے گی تو خلافت مآب کا انجام کار بھی وہی ہوگا جو خلفاء معزز، متعین اور مہندی کا ہوا ہے۔ خلیفہ متقی نے چار ونا چار پانچ لاکھ دینار بھیج دیئے اور پھر جب تک ابن بریدی بغداد میں ٹھہرا ہا ملاقات نہ کی۔

ابن بریدی کا فرار: جس وقت ابن بریدی کے پاس رقم مذکورہ مرسلہ خلیفہ متقی پہنچی لشکریوں نے طلبی تنخواہ کا شور وغل مچایا دلیلی فوج ہلچلی ہوئی ابو الحسن برادر ابن بریدی کے مکان پر پہنچی۔ ترکوں کی فوج بھی اس ہنگامہ میں آ کر شریک ہو گئی اور

طوفان بے تمیزی کی طرح ابن بریدی کے مکان کی طرف بڑھی۔ ابن بریدی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر پل کو تروادیا۔ عوام الناس کے مصاحبوں پر ٹوٹ پڑے۔ گھبرا کر مجمع اپنے بیٹے ابو القاسم اور چند ہمراہیوں کے واسطے کی طرف بھاگ نکلا۔ یہ واقعہ آخری ماہ رمضان المبارک ۳۲۹ھ کا ہے جب کہ بغداد میں اس کے آنے کو چوبیس یوم گزر چکے تھے۔

کورتکین کی امارت: ابن بریدی کے بھاگ جانے کے بعد کورتکین بغداد میں امور سیاست و انتظام پر مستول ہو گیا۔ خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بوسی کی خلافت مآب نے امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرمایا۔ علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمن کو طلب کر کے لقم و نسق امور سلطنت کے اختیارات دیئے مگر وزارت کے لقب سے لقب نہ کیا۔ قلمدان وزارت ابو اسحاق محمد بن احمد الکافی قرار پائی کو سپرد فرمایا۔ بدرخشی کو عہدہ حجابت دیا۔ اس کے بعد پانچویں شوال سنہ مذکور کو کورتکین نے بکنیک کے ترکی سپہ سالار اتراک کو گرفتار کر کے دریائے دجلہ میں ڈبو دیا۔ ترکی اور دہلیوں میں چھڑ گئی فریقین کا گروہ کثیر کام آ گیا۔ کورتکین تنہا امور سیاسی کی نگرانی کرنے لگا۔ تبدیلی وزارت کو ڈیڑھ ماہ گزر چکے تھے کہ نیا وزیر ابو اسحاق بھی کورتکین کے منہ غصہ کا شکار ہو گیا۔ بجائے اس کے ابو جعفر محمد بن قاسم کرنی عہدہ وزارت سے سرفراز ہوا۔

ابن رائق کی امارت: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ اتراک حکم سے ایک گروہ موصل چلا گیا اور پھر موصل سے ابن رائق کے پاس شام جا پہنچا۔ سپہ سالاران اتراک سے لوزون، تنج، کورتکین اور صیقوان اس گروہ میں موجود تھا۔ ان لوگوں نے ابن رائق کو واپسی عراق کا لالچ دلایا۔ اس اثناء میں غلیفہ متقی کے خطوط مشعر طبعی ابن رائق کے نام آئے چنانچہ آخری ماہ رمضان ۳۲۹ھ کو صوبہ شام میں ابو الحسن احمد بن علی بن مقاتل کو اپنا نائب بنا کر بغداد کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ موصل پہنچا۔ ناصر الدولہ بن حمدان آنکھیں پجا کر دائیں بائیں ہٹ گیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر ایک لاکھ دینار بھیج کر ابن رائق سے مصالحت کر لی۔ ابن رائق نے بغداد کا راستہ لیا۔ اتفاق سے ابو عبد اللہ بن بریدی کو اس کی خبر لگ گئی اسی وقت اپنے بھائیوں کو واسطہ بھیج دیا۔ ان لوگوں نے واسطہ سے ولیم کو نکال دیا اور ابن بریدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

کورتکین کی گرفتاری: جس وقت ابن رائق قریب بغداد پہنچا۔ کورتکین لشکر آراستہ کر کے بھصد جنگ عکبرانک آیا۔ مدقون ابن رائق سے جنگ چھڑی رہی۔ آخر کار شب عرفہ کو ابن رائق نے مع اپنے لشکر کے کوچ کیا۔ صبح ہوتے ہوتے شہر کے غربی جانب سے بغداد میں داخل ہو گیا اور بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کی خلافت مآب ابن رائق کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر دریائے دجلہ کے سیر و تماشے کے لئے تشریف لے گئے دوسرے دن قریب شام کورتکین بھی بغداد آ پہنچا۔ ابن رائق مسلح ہو کر لڑنے کو نکلا۔ مگر کورتکین کے بغداد آ جانے سے کچھ ہمت سی ہار گیا اور شام کی طرف واپس جانے کا قصد کیا پھر یہ خیال کر کے کہ بلا جدال و قتال شام واپس جانا خلاف مصلحت ہے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو دجلہ عبور کر کے کورتکین کے لشکر پر عقب سے حملہ کرنے کو روانہ کیا اور دوسرے حصہ کو اپنی کمان میں لئے ہوئے مقابلہ پر آیا۔ بازار یوں اور عوام الناس کا بھی ایک گروہ اس کے ساتھ تھا وہ بھی گاہ گاہ تیروں کا مینہ کورتکین کے لشکر پر برسا دیتے تھے۔ شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے اس اثناء میں ابن رائق کے اس لشکر نے جو دجلہ عبور کر کے حملہ کی غرض سے روانہ کیا گیا تھا۔ کورتکین کے لشکر پر عقب سے حملہ کیا۔ کورتکین کا لشکر اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ تقریباً چار سو آدمیوں نے امان کی درخواست کی۔ ابن رائق نے ان سب کو مع ان کے سپہ سالاروں کے مار ڈالا۔ کورتکین جان کے خوف

سے روپوش ہو گیا۔ خلیفہ متقی نے ابن رائق کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر ”امیر الامراء“ کا خطاب مرحمت کیا۔ وزیر ابو جعفر کرنی اپنی وزارت کے ایک مہینے بعد معزول کیا گیا اور بجائے اس کے احمد کوئی مامور ہوا بعد ازاں ابن رائق کو کورنگین کا سراغ لگ گیا جسے گرفتار کر کے دار الخلافہ میں قید کر دیا۔

ابن رائق کی ابن بریدی سے مصالحت کی کوشش: ابن رائق بوجہ امارت امراء بغداد میں مستقل طور سے رہنے لگا۔ ابن بریدی نے واسط کا خراج سالانہ بھیجنا بند کر دیا ابن رائق نے لشکر مرتب کر کے دس محرم ۳۳۰ھ کو بغداد سے واسط کی جانب کوچ کیا۔ بنو بریدی یہ خبر پا کر بصرہ بھاگ آئے۔ ابو عبد اللہ کوئی نے درمیان میں پڑھ کر مصالحت کرادی۔ چنانچہ بنو بریدی واپس آئے۔ دو لاکھ دینار بھتیا خراج کی ضمانت دی اور چھ لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا۔ مصالحت کے بعد ابن رائق نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور میں لشکر نے بغاوت کی جس میں تو زون وغیرہ بھی شریک تھے اور اس سے علیحدہ ہو کر عشرہ اخیرہ ماہ مذکور میں ابن بریدی کے پاس واسط چلا گیا اس سے بریدی کی قوت بڑھ گئی ابن رائق نے صلح صفائی کے لئے ابن بریدی سے خط و کتابت شروع کی۔ خلعت وزارت بھیجی اور اس کی طرف سے عہدہ وزارت پر ابو عبد اللہ شیراز کو بطور نائب مقرر کیا۔ اس کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ ابن بریدی اثراک اور دہلم کا ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بغداد پر چڑھا آ رہا ہے۔

خلیفہ متقی کا موصل کی جانب فرار: اسی بناء پر ابن رائق نے ابن بریدی کے نام کو وزارت سے خارج کر کے دار الخلافہ کی قلعہ بندی شروع کر دی، موقع موقع سے منجھتیں نصب کرائیں اور فضیلوں پر حصار شکن آلات جا بجا جمع کرائے۔ لشکر کو حفاظت کی غرض سے چاروں طرف پھیلا دیا۔ عوام الناس اور بازاریوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ اس سے امن عامہ خلافت کو سخت صدمہ پہنچا۔ پندرہ جمادی الثانی کو خلیفہ متقی اور ابن رائق سوار ہو کر نہر دیالی کی طرف روانہ ہوئے۔ ابو الحسن (برادر ابن بریدی) سے دریا اور خشکی میں مڈ بھڑ ہو گئی۔ ایک دوسرے سے بھڑ گئے۔ بالآخر ابو الحسن نے ان لوگوں کو شکست دے دی اور فتح یابی کا جھنڈا لئے ہوئے دار الخلافہ میں داخل ہو گیا خلیفہ متقی مع اپنے بیٹے ابو منصور اور ابن رائق کے موصل کی طرف بھاگ گیا جبکہ اس کی امارت کو چھ ماہ ہو گئے تھے اور وزیر قراطلی روپوش ہو گیا۔

کورنگین کی رہائی: ابو الحسن نے فتح یاب ہونے کے بعد محسّرائے خلافت کو لوٹ لیا گیا۔ امن و امان مفقود ہو گیا۔ کورنگین کو قید سے نکال کر واسط بھیج دیا اور بیچارہ قاہرہ باللہ سے کوئی تعرض بھی نہ ہوا۔ دار الخلافہ میں ابو الحسن نے قیام کیا۔ تو زون کو غربی شہر کی کوتوالی دی اور ان سپہ سالاروں کی ضمانت میں جو تو زون کے ساتھ تھے۔ ان کی عورتوں اور لڑکوں کو اپنے بھائی ابن بریدی کے پاس واسط بھیج دیا۔

بغداد کی تباہی: اس کے ہمراہیوں نے بعد قبضہ و دخل ہونے بھی لوٹ مار سے ہاتھ نہ اٹھایا۔ دن و ہاڑے دکائیں لوٹ لی گئیں، روسا امراء شہر مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے بازاروں میں ٹیکس کی وہ زیادتی ہوئی کہ الامان الحفیظ۔ ایک گریگیہوں جو اور ہر قسم کے اناج پر پانچ دینار محصول لگایا گیا۔ اس سے گرانی کی گرم بازاری اس حد تک پہنچی کہ ایک گریگیہوں تین سو دینار

۱۔ گر ایک پیانہ عراقی ہے جو سات قفیر کا ہوتا ہے اور ایک قفیر آٹھ ماکیک کا ہوتا ہے اور ایک مکوک ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع پوزن راج دویر کا۔ اس حساب سے ایک کر ۳۶ سمن کا ہوا۔ مترجم۔

میں فروخت ہونے لگا۔ انہیں دنوں کوفہ سے رسد آگئی اور عامل بغداد نے اسے دبا لیا اور یہ ظاہر کیا ”عامل کوفہ نے میرے لئے بھیجا ہے۔“ اس رسد کے ساتھ قرامطہ کا ایک گروہ تھا وہ ترکوں سے بھڑ گیا عوام الناس میں بھی چھڑ گئی خلق اللہ کا ایک گروہ کام آ گیا۔ لشکریوں کے شور و شغب سے عمال روپوش ہو گئے انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا قتل و غارت کی گرم بازاری سے کھیتیاں برباد ہو گئیں۔ کھیتوں کے کاٹنے کی نوبت نہ آئی۔ لوٹنے والے معہ خوشوں کے لوٹ لئے گئے۔ غرض ابن بریدی کے لشکر کا آنا تھا کہ اہل بغداد پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا۔ کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا باقی نہ رہا جو ان پر نہ کیا گیا ہو۔

ابن رائق کا خاتمہ: جس وقت ابن بریدی کے لشکر نے بغداد کا قصد کیا تو خلیفہ متقی نے ناصر الدولہ ابن محمد ان سے امداد طلب کی تھی چنانچہ اس نے ایک عظیم الشان لشکر اپنے بھائی سیف الدولہ کے ہمراہ خلافت مآب کی ملک پر روانہ کیا اتفاق یہ کہ سیف الدولہ مقام تکریت میں خلافت مآب سے اس وقت دو چار ہوا جب کہ محتشم الیہ بغداد سے ناکامی کے ساتھ آرہے تھے مجبوراً سیف الدولہ بھی خلافت مآب کے ہمراہ موصول واپس آیا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر پا کر شہر چھوڑ دیا۔ فریقین میں خط و کتابت ہونے لگی۔ آخر کار ابن رائق نے تجدید عہد کی قسم کھائی کہ مراحم اتحاد قائم رکھنے کا اقرار کیا۔ تب ناصر الدولہ نے مراجعت کی اور دجلہ کے شرقی ساحل پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ ابو منصور بن خلیفہ متقی اور ابن رائق دریائے دجلہ عبور کر کے ملے گئے۔ ناصر الدولہ بڑی آؤ بھگت سے ملا اور حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی۔ جس وقت ابو منصور سوار ہو کر واپس ہوا۔ ناصر الدولہ نے ابن رائق سے مخاطب ہو کر کہا ”آج آپ یہیں قیام فرمائیں تاکہ آئندہ تدابیر کے لئے مشورہ کیا جائے۔“ ابن رائق نے معذرت کی ناصر الدولہ مصر ہوا۔ ابن رائق کو اصرار سے بدلتی پیدا ہوئی۔ سوار ہونے کا قصد کیا۔ ناصر الدولہ نے لپک کر ہاتھ پکڑ لیا۔ ابن رائق ہاتھ چھڑا کر جوں ہی سوار ہونے لگا ناصر الدولہ نے پاؤں پکڑ کر گھسیٹ لیا ابن رائق گر پڑا ناصر الدولہ نے اشارہ کر دیا۔ ایک سپاہی نے لپک کر سر اٹار لیا اور نعش کو دجلہ میں پھینک دیا۔

ناصر الدولہ کی امارت: ابن رائق کے مارے جانے کے بعد ناصر الدولہ نے خلافت مآب کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا اور اس کے بعد خود بھی سوار ہو کر بارگاہ خلافت میں دست بوسی کو حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے ”امیر الامراء“ کا خطاب مرحمت فرمایا اور ”ناصر الدولہ“ کے لقب سے ملقب کیا۔ یہ واقعہ غرہ شعبان ۳۳۰ھ کا ہے اس کے بھائی ابو الحسن کو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز کر کے ”سیف الدولہ“ کا لقب عنایت کیا۔ اشید نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر مصر سے دمشق کی جانب کوچ کیا۔ ان دنوں دمشق میں ابن رائق کی طرف سے محمد بن یزید حکومت کر رہا تھا اس نے اشید کے پہنچنے ہی امان کی درخواست کی۔ اشید نے امان دے کر دمشق پر قبضہ کر لیا اور پھر اپنی طرف سے دمشق پر مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد بعد ولایت دمشق سے کوتوالی مصر پر تبدیل کر لیا۔

خلیفہ متقی کی مراجعت: ابو الحسن بریدی نے بغداد پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ظلم و جفا کاری کو اپنا وطیرہ بنا لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس سے اہل بغداد کو سخت نفرت پیدا ہوئی اور اس سے انتقام لینے کے لئے موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگے۔ اس اثناء میں ابن رائق کے قتل کی خبر مشہور ہوئی لشکر میں بھکڑ مچ گئی جس کے جہاں سینک سائے بھاگ نکلا۔ حج خلیفہ متقی کے پاس بھاگ گیا۔ تو زون انوش تلمین اور ترکوں نے ابو الحسن پر حملہ کرنے کا باہم عہد و پیمان کیا۔ اسی بناء پر تو زون نے دیلم کو مجتمع کر کے حملہ کر دیا انوش تلمین نے خلاف معاہدہ ترکوں کو یکجا کر کے تو زون کی مخالفت کی تو زون اس سے

مطلع ہو کر موصل چلا گیا۔ ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی کو تو زون کے آ جانے سے بہت تقویت ہوئی بغداد کی جانب مراجعت کرنے کی تیاری کر دی۔ ابوالحسن علی بن طیب کو دیار مصر یعنی الرہا و حران کا انچارج مقرر کر کے موصل سے روانہ کیا۔ ابوالحسن احمد بن علی بن مقاتل جو ابن رائق کی طرف سے ان بلاد کا والی تھا مقابلہ پر آیا گھسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ابوالحسن احمد مارا گیا۔ ابوالحسن علی نے کامیابی کے ساتھ دیار مصر پر قبضہ حاصل کر لیا اور پھر خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ بغداد کے قریب پہنچے۔

ابن بریدی کا فرار: ابوالحسن ابن بریدی یہ خبر پا کر بغداد سے اپنے آنے کے تین مہینے میں بوم کے بعد واسط کی طرف بھاگ گیا۔ عوام الناس میں بد امنی پھیل گئی اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ مع اپنے لشکر ظفر بیکر کے ماہ شوال سنہ مذکور میں داخل بغداد ہوا۔ ابواسحاق قراریطی عہدہ وزارت پر بدستور سابق بحال کیا گیا اور تو زون کو کو توالی مرحمت ہوئی اس کے بعد پھر ابوالحسن ابن بریدی نے لشکر مرتب کر کے بغداد کا قصد کیا۔ بنی حمدان بھی مقابلہ کو نکلے۔ رفتہ رفتہ مدائن پہنچے ناصر الدولہ نے مدائن میں قیام کر کے اپنے بھائی سیف الدولہ اور ابن عم ابو عبد اللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آگے بڑھایا۔ مدائن سیف الدولہ اور ابوالحسن ابن بریدی سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ تا آنکہ سیف الدولہ کو شکست ہوئی۔ ناصر الدولہ ترکی لشکر اور ان سپہ سالاروں کو لے کر مکہ پر پہنچ گیا جو اس کے ہمراہ تھے۔ سیف الدولہ نے دوبارہ صرف آرائی کی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد ابوالحسن ابن بریدی شکست کھا کر واسط کی جانب بھاگا۔ چونکہ اس معرکہ میں سیف الدولہ کی فوج میں زخمیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے تعاقب نہ کیا۔ کامیابی کے بعد ناصر الدولہ نے مراجعت کی نصف ذی الحجہ سنہ مذکور کو بغداد پہنچا۔ بعد ازاں سیف الدولہ نے واسط پر فوج کشی کی۔ بنو بریدی یہ خبر پا کر بصرہ بھاگ گئے اور سیف الدولہ نے قبضہ کر کے قیام کر دیا۔

دیسم والی آذربائیجان: آذربائیجان دیسم بن ابراہیم کردی کے قبضہ و تصرف میں تھا جو یوسف بن ابی الساج کے ہمراہیوں میں سے تھا اور دیسم کا باپ ابراہیم ہارون شاری خارجی کے مصاحبین میں سے تھا ہارون کے مارے جانے کے بعد وہ آذربائیجان چلا گیا اور اکراد کے کسی رئیس کی لڑکی سے شادی کر لی جس کے بطن سے یہ دیسم پیدا ہوا۔ جب دیسم سن شعور کو پہنچا تو یوسف بن ابی الساج کی خدمت میں رہنے لگا اس سے اس کی عزت و توقیر میں نمایاں ترقی ہوئی یہاں تک کہ یوسف کے بعد یہ آذربائیجان کا مستقل مالک بن گیا۔ اس کے بعد سکری نے جو بلاد جبل میں دشمنی کا نائب تھا۔ ۳۲۶ھ میں بلا اجازت دشمنی آذربائیجان پر چڑھائی کی اور بزور تیغ قبضہ کر لیا دیسم نے دشمنی کے پاس جا کر پناہ لی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار و عہد کیا اور امداد کی درخواست کی۔ دشمنی نے دیلمی فوج سے اس کو مدد دی چنانچہ دیسم دیلمی فوج لئے ہوئے آذربائیجان آیا اور سکری کو زیر کر کے کال دیا۔

کردوں کی امارت کا خاتمہ: صوبہ آذربائیجان جو اس سے پیشتر اس کے قبضہ میں تھا پھر دوبارہ قبضہ میں آ گیا۔ سکری کی فوج میں اکثر اکراد تھے۔ ان لوگوں نے زمانہ غلبہ سکری میں بعض قلعات آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ دیسم نے سرداران دیلم کو ملا کر کردوں کو دبا نا شروع کیا اور انہیں کے زور بازو سے ان کی بڑھی ہوئی قوت کو نیست و نابود کر دیا۔ انہیں میں صلح بن محمد بن مسافر علی بن فضل وغیرہ تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں صوبہ آذربائیجان میں کردوں کی حکومت کا نام و نشان تک مٹ گیا ایک گروہ ان کے سرداروں کا گرفتار کر لیا گیا۔ ابوالقاسم علی بن جعفر دیسم کا دیر تھا اس کو اپنے ولی نعمت سے کچھ

خطرہ پیدا ہوا طرم بھاگ گیا۔ ان دنوں طرم میں محمد بن مسافر موجود تھا۔ یہاں پر یہ ایک واقعہ غیر متوقع پیش آ گیا تھا کہ محمد بن مسافر کے دونوں لڑکے دہشودان اور مرزبان باغی ہو گئے تھے اور انہوں نے دو چار قلعے پر قبضہ کر لیا تھا۔ طرہ اس پر یہ ہو گیا تھا کہ دہشودان اور مرزبان نے اپنے باپ محمد بن مسافر کو گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب اور خزانے بھی لے لئے تھے اور اس کو تنہا ایک قلعہ میں چھوڑ دیا تھا۔ علی بن جعفر نے یہ رنگ دیکھ کر مرزبان سے ملاقات کی اور اس کو آذربائیجان پر قبضہ کر لینے کا لالچ دیا۔ مرزبان نے خوش ہو کر علی بن جعفر کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ علی بن جعفر اور مرزبان ایک ہی مذہب کے مسافر اور بلحاظ عقائد مذہبی ایک ہی تھے کیونکہ علی بن جعفر فرقہ باطنیہ سے تھا اور مرزبان دہلم سے اور باطنیہ و دہلم دونوں شیعہ ہیں۔

آذربائیجان پر مرزبان دہلم کا قبضہ۔ علی بن جعفر نے آذربائیجان پر حملہ کرنے سے قبل دہلم کے ہمراہیوں اور مصاحبوں سے خط و کتابت شروع کی اور ان لوگوں کو بہت سارا پیسہ دے کر یاد دہانہ کر کے دہلم سے برا بھیجتے کر کے اپنی جانب پھیر لیا۔ علی الخصوص دہلم کو اپنا پورا پورا حاکم بنالیا۔ گو اس وقت بظاہر دہلم سے ملے رہے جب یہ سازشیں پوری ہو چکیں تو علی بن جعفر نے مرزبان کو آذربائیجان پر حملہ کرنے کی رائے دی۔ فوجیں مرتب کر کے آذربائیجان کی جانب بڑھا صف آرائی کی نوبت آئی۔ جونہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں دہلم جیسا کہ اقرار و وعدہ ہوا تھا۔ بھاگ کر مرزبان کے پاس چلا آیا اور امان حاصل کر کے اس کے لشکر میں قیام پذیر ہو گیا۔ اس کے ہمراہ کردوں کا بھی ایک گروہ کثیر چلا آیا۔ دہلم نے محدودے چند مصاحبوں کے ساتھ آرمینیا میں جا کر دم لیا۔ حاجق بن ویرانی والی آرمینیا بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ ان دونوں میں دیرینہ مراسم تھے۔

مرزبان اور علی بن جعفر میں کشیدگی۔ اس واقعہ سے دہلم کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور اُسے کردوں کی علیحدگی اور دُوری پر سخت ندامت ہوئی حالانکہ یہ اس کے ہم مذہب یعنی خارجی تھے۔ آہستہ آہستہ پھر صلح و صفائی کرنے لگا۔ آذربائیجان پر مرزبان کے قابض ہونے کے تھوڑے دنوں کے بعد علی بن جعفر (دہلم کا سابق وزیر) کو مرزبان سے کشیدگی پیدا ہوئی رفتہ رفتہ اس درجہ ترقی پذیر ہوئی کہ ادھر اس نے مرزبان کے ہمراہیوں کو ملا کر درپردہ اپنا ہم آہنگ بنالیا اور ادھر مرزبان کو دم پٹی دے کر اس کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا اسی اثناء میں دہلم کو بھی اس نے ابھار دیا انہوں نے مرزبان کی فوج کے حصہ کثیر کو جو اس کے پاس تھی قتل کر ڈالا۔ اس سے مرزبان کے ہمراہی مرزبان سے مخالفت و بغاوت اور دہلم کی اطاعت پر تل گئے۔ جب یہ تدابیریں پوری ہو گئیں تو دہلم کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔

مرزبان اور دہلم میں مصالحت۔ دہلم نے تبریز پر پہنچ کر لڑائی کا نیرہ گاڑ دیا۔ مرزبان کے ہمراہیوں میں سے اکثر لوگ بوقت مقابلہ دہلم کے پاس بھاگ آئے مگر پھر بھی مرزبان کی عاملانہ کارروائی اور واقفیت جنگ نے دہلم کو نچا دکھایا۔ میدان جنگ سے بھاگ کر تبریز میں آ رہا۔ مرزبان نے محاصرہ کر لیا اور شدت کے ساتھ محاصرہ کو جاری رکھا اور علی بن جعفر سے صلح و صفائی کی کوشش کرنے لگا۔ بالآخر علی بن جعفر اور دہلم میں مصالحت ہو گئی۔ دہلم نے تبریز چھوڑ کر اردبیل کا راستہ لیا۔ مرزبان نے تعاقب کیا اور اردبیل پر پہنچ کر اس کو اپنے حصار میں لے لیا تا آنکہ دہلم نے طول محاصرہ سے گھبرا کر مصالحت کی درخواست کی مرزبان نے منظور کر کے بدیع و امان اردبیل پر قبضہ حاصل کیا اور دہلم کو جو کچھ مال و زر دینے کا وعدہ کیا تھا اس کو

پورا کیا۔ اس کے بعد دہسم نے یہ التجا کی کہ مجھ کو مع میرے اہل و عیال کے قلعہ طرم میں بھیج دیجئے۔ چنانچہ مرزبان نے اس درخواست کے مطابق دہسم کو مع اس کے اہل و عیال کے طرم روانہ کر دیا۔

سیف الدولہ کا زوال: جس وقت بنو بریدی واسطہ سے بصرہ کی جانب بھاگ آئے اور سیف الدولہ واسطہ میں خیمہ زن ہوا اسی وقت سے بصرہ پر اس کے دانت لگے ہوئے تھے۔ اس کی یہ دلی تمنا تھی کہ جس طرح ممکن ہو بنو بریدی سے بصرہ کو چھین لینا چاہئے مگر قلت مال اور فوج کی کمی کی وجہ سے ہمت نہ پڑتی تھی کچھ سوچ سمجھ کر اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مدد طلب کی۔ اس نے ابو عبد اللہ کوفی کی معرفت درستی فوج و سامان جنگ کے لئے روپیہ روانہ کیا۔ تو زون اور حج اس رائے کے مخالف تھے۔ سیف الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی۔ ناصر الدولہ کے بھیجے ہوئے روپوں کو مصلحتاً کوفی کی معرفت اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا اور تو زون کو مال گزاری وصول کرنے کے لئے جامدہ کی جانب روانہ کر دیا اور حج کو مدار کی طرف۔

اس واقعہ سے پیشتر سیف الدولہ شام و مصر پر حملہ کرنے کی بابت ترکوں سے خط و کتابت کر رہا تھا ہر طرح کی امیدیں دلاتا تھا مگر وہ اس امر پر آمادہ نہ ہوتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد خلاف اُمید ماہ شعبان ۳۳۳ھ میں خود سیف الدولہ ہی پر بھی حملہ کر دیا اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ ایک گروہ کو مار ڈالا۔ بے چارہ سیف الدولہ اپنی جان بچا کر بغداد کی جانب بھاگ نکلا۔ باقی رہا ناصر الدولہ جب ابو عبد اللہ کوفی واسطہ سے واپس ہو کر اس کے پاس پہنچا اور اس کے بھائی کے حالات بتلائے تو اس نے روانگی موصل کی تیاری شروع کی خلیفہ متقی سوار ہو کر اس کے پاس آیا اور موصل کی جانب روانہ ہونے کی ممانعت کی۔ پاس ادب سے اس وقت تو اس نے منظور کر لیا مگر خلافت مآب کی واپسی کے بعد سامان سفر درست کر کے اپنی وزارت کے تیرہویں مہینے موصل کی طرف کوچ کر دیا۔ دہسم اور ترکوں نے اس کے مکان کو لوٹ لیا۔ ابو اسحاق قراریطی نے زمام انتظام و حکومت سنبھالی حالانکہ اس کو وزارت کا عہدہ نہیں دیا گیا تھا۔ ابو العباس اصفہانی اپنی وزارت کے اکیاون روز بعد معزول کیا گیا۔

توزون اور حج کے مابین کش مکش: واسطہ سے سیف الدولہ کے بھاگ آنے کے بعد مابین توزون اور حج دوبارہ امارت پر منافقہ پیدا ہوا۔ آخر الامر یہ قرار پایا کہ توزون کو امارت دی جائے اور حج کمانڈر انچیف افواج مقرر ہو۔ اس کے بعد ابن بریدی پر واسطہ کے لینے کی طمع غالب ہوئی لشکر مرتب کر کے چڑھ آیا۔ توزون سے خط و کتابت شروع کی توزون نے نہایت خوش اسلوبی سے جواب دیئے اس سے قبل حج امیر جیوش بریدی کی مدافعت کو روانہ ہو چکا تھا اثناء راہ میں ابن بریدی کے اہلچی ملے جو توزون کے پاس اس کا خط لے کر گئے تھے۔ دیر تک حج ان سے باتیں کرتا رہا۔ اس کے جاسوسوں نے توزون سے یہ جڑ دیا کہ حج تو ابن بریدی سے ملا چاہتا ہے۔ توزون یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ راتوں رات سحر کر کے حج کے سر پر پہنچ گیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ پندرہویں رمضان ۳۳۳ھ کا ہے پایہ زنجیر و بہ حراست تمام واسطہ لایا اور آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دیں۔

سیف الدولہ کا بغداد سے فرار: رفتہ رفتہ سیف الدولہ تک اس واقعہ کی خبر پہنچی۔ یہ اس وقت اپنے بھائی ناصر الدولہ کے پاس پہنچ چکا تھا۔ فوراً بغداد کی جانب مراجعت کر دی نصف رمضان کے بعد باب حرب پر پہنچ کر قیام کیا اور خلیفہ متقی سے توزون کی مدافعت کی غرض سے مالی مدد طلب کی۔ خلافت مآب نے چار لاکھ درہم مرحمت فرمائے۔ سیف الدولہ نے اپنے

لشکریوں میں ان کو تقسیم کر دیا۔ سیف الدولہ کی آمد کی خبر پا کر وہ لوگ بھی ظاہر ہو گئے جو ایک مدت سے روپوش تھے۔ اس اثناء میں ان واقعات کی تو زون کو بھی خبر لگ گئی۔ واسطہ میں بجائے اپنے کیغلیغ کو بطور نائب کے مقرر کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ سیف نے یہ خبر پا کر اس لشکر بغداد کے ساتھ جو اس سے آ ملا تھا موصل کی جانب کوچ کر دیا اس کے ہمراہ حسن بن ہارون بھی تھا۔ اس کے بعد بنو ہمدان کے قدم پھر بغداد میں نہیں آئے۔

توزون کی امارت: بغداد سے سیف الدولہ کے چلے جانے کے بعد آخری ماہ رمضان ۳۳۳ھ میں تو زون داخل ہوا خلیفہ متقی نے اس کو عزت و احترام سے امارت کی کرسی پر بٹھایا۔ ”امیر الامراء“ کا خطاب مرحمت فرمایا اور ابو جعفر کرنی کو ناظر دیوان وزارت مقرر کیا۔ اس سے پہلے یہ خدمت کوئی کے سپرد تھی۔

ابن بریدی کا واسطہ پر قبضہ: واسطہ سے تو زون کے چلے آنے کے بعد ہی ابن بریدی نے چڑھائی کر دی اور بزدور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر لیا تو زون نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر کیم ذیقعدہ سنہ مذکور کو یہ قصد جنگ ابن بریدی بغداد سے کوچ کیا اس سے پیشتر یوسف بن وجیہ والی عمان نے چند جنگی کشتیاں مرتب کر کے بصرہ پر فوج کشی کر دی تھی اور ابن بریدی سے لڑائی چھیڑ دی گئی تھی۔ عنوان جنگ کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ ابن بریدی اور اس کا لشکر قریب ہلاکت پہنچ چکا تھا مگر کسی ملاح کی کارروائی سے یوسف کی جنگی کشتیوں میں آگ لگ گئی۔ محرم ۳۳۳ھ میں یوسف شکست کھا کر مضطر بنہ بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن بریدی کے لشکر نے اس کا بہت سامان و اسباب لوٹ لیا۔ اسی واقعہ میں ابو جعفر بن شیرزاد بھاگ کر تو زون کے پاس چلا آیا تو زون نے اس کو اپنے خاص مصاحبین میں شامل کر لیا۔

توزون کے خلاف سازش: محمد بن یقال ترجمان تو زون کے نامی سپہ سالاروں میں سے تھا اور یہی بغداد میں زمانہ عدم موجودگی تو زون میں اس کی قائم مقامی کر رہا تھا مگر کچھ عرصہ بعد جب کہ ابو جعفر بن شیرزاد تو زون سے آ کر مل گیا اس وقت محمد اور نیز وزیر السلطنت حسن بن مقلدہ تو زون سے مشکوک و مشتبہ ہو گئے۔ دونوں صلاح و مشورہ کر کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور خلافت مآب کو یہ فقرہ دیا کہ ابن بریدی نے تو زون کو پانچ لاکھ دینار جو اس کو متروکہ حکم سے ملے ہیں دے کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور ابو جعفر بن شیرزاد تو زون کے پاس اس غرض سے آیا ہوا ہے کہ دشمنان خلافت کو معزول اور گرفتار کر کے ابن بریدی کے حوالہ کر دے۔ خلیفہ متقی اس خبر کو سن کر حواس باختہ ہو گیا اور ابن حمدان کے پاس جانے کا قصد کیا۔ حاشیہ نصیبان دربار خلافت نے ابن حمدان کو لکھ بھیجا کہ تھوڑی سی فوج خلافت مآب کی محافظت کے لئے بھیج دو۔

ابو جعفر بن شیرزاد کی بغداد میں آمد: جس وقت حسن بن مقلدہ وزیر السلطنت اور محمد بن یقال کو اپنی سازشوں اور خلیفہ متقی کو تو زون کی جانب سے برا بیختہ کرنے میں کامیابی ہو گئی اتفاق یہ کہ انہیں دنوں ابو جعفر ابن شیرزاد بھی پانچ محرم ۳۳۳ھ کو تین سو سواروں کی جمیعت سے بغداد میں داخل ہوا اور خلافت مآب کی اجازت کے بغیر احکام صادر کرنے لگا۔

خلیفہ متقی نے ابو جعفر بن شیرزاد کے آنے سے پیشتر ناصر الدولہ بن حمدان سے موصل کے ساتھ آنے کی غرض سے لشکر طلب کیا تھا چنانچہ اس کے چچا ابو عبد اللہ حسین بن سعید بن حمدان نے ایک مختصر سی فوج بھیج دی۔ جس وقت یہ فوج وارد بغداد ہوئی ابو جعفر بن شیرزاد روپوش ہو گیا اور خلافت مآب نے اپنے حرم اور لڑکوں کے ہمراہ نگریت کی جانب کوچ کر دیا۔ علاوہ ان کے وزراء اور اعیان حکومت بھی خلافت مآب کے ہمراہ تھے مثلاً سلامت طولونی، ابو زکریا یحییٰ بن سعید موسوی، ابو محمد

مزدانی، ابواسحاق قرطبی، ابو عبد اللہ موسیٰ، ثابت بن سنان بن ثابت بن قرہ طیب اور ابو نصر محمد بن یحییٰ ترجمان۔

متقی کی موصل کی جانب روانگی خلیفہ متقی کے روانہ ہوتے ہی ابو جعفر بن شیرزاد خفیہ مقام سے نکل آیا اور بغداد میں ظلم و سفاکی کا بازار گرم کر دیا۔ لوگوں سے جرمانے اور تاوان وصول کرنے لگا اور واسط میں تو زون کو خلیفہ متقی کے چلے جانے کا حال لکھ بھیجا۔ تو زون نے واسط کی زمام حکومت ابن بریدی کے سپرد کی اور اپنی لڑکی سے اس کا عقد کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ اس وقت خلیفہ متقی تکریت میں داخل ہو گیا تھا اور سیف الدولہ نے حاضر ہو کر شرف حضور حاصل کر لیا تھا اور خلافت مآب نے ناصر الدولہ کو طبعی کا فرمان روانہ کر دیا تھا۔ چنانہ اکیسویں ماہ ربیع الثانی ۳۳۲ھ کو ناصر الدولہ نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ خلافت مآب نے تکریت سے موصل کی جانب کوچ کیا اور ناصر الدولہ تکریت میں قیام پزیر ہوا۔

توزون کا موصل پر قبضہ تو زون کو اس کی خبر لگی تو لشکر آراستہ کر کے تکریت پر چڑھائی کر دی سیف الدولہ (ناصر الدولہ کا بھائی) مقابلہ پر آیا۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار میدان تو زون کے ہاتھ رہا۔ سیف الدولہ شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگا تو زون نے اس کا اور اس کے بھائی کا لشکر گاہ لوٹ لیا اور بقصد تعاقب موصل کا رخ کیا۔ سیف الدولہ اور ناصر الدولہ نے مع خلیفہ متقی موصل چھوڑ کر نصیبین کی طرف کوچ کیا تو زون نے اس سے مطلع ہو کر موصل پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ متقی اس روزانہ تک دود سے گھبرا گیا تھا۔ نصیبین میں آرام کی صورت نہ دیکھ کر رقبہ چلا آیا تو زون کو خط لکھ بھیجا کہ میری کشیدگی اور نفرت کا سبب یہ ہے کہ ابن بریدی سے تم نے میل جول پیدا کر لیا تھا خیر اب رضامندی اس میں ہے کہ بنی حمدان سے مصالحت کر لو۔ تو زون نے اس تحریک کے مطابق ناصر الدولہ سے جس قدر بلا داس کے قبضہ و تصرف میں تھے ان کی بابت تین برس کے لئے چھ لاکھ تین ہزار درہم سالانہ پر مصالحت کر لی اور مصالحت کے بعد تو زون تو بغداد واپس آیا۔ خلیفہ متقی اور بنی حمدان رقبہ میں قیام پزیر رہے۔

آل بویہ کا واسط پر قبضہ معز الدولہ بن بویہ ہوا زون میں حکومت کر رہا تھا مگر ابن بریدی آئے دن اس کو ملک عراق پر قبضہ کر لینے کا لالچ دلاتا تھا ساتھ ہی اس کے بوقت جنگ مدد دینے کا بھی وعدہ کرتا تھا چنانچہ جس وقت تو زون نے موصل کی جانب کوچ کیا معز الدولہ نے لشکر مرتب کر کے واسط کی جانب قدم بڑھایا۔ ابن بریدی نے باوجود وعدہ و اقرار کے وعدہ خلافی کی اس اثناء میں تو زون موصل سے بغداد چلا آیا اور بغداد سے معز الدولہ کے واسط کی طرف بڑھنے کی خبر پا کر نصف ذیقعدہ ۳۳۲ھ کو بقصد جنگ واسط کی جانب روانہ ہوا۔ سترہویں ذیقعدہ کو مقام قباب حمید میں معز الدولہ اور تو زون کے مابین لڑائی شروع ہوئی تقریباً دس یوم تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ فریقین نہر دیالی عبور کرنے کی کوشش کر رہے تھے آخر کار تو زون نہر دیالی کو عبور کر گیا اور کنارہ نہر پر موجہ قائم کر کے دیلمی فوج کو عبور سے منع کرنے لگا۔ معز الدولہ بالائی نہر دیالی کی طرف یہ قصد قبضہ نہر دیالی بڑھا تو زون کو اس امر کا احساس ہو گیا۔ چند سستے فوج کو ایک سپہ سالار کے ساتھ معز الدولہ کی روک تھام کرنے کو بھیج دیا۔ اس فوج نے نہر دیالی کو ایک پایاب مقام سے عبور کیا اور کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہی جس وقت معز الدولہ مقابلہ پر آیا دفعۃً حملہ کر دیا۔ معز الدولہ اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا اور بے سرو سامانی کے ساتھ مع اپنے وزیر صہیری کے بھاگ کھڑا ہوا۔ چودہ افسر گرفتار کر لئے گئے اور دیلمی فوج کے حصہ کثیر نے تو زون سے امان حاصل کر لی۔ معز الدولہ اور صہیری نے سوس میں جا کر دم لیا۔ کچھ عرصہ بعد فوجیں مرتب کر کے دوبارہ واسط پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کر

لیا۔ ہوا خواہان ابن بریدی بصرہ چلے آئے۔

ابو یوسف بن بریدی کا قتل: ابو عبد اللہ بن بریدی کا سارا مال و غزانہ انیس لڑائیوں میں جن کو آپ اوپر پڑا آئے ہیں صرف ہو چکا تھا۔ اپنے بھائی ابو یوسف سے قرض لے کر کام چلاتا تھا لشکریوں پر اس کا بہت برا اثر پڑا۔ مال دار کی وجہ سے اس کے بھائی ابو یوسف کی طرف مائل ہو گئے۔ ابو یوسف اکثر اوقات مال و زر دینے کے وقت ابو عبد اللہ کو سخت الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ ابو عبد اللہ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ لگانے بھانے والوں نے ادھر ابو یوسف سے یہ کہہ دیا کہ ابو عبد اللہ تمہاری گرفتاری کی فکر میں ہے ایک کو دوسرے سے نفرت ہو گئی دل ہی دل میں اس درجہ رنج و ملال بڑھ گیا کہ ابو عبد اللہ نے اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا جنہوں نے ایک روز اثناء راہ میں ابو یوسف پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا۔ نعش دکھا دی گئی تو خاموش ہو کر منتشر ہو گئے۔ اس کے بعد ابو عبد اللہ بریدی اپنے بھائی ابو یوسف کے مکان میں داخل ہوا اور جو کچھ مال و اسباب اور جواہر نفیسہ پائے سب کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ان جواہر کو خود ابن بریدی نے زامانہ تہی دستی میں پچاس لاکھ درہم پر ابو یوسف کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ یہ جواہرات دراصل تنگم کے تھے اس نے اپنی بیٹی کو جب کہ ابن بریدی سے اس کا عقد کیا تھا جہیز میں دیئے تھے اور تنگم دارا خلافت کے توشہ خانہ اُن کو اڑا لیا تھا جس وقت یہ جواہر ابو یوسف کے روبرو فروخت کی غرض سے پیش ہوئے تھے اُس وقت اس نے ابو عبد اللہ بن بریدی کو بہت سخت دست الفاظ سے یاد کیا تھا اور یہی امر دونوں بھائیوں میں عداوت و دشمنی کا باعث ہوا۔

ابو عبد اللہ بن بریدی کا انتقال: اس کے بعد ابو عبد اللہ بن بریدی بھی اپنے بھائی کے مارے جانے کے آٹھ مہینے بعد مر گیا بجائے اس کے بصرہ میں ابوالحسن حکومت کی کرسی پر جانشین ہوا۔ اس نے کج خلقی اور ظلم کا برتاؤ کیا لشکریوں نے بغاوت کر دی اور قتل کی غرض سے شور و غل مچاتے دوڑ پڑے ابوالحسن بھاگ کر حجر پہنچا اور قرامطہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا ابن بریدی کے لشکریوں نے ابوالقاسم برادر زادہ ابو عبد اللہ بن بریدی کو اپنا امیر بنالیا۔ کچھ عرصہ بعد ابوالحسن نے ابوطاہر قرامطی سے امداد کی درخواست کی ابوطاہر نے اپنے بھائیوں کو مدد فوج کے ابوالحسن کے ساتھ بصرہ کے حصار اور فتح کرنے کو روانہ کیا۔ چونکہ ابوالقاسم نے بصرہ کی حکومت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا۔ ابوالحسن اور قرامطہ کی کچھ پیش نہ گئی مدتوں محاصرہ کئے رہے بالآخر مابین ابوالقاسم اور اس کے چچا ابوالحسن کے مصالحت ہو گئی۔ قرامطہ نے ہجر کی طرف مراجعت کی اور ابوالحسن بصرہ میں داخل ہوا اور پھر توزون سے ملنے کی غرض سے بغداد چلا گیا۔

ابوالقاسم والی بصرہ کے خلاف سازش: ان واقعات کے بعد یانس (ابو عبد اللہ بن بریدی کا غلام تھا) کو ریاست و حکومت کی طمع دامن گیر ہوئی۔ دیلمی سپہ سالار سے ابوالقاسم پر حملہ کرنے اور حکومت و ریاست پر خود متمکن ہو جانے کے متعلق سازش کر لی۔ چنانچہ ایک روز اسی غرض سے دیلمی فوج اپنے سپہ سالار کے پاس مجتمع ہوئی۔ اتفاق یہ کہ ابوالقاسم نے کسی کام سے یانس کو اس دیلمی سپہ سالار کے پاس بھیجا۔ دیلمی سپہ سالار کے دماغ میں تنہا حکومت کرنے کی ہوس سمائی یانس اس کو تاڑ گیا۔ ہزار خرابی اپنی جان بچا کر بھاگا اور روپوش ہو گیا۔ دیلمی فوج بھی اس کے اس طرح بھاگنے سے منتشر ہو گئی۔ سپہ سالار بھی چھپ رہا۔ ابوالقاسم کو اس کی خبر لگ گئی سپہ سالار کو گرفتار کر کے شہر بدر کر دیا اور کچھ عرصہ بعد یانس کو بھی گرفتار کر کے ایک لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کئے اور مار ڈالا۔

ابوالحسن بن بریدی کا انجام: ابوالحسن بن بریدی نے بغداد میں پہنچ کر تو زون سے امان حاصل کی اور بمقابلہ اپنے برادر زادہ ابوالقاسم کی امداد کا خواستگار ہوا۔ اس اثناء میں بصرہ سے ابوالقاسم کا بھیجا ہوا مال و اسباب و اخراج تو زون کے پاس آپہنچا۔ تو زون نے اس کو اس کے صوبہ پر بحال رکھا۔ ابوالحسن کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ بصرہ کے خیال کو دور کر کے ابن شیرزاد کی گرفتاری کے متعلق تو زون سے سرگوشی کرنے لگا۔ اتفاق وقت سے معاملہ برعکس ہو گیا۔ تو زون نے الٹا اسی کو گرفتار کر کے پٹوایا۔ ابو عبد اللہ بن موسیٰ ہاشمی نے یہ سن کر ان فتادی کو پیش کر دیا جو اس نے زمانہ ناصر الدولہ بن ابوالحسن کے جواز قتل کے سلسلے میں قضاۃ اور فقہاء سے لکھوائے تھے چنانچہ تو زون نے محسراتے خلافت میں فقہاء اور قضاۃ کو مجتمع کر کے ان فتادی کی تصدیق کرائی اور تصدیق کے بعد ابوالحسن کو قتل کر کے نعش کو صلیب پر چڑھا دیا بعد ازاں جلا کر رکھ کر اگلے روز جلا کر کھانے میں بہا دیا اور اس کے مکان کے لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ نصف ماہ ذی الحجہ ۳۳۳ھ کا ہے۔ بریدیوں کا یہ آخری زمانہ تھا۔

رومیوں کے بلاد اسلامیہ پر حملے: ۳۳۰ھ میں رومیوں نے بلاد اسلامیہ کی طرف خروج کیا اور قریب حلب تک بڑھ آئے اکثر بلاد اسلامیہ کو لوٹ لیا۔ پانچ ہزار مسلمان گرفتار کر لئے گئے۔ اسی سنہ میں شملی طرسوں کی جانب سے بلاد روم میں جہاد کی غرض سے داخل ہوا۔ اس کے لشکر کی مال قیمت سے مالا مال ہو گئے۔ کئی بطریق گرفتار کر لایا۔

قیدیوں کا تبادلہ: ۳۳۱ھ میں بادشاہ روم نے خلیفہ متقی کے پاس اس مندیل کے لینے کو اپنا قاصد بھیجا جس میں بوقت بیعت الرہا بزرگم نصاریٰ مسیح نے اپنا منہ پوچھا تھا اور اس میں ان کی صورت مرتسم ہو گئی تھی اس کے معاوضہ میں مسلمان قیدیوں کے ایک گروہ کثیر کو رہا کرنے کا اقرار کیا۔ فقہاء اور قضاۃ نے مندیل کے لینے کے متعلق باہم اختلاف کیا۔ بعض نے یہ رائے دی کہ مندیل کے دینے میں اسلام کی کمزوری ثابت ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ مندیل بدستور دار الخلافہ میں رہے اور بالفعل مسلمانوں کو نصاریٰ کی قید میں رہنے دیجئے اور بعض نے اس کی مخالفت کی۔ انہیں میں علی بن عیسیٰ تھا۔ اس نے بیان کیا کہ اس مندیل کے دے دینے میں کسی قسم کی توہین اسلام نہیں ہے بلکہ اس مندیل کی حفاظت سے بہتر یہ ہے کہ نصاریٰ کے ہتھیار غصب سے مسلمان رہا کر لئے جائیں۔ خلیفہ متقی نے اس رائے کے مطابق مندیل کو بادشاہ روم کے قاصد کے حوالہ کر دیا اور مسلمان قیدیوں کو رہائی دلانے کے لئے اپنا قاصد بادشاہ روم کے پاس روانہ فرمایا۔

روسیوں اور مسلمانوں میں جھڑپیں: ۳۳۲ھ میں روسیوں کا ایک گروہ براہ دریا اطراف آذربائیجان آیا اور کرکی راہ سے بروعد میں داخل ہوا۔ مرزبان بن محمد بن مسافر کا نائب دیلمی فوج اور رضا کار کو آ راستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ روسیوں نے عساکر اسلامیہ کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس سے مسلمانوں میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہو گیا چاروں طرف سے اسلامی فوجیں مرتب و آ راستہ ہو کر آپہنچیں۔ روسیوں نے سید سپہر ہو کر مقابلہ کیا۔ شہر کے عوام انہیں اس معرکہ کارزار کو گرم دیکھ کر پتھر برسائے گئے۔ روسیوں نے سب کو شہر چھوڑ کر نکل جانے کا حکم دیا اکثر نکل گئے جو باقی رہ گئے۔ ان کو روسیوں نے قتل و غارت سے پامال کر دیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ عورتوں اور لڑکوں کو گرفتار کر لیا۔

مرزبان کاروسیوں پر جوابی حملہ: روسیوں کی اس بزدلانہ حرکت سے مرزبان کی رگ حمیت جوش میں آ گئی قرب و جوار کے مسلمانوں کو مجتمع کر کے تیس ہزار کی جمیعت کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ روسی مقابلہ پر آئے مدتوں لڑائی ہوتی رہی ایک روز مرزبان نے چند دست فوج کمین گاہ بٹھا کر روسیوں پر حملہ کیا اور آہستہ آہستہ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹا آیا۔ روسی جوش کامیابی میں

بڑھتے آئے جس وقت کمین گاہ سے روسیوں نے قدم آگے بڑھائے مرزبان کی اس فوج نے کمین گاہ میں سے نکل کر حملہ کر دیا۔ اس ناگہانی حملہ سے روسی گھبرا گئے۔ ان کا سردار معز ایک گروہ کے مارا گیا۔ باقی فوج نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ مرزبان نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ روسی نہایت استقلال سے محاصرہ کی تکالیف برداشت کرنے لگے۔

انشاء محاصرہ میں یہ خبر لگی کہ ناصر الدولہ نے اپنے برادر عم زادہ عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ وہ سفر و قیام کرتے ہوئے سلماس پہنچ گیا ہے مرزبان نے اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کو بروعد کے محاصرہ پر چھوڑا اور دوسرے حصہ کو لے کر ابو عبداللہ سے لڑنے کو آذربائیجان کی طرف روانہ کیا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر پا کر ابو عبداللہ کو واپس بلا بھیجا۔ چنانچہ ابو عبداللہ نے حسب استدعا ناصر الدولہ بغداد لوٹ گیا۔ روسیوں کا فخر از مرزبان کی وہ فوج جو روسیوں کا بروعد میں محاصرہ کئے تھی۔ تو زون کی وفات کے بعد بھی محاصرہ کئے رہی۔ بالآخر روشی طول حصار سے گھبرا کر رات کے وقت شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور جس قدر مال و اسباب اٹھا سکے لے گئے اور اسی سنہ میں بادشاہ روم نے اس صحن پر قبضہ کر لیا تین روز تک قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ قرب و جوار کے دیہاتی یہ خبر پا کر لڑنے کو آئے۔ باہم لڑائیاں ہوئیں روسی لشکر شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔

عمال اور اہم واقعات: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خلافت مآب کے قبضہ و تصرف میں بجز صوبہ ابواز، بصرہ، واسطہ، جزیرہ اور موصل کے کوئی دوسرا صوبہ نہ تھا موصل پر بنی حمدان قابض تھے۔ معز الدولہ ابواز پر متصرف تھا کچھ عرصہ بعد واسطہ کو بھی دبا لیا اور بصرہ ابو عبداللہ بن بریدی کے قبضہ میں باقی رہ گیا۔ پہلے بغداد پر خلیفہ متقی کے ساتھ حکم مستولی تھا۔ اس کے بعد ابن بریدی پھر حمدان پھر تو زون یکے بعد دیگرے محض و مستولی ہوتے چلے آئے۔ نظم و نسق، حمل و عقد غرض کل زمام حکومت انہیں کے قبضہ میں تھی وزیر السلطنت نام کا وزیر تھا درحقیقت ان لوگوں کا ایک عامل ان کے ہاتھ کاٹھ کی پتلی تھا جس طرف چاہتے تھے پھیر دیتے۔ بلا اجازت ان لوگوں کے کوئی کام نہ کر سکتا تھا۔ کل احکام انہی لوگوں کے جاری و نافذ تھے۔ سب سے آخر میں جس نے امور سلطنت کو سنبھالا وہ ابو عبداللہ کو فی (توزون کا سیکرٹری) ہے اور اس سے پیشتر وہ ابن رائق کا سیکرٹری تھا۔ بدر بن جری عہدہ حجاب کو انجام دے رہا تھا۔ مگر ۳۳۳ھ میں معز ول کیا گیا۔ بجائے اس کے سلامتہ طولونی مامور ہوا اور بدر کو فرات کی گورنری دی گئی۔ اشید سے اس نے جا کر شکایت کی۔ پناہ گزیں ہونے کی درخواست دی۔ اس پر اشید نے اس کو دمشق کی حکومت عنایت کی۔ اطراف و جوانب کے قابضین و متصرفین سے یوسف بن وجیہ بھی ہے اس زمانہ میں کوآل بغداد ابوالعاس دیلمی تھا۔

متقی کی معزولی: خلیفہ متقی مارچ ۳۳۲ھ سے آخر سہ ماہ ۳۳۳ھ تک علی الاصل بنی حمدان کے پاس رہا۔ اس کے بعد بوجہ طول قیام دلوں سے صفائی جاتی رہی حسن بن ہارون اور عبداللہ بن ابوموسیٰ ہاشمی نے تو زون کے پاس مصالحت کا پیغام بھیجا اور خلیفہ متقی نے اشید محمد بن طغج والی مصر کو طلبی کا خط تحریر کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اشید آ پہنچا۔ جس وقت حلب میں وارد ہوا ابو عبداللہ بن سعید بن حمدان جو مخائب ناصر الدولہ (ابو عبداللہ اور ناصر الدولہ دونوں پچازاد بھائی تھے) حلب کا والی تھا۔ ابن مقاتل کو اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر گیا۔ چونکہ ناصر الدولہ نے اس سے پچاس ہزار دینار جرمانہ وصول کیا تھا اس وجہ سے اس نے حلب کو اشید کے حوالہ کر دیا۔ اشید نے اس کو مصر کے محکمہ مال کی افسری دی اور دو ایک روز قیام کر کے حلب سے رقیہ کی

جانب روانہ ہوا نصف محرم ۳۳۳ھ کو رقبہ میں داخل ہو کر خلافت مآب کی حضوری کا شرف حاصل کیا اور تحائف پیش کئے۔ وزیر السلطنت ابوالحسن بن مقلہ اور کل حاشیہ نخبیان دربار خلافت کو بھی تحفے دیئے اور اس امر کی کوشش کی کہ خلافت مآب مصر چل کر قیام فرمائیں اور اسی کو اپنا دار الخلافہ بنائیں۔ مگر خلیفہ متقی نے اس کو منظور نہ کیا تب اشید نے توزون کی بے عنوانیوں سے ڈرایا۔ خلیفہ متقی نے اس پر کچھ توجہ نہ فرمائی۔ وزیر السلطنت نے بھی اس رائے کی تائید کی۔ مصر جانے کے منافع اور کل بلاد اسلامیہ پر حکومت کرنے کی طمع دلائی۔ پھر بھی کچھ سماعت نہ ہوئی۔

اس اثناء میں توزون کے پاس سے قاصد واپس آیا جو پیام مصالحت لے کر بغداد گیا ہوا تھا۔ توزون اور اس کے وزیر ابن شیرزادہ نے خلیفہ متقی اور اس کے ہوا خواہوں کے لئے امان نامہ لکھ کر بھیجا تھا۔ جس پر فقہاء امراء شہر اور نامی نامی عباسیوں اور علویوں کی شہادتیں تھیں علاوہ اس کے ان لوگوں کے خطوط بھی علیحدہ علیحدہ تھے خلیفہ متقی اس کو دیکھ کر مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گیا۔ اسی وقت اشید کو چھوڑ کر فرات کے راستہ آخری محرم ۳۳۳ھ کو بغداد کی طرف چل کھڑا ہوا۔ توزون نے مقام سند یہ میں شرف حضوری حاصل کیا اور زمین بوی کر کے بولا ”الحمد للہ خلافت مآب نے میرے قول و قرار کو سچا باور کیا میں آپ کی خدمت گزاری کو اس طرح حاضر ہوں جیسے کہ اس سے پہلے تھا۔“

خلیفہ متقی یہ سن کر خوش ہو گیا۔

توزون نے خفیہ طور سے خلیفہ متقی اور اس کے کل ہمراہیوں کو حراست میں لے لیا۔ ظاہر داری کے خیال سے اپنے خیمہ میں لے جا کر ٹھہرایا۔ لیکن اگلے ہی دن جب اس کی خلافت کو ساڑھے تین برس گزر چکے تھے۔ اس کی آنکھوں پر گرم سلائیاں پھر وادیں۔ آنکھیں جاتی رہیں۔

باب: ۲۶

عبداللہ بن مکلفی مستکفی باللہ ۳۳۳ھ تا ۳۳۴ھ

فضل بن مقتدر المطیع اللہ ۳۳۴ھ تا ۳۶۳ھ

بیعت خلافت: اس کے بعد ابوالقاسم عبداللہ بن خلیفہ متقی باللہ دربار خلافت میں لایا گیا۔ حسب مدارج اداکین دولت نے بیعت کی "مستکفی باللہ" کا لقب دیا گیا۔ سب سے آخر میں معزول خلیفہ (متقی) دربار خلافت میں پیش ہوا۔ اس نے بھی خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی۔ اس سے چادر اور عصائے خلافت لے کر خلیفہ مستکفی کے سپرد ہوا۔

ابوالقاسم فضل بن مقتدر کی روپوشی: خلیفہ مستکفی نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی وزارت تبدیل کر دی۔ قلمدان وزارت ابوالفرج محمد بن علی سامری کے سپرد کیا گیا۔ نام کی وزارت اس کی تھی جیسا کہ وزراء سابق کا حال آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور درحقیقت کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار ابن شیرزاد (توزون کے سیکرٹری) کو تھا۔ اس کے بعد خلیفہ مستکفی نے توزون کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور معزول و مجبور خلیفہ متقی کو جیل میں ڈال دیا۔ ابوالقاسم فضل بن خلیفہ مقتدر باللہ (جو دعوے دار خلافت تھا اور جس نے بعد میں المطیع کا لقب اختیار کیا ہے) کی جستجو اور گرفتاری کا حکم صادر فرمایا۔ ابوالقاسم یہ خبر پا کر روپوش ہو گیا۔ چنانچہ تازمانہ خلافت مستکفی روپوش ہی رہا۔ خلیفہ مستکفی جب اس کی جستجو میں کامیاب نہ ہوا تو اس کے مکان کو منہدم کر دیا۔

ابن شیرزاد کی امارت: ماہ محرم ۳۳۴ھ مقام بغداد میں توزون نے اپنی امارت کے چھ برس پانچ مہینے بعد وفات پائی اس کے تمام زمانہ امارت میں ابن شیرزاد اس کا سیکرٹری رہا۔ اس نے اپنی موت سے پہلے ابن شیرزاد کو مال حاصل کرنے کے لئے بیت بھیج دیا تھا جب اس کے مرنے کی خبر ابن شیرزاد تک پہنچی تو ابن شیرزاد نے ناصر الدین بن حمدان کو امارت کی کرسی پر متمکن کرنے کا قصد کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا اور بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور جبراً ابن شیرزاد کو اپنا امیر بنایا۔ چنانچہ ابن شیرزاد بیت سے کوچ کر کے غرہ صفر سنہ مذکور کو باب حرب پر پہنچا۔ دارالخلافت کی تمام فوجوں نے مجتمع ہو کر ابن شیرزاد کی امارت کی قسمیں کھائیں۔ ابن شیرزاد نے خلیفہ مستکفی کی خدمت میں حلف لینے کی غرض سے قاصد روانہ کیا۔ خلافت مآب نے بطیب خاطر فقہاء و قضاة اور اراکین دولت کے روبرو حلف لیا۔ تب ابن شیرزاد نے خلافت مآب کی دست بوسی کی خلافت مآب نے "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت فرمایا۔

ابن شیرزاد کی مائیلی: ابن شیرزاد کو اس مخاطب کا ملنا تھا کہ ذاتی اور فوجی مصارف اس قدر بڑھا دیئے کہ تھوڑے ہی دنوں میں تہی دستی کی نوبت پہنچ گئی۔ ابو عبد اللہ بن موسیٰ ہاشمی کو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس روپے لینے کو موصل بھیجا اور ”امیر الامراء“ کا خطاب دلانے کا وعدہ کیا۔ ناصر الدولہ نے پانچ لاکھ درہم اور کثیر المقدار غلہ بھیج دیا۔ ابن شیرزاد نے اس کو لشکریوں پر تقسیم کر دیا مگر کافی نہ ہوا۔ مجبور ہو کر ملازمین روسا اور تجارت پیشہ اصحاب پر لشکریوں کی تحواہ کا ٹیکس لگایا۔ شیرازہ انتظام درہم برہم ہو گیا۔ ظلم و جور کی گرم بازاری ہو گئی۔ دن دھاڑے چوریاں ہونے لگیں۔ سودا گروں کی دکانیں ڈاکوؤں نے لوٹ لیں۔ مجبور لوگوں نے بغداد سے جلا وطنی اختیار کی۔ ابن شیرزاد سے کچھ دن نہ پڑتا تھا۔ نیال کوشہ کو واسطہ پر اور حکمریت پر فتح سبکی کو مامور کیا۔ چنانچہ فتح سبکی بغداد سے روانہ ہو کر سیدھا ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل گیا اور بغداد کے حالات بتائے ناصر الدولہ نے اپنی جانب سے حکمریت کی حکومت پر متعین کیا۔

معز الدولہ کا عروج: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ عہد خلافت خلیفہ متوکل سے گورنرانہ ممالک محروسہ چاروں طرف سے ملکوں کو دبا چلے تھے اور دولت عباسیہ کی حکومت کے ستون یوں آہستہ آہستہ یکے لختہ لختہ پھٹنے لگے۔ اراکین دولت یکے بعد دیگرے بلا واسطہ پر مستولی ہو کر مختلف قوتوں میں تقسیم کر رہے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں نے دار الخلافہ بغداد پر بھی قبضہ کر رکھا تھا اور بجائے خود علیحدہ علیحدہ حکمران بن بیٹھے تھے جو ہر ایک بالانفردانہ انقضاء حکومت ذکر کئے جانے کا استحقاق رکھتا ہے۔ ان لوگوں میں سے جو مستقر خلافت سے زیادہ قریب تھا وہ بنی بویہ ہے جو اصفہان و فارس پر قابض تھا اور معز الدولہ جو اسی خاندان کا ایک معزز زمیر ہے وہ ابواز کو دباے ہوئے تھا اور واسطہ پر بھی اس نے قبضہ کر لیا تھا مگر پھر اس سے یہ صوبہ چھین لیا گیا۔ بنو حمدان موصل اور جزیرہ پر حکمرانی کر رہے تھے اور پھر بیت کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں لے لیا تھا۔ خلفاء عباسیہ کے قبضہ اقتدار میں صرف بغداد اور وہ بلاد جو مابین دجلہ و فرات کے ہیں باقی رہ گئے تھے۔ اس طرح امراء دولت ان پر مستولی ہوئے جاتے تھے اور جو شخص ان کی حکومت و سلطنت کی زمام اپنے ہاتھ میں لیتا تھا وہ ”امیر الامراء“ کے لقب سے موسوم ہوتا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تا آنکہ خلیفہ متقی کا دور آ گیا۔ اس دور کی حکومت کو سنبھالنے والا ابن شیرزاد ہے اس نے نیال کوشہ کو واسطہ پر مامور کیا جیسا کہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں۔

معز الدولہ کو سلطان کا خطاب: نیال ابن شیرزاد سے منحرف و باغی ہو کر معز الدولہ سے جا ملا اور اس کی ماتحتی میں واسطہ پر حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے معز الدولہ سے بغداد پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی چنانچہ معز الدولہ نے دیلمیوں کی ایک فوج مرتب کر کے بغداد پر حملہ کر دیا۔ ابن شیرزاد ترکوں کو مسلح اور مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر ناصر الدولہ ابن حمدان کے پاس موصل بھاگ گیا۔ خلیفہ مستغنی روپوش ہو رہا معز الدولہ کا میاں بی کا جھنڈا لئے ہوئے بغداد میں داخل ہوا اس کے بعد اس کا سیکرٹری ابو محمد حسن بن محمد بھلی بھی آ پہنچا خلیفہ مستغنی کو ڈھونڈ کر دار الخلافہ میں لایا۔ معز الدین ابن بویہ اور اس کے بھائیوں عماد الدولہ علی اور رکن الدولہ حسن کی جانب سے تجدید بیعت کی۔ خلیفہ مستغنی نے ان لوگوں کو ان کے صوبجات پر مامور فرما کر انہیں القاب سے ملقب کیا اور انہیں القاب کا سکہ رائج کرایا۔ اس کے بعد معز الدولہ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کیا۔ خلافت مآب نے بغداد کو بھی معز الدولہ کے حوالہ کر دیا۔ اسی تاریخ معز الدولہ سلطان کے لقب سے مخصوص اور ملقب ہوا۔

بد نظر حالات متذکرہ بالا دولت عباسیہ کے حالات جس کا ذکر کرنا ہم سمجھنا چاہتے اب باقی نہیں رہے اگرچہ مخصوص مخصوص واقعات خلافت مآب کی ذات سے بھی متعلق ہوئے مگر وہ نہایت قلیل اور تاور ہیں۔ پس اسی وجہ سے ان خلفاء کے حالات عہد خلافت مستکفی سے زمانہ حکومت متقاضی تک بنی بویہ اور ان کے بعد سلجوقیہ کے اخبار میں درج کئے جائیں گے اس وجہ سے کہ یہ خلفاء تصرف و حکمرانی سے معطل و بے کار ہو گئے تھے باستثناء معدودے چند خلفاء کے کہ جن کا ذکر ہم آئندہ کرنے والے ہیں اور ان کے بقیہ حالات کو ہم دیلم اور سلجوقیہ کے حالات کے ضمن میں جو دولت عباسیہ پر غالب و مستولی ہوئے ہیں بیان کریں گے جہاں پر کہ دیلم اور سلجوقیہ کی حکومت و دولت کو ہم بالانفراد احاطہ تحریر میں لائیں گے۔ کما مشروطہ۔

مستکفی تا عہد متقاضی میں آل بویہ اور ملوک سلجوقیہ

معز الدولہ بغداد میں قدم رکھتے ہی خلیفہ مستکفی پر مستولی اور غالب ہو گیا اور خلیفہ مستکفی جو نام کا خلیفہ تھا معز الدولہ کی کفالت پر اوقات بسر کرتے لگا۔ قبل اس کے ۳۳۳ھ میں خلیفہ مستکفی نے اپنے سیکرٹری ابو عبد اللہ بن ابی سلیمان اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا تھا اور ابو احمد فضل بن عبد الرحمن شیرازی کو بطور رنج کے عہدہ کتابت پر مامور فرمایا تھا۔ ابو احمد قبل خلافت مستکفی ناصر الدولہ کا سیکرٹری تھا جب مستکفی مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو احمد یہ خبر پا کر موصل سے بغداد چلا آیا اور خلیفہ مستکفی نے اس کو اپنا سیکرٹری بنالیا۔ اسی سنہ میں وزیر السلطنت ابو الفرج اپنی وزارت کے بیالیسوں دن گرفتار کر لیا گیا تین لاکھ درہم جرمانہ ادا کر کے اپنی جان بچائی۔ اسی سنہ میں معز الدولہ نے ابو القاسم والی بصرہ کو صوبہ واسط کی حکومت عطا کی اور اپنی جانب سے متعین کر کے واسط روانہ کیا۔

خلیفہ مستکفی کی معزولی معز الدولہ کے غالب آنے کے بعد دار الخلافہ بغداد کا یہی رنگ ڈھنگ رہا اور خلیفہ مستکفی چند ماہ اسی حالت سے بسر کرتا رہا اس کے بعد کسی نے معز الدولہ سے یہ کہہ دیا کہ خلیفہ مستکفی تمہاری معزولی اور بجائے تمہارے کسی دوسرے کی تقرری کی فکر میں ہے معز الدولہ کو یہ خبر سنتے ہی کشیدگی پیدا ہوئی۔ اتفاق یہ کہ اسی اثناء میں والی خراسان کا سفیر آ گیا۔ اس تقریب میں دربار عام منعقد کیا گیا۔ معز الدولہ بھی دربار میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کی قوم کے ہوا خواہ بھی آئے ہوئے تھے۔ معز الدولہ نے دو دیلمی نقیبوں کو اشارہ کر دیا۔ بظاہر دست بوسی کو خلیفہ مستکفی کی طرف بڑھے۔ خلیفہ مستکفی نے یہ خیال کر کے یہ دونوں دست بوسی کیا چاہتے ہیں ہاتھ بڑھایا۔ دیلمیوں نے ہاتھ پکڑ کر مسند خلافت سے کھینچ لیا۔ معز الدولہ سوار ہو کر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا۔ دونوں دیلمی بھی خلیفہ مستکفی کو کشاں کشاں معز الدولہ کے مکان پر لا کر چھوڑ گئے۔ اس واقعہ سے شور و غل کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لوگوں کے حواس جاتے رہے۔ دار الخلافہ لوٹ لیا گیا۔ بازاروں میں لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ ابو احمد شیرازی (خلیفہ مستکفی کا سیکرٹری) بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الآخر ۳۳۳ھ کا ہے جب کہ خلیفہ مستکفی کی خلافت کو ایک برس چار مہینے گزر چکے تھے۔

خلیفہ مطیع اللہ کی بیعت اس کے بعد ابو القاسم فضل بن مقتدر کی خلافت کی بیعت کی گئی چونکہ قبل خلافت یہ بھی مستکفی کی طرح دعوے دار خلافت تھا اس وجہ سے تخت نشینی کے بعد خلیفہ مستکفی نے اس کو تلاش کرایا اس وقت یہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا۔ چنانچہ جب معز الدولہ وارد بغداد ہوا تو یہ معز الدولہ کے مکان پر آ کر چھپ گیا۔ تا آنکہ خلیفہ مستکفی اس

حالت کو پہنچا۔ تب معز الدولہ نے اس کی بیعت کی اور ”مطيع اللہ“ کا لقب دیا۔ بعد ازاں معز دول خلیفہ مستغنی دربار عام میں پیش ہوا۔ اس نے اپنی معزولی کی شہادت دی اور شاہی طریقہ سے خلیفہ مطیع کو سلام کیا۔

خلافت کی حرمت و توقیر کا خاتمہ: اگرچہ اس تاریخ سے پیشتر ہی خلافت عباسیہ میں ایک عظیم تغیر پیدا ہو گیا تھا اور خلیفہ کے قبضہ و اختیار میں کسی قسم کا اقتدار باقی نہیں رہ گیا تھا مگر پھر بھی خلافت کی کسی قدر حرمت اور توقیر باقی تھی جس کا پاس و لحاظ اراکین دولت برابر کرتے آتے تھے معز الدولہ کی حکومت کا دور کیا آیا خلافت عباسیہ کے سر پر زوال کی گھٹا چھا گئی۔ رہی سہی حالت بھی جاتی رہی۔ وزیر السلطنت جو خلافت کا ایک بازو تھا اس کی بھی قوت ٹوٹ گئی صرف جاگیرات اور حرم سرائے خلافت کا انتظام اس کے ہاتھ میں رہا۔ وزارت کا اہم رتبہ معز الدولہ کے قبضہ میں تھا وہ جس کو پسند کرتا تھا اس کو اپنی وزارت کا عہدہ عطا کرتا۔

خلافت کی منتقلی کا منصوبہ: اس تغلب و تصرف کا بہت بڑا سبب یہ ہے کہ معز الدولہ دہلیم کی قوم میں سے تھا جو اطروش کے ہاتھ پر اسلام لانے کے زمانہ سے علویہ کے جانب دار اور مذہباً متشیع تھے۔ عباسیوں کی ہوا خواہی کا خیال ان کو مطلق نہ تھا۔ معتبر روایت سے بیان کیا جاتا ہے کہ معز الدولہ نے خاندان عباسیہ سے علویہ کی طرف منصب خلافت منتقل کرنے کا قصد کیا تھا۔ کسی مشیر نے رائے دی ”یہ امر خلاف مصلحت ہے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بناؤ جس کی نسبت تمہاری قوم کا یہ خیال ہو کہ یہ مستحق خلافت ہے ورنہ ایسا وقت بھی آجائے گا کہ وہ تمہارے خلاف تمہاری قوم سے کام لے گا اور تم کچھ نہ کر سکو گے تمہارے قبضہ سے امر و نہی کا اختیار بھی سلب کر لے گا۔ بہتر یہ ہے کہ غیر مستحقین خلافت کو منصب خلافت پر متمکن رہنے دو سیاہ و سفید کرنے کے محتار تم ہو۔“ معز الدولہ نے اس رائے کے مطابق منصب خلافت کو خاندان عباسیہ ہی میں رہنے دیا مگر کل اختیارات سلب کر لئے اپنی طرف سے اعمال مقرر کئے۔

خلیفہ کی حیثیت: دہلیموں کا دور دورہ ہو گیا۔ سارا عراق ان کے قبضہ میں آ گیا۔ خلیفہ کے قبضہ میں اسی قدر ارضی رہی جو معز الدولہ کی طرف سے بطور جاگیر رفع ضرورت کے لئے ملی تھی۔ البتہ اس قدر ضرورت تھا کہ تخت، ممبر سکہ، فراہین پر مہر کرنا، وفود کے آنے پر دربار عام منعقد کرنا اور خطابات کا دینا خلافت مآب کی ذات خاص کے لئے مخصوص تھا مگر یہ بھی اسی کے ذریعہ سے جو دیر امور سلطنت اور مستولی و مغلط خلافت مآب پر ہوتا۔

سلطان کا لقب: بنی بویہ اور سلجوقیہ کا ہر وہ شخص جو امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار رکھتا، سلطان کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس لقب میں کوئی شخص خواہ کیسا ہی اختیار رکھتا ہو شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ قدرت، حکومت، جاہ و جلال اور عزت اسی کی سمجھی جاتی تھی خلیفہ کو کوئی جانا پہچانتا تک نہ تھا۔ خلافت منصب لفظاً اور منسوب معنایاً خاندان عباسیہ میں تھی۔ واللہ المبدی الامور لا الہ غیرہ۔

آل بویہ کا جبر و تشدد: معز الدولہ کے مستولی ہونے کے تھوڑے دنوں بعد لشکریوں نے حسب عادت تجواہ اور روزینے طلب کئے علی الخصوص اس وجہ سے کہ معز الدولہ نے بروقت استیلاء بہت سی باتیں اپنی طرف سے ایجاد کی تھیں جس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ خزانہ خالی تھا۔ خراج خرچ کیلئے کافی نہ ہوتا مجبوراً نئے نئے ٹیکس لگائے۔ لوگوں کا مال بلا وجہ ضبط کرنے

لگا۔ اپنے سپہ سالاروں اور ہمراہیوں کو جو اس کے ہم نوالہ ہم خیال تھے بلا استحقاق دیہات اور قصبات میں جاگیریں دیں۔ شیرازہ انتظام درہم و برہم ہو گیا۔ منتظمین کی کچھ پیش نہ جاتی۔ دقاترے کا رُشہ دیہات اور قصبات ویران ہو چلے سپہ سالاروں نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ جو گاؤں ویران ہو جانا اس کو چھوڑ کر دوسرے آباد گاؤں پر قبضہ کر لیتے۔ جب یہ بھی پہلے گاؤں کی طرح ہو جاتا تو اور گاؤں کے طالب ہوتے۔ گرانی، لوٹ مار کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ظلم و جور کی حد ہو گئی تھی۔ رعایا پر ٹیکس کی وہ بھرمارتھی کہ توبہ ہی بھلی۔ پلوں پر ٹیکس، پانی کے چشموں پر ٹیکس، ہر قسم کی زمینوں پر ٹیکس، باغات پر ٹیکس، بازاروں پر ٹیکس، باوجود اس کے بات بات پر جرمانہ ہوتا۔ جبر و ستم سے دود و بار مال گزاری وصول کی جاتی۔

غرض ایک مدت تک ملک اور انتظام ملک کی یہی حالت رہی کچھ عرصہ بعد معز الدولہ کو ہوش آیا۔ انتظام ملک کی طرف توجہ کی اپنے سپہ سالاروں اور اکابرین دولت کو ملک کی حفاظت اور انتظام پر علیحدہ علیحدہ مقرر کیا یہی لوگ وصول و تحصیل کرتے۔ مالہ کی وصول میں انہیں کی رپورٹوں کے مطابق احکام صادر ہوتے اس وجہ سے نہ تو معز الدولہ کے وزیر کو اور نہ کسی انتظامی افسر کو کسی امر کی حقیقت معلوم ہوتی رفتہ رفتہ دولت بنو بویہ کی مالی حالت کمزور ہو گئی باوجود کثرت ٹیکس اور جرنالوں کے معز الدولہ پر فراہمی مالی اور خزانہ کا پر رکھنا دو بھر ہو گیا جو وقت ضرورت کام آسکتا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ وقتاً فوقتاً معز الدولہ اپنے ترکی غلاموں کو انعامات کثیرہ دینے لگا۔ جاگیریں مرحمت کیں۔ وظائف بڑھائیے اس سے اس کی قوم میں غیریت کا مادہ پیدا ہو گیا اور یہی امر منافرت اور کشیدگی کا موجب ہوا جیسا کہ انسانی فطرت میں شامل ہے۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ میں جنگ: خلافت کی تبدیلیوں اور معز الدولہ کی استیلاء کی خبریں اڑتی اڑتی ناصر الدولہ بن حمدان تک پہنچیں۔ اُسے بے حد شاق گزرا اور لشکر آراستہ کر کے موصل سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ ماہ شعبان ۳۳۳ھ کو سامرا پہنچا۔ معز الدولہ نے یہ خبر پا کر ایک عظیم لشکر ینال کو شہ اور ایک اور سپہ سالار کے ساتھ ناصر الدولہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ مقام عکبر اس پہنچ کر دونوں سپہ سالاروں میں کچھ ان بنی سی ہو گئی۔ سپہ سالار نے ینال کو قتل کر ڈالا اور معز الدولہ لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے۔ ناصر الدولہ کے پاس چلا گیا۔ ناصر الدولہ نے بغداد میں پہنچ کر قیام کر دیا اور معز الدولہ میدان خالی دیکھ کر تکریت کی جانب بڑھ گیا اور اس وجہ سے کہ تکریت ناصر الدولہ کے صوبجات میں سے تھا لوٹ لیا۔ پھر وہاں سے معز خلیفہ مطیع کے کوچ کر کے غربی جانب بغداد میں آئے اور ناصر الدولہ شرقی جانب میں تھا ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔

ناصر الدولہ کی شکست: ناصر الدولہ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو دیہاتوں میں معز الدولہ کے رسد و غلہ کے بند کرنے کو پھیلا دیا۔ جس سے معز الدولہ کے لشکر گاہ میں گرانی ہو گئی۔ سب کے سب بھوکوں مرنے لگے۔ ساتھ ہی اس کے خلیفہ کا نام بھی خطبہ سے نکلا دیا۔ لیکن دین میں اس کا سکہ لینے کی ممانعت کر دی۔ خلیفہ متقی کے نام کو خطبہ میں داخل کیا اور اسی کے نام کا سکہ بھی رائج کر لیا۔ کئی بار معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر شب خون مارا کسی میں کامیابی نہ ہوئی۔ جنگ آ کر بغداد چھوڑ کر ہوا ز چلے جانے کا قصد کیا۔ چلتے چلاتے یہ چال چلا اور اس میں اس کو کامیابی بھی حاصل ہو گئی کہ ایک روز شب کو باطلہا کو کوچ اپنے وزیر ابو جعفر صہری کو فوج کے حصہ کثیر کے ساتھ عبور کرنے کا حکم دیا اور خود بجائے اس کے بقیہ لشکر کو لئے ہوئے ٹھہرا رہا۔ ینال کو شہ روک تمام کو مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا اس شکست سے ناصر الدولہ کا لشکر گھبرا گیا۔ اس اثناء میں معز الدولہ نے بھی حملہ کر دیا اور ناصر الدولہ کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ دینی فوج نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور قتل و غارت

کا باز آگرم ہو گیا۔ بغداد میں بھی غارت گری شروع ہو گئی ہزار ہا آدمی مارے گئے۔ اس کے بعد معز الدولہ نے امن وامان کی منادی کرا دی۔ چنانچہ ماہ محرم ۳۳۵ھ کو خلیفہ مطیع مجلس اے خلافت میں واپس آیا۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ میں مصالحت: اس واقعہ کے بعد ناصر الدولہ نے عکرم میں قیام کیا اور بلا مشورہ درائے امرائے توزنیہ معز الدولہ کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ رفتہ رفتہ امرائے توزنیہ کو اس کی خبر لگ گئی بگڑ گئے اور ناصر الدولہ کے قتل پر تل گئے۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر معہ ابن شیرزاد کے شب کے وقت دجلہ کے ساحل غربی کی طرف بھاگ گیا اور قرامطہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ قرامطہ نے اس کو موصل روانہ کر دیا۔ اس کے بعد اس کے اور معز الدولہ کے مابین مصالحت ہو گئی جیسا کہ اس نے استدعا کی تھی۔

جنگ حدیثہ: ترکوں نے ناصر الدولہ کے فرار ہونے کے بعد متفق ہو کر تلکین شیرازی کو اپنا امیر بنا لیا اور ناصر الدولہ کے سیکرٹری مصاحبین اور امرائے کو گرفتار کر کے نصیبین تک اس کے تعاقب میں بڑھ گئے اور نصیبین میں سباز سباز سے حدیثہ حدیثہ سے سن آئے۔ حدیثہ میں ناصر الدولہ سے مذبح پھر ہو گئی۔ اتفاق یہ کہ مقابلہ سے پہلے معز الدولہ کا لشکر اس کے وزیر ابو جعفر صہیری کے ساتھ ناصر الدولہ کی کمک پر آ گیا تھا گھسسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ ناصر الدولہ کے ہاتھ رہا۔ ناصر الدولہ نے معہ ابو جعفر صہیری موصل میں آ کر قیام کر دیا اور ابو جعفر صہیری نے ابن شیرزاد کو ناصر الدولہ سے لے کر معز الدولہ کے پاس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۳۳۵ھ کا ہے۔

معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: اسی سنہ میں ابو القاسم بن بریدی نے بصرہ میں معز الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا۔ معز الدولہ نے ایک عظیم لشکر جس میں اس کے نامی نامی سردار شامل تھے۔ واسطہ کی طرف بھیجا ابو القاسم نے یہ خبر پا کر بصرہ سے براہ دریا فوجیں روانہ کیں۔ دونوں فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ بصرہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ نامی نامی افسر گرفتار کر لئے گئے اس کے بعد ۳۳۶ھ میں خود معز الدولہ معہ خلیفہ مطیع بصرہ کی جانب ابو القاسم کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ راستہ تنگی کا اختیار کیا تھا۔ قرامطہ نے معز الدولہ سے بلا حصول اجازت اس راہ سے گزرنے پر جواب طلب کیا۔ معز الدولہ نے تہدید کا خط لکھا۔ جس وقت بصرہ کے قریب پہنچا۔ ابو القاسم کی فوج امان حاصل کر کے معز الدولہ سے آ ملی۔ ابو القاسم بھاگ کر قرامطہ کے پاس چلا گیا اور معز الدولہ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ کر لیا چند روز قیام کر کے خلیفہ مطیع اور ابو جعفر صہیری کو بصرہ میں چھوڑ کر اپنے بھائی عماد الدولہ سے ملنے کو اہواز روانہ ہوا۔ مقام ارجان میں عماد الدولہ سے ملاقات کر کے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلیفہ مطیع بھی بغداد واپس آیا۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ کے مابین معاہدہ: بغداد میں پہنچ کر معز الدولہ نے موصل کا قصد کیا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر پا کر خراج بھیج دیا۔ معز الدولہ کا مزاج نرم پڑ گیا۔ روانگی موصل ملتوی کر دی۔ پھر ۳۳۷ھ میں ناصر الدولہ نے بد عہدی کی۔ جس قدر جلد ممکن ہوا معز الدولہ لشکر آ راستہ کر کے موصل کی طرف بڑھا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین چلا گیا۔ معز الدولہ نے موصل پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور با شندگان موصل پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگا۔ اس اثناء میں رکن الدولہ (یہ معز الدولہ کا بھائی ہے) نے خبر بھیجی کہ لشکر خراسان جرجان اور رے پر چڑھا آتا ہے جس قدر جلد ممکن ہو ان کی حمایت کو فوجیں روانہ کیجئے معز الدولہ نے مجبوراً ناصر الدولہ سے دوبارہ مصالحت کے لئے خط و کتابت شروع کی آخر کار یہ قرار پایا

کہ موصل جزیرہ اور جس قدر بلاد دمشق و حلب وغیرہ بلاد شامیہ پر سیف الدولہ نے قبضہ کر لیا ہے ان پر بشرط ادا کے خراج آٹھ لاکھ درہم سالانہ ناصر الدولہ کا قبضہ رہے اور جامع مسجد کے محبروں پر عماد الدولہ رکن الدولہ اور معز الدولہ بنی بویہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ صلح نامہ لکھا گیا۔ فریقین کے وکلاء نے دستخط سے اس کو مرتب کر کے مصالحت کا اعلان کر دیا معز الدولہ بغداد اور ناصر الدولہ موصل واپس آیا۔

عمران بن شاہین کے ابتدائی حالات۔ عمران بن شاہین جامدہ کا رہنے والا تھا اور اُدھر عامل جمع کر کے حکام سے خوف سے بطیمہ بھاگ گیا۔ ایک جنگل میں جہاں پر متعدد چشمے تھے قیام پذیر ہوا۔ مچھلی اور پرندوں کے شکار پر اوقات بسر کرتا۔ کچھ عرصہ بعد رہزی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں بعد لشکریوں اور چوروں کی ایک جماعت اس کے پاس مجتمع ہو گئی جس سے اس کی قوت بڑھ گئی مگر شاہی سطوت سے خائف ہو کر ابوالقاسم بن بریدی والی بصرہ سے امان کا خواستگار ہوا۔ ابوالقاسم نے اس کو امان دے کر جامدہ اور اطراف بطاح کا محافظ و گمران مقرر کیا اسی وقت سے عمران نے آلات حرب اور آرائی فوج کی طرف زیادہ توجہ کی۔ بطیمہ کی ایک اونچی پہاڑی پر چھوٹا سا قلعہ بنالیا اور رفتہ رفتہ اس کے گرد و نواح پر قابض و متصرف ہو گیا۔ معز الدولہ نے یہ خبر پا کر ۳۳۸ھ میں اپنے وزیر ابو جعفر کی ماتحتی میں ایک فوج روانہ کی۔ عمران اور ابو جعفر میں متعدد لڑائیاں ہوئی بالآخر عمران کے اہل و عیال گرفتار کر لئے اور عمران بھاگ گیا۔ اتفاق سے اسی عرصہ میں عماد الدولہ کا فارس میں انتقال ہو گیا سارا انتظام درہم درہم ہو گیا لشکری تتر بتر ہو گئے۔ معز الدولہ نے اس سے مطلع ہو کر ابو جعفر کو لکھ بھیجا کہ سب کام ٹھیک کرنے کے لئے تم فوراً شیراز چلے جاؤ۔ ابو جعفر اس کے حکم کے مطابق بطیمہ کو اسی حالت پر چھوڑ کر شیراز کی طرف روانہ ہوا اور عمران میدان خالی دیکھ کر بطیمہ واپس آیا پھر اس کے ہوا خواہوں اور دوستوں کو جھکھا ہوا گیا۔ گئی ہوئی قوت خود کر آئی۔

عمران اور مہملی میں جنگ۔ معز الدولہ کو اس کی خبر لگی اپنے نامی سپہ سالاروں میں سے روز بھان نامی سپہ سالار کو نبرد آزما فوج کے ساتھ عمران کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ مدقوں بطیمہ کے تنگ راستوں اور گھاٹیوں میں لڑائی ہوتی رہی۔ ایک روز عمران اور روز بھان میں کھلے میدان میں لڑائی ہوئی۔ عمران نے روز بھان کو اس معرکہ میں نیچا دکھا دیا۔ روز بھان اور اس کا لشکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ عمران کے ہمراہیوں نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اثناء راہ میں شاہی لشکر کے جس شخص کو پایا گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ سے عمران کی جرأت بڑھ گئی اور وہ دن و نائے رہزی کرنے لگا۔ بصرہ کا راستہ بند ہو گیا۔ انہیں لڑائیوں کے اثناء میں ابو جعفر نے وفات پائی اور اس کے بجائے مہملی مامور ہوا۔ معز الدولہ نے مہملی کو جب کہ یہ بصرہ میں مقیم تھا عمران کی سرکوبی کو لکھ بھیجا۔ آلات حرب مال و زور اسباب جنگ اور جنگ آزمودہ فوج سے مدد دی اور مصارف لشکر کشی میں اختیار کامل دیا۔ چنانچہ مہملی نے بطیمہ پر فوج کشی کی اور روزانہ حملہ سے عمران کو تنگ کرنے لگا۔ تاکہ لڑتے لڑتے عمران ایک تنگ راہ کے قریب پہنچا۔ روز بھان نے اس خیال سے کہ مہملی کے سر کامیابی کا سہرا نہ چڑھنے پائے۔ یہ رائے دی کہ جس قدر جلد ممکن ہو تمام فوج کو یکجا کر کے اس تنگ راہ پر قبضہ کر لو۔ مہملی نے اس پر عمل نہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس معرکہ میں فریقین کی قسمت کا فیصلہ نا تمام رہا۔

ابن شاہین اور معز الدولہ میں مصالحت۔ روز بھان نے جھلا کے معز الدولہ کو مہملی کی شکایت لکھ بھیجی کہ یہ قصد

لڑائی کو طول دے رہا ہے محض اس غرض سے کہ کل روپیہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر ڈالے۔ معز الدولہ نے بے سمجھے یوحنا مہلمی کے نام خطاب آمیز خط لکھ بھیجا اور جنگ میں غلبت کرنے کی تاکید کی۔ مہلمی نے بموجب اس حکم کے عمران پر مجموعی قوت سے حملہ کیا بلا خیال یہیں ویسا قتل و غارت کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ عمران کے لشکر کے ایک حصہ نے علیحدہ ہو کر ایک کوس کا چکر کاٹ کر مہلمی پر عقب سے حملہ کیا اور سامنے سے اس فوج نے بھی رک کر یلغار کی جو لڑتی ہوئی پیچھے ہٹی جاتی تھی۔ مہلمی کا لشکر اس ناگہانی حملہ سے گھبرا گیا اور بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے ہمراہیوں کی تعداد کثیر گرفتار اور قتل کی گئی۔ نامی نامی افسر قید کر لئے گئے۔ مہلمی نے یہ رنگ دیکھ کر خود کو دریا میں ڈال دیا اور تیر کر نکل گیا۔ مجبور ہو کر معز الدولہ نے عمران کے اہل و عیال کو عمران کے پاس بھیج دیا اور بطاح کی سند حکومت دے کر مصالحت کر لی۔ عمران نے بھی معز الدولہ کے سپہ سالاروں کو رہا کر دیا۔ اس سے عمران کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ حکومت و دولت میں استحکام کی صورت پیدا ہو گئی۔

مہلمی کی وزارت: ابو جعفر محمد بن احمد صہری معز الدولہ کا وزیر عمران سے جنگ کرنے کو گیا ہوا تھا۔ اس کے زمانہ عدم موجودگی میں ابو محمد حسن بن محمد مہلمی اس کی قائم مقامی کر رہا تھا۔ اس اثناء میں ابو جعفر نے وفات پائی چونکہ معز الدولہ پر مہلمی کی کفایت شعاری و دیانت داری اور انتظام و سیاست روز روشن کی طرح ہو رہی ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے معز الدولہ نے ابو جعفر کی وفات کے بعد اس کو عہدہ وزارت پر (۳۳۹ھ) میں مستقل کر دیا۔ اس کی وزارت خلق اللہ کے حق میں رحمت الہی کا ایک کرشمہ تھی جو رستم کا استیصال کر دیا۔ علی الخصوص اہل بصرہ کے مظالم کو جس میں وہ برید یوں کے زمانہ سے مبتلا تھے رفع کر دیا۔ اہل علم و فضل کی قدر افزائی ہونے لگی۔ دور دور سے مستحقین اپنے حقوق حاصل کرنے کو آنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد ۳۴۲ھ میں معز الدولہ نے کسی امر پر ناراض ہو کر اپنے مکان میں قید کر لیا مگر عہدہ وزارت سے معزول نہ کیا۔

مہلمی کا بصرہ پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ قرامطہ کو معز الدولہ کا بصرہ کی طرف براہ جنگی اور ان کے ملک سے ہو کر جانا ناگوار گزرا تھا اور اس بارے میں جو کچھ ان دونوں میں معاملات پیش آئے تھے اس کو بھی ہم تحریر کر چکے ہیں چنانچہ جس وقت یوسف بن وجیہہ کو یہ خبر گئی کہ قرامطہ بمقابلہ معز الدولہ لشکر آرائی میں مصروف ہیں مالی اور فوجی مدد دینے کو لکھ بھیجا بلکہ فضاخیز پر نہ اکتفا کر کے ایک فوج بھی بھیج دی اور خود براہ دریا ۳۴۳ھ میں بصرہ پر یلغار کر دی۔ وزیر مہلمی اس وقت اہواز کی مہم سے فارغ ہو چکا تھا۔ یہ خبر پا کر بصرہ کے بچانے کو دوڑا اور یوسف کے پیچھے سے پہلے بصرہ میں داخل ہو گیا۔ چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی اور جب یوسف کا لشکر بصرہ کے قریب آیا تو گھسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان مہلمی کے ہاتھ رہا۔ یوسف شکست کھا کر بھاگا۔ مہلمی نے اس کی کشتیاں گرفتار کر لیں۔

ناصر الدولہ کی بد عہدی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ معز الدولہ اور ناصر الدولہ سے بیس لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت ہو گئی تھی لیکن جس وقت ۳۴۳ھ کا دور آیا ناصر الدولہ نے خراج بھیجنے میں تاخیر کی۔ چنانچہ معز الدولہ نے لشکر آراستہ کر کے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں موصل پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اس مہم میں اس کے ساتھ اس کا وزیر مہلمی بھی تھا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر مصداقے سیکرٹری اہل و عیال اور کل اراکین دولت کے جن کو امور سیاست میں دخل تھا۔ موصل سے نصیبین اور وہاں سے موصل چلا آیا اور ان لوگوں کو قلعہ کواشی وغیرہ میں ٹھہرایا۔ دیہاتیوں کو رسد و غلہ موصل پہنچانے سے منع کر دیا اس سے معز الدولہ کے لشکر کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبوراً معز الدولہ نے سبکدوشی کا جب کبیر کو موصل میں اپنا نائب مقرر کر کے

نصیبین کا قصد کیا۔ اثناءِ راہ میں یہ خبر گئی کہ ناصر الدولہ کی اولاد معہ ایک فوج کے سنجر میں مقیم ہے اسی وقت ایک فوج سنجر کی جانب روانہ کر دی۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ میں جنگ و مصالحت ناصر الدولہ کی اولاد کو اس کی خبر نہ تھی۔ حالات غفلت میں معز الدولہ کی فوج نے شبِ خون مارا ناصر الدولہ کی فوج بے سرو سامانی سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ معز الدولہ کی فوج اطمینان کے ساتھ لوٹنے اور مال و اسباب کے فراہم کرنے میں مصروف ہو گئی۔ ناصر الدولہ کی اولاد اس امر کا احساس کر کے معذرتی فوج کے لوٹ پڑی اور معز الدولہ کی فوج کو خوب پامال کیا اور اکثر حصہ فوج کا کام آ گیا۔ باقی ماندہ گرفتار کر لی گئی معز الدولہ جھلا کر نصیبین کی طرف بڑھا۔ ناصر الدولہ نے نصیبین کو خیر باد کہہ کر میا قارقین میں جا کر قیام کیا۔ مگر اس کے اکثر ہمراہیوں نے روزانہ تک دود اور خطرہ جنگ سے گھبرا کر معز الدولہ کی خدمت میں امان کی درخواست پیش کی اور اجازت حاصل کر کے ناصر الدولہ کا ساتھ چھوڑ کر معز الدولہ کے پاس چلے آئے ناصر الدولہ اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ و ڈھنگ دیکھ کر اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا آیا۔ سیف الدولہ نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ حالات دریافت کئے اور معز الدولہ سے مصالحت کی خط و کتابت کرنے لگا۔ آخر کار انتیس لاکھ درہم اور ان قیدیوں کی رہائی پر جو سنجر میں تھے۔ مصالحت ہو گئی۔ سیف الدولہ نے ضمانت دی۔ صلح نامہ کی تکمیل کے بعد ماہِ محرم ۳۲۸ھ میں معز الدولہ نے عراق کی جانب مراجعت کی۔

معز الدولہ کے محل کی تعمیر ۳۲۵ھ میں معز الدولہ علیل ہوا علالت اس درجہ طول پکڑ گئی کہ وصیت کر دی مگر اس کے بعد ہی صحت ہو گئی اور تبدیل آب و ہوا کی غرض سے بقصد اہواز کھواڑا چلا گیا۔ اس کے ہوا خواہوں اور احباب نے اس کی ترک اقامت بغداد پر افسوس ظاہر کیا اور بالائے بغداد میں سکونت کے لئے مکان بنوانے کی رائے دی۔ چنانچہ معز الدولہ نے ایک لاکھ دینار کے صرف سے بالائے بغداد میں مکان بنوایا۔ صرف کثیر ہونے کی وجہ سے لوگوں سے جبراً روپیہ وصول کیا۔

جامع بغداد پر شیعی کتبہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ولیم نے اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اور اسی وجہ سے ان میں مذہبِ تشیع کا شیوع تھا اور جس امر نے بنی بویہ کو خاندانِ عباسیہ سے منصبِ خلافت و امارت کے منتقل کرنے کو روکا ہے اس سے بھی آپ بخوبی واقف ہو چکے ہیں ۳۵۰ھ کے دور میں جامع مسجد بغداد کے دروازہ پر ایک روز صبح کو یہ عبارت لکھی ہوئی دکھائی دی لعن اللہ معاویہ بن سفیان و عن غصب فاطمة ندکآ و من منع عن دفن الحسن عند جلدہ و من نفی ابا ذر و من اخرج العباس عن الشوری۔ معز الدولہ کی طرف اس عبارت کی کتابت کی نسبت کی جاتی ہے۔ اگلی رات میں اس عبارت کو کسی نے مٹا دیا۔ معز الدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا قصد کیا۔ وزیر ہلمی نے اس رائے کی مخالفت کی اور یہ رائے دی کہ مٹی ہوئی عبارت کے بجائے فقط معاویہ اور حاکمین آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لعن طعن لکھا جائے۔

عیدِ غدیر اور تعزیرہ داری کی ابتدا اسی سنہ کے اٹھارہویں ذی الحجہ کو معز الدولہ نے عیدِ غدیرؑ کی بناء ڈالی لوگوں کو بغرض اظہارِ زینت شہر کو چراغاں کرنے اور خوشیاں منانے کا حکم دیا اور سنہ آئندہ میں یومِ عاشورہ (یعنی دس محرم کو) بغرض

۱۔ معاویہ بن سفیان پر اللہ کی لعنت ہو اور اس پر ہو جس نے قاطرہ سے فدک چھین لیا ہے اور اس پر ہو جس نے حسن کو ان کے نانا کے پاس دفن کرنے سے منع کیا ہو اور اس پر ہو جس نے ابوذر کو شہر بدر کیا ہو اور اس پر ہو جس نے عباس کو مجلسِ شوریٰ سے خارج کیا ہو۔

۲۔ اسی عید کو عیدِ غدیر بھی کہتے ہیں۔ اہل شیعہ اس عید کو عیدِ الفطر اور عیدِ الاضحیٰ سے افضل سمجھتے ہیں۔ تہذیب طبری شریعتہ ص ۳۶۵۔

اظہار غم شہادت حسین یہ حکم عام صادر کیا کہ کل دکانیں بند کر دی جائیں کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کی جائے۔ باشندگان شہر و دیہات ماتی لباس پہنیں، علانیہ لوح اور بین کریں۔ عورتیں کھلے بالوں اور چہرے سیاہ کئے ہوئے نکلیں اس طرح پر کہ ماتم حسین میں کپڑوں کو پھاڑ ڈالا ہو اور رخساروں کو طمانچوں سے لال کر لیا ہو۔ شیعوں نے اس حکم کی بخوشی خاطر تعمیل کی اہل سنت دم تک نہ مار سکے کیونکہ زمام حکومت شیعہ کے قبضہ میں تھی اور خلیفہ ان کا محکوم تھا ماہ محرم ۳۵۳ھ میں پھر اس رسم کا اعادہ کیا گیا۔ اہل سنت برداشت نہ کر سکے۔ مابین ان کے اور شیعہ کے فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ بہت بڑی خون ریزی ہوئی مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

معز الدولہ کا عمان پر قبضہ ۳۵۵ھ میں معز الدولہ نے بطائح میں عمران بن شاپین سے جنگ کرنے کی غرض سے واسطہ کی طرف کوچ کیا اور واسطہ میں پہنچ کر ابو الفضل عباس بن حسن کو امیر لشکر مقرر کر کے بطائح کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور خود واسطہ سے ایلہ کو روانہ ہوا ایلہ میں کچھ عرصہ قیام کر کے ایک عظیم الشان لشکر عمان کی جانب بھیجا۔ عمان پر قرامطہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ نایق والی عمان بھاگ گیا تھا۔ نایق کے بھاگ جانے کے بعد قاضی عمان اور اہل شہر نے متفق ہو کر ایک شخص جو انہیں میں سے تھا منصب امارت پر مامور کیا کسی شخص نے اس کو مار ڈالا۔ تب دوسرے شخص عبدالرحمن بن احمد بن مروان نامی کو جو قاضی عمان کے قرابت داروں میں سے تھا۔ امارت کی کرسی پر بٹھایا۔ اس نے علی بن احمد کو جو اس سے پہلے قرامطہ کا کاتب تھا عہدہ کتابت عطا کیا۔ ایک روز عبدالرحمن نے اپنے کاتب (علی) کو لشکریوں کو انعامات تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ سودانی اور سفید چھندے والی فوجیں آپس میں بوقت تقسیم انعام اور عدم مساوات میں جھگڑ پڑیں۔ سودانیوں نے سفید چھریں والی فوج کو دیا لیا۔ حریر برآں عبدالرحمن امیر عمال کو بھی نکال باہر کیا۔ علی بن احمد عہدہ کتابت سے ترقی کر کے امارت کی کرسی پر پہنچا۔ چنانچہ جب معز الدولہ سندھ کو رہیں اور واسطہ ہوا تو نایق اسود سابق والی عمان نے حاضر ہو کر اپنے سرگزشت عرض کی اور امداد کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ معز الدولہ نایق کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے واسطہ سے ایلہ آیا اور ایک سو جنگی کشتیاں فراہم کر کے بسرافری ابوالفرج محمد بن عباس بن غسانس عمان پر براہ دریا فوج کشی کر دی تو ذی الحجہ ۳۵۵ھ کو اس فوج نے عمان پر بروز قیام قبضہ حاصل کر لیا۔ ہزار ہا اہل عمان معرکہ کارزار میں کام آ گئے۔ نو اسی کشتیاں اہل عمان کی جلا کر غرق کر دی گئیں۔ اس کامیابی کے بعد معز الدولہ نے واسطہ کی طرف مراجعت کی اور اپنی فوج کے اس حصہ سے جاملہ جو عمران کا محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ اس مقام پر پہنچ کر معز الدولہ علیل ہو گیا اور اسی اثناء میں عمران سے مصالحت بھی ہو گئی لہذا بغداد واپس آیا۔

وزیر مہلسی کی وفات ماہ جمادی الآخر ۳۵۲ھ میں وزیر مہلسی ایک عظیم لشکر کے ساتھ عمان کے سر کرنے کو روانہ ہوا مگر اثناء راہ میں علیل ہو گیا۔ کجھری بغداد کی جانب مراجعت کی مگر بغداد پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں پیام اجل آ گیا اور اس دنیا سے سفر کر گیا۔ نعش کو تابوت میں رکھ کر بغداد لائے اور دفن کر دیا۔ تیرہ برس تین مہینے وزارت کی۔ معز الدولہ نے اس کے مال و اسباب اور مکانات کو ضبط کر لیا۔ مصاحبین خدام اور جس نے ایک دن بھی اس کی خدمت کی تھی غرض سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ابو الفضل عباس بن حسین شیرازی اور ابوالفرج محمد بن عباس بن غسانس امور سیاست و سلطنت کے عمران اور ناظم مقرر ہوئے مگر ان میں کسی کو وزارت کا لقب نہیں دیا گیا۔

معز الدولہ کی وفات جس وقت معز الدولہ عمران بن شاپین سے مصالحت کر کے بغداد واپس آیا۔ علیل تھا۔ بغداد میں

بچنے کے علاوہ نے ترقی کی۔ نشست و برخاست سے مجبور ہو گیا۔ اراکین دولت اور ہوا خواہان ملت و سلطنت کو جمع کر کے اپنے بیٹے عزالدولہ بختیار کو ولی عہد بنایا اور صدقہ و خیرات تقسیم کیا۔ غلام آزاد کئے اور ماہ ربیع الآخر ۳۵۶ھ میں مر گیا۔ بائیس برس حکومت کی۔

عزالدولہ کی حکومت کا آغاز۔ معزالدولہ کے مرنے کے بعد عزالدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ معزالدولہ نے بوقت وفات عزالدولہ کو رکن الدولہ (یہ معزالدولہ کا بڑا بیٹا تھا) کی اطاعت اور انہیں کے مشورہ سے کل امور سلطنت انجام دینے کی وصیت کی تھی سبکیں حاجب اور دونوں کاتبوں ابو الفضل عباس اور ابو الفرج محمد کو ان کے عہدوں پر بحال رکھنے کی بھی وصیت کی تھی مگر عزالدولہ نے کرسی امارت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد ان وصیتوں کی پروا نہ کی اور ابو العجب میں مصروف ہو گیا۔ گویوں عورتوں اور مسخروں کی صحبت میں رہنے لگا اس وجہ سے ان لوگوں کو عزالدولہ سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ عزالدولہ نے نامی نامی سرداران و علم کو بغداد سے ان کی جاگیرات کی طرف نکال دیا۔ اراکین دولت اور اکابرین ملت کے نکل جانے سے ادنیٰ درجہ والوں کی گرم بازاری ہوئی انہوں نے تحقیق ہو کر عزالدولہ سے اپنے وظائف اور روزیے بڑھائے۔ ترکوں نے بھی انہی لوگوں کی پیروی کی اور کامیاب ہو گئے اس اثناء میں ابو الفرج محمد بن عباس وارد بغداد ہوا۔

ابو الفرج کی بغداد میں آمد۔ ابو الفرج معزالدولہ کی وفات کے وقت عمان میں تھا جس وقت عزالدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی الفرج نے اس خیال سے کہ ابو الفضل عباس عہدہ وزارت پر متمکن نہ ہو جائے اور عزالدولہ مجھ ہی کو عمان میں قیام کا حکم نہ دے دے عمان کو عضد الدولہ کے نواب کو جو اس کی کمک پر آئے ہوئے تھے سپرد کر کے بغداد چلا آیا۔ اتفاق یہ کہ ابو الفرج کا یہ خیال صحیح نکل گیا اور جس خطرہ کو اس نے پیش نظر رکھا تھا وہی وقوع میں آ گیا۔

جبشی بن معز الدولہ کی سرکوبی۔ اس کے بعد ۳۵۶ھ میں جبشی بن معز الدولہ نے اپنے بھائی عزالدولہ کے مقابلہ پر علم مخالفت و بغاوت بلند کیا۔ عزالدولہ نے اپنے وزیر ابو الفضل عباس کو جبشی کی سرکوبی اور گرفتاری پر مامور اور روانہ کیا ابو الفضل باظہار اس امر کے کہ اہواز جا رہا ہوں واسطہ میں پہنچ کر قیام پزیر ہوا اور جبشی کو یہ چکمہ دیا کہ میں یہاں اس غرض سے آیا ہوں کہ تم کو بصرہ مصالحت کے ساتھ دیا جائے اور جیسا کہ تم اس پر حکمرانی کرتے ہو حکمران رہو مگر اس کام میں تمہاری مالی مدد کی ضرورت ہے۔ ادھر جبشی اس دم پنی میں آ گیا اور دولاکھ درہم خزانہ سے برآمد کر کے ابو الفضل کے پاس بھیج دیئے اور یہ یقین کر کے غافل ہو کر بیٹھ رہا کہ اب بصرہ کی حکومت مستقل طور سے مجھے ملا جائیگی ہے۔ ادھر ابو الفضل نے لشکر اہواز کو ایک وقت

و تاریخ مقررہ پر ایلہ کی طرف سے بصرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا جب وہ مقررہ تاریخ آ گئی تو خود بھی واسطہ سے بصرہ پر حملہ کر دیا۔ جبشی سے کچھ بن نہ چڑا۔ دونوں فوجوں میں سے کسی کے حملہ کا جواب نہ دے سکا اس کے سارے لشکر پامال ہو گیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ مفید کر کے راہر مز بھیج دیا گیا اس مال و اسباب کے علاوہ جو اس واقعہ میں لوٹ لیا گیا اس ہزار جلد کتابیں تھیں اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ نے اپنے بھتیجے جبشی کی رہائی کی سفارش کی اور کہہ بن کر رہائی دلا کر عضد الدولہ کے پاس بھیج دیا۔ عضد الدولہ نے اس کے گزارہ کے لئے جاگیر دی تا آنکہ ۳۵۹ھ میں اس نے وفات پائی۔

ابو الفضل کی معزولی۔ ابو الفضل نے عزالدولہ کی وزارت حاصل کرنے کے بعد جو رستم کا دروازہ کھول دیا محمد بن بقیہ

ایک ادنیٰ درجہ کا آدمی تھا۔ عز الدولہ کے باورچی خانہ کا انتظام اس کے سپرد تھا جس وقت رحایا نے ابوالفضل کے ظلم و ستم سے داویلا چانا شروع کیا عز الدولہ نے ۳۶۲ھ میں ابوالفضل کو معزول کر کے محمد بن یقینہ کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا جب تک اس کے پاس ابوالفضل اور اس کے مصاحبین کا مال و زر رہا اس وقت انتظام و سیاست میں کسی قسم کا فتنہ پیدا نہ ہوا کچھ عرصہ بعد جب یہ مال و زر ختم ہو گیا تو پھر رحایا پر ظلم و ستم ہونے لگے۔ گاؤں کے گاؤں اجڑ گئے۔ قسبات اور شہر ویران نظر آتے تھے۔ جرائم پیشہ کی گرم بازاری ہو گئی ترکوں اور عز الدولہ میں چل گئی۔ ابن یقینہ نے سمجھا بھجا کر مصالحت کرادی اس کے بعد سبکتگین سوار ہو کر عز الدولہ کے پاس گیا ترکوں کی فوج بھی اس کے ہمراہ تھی۔ باتوں باتوں میں ترکوں کی فوج پھر بگڑ گئی۔ سبکتگین اور اس کے ہمراہیوں کو جان کے لالے پڑ گئے مگر عز الدولہ نے مال و زر دے کر ان کو راضی کر دیا۔

ابن یقینہ کی وزارت ۳۵۶ھ میں ابوتغلب نے اپنے باپ ناصر الدولہ بن حمدان کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور دار الخلافہ بغداد کا قصد کیا اس اثناء میں اس کے بھائی حمدان و ابراہیم عز الدولہ کے پاس پہنچ گئے اور امداد و اعانت کے خواستگار ہوئے۔ چونکہ عز الدولہ عمان اور بطیمہ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں مصروف تھا۔ اس لئے ان کی استدعا کی طرف متوجہ نہ ہوا تا آنکہ عز الدولہ نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ اس وقت وزیر ابوالفضل کو معزول کر کے ابن یقینہ کو وزارت کا معزز عہدہ دیا اور ابراہیم و حمدان کی کمک کو لشکر آراستہ کر کے موصل کی جانب کوچ کیا ماہ ربیع الاول ۳۵۳ھ میں موصل پہنچا۔ ابوتغلب مع اپنے ہمراہیوں اور کاتبوں اور وفاتر کے سنجار چلا گیا اور سنجار سے بغداد کا رخ کیا۔ عز الدولہ نے وزیر ابن یقینہ اور سبکتگین کو اس کے تعاقب کا حکم دیا۔ وزیر ابن یقینہ نہایت تیزی سے منازل طے کر کے بغداد پہنچ گیا اور اس کی حفاظت میں مصروف ہوا۔ سبکتگین نے بغداد کے باہر ابوتغلب سے لڑائی چھیڑ دی اسی اثناء میں اہل سنت و شیعہ کے مابین غریب بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ سبکتگین اور ابوتغلب نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ مطہر وزیر السلطنت اور عز الدولہ کے کل ہمراہیوں کو گرفتار کر لینا چاہئے۔ یہی لوگ فساد کے بانی مہابی ہیں اور جب یہ امر وقوع پذیر ہو جائے تو سبکتگین کو بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے بغداد واپس جانا مناسب ہے اور ابوتغلب کو موصل۔

ابوتغلب اور ابن یقینہ کے مابین معاہدہ لیکن سبکتگین نے کیا جانے کیا سوچ سمجھ کر اس رائے پر عمل درآمد نہ کیا۔ اتنے میں وزیر ابن یقینہ آ گیا۔ دونوں نے مشورہ کر کے ابوتغلب کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ شرائط صلح طے ہونے لگیں آخر کار ان شرائط سے صلح ہوئی۔ (۱) ابوتغلب جیسا کہ اس سے پیشتر خراج سالانہ دیا کرتا تھا دیا کرے۔ (۲) اپنے بھائی حمدان کی جاگیر کو باستثناء ماردین کے اور کل مال و اسباب واپس دے۔ صلح نامہ لکھے جانے کے بعد ابوتغلب نے موصل کی جانب مراجعت کی اور عز الدولہ کو موصل سے بغداد کی طرف کوچ کرنے کو لکھا۔ سبکتگین بغداد واپس آیا۔ هنوز عز الدولہ موصل سے کوچ نہ کرنے پایا تھا کہ ابوتغلب پہنچ گیا۔ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔ اثنائے کلام میں ابوتغلب نے یہ درخواست پیش کی کہ خراج کا لفظ صلح نام سے نکال دیا جائے اور آئندہ مجھے کوئی سلطانی لقب مرحمت کیا جائے۔ عز الدولہ نے ابوتغلب کے خوف سے اس درخواست کو منظور کیا اور اپنی بیٹی زوجہ ابوتغلب کو رخصت کر کر بغداد کا راستہ لیا۔ اہل موصل کو عز الدولہ کے کوچ کر جانے سے بے حد خوشی ہوئی اس وجہ سے کہ زمانہ قیام عز الدولہ میں اہل موصل کو بہت تکالیف اٹھانی پڑی تھیں۔

ابو تغلب کی سرکشی اور اطاعت ابھی وہ راستہ ہی میں تھا کہ یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ابو تغلب نے ایک گروہ کو اپنے ہمراہیوں میں سے جنہوں نے عزالدولہ سے امان حاصل کی تھی قتل کر ڈالا ہے اور ان کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا ہے۔ عزالدولہ کو یہ سن کر سخت صدمہ ہوا۔ وزیر ابن بقیہ اور سبکسگین حاجب کو مدد لشکر کے بلا بھیجا۔ جب یہ دونوں آگئے تو بقیہ مد موصل لوٹ پڑا اور یہ قصد کر لیا کہ ابو تغلب جہاں ملے گرفتار کر لیا جائے ابو تغلب نے اس سے مطلع ہو کر صلح کا پیام بھیجا۔ عزالدولہ کی طرف سے شریف ابوالاحمد موسوی والد شریف رضی تکمیل صلح کو ابو تغلب کے پاس آیا۔ ابو تغلب نے حلقہ بیان کیا کہ میرے علم و اقیقت میں وہ لوگ جنہوں نے عزالدولہ سے امان حاصل کی تھی نہیں مارے گئے۔ شریف ابوالاحمد نے اس بیان کو سچا باور کر کے صلح کا پھر اعلان کر دیا۔ عزالدولہ نے اپنی بیٹی کو اس کے شوہر ابو تغلب کے پاس بھیج دیا اور بغداد واپس آیا۔

عزالدولہ کا زوال عزالدولہ کے پاس جہاں مال و زر کی کمی تھی وہاں فوجی مصارف کی بے حد زیادتی تھی آئے دن مخواہ اور وظائف کے نہ ملنے پر شور و غل مچا رہتا تھا۔ اس وجہ سے عزالدولہ ہمیشہ فراہمی مال و زر میں مصروف رہتا۔ چنانچہ اس غرض سے موصل گیا۔ جب کچھ کار براری نہ ہوئی تو ابواز کا قصد کیا۔ سبکسگین اور اس کے ترکی لشکر نے عزالدولہ کا ساتھ نہ دیا۔ ابواز پہنچتے پر یہ گل کھلا کہ ترکوں اور دیلمیوں کے مابین ان بن ہو گئی اور دوسرے سے متصادم ہو گئے بڑی خون ریزی ہوئی۔ ادھر ترکوں میں جوش انتقام کی آگ بھڑک اٹھی ادھر دیلم کے سرداروں نے رو سا وچہ سالار ان ترک کو گرفتار کر لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا والی ابواز اور اس کا کاتب بھی گرفتار کر لیا گیا دارالامارت اور ترکوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ تمام شہر میں ان لوگوں کی خون ریزی کی منادی کرادی گئی رفتہ رفتہ یہ خبر سبکسگین تک پہنچی اس وقت یہ بغداد میں تھا۔ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور عزالدولہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ ترکوں کو صلح کر کے عزالدولہ کے مکان کو جا کر گھیر لیا اور دوڑ تک محاصرہ رہا۔ آگ لگا دی لوٹ لیا اور اس کے بھائی اور ماں کو گرفتار کر کے ماہ ذیقعدہ ۳۱۳ھ میں واسطہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ مطیع نے ان لوگوں کے ساتھ دینے کا قصد کیا۔ ان لوگوں نے منظور نہ کیا۔ مجلس رائے خلافت میں واپس کر دیا۔ ترکوں نے دیلم کے مکانات لوٹ لئے اور اس پر قابض ہو گئے۔ اہل بغداد بھی اس ہنگامہ میں سبکسگین کا ساتھ دے رہے تھے کیونکہ دیلم شیعہ تھے۔ بہت بڑی خون ریزی ہوئی کرخ جلادیا گیا اور اہلسنت کا پھر دور دورہ ہو گیا۔

باب : ۲۷

عبدالکریم بن مطیع الطالع اللہ

۳۶۳ھ تا ۳۸۱ھ

خلافت سے دستبردار رہی خلیفہ مطیع عارضہ فالج میں ایک مدت سے مبتلا تھا نقل و حرکت سے معذور تھا مگر کسی براس امر کو ظاہر نہ ہونے دیتا تھا اتفاق سے اس واقعہ میں جو آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔ سبکدین کو یہ حال معلوم ہو گیا۔ سبکدین نے خلیفہ مطیع کو اس امر پر مجبور کیا کہ خود کو معزول کیجئے اور منصب خلافت اپنے بیٹے عبدالکریم کو مرحمت فرمائیے چنانچہ اس تحریک کے مطابق ماہ ذیقعدہ ۳۶۳ھ میں جب کہ اس کی خلافت کو ساڑھے پچیس برس گزر چکے تھے اس نے خود کو معزول کیا اور اپنے بیٹے ابوالفضل عبدالکریم کی خلافت کی بیعت کی۔ اسے ”الطالع اللہ“ کا لقب دیا گیا۔

بیرونی مہمات : جس زمانہ سے ناصر الدولہ بن حمدان نے صوبہ موصل کو دبا لیا تھا اسی وقت سے صوائف کا تعلق ناصر الدولہ سے ہو گیا تھا مگر جب ۳۳۳ھ میں اس کے بھائی سیف الدولہ نے شہر حلب و حص پر قبضہ کر لیا تو صوائف کا انتظام و انصرام اس کی طرف منتقل ہو آیا۔ چنانچہ صوائف کے حالات کو ہم دولت بنی حمدان کے تذکرہ میں تحریر کریں گے۔ سیف الدولہ نے اس معاملہ میں نیک نامی کا بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ رومیوں نے اس کے عہد حکومت میں بلاد اسلامیہ پر خوب خوب حملے کئے تھے جس کی مدافعت اس نے نہایت خوبصورتی اور ہوشیاری سے کی تھی۔

عزل و نصب عمال کی کیفیت یہ ہوئی کہ جس زمانہ سے معز الدولہ نے عراق پر قبضہ حاصل کیا تھا اسی زمانہ سے تقرر و تبدیلی کا یہ سلسلہ منقطع ہو گیا تھا اور حکومت اسلامیہ مختلف حکومتوں پر تقسیم ہو گئی تھی اس لحاظ سے ہم ہر حکومت کے عمال کے حالات وہیں احاطہ تحریر میں لائیں گے جہاں پر کہ اس حکومت کے تذکرہ کو ہم جداگانہ لکھیں گے جیسا کہ ہم نے التزام کر رکھا ہے۔

افسکین کی امارت : جس وقت اہواز میں بہ زمانہ قیام عز الدولہ ترکوں اور دہلیوں میں شکر رنجی پیدا ہو گئی اور فریقین میں ہنگامہ کارز اور گرم ہو گیا اور سبکدین نے بغداد میں عز الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا تو مجبوراً عز الدولہ نے جن ترکوں کو قید کر لیا تھا رہا کر دیا اور آزاد رویہ کو جو اس سے پہلے والی اہواز تھا ان کی سرداری دی اور اپنی والدہ اور بھائیوں سے ملاقات کرنے کو

واسطہ کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے بعد جس جس کو اپنا ہوا خواہ سمجھا اس سے سبکدش کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی چنانچہ اپنے چچا رکن الدولہ اور چچا زاد بھائی عضد الدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کا خواست گار ہوا ابو تغلب بن حمدان سے بھی اعانت طلب کی اور یہ تحریر کیا کہ تم خود میری مدد کو آؤ اس کے معاوضہ میں جو تم سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے معاف کر دوں گا۔ بطحہ میں عمران بن شاہین کے پاس بھی اسی مضمون کا خط روانہ کیا۔ رکن الدولہ نے اس درخواست کے مطابق ایک فوج بھر اہی دبسر گروہی اپنے وزیر ابو الفتح بن عمید روانہ کی اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو بھی ابو الفتح کے ساتھ عز الدولہ کی کمک پر جانے کو لکھ بھیجا مگر اس نے اس امید پر کہ عز الدولہ کسی بلائے ناگہانی میں گرفتار ہو جائے تو میں عراق پر قابض ہو جاؤ بہانہ کر دیا۔

عمران بن شاہین نے یہ عذر کر کے ٹال دیا کہ چونکہ میرے لشکر کو دہلیموں سے جنگ و جدال کا بہت سابقہ پڑ چکا ہے اس وجہ سے وہ دہلیموں کے ساتھ ہو کر میدان جنگ میں جانا پسند نہ کرے گا۔ باقی رہا ابو تغلب اس نے اپنے بھائی ابو عبد اللہ حسین کو معہ ایک فوج کے تکریت کی جانب روانہ کر دیا۔ چنانچہ جس وقت ترک بغداد سے بقصد جنگ عز الدولہ واسطہ کی طرف آئے ابو تغلب نے بغداد کا راستہ لیا۔ بغداد میں اس وقت عجیب پائل چلی ہوئی تھی۔ دن دھاڑے بازار لٹ رہے تھے۔ خلق اللہ بلائے عظیم میں مبتلا تھی۔ ابو تغلب نے زمام انتظام شہر اپنے ہاتھ میں لی اور چوروں بد معاشوں اور عارت گروں کے بچہ غصب سے اہل شہر کو بچا لیا ترکوں نے جس وقت بغداد سے واسطہ کی جانب کوچ کیا تھا اپنے خلیفہ طائع اللہ اور اس کے باپ خلیفہ معز ول مطیع کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔ رفتہ رفتہ دیر عاقول میں پہنچے تو خلیفہ مطیع اور سبکدش کا انتقال ہو گیا ترکوں نے اپنے نامی سپہ سالار افسکین کو اپنا سردار بنالیا جو معز الدولہ کا آزاد غلام تھا اس نے ترکوں کو منتشر ہونے سے محفوظ رکھ کر واسطہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ پچاس یوم تک نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہا۔ عز الدولہ کمال استقلال سے حصار کی سختیاں جھیل رہا تھا اور عضد الدولہ کو بار بار اپنی کمک پر بلا رہا تھا۔

عضد الدولہ اور عز الدولہ کا بغداد کا محاصرہ: عضد الدولہ نے عز الدولہ کے متعدد خطوط مشعر طلبی امداد آنے پر لشکر کو تیاری کا حکم اور سامان جنگ و سفر درست کر کے باطنہا زامہ عز الدولہ فارس کی جانب کوچ کیا مقام ابواز میں ابو الفتح بن عمید عضد الدولہ کے باپ کا وزیر لشکر لئے ہوئے آ ملا۔ دونوں واسطہ کی جانب روانہ ہوئے۔ افسکین اس سے مطلع ہو کر واسطہ چھوڑ کر بغداد کو روانہ ہو گیا اور ابو تغلب بغداد سے موصل واپس آیا۔ عضد الدولہ نے واسطہ میں پہنچ کر ڈرام لیا اور پھر سامان سفر و جنگ درست کر کے شرقی بغداد کی طرف کوچ کیا اور عز الدولہ نے غربی بغداد کا راستہ لیا۔ دونوں بھائیوں نے بغداد پہنچ کر چاروں طرف سے ترکوں کا محاصرہ کر لیا اور محصوروں کو تنگ و پریشان کرنے کی غرض سے عز الدولہ نے ضہ بن محمد اسدی (یہ عین التمر کا ایک رئیس تھا) بنی شیبان اور ابو تغلب بن حمدان کو رسد و غلہ کے روئے کو لکھ بھیجا اور یہ ہدایت بھی کر دی کہ وقتاً فوقتاً اطراف و جوانب بغداد کو تاخت و تاراج کرتے رہو اس سے بغداد میں گرانی ہو گئی اور شہر میں عارت گری شروع ہو گئی لوگ ایک دوسرے کو لوٹنے لگے۔

بغداد میں ترکوں کا قتل عام: عوام الناس نے افسکین کا مکان لوٹ لیا۔ افسکین گھبرا گیا محاصرہ توڑنے کی غرض سے لڑنے کو نکلا تو عضد الدولہ نہایت مردانگی سے مقابلہ پر آیا اور ان کو شکست دے دی ترکوں کا ایک جم غفیر مارا گیا جو زندہ گرفتار

کئے گئے ان کا خون مباح کر دیا گیا باقی ماندہ نے تکریت میں جا کر دم لیا اور خلیفہ طائع کو اپنے ساتھ لیتے گئے۔ ماہ جمادی الاول ۳۶۲ھ میں عضد الدولہ داخل بغداد ہوا اور ترکوں سے خلیفہ طائع کے واپس کرنے کے متعلق خط و کتابت کرنے لگا۔ چنانچہ آٹھ رجب سنہ مذکور کو خلیفہ طائع براہ دریا بغداد واپس آیا عضد الدولہ نے مجلس رائے خلافت میں خلیفہ طائع کو فروکش کیا اور ایک روز کشتی پر سوار ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کو دار الخلافہ میں حاضر ہوا۔

عز الدولہ کی گرفتاری اس کے بعد عضد الدولہ نے ادھر عز الدولہ کے لشکریوں کا اشارہ کر دیا کہ وہ وظائف اور تنخواہ کی طلبی کا شور و غل مچانے لگے۔ ادھر عز الدولہ کو یہ سکھایا کہ تم ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرو بے انتقامی سے ان کی درخواستوں کو لو بلکہ یہ ظاہر کرو کہ مجھے عمارت و حکومت کی خواہش نہیں ہے اور جب تم اس پر عامل ہو گئے تو میں درمیان میں پڑ کر تمہاری خواہش کے مطابق لشکریوں سے صلح کرادوں گا۔ عز الدولہ نے ایسا ہی کیا کاتبوں، حاجبوں اور کل اراکین دولت سے بات تک نہ کی یونہی واپس گزریا۔ لشکریوں کے شور و غل کی طرف مطلق توجہ نہ کی۔ تین روز تک یہی بحث و تکرار رہی اور کاغذی گھوڑے دوڑتے رہے چوتھے روز عضد الدولہ نے عز الدولہ اور اسکے بھائیوں کو گرفتار کر کے نظر بند کر لیا لشکریوں پر اس کی چالاک اور عاجزی کو ظاہر کر کے انعام و صلے دینے کا وعدہ کیا اور اپنے فرائض منصبی کے پورا کرنے میں مصروف ہوا۔

عضد الدولہ کے خلاف بغاوتیں مرزبان بن عضد الدولہ والی بصرہ تھا اس نے عضد الدولہ کی اطاعت قبول نہ کی۔ رکن الدولہ کو عضد الدولہ کی شکایت لکھ بھیجی اور جو جو یاد دیتا اس نے اور ابوالفتح وزیر نے عز الدولہ پر کی تھیں سب کا خاکہ بھیج کر بھیج دیا۔ رکن الدولہ یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا اور اس صدمہ سے ایسے مرض میں مبتلا ہوا کہ جس سے تاحیات صحت یاب نہ ہوا۔ اس سے قبل محمد بن بقیہ (عز الدولہ کا وزیر) عضد الدولہ کے پاس چلا گیا تھا اور اس کی طرف سے صوبہ اہواز کی حکومت پر مامور تھا اس واقعہ سے اس نے بھی عضد الدولہ کا پیان اطاعت اپنے دوش سے اتار کر رکھ دیا اور عمران بن شاہین سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی۔ سہل بن بشیر (وزیر فملین) کو بھی اہواز میں یہ واقعات لکھ بھیجے۔ باوجودیکہ عضد الدولہ سے منحرف و ہرکش ہو گیا۔ غرض عز الدولہ کو گرفتار کرنا عضد الدولہ کے حق میں سم قاتل ہو گیا چاروں طرف بغاوت و مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی۔ عضد الدولہ نے اس جوش کو فرو کرنے کو فوجیں روانہ کیں محمد بن بقیہ نے لڑکر ان کو پسپا کر دیا اور اس کے باپ رکن الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ رکن الدولہ نے اس کو اور نیز مرزبان والی بصرہ اور ان لوگوں کو جو عز الدولہ کے ہوا خواہ تھے لکھا کہ میں عنقریب عراق کی طرف روانہ ہوا چاہتا ہوں تم لوگ صبر و استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔

عضد الدولہ کی مصالحت کی درخواست عضد الدولہ نے اس امر کا احساس کر کے کہ اب فارس سے سلسلہ امداد منقطع ہو گیا ہے اور عز الدولہ کو گرفتار کر لینے سے ہر طرف سے مخالفت و بغاوت کی آگ بھڑک رہی ہے ابوالفتح بن عمید کو اپنے باپ کے پاس معذرت کرنے کو روانہ کرنے کا قصد کیا مگر ابوالفتح کی ہمت نہ پڑی تب عضد الدولہ نے دوسرے شخص کو اپنے باپ کے پاس پیام معذرت دے کر روانہ کیا۔ پیام معذرت یہ تھا ”عز الدولہ میں سیاست اور ملک داری کی قدرت نہ تھی اگر میں دست اندازی نہ کرتا تو یقیناً حکومت و خلافت بنی بویہ کے قبضہ و اقتدار سے نکل جاتی میں ابھی صوبہ عراق کا خراج سالانہ تمیں لاکھ درہم ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں اور عز الدولہ کو مع اس کے بھائیوں کے آپ کی خدمت میں روانہ کردوں گا۔ آپ جس صوبہ پر مناسب سمجھئے مقرر و مامور فرما دیجئے اور اگر آپ بہ نفس نفیس امور سیاست کی نگرانی کرنا چاہتے ہیں تو میں اس امر

پر بھی راضی ہوں۔ بسم اللہ آپ عراق تشریف لائیں۔ میں فارس واپس چلا جاؤں گا۔ غرض میں اپنا ہر کام آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ سفید و سیاہ جو چاہے کیجئے اور اگر ان میں سے آپ کسی کو قبول نہ فرمائیں گے تو میں بہ خیال خطرہ آئندہ عزالدولہ کو مع اس کے بھائیوں اور ہمراہیوں کے قتل کر ڈالوں گا۔“

رکن الدولہ اس پیام کو سن کر شدت طیش سے کانپ اٹھا۔ اپنی کی طرف قتل کرنے کی غرض سے لپکا۔ اپنی بھاگ گیا۔ غصہ فرو ہونے کے بعد پھر اپنی کو بلوایا اور ہر پیام کا سختی کے ساتھ جواب دے کر عضد الدولہ کی طرف واپس کر دیا۔ عزالدولہ کی رہائی اس کے بعد ہی ابوالفتح آپہنچا۔ رکن الدولہ نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی حشمت و شوکت کی دھمکی بھی دی لیکن ابوالفتح برابر حاضری کی کوشش کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دی ابوالفتح نے حاضر ہو کر عضد الدولہ کی طرف سے عذر و معذرت کی اور اس امر کا وعدہ کیا کہ میں کہہ سن کر عضد الدولہ کو فارس واپس کر دوں گا اور عزالدولہ کو بدستور عراق کی حکومت و لادوں گا۔ رکن الدولہ کا مزاج اس قول و قرار سے ذرا ٹھنڈا پڑا اور ابوالفتح کو عضد الدولہ کے واپس جانے کا اشارہ کیا۔ عضد الدولہ نے مصلحت کے پیش نظر ابوالفتح کی رائے کے مطابق فارس کی روانگی کا قصد کیا اور عزالدولہ کو جیل سے نکال کر پھر حکومت و سلطنت کی کرسی پر اس شرط سے جلوہ افروز کیا کہ یہ اس کی طرف سے عراق میں نائب کی حیثیت سے کام کرے خطبہ اس کے نام کا پڑھا جائے اور اس کا بھائی اسحاق امیر التجیش مقرر کیا جائے جو کچھ مال و اسباب عزالدولہ کا ضبط کر لیا گیا تھا واپس کر دیا اور ابوالفتح کو یہ حکم دے کر کہ تین یوم کے بعد میرے پاس چلے آنا۔ فارس کا راستہ لیا۔

عزالدولہ اور ابن بقیہ کی شکر رنجی: ابوالفتح عضد الدولہ کی روانگی کے بعد عزالدولہ کے ساتھ عیش و عشرت کے مشاغل میں مصروف ہو گیا۔ عضد الدولہ نے جو حکم دیا تھا اس کی تکمیل کا خیال تک نہ رہا۔ عزالدولہ نے ابوالفتح کو یہ امید دلائی کہ رکن الدولہ کے بعد قلمدان وزارت تمہارے سپرد کیا جائے گا اور ابن بقیہ کو طلب کر کے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار مرحمت کیا۔ ابن بقیہ نے مال و زر سے اپنا خزانہ پُر کر لیا جب کبھی عزالدولہ اس سے مال و زر کا طالب ہوتا لشکریوں کو اشارہ کر دیتا۔ وہ تنخواہ اور وظائف کی طلبی کا شور و غل مچاتے۔ عزالدولہ پر اس کا فرو کرنا دشوار ہو جاتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ عزالدولہ اور ابن بقیہ میں شکر رنجی پیدا ہو گئی۔

افسکین کا دمشق پر قبضہ: افسکین مدائن میں عضد الدولہ سے شکست کھا کر شام کی جانب بھاگا اور قریب حمص میں پہنچ کر قیام پذیر ہوا۔ ظالم بن محبوب عقلی (جو معز الدین اللہ علوی کا ایک سپہ سالار تھا) افسکین کی خبر پا کر گرفتار کرنے کے قصد سے بڑھا لیکن اس ارادہ میں ظالم کو کامیابی نہ ہوئی۔ واپس آیا اور افسکین دمشق کی طرف چلا گیا۔ ان دنوں ابان نامی ایک شخص خلیفہ معز الدین اللہ علوی کا خادم و مشق تھا عوام الناس نے اس کو دبا لیا تھا رعب سلطنت و حکومت دلوں سے اٹھ گیا تھا رؤسا شہر افسکین سے ملنے آئے اور یہ درخواست کی کہ آپ دمشق پر قبضہ کر لیجئے۔ عوام الناس اور بازاریوں کے شور و شر ظلم و فساد سے نجات دلائیے اور نیز روافض کے اعتقادات سے ہماری گلو خلاصی کرائیے۔ افسکین نے ان لوگوں سے قول و قرار لے کر ان کو قسمیں کھلائیں اور اپنا پورا پورا اطمینان کر کے داخل دمشق ہوا۔ ابان کو نکال کر دارالامانت میں قیام کیا اور ماہ شعبان ۵۸۴ھ میں خلیفہ طائع عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر شہر اور سواد شہر کی اصلاح اور انتظام میں مصروف ہوا جن عربوں نے

سواد دمشق پر قبضہ کر رکھا ان کو بے دخل کر دیا۔ اس سے عربوں نے متفق ہو کر سر اٹھایا لیکن افسلین کی حسن تدبیر سے بہت جلد دب گیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کے پاس مال و اسباب کافی مقدار سے جمع ہو گیا اور لشکر بھی درست و تیار اور فراہم ہو گیا خلیفہ معز الدین علوی اس کی ترقی کو سن کر محسباً نہ اور دوستانہ خطوط لکھنے لگا۔ افسلین نے شکریہ و سپاس کا جواب تحریر کیا اس پر خلیفہ معز نے افسلین کو بلا بھیجا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ میں تم کو خلعت دے کر اپنی طرف سے امارت و مشق دینا چاہتا ہوں افسلین کو اس امر پر اعتماد نہ ہوا تب خلیفہ معز نے بقصد افسلین لشکر فراہم کر کے دمشق کی جانب کوچ کیا۔ اتفاق سے اثناء راہ میں مر گیا یہ واقعہ ۳۶۵ھ کا ہے جیسا کہ ہم اخبارات دولت علویہ میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

رکن الدولہ کا انتقال فارس کی جانب عضد الدولہ کے واپس ہونے کے بعد اس کے باپ رکن الدولہ کا ۳۶۶ھ میں انتقال ہو گیا وہ قبل وفات اپنے بیٹے عضد الدولہ سے راضی ہو گیا تھا اور اس کو اپنا ولی عہد بھی بنا لیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

عز الدولہ اور عضد الدولہ کی جنگ: رکن الدولہ کی وفات کے بعد عز الدولہ اور اس کے وزیر ابن بقیہ نے اکثر سپہ سالاران و امراء رکن الدولہ مثلاً فخر الدولہ اور حسو یہ کردی سے سازش شروع کر دی۔ ابو تغلب بن حمدان اور عمران بن شامین سے عضد الدولہ کے مقابلے کے لئے امداد و اعانت کا خواستگار ہوا۔ ادھر عضد الدولہ کو ان واقعات کی خبر لگ گئی اس نے لشکر مرتب کر کے بھد عراق کوچ کر دیا۔ ادھر عز الدولہ نے بھی حسو یہ و ابن حمدان کی زبانی وعدہ امداد کے بھروسہ پر یلغار کا حکم دے دیا مگر حسو یہ اور ابن حمدان نے ایقائے وعدہ نہ کیا اور عز الدولہ رفتہ رفتہ ابواز پہنچا۔ وہاں عضد الدولہ سے مدد بھیڑ گئی ایک خوں ریز جنگ کے بعد عز الدولہ کو شکست ہوئی عضد الدولہ نے اس کے مال و اسباب اور لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ عز الدولہ نے بحال پریشان واسطہ کارا ستہ لیا۔ عمران بن شامین نے یہ خبر پا کر کچھ آلات حرب اور بہت سا مال و اسباب اور تحائف عز الدولہ کے پاس روانہ کئے عز الدولہ نے اس کو قبول کر لیا اور اس کے پاس چلا گیا۔ چند دن قیام کرنے کے بعد واسطہ واپس آیا۔

عضد الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: عضد الدولہ نے عز الدولہ پر فتیابی حاصل کرنے کے بعد ایک فوج بصرہ کی طرف بھیج دی جس نے اس پر بھی بہ آسانی قبضہ کر لیا۔ بصرہ میں ان دنوں دو گروہ عظیم قابض تھے ایک مصر دوسرا ربیعہ۔ مصر کا میلان عضد الدولہ کی جانب تھا اور یہ تعداد میں زیادہ بھی تھے۔ عز الدولہ کی شکست سے ربیعہ کی رہی سہی وہ قوت بھی جاتی رہی۔ مصر نے عضد الدولہ سے بصرہ پر لشکر بھیجنے کی تحریک کی چنانچہ اس نے مصر کی تحریک و تحریر کے مطابق اپنی ایک فوج بھیج دی عز الدولہ اثناء قیام واسطہ میں مال و اسباب اور لشکر کی فراہمی کرتا رہا۔ بغداد اور بصرہ میں جس قدر اور جس پر اس کا دسترس تھا سب کو فراہم کر لیا اور وزیر ابن بقیہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور عضد الدولہ سے مصالحت کا نامہ و پیام شروع کیا۔ نامہ بروں اور سفیروں کی آمد و رفت ہونے لگی ابھی کوئی امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ عبدالرزاق اور بدر پسران حسو یہ ایک کی ہزار سواروں کے ساتھ عز الدولہ کی کمک پر آ پہنچے عز الدولہ نے سلسلہ پیام مصالحت منقطع کر کے بغداد کا راستہ لیا اور عضد الدولہ نے واسطہ کا رخ کیا اور واسطہ میں کچھ عرصہ قیام کر کے بصرہ چلا آیا۔ بصرہ میں مابین مصر و ربیعہ ایک سوئیس برس سے رنجش کی بنیاد پڑی ہوئی تھی اور برابر جھگڑا چلا آ رہا تھا عضد الدولہ نے دونوں گروہوں میں مصالحت کرا دی۔

ابوالفتح بن عمید کی گرفتاری: انہیں واقعات پر ۳۶۶ھ تمام ہو کر ۳۶۷ھ کا دور شروع ہو جاتا ہے اور عضد الدولہ اپنے باپ کے وزیر ابوالفتح بن عمید کو گرفتار کر لیتا ہے اور ناک کو آکھوں میں گرم سلائیاں پھر دیتا ہے اس الزام میں کہ اس نے عزالدولہ سے سازش کر لی تھی اور کنارہ فرات پر عزالدولہ کے ساتھ مدقوں قیام پذیر رہا تھا۔ جاسوسوں نے عضد الدولہ سے اس کی خبر کر دی عضد الدولہ نے اپنے بھائی عزالدولہ کو رے میں اس کی گرفتاری کا لکھ بھیجا عزالدولہ نے عضد الدولہ کی تحریر کے مطابق اس کو اور اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے مکان اور جو کچھ مکان میں تھا سب کو ضبط کر لیا اسی ۳۶۷ھ میں عضد الدولہ نے بغداد کا قصد کیا اور عزالدولہ کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ جس صوبہ کی طرف چاہو چلے جاؤ میں تمہاری مدد کو تیار ہوں عزالدولہ نے اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا۔

ابن بقیہ کا انجام: اس کے بعد عضد الدولہ نے ابن بقیہ کو طلب کیا۔ عزالدولہ نے اس کی آنکھیں نکلوا کر عضد الدولہ کے پاس بھیج دیا اور بغداد کو خیر باد کہہ کر شام کا راستہ لیا عضد الدولہ بغداد میں داخل ہوا جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور دروازہ پر تین بار نوبت بجائی گئی یہ ایک جدید رسم تھی جو بغداد میں ادا کی گئی ورنہ اس نے پیشتر کوئی اس سے واقف بھی نہ تھا۔ ابن بقیہ کے بارے میں یہ حکم صادر کیا کہ اس ہاتھی کے آگے مشکیں باندھ کر ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ہاتھی نے ذرا سی حرکت کی اور اس کا جسم پاش پاش ہو گیا۔

عزالدولہ کا خاتمہ: عزالدولہ کے ہمراہ بوقت روانگی شام حمدان بن ناصر الدولہ بن حمدان (برادر ابوتغلب بن حمدان اول) بھی تھا علیرامین پہنچ کر حمدان نے عزالدولہ کی بہت خاطر داری کی اور سمجھا بھگا کر موصل کی طرف لے چلا حالانکہ عضد الدولہ نے عزالدولہ سے ابوتغلب کے ممالک مقبوضہ کی طرف جانے کی قسم لے لی تھی جس وقت نکریت میں وارد ہوا ابوتغلب کا یہ پیام آیا کہ اگر تم حمدان کو گرفتار کر کے میرے حوالہ کر دو تو میں خود تمہاری مدد کو آؤں گا اور تمہارے ساتھ ہو کر عضد الدولہ سے جنگ کروں گا اور پھر تم کو حکومت کی کرسی پر متمکن کر دوں گا۔ عزالدولہ کو حکومت کی طمع دامن گیر ہوئی حمدان کو گرفتار کر کے اپنے ایک نائب کے ہمراہ ابوتغلب کے پاس بھیج دیا ابوتغلب نے اس کو جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ابوتغلب نے تین ہزار کی جمیعت کے ساتھ بہ ہمراہی عزالدولہ بغداد کی جانب کوچ کیا عضد الدولہ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان عضد الدولہ کے ہاتھ رہا ابوتغلب اور عزالدولہ کو شکست ہوئی دوران جنگ میں عزالدولہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ عضد الدولہ نے اس کے اور اس کے چند ہمراہیوں کے قتل کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ عزالدولہ گیارہ برس حکومت کر کے رانی عدم ہوا۔

عضد الدولہ کا موصل پر قبضہ: ابوتغلب کی شکست اور عزالدولہ کے قتل کے بعد عضد الدولہ نے موصل کا قصد کیا اور پندرہویں ذیقعدہ ۳۶۷ھ کو موصل پر قبضہ کر لیا چونکہ عضد الدولہ رسد وغلہ کا کافی ذخیرہ اپنے ہمراہ لایا اس لئے اطمینان کے ساتھ موصل میں قیام پذیر ہو کر ابوتغلب کی سرکوبی اور گرفتاری کو متعدد فوجیں روانہ کیں ابوتغلب نے گھبرا کر مصلحت کی درخواست کی۔ خراج دینے کا اقرار کیا مگر عضد الدولہ نے کچھ بھی سماعت نہ کی تب ابوتغلب مجبور ہو کر منہ مرزبان بن عزالدولہ ابوالسحاق و طاہر برداران عزالدولہ اور ان کی ماں کے نصیبین کی جانب روانہ ہوا۔ عضد الدولہ نے یہ خبر پا کر ایک فوج توجزیرہ ابن عمر کی جانب طغان سے جنگ کرنے کو روانہ کی اس فوج کا سردار عضد الدولہ کا حاجب ابو عمر تھا۔ دوسری فوج بسرافسری

ابو الوفا طاہر بن محمد ابوتغلب کے تعاقب میں نصیبین کی طرف بھیجی۔

ابوتغلب کا فرار: ابوتغلب نے اس سے مطلع ہو کر نصیبین سے اپنا ذریعہ خیمہ اٹھا کر میافارقین کا راستہ لیا ابو الوفا نے تعاقب کیا اہل میافارقین نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے ابو الوفا میافارقین میں داخل نہ ہو سکا ابوتغلب موقع پا کر دوسرے دروازے سے اردن روم چلا گیا اور وہاں سے حسینہ مضافات جزیرہ میں آ رہا۔ حسینہ کے قریب قلعہ کواشی تھا ایک روز ابوتغلب نے اس پر حملہ کر کے جو کچھ مال و اسباب اس میں موجود تھا سب کو ضبط کر لیا ابو الوفا روزانہ سفر و کوچ سے اب تھک گیا تھا مجبوراً ابوتغلب کے تعاقب سے دست کش ہو کر میافارقین لوٹ آیا اور محاصرہ کر لیا۔ عضد الدولہ نے یہ خبر پا کر کہ ابوتغلب حسینہ میں پڑا ہوا ہے خود حملہ کر دیا۔ ابوتغلب ہاتھ تو نہ آیا مگر اس کے اکثر ہمراہیوں نے امان کی درخواست کی اور اس سے علیحدہ ہو گئے۔ عضد الدولہ پھر موصل واپس آیا اور ابوتغلب کے تعاقب پر ایک فوج کو مامور دروازہ کیا۔ ابوتغلب کو اس کی خبر لگ گئی وہ رومی کے پاس روم بھاگ گیا چونکہ ورد رومی خاندان سلطنت و شاہی کا کوئی رکن نہ تھا اس نے جبراً و قہراً سلطنت دہالی تھی اس وجہ سے رومی اس سے بگڑے رہتے تھے اس نے اپنی بیٹی کا ابوتغلب سے عقد کر دیا تاکہ یہ رومیوں کے مقابلہ میں ہاتھ بٹائے۔ اس اثناء میں عضد الدولہ کا لشکر بھی پہنچ گیا مگر ورد رومی کی رشتہ داری (رشتہ دامادی) کی وجہ سے ابوتغلب کی جنگ سے کچھ فائدہ نہ اٹھ سکا شکست اٹھا کر واپس آیا۔ اس واقعہ کے بعد رومیوں نے مجتمع ہو کر ورد کے مقابلہ پر علم مخالفت بلند کیا اور فریقین میں لڑائی ٹھن گئی اتفاق یہ کہ ورد کو شکست ہوئی ابوتغلب اس کی امداد و اعانت سے مایوس ہو کر اسلامی ممالک کی جانب واپس ہوا۔ آمد میں پہنچ کر دوبارہ ٹھہرا رہا۔

عضد الدولہ کی وفات: تا آنکہ عضد الدولہ نے اس کے کل مقبوضہ شہروں کو فتح کر لیا جیسا کہ ہم اس کی حکومت و سلطنت کے حالات میں بیان کریں گے۔ عضد الدولہ نے کامیابی کے بعد ابو الوفا کو موصل پر مامور کیا اور سامان سفر درست کر کے بغداد کی طرف مراجعت کی اسی زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت موصل سے تھوڑی مدت کے لئے منقطع ہو گئی ماہ شوال ۵۲۳ھ میں عضد الدولہ نے اپنی حکومت کے پانچ برس چھ مہینے بعد وفات پائی۔

صمصام الدولہ کی حکومت کا آغاز: سپہ سالاران لشکر اور امراء دولت نے مجتمع ہو کر اس کے بیٹے کالی جارمر زبان کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور حکومت و ریاست کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے ”صمصام الدولہ“ کے لقب سے ملقب کیا خلیفہ طائع بھی حکومت و ریاست کی مبارکباد دینے اور رسم تعزیت ادا کرنے کو صمصام الدولہ کے پاس گیا صمصام الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد اپنے دونوں بھائیوں ابو الحسین احمد اور ابو طاہر فیروز شاہ کو سند حکومت عنایت کر کے فارس کی جانب روانہ کیا۔ شرف الدولہ (انہیں لوگوں کا بھائی تھا) کو یہ خبر لگ گئی اس نے کرمان سے فارس تک آتش بغاوت مشتعل کر دی مگر اتفاق سے ابو الحسین اور ابو طاہر اس آتش بغاوت کے بھڑکنے سے پہلے کرمان پہنچ گئے تھے اور اس پر قبضہ بھی کر چکے تھے۔

ابو الحسین کا اہواز اور رامہر مز پر قبضہ: کچھ عرصہ یہ دونوں اہواز میں قیام پذیر رہے بعد ازاں اپنے بھائی صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ موقوف کرا کے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور ”تاج الدولہ“ کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔ صمصام الدولہ کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی جھٹ پٹ ایک لشکر بسرگروئی علی بن نقش (یہ عضد الدولہ کا حاجب تھا) تاج الدولہ کی سرکوبی

کورواد نہ کیا۔ تاج الدولہ نے یہ خبر پا کر شرف الدولہ سے سازش کر لی شرف الدولہ نے اس کی کمک پر ایک فوج بھیج دی جس کا سردار ابو الاغر وقلیس بن عقیف اسدی تھا۔ قرقوب کے قریب دونوں فوجوں کا ماہ رجب الثانی ۳۷۳ھ میں مقابلہ ہوا۔ شام ہوتے ہوتے ابن نقش شکست کھا کر بھاگا اور گرفتار کر لیا گیا۔ ابوالحسین نے ابواواز اور امہر مز پر قبضہ کر لیا۔ حکومت و سلطنت کی طمع دامن گیر ہوئی۔

صمصام الدولہ کی مخالفت: اس کے بعد سفار بن کردویہ جو سبہ سالاران دہلیم میں سے ایک نامور سردار تھا۔ ۳۷۵ھ میں شرف الدولہ کی حکومت کی بغداد میں دعوت دینے لگا۔ لشکر بغداد کا کثیر حصہ مائل ہو گیا۔ سب نے تحقیق ہو کر یہ رائے قائم کی ابونصر عضد الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ کی جانب سے بطور نائب کے امارت کی کرسی پر متمکن کرنا چاہئے رفتہ رفتہ صمصام الدولہ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ اس نے امراء لشکر سے خط و کتابت شروع کی اور اس ارادے سے ان لوگوں کو روکنا چاہا مگر بجائے اس کے ان لوگوں کی سرکشی اور سرتابی اور بڑھ گئی۔ فولاد بن مایہ رار جو سفار کے تبعین میں سے تھا لڑائی پر اٹھ کھڑا ہوا۔ مجبوراً صمصام الدولہ نے بھی اپنے ہمراہیوں کو جنگ کا حکم دیا فریقین میں گھسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان صمصام الدولہ کے ہمراہیوں کے ہاتھ رہا۔ ابونفصل گرفتار ہو کر اپنے بھائی صمصام الدولہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ اس اثناء میں اس کا وزیر ابن سہدان بھی آ گیا اور اسے اس جرم میں کہ یہ بھی اس کا شریک تھا مار ڈالا گیا۔

شرف الدولہ کا ابواواز اور بصرہ پر قبضہ: سفار نے ابوالحسین بن عضد الدولہ کے پاس جا کر دم لیا اور باقی دہلیم شرف الدولہ کے پاس چلے گئے شرف الدولہ کی قوت و دہلیموں کے مل جانے سے بڑھ گئی فوراً ابواواز کا ارادہ کر دیا اور اس کو اپنے بھائی ابوالحسین کے قبضہ سے نکال لیا بعد ازاں بصرہ کو بھی اپنے دوسرے بھائی ابوطاہر کے ہاتھ سے چھین لیا صمصام الدولہ نے مصالحت کا نام و پیام شروع کیا بالآخر اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ عراق میں شرف الدولہ کا خطبہ پڑھا جائے خلیفہ طائع کی جانب سے رسماً خلعت اور القاب بھیجا گیا۔

صمصام الدولہ کا زوال: شرف الدولہ نے اپنے بھائی ابوطاہر سے بصرہ چھین لینے کے بعد واسط کا رخ کیا اور اس پر بھی بآسانی تمام قابض و متصرف ہو گیا صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابونصر کو جو اس کے پاس قید تھا رہا کر کے عذر خواہی کی غرض سے شرف الدولہ کے پاس واسط روانہ کیا۔ شرف الدولہ نے کچھ التفات نہ کیا۔ صمصام الدولہ کو اس سے سخت اضطراب اور پریشانی پیدا ہوئی۔ مصاحبین سے اطاعت شرف الدولہ کے بارے میں مشورہ کیا ان لوگوں نے عواقب امور سے ڈرایا بلکہ بعضوں نے یہ رائے دی کہ آپ عکبر اچلے جائیے اور عکبر اسے موصل اور بلاد جنبل میں جا کر قیام کیجئے تاکہ ترکوں اور دہلیموں میں باہمی فساد سے مخدوم اللہ کوئی امر پیدا ہو یا کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جس سے آپ بآسانی بغداد واپس آئیں اور کسی نے یہ رائے دی کہ آپ اپنے چچا شرف الدولہ سے اس سلسلہ میں خط و کتابت کیجئے۔ بلکہ براہ اصفہان ان کے پاس چلے جائیے اس سے شرف الدولہ پر بہت اچھا اثر پڑے گا اور غالباً باہم مصالحت ہو جائے گی۔

شرف الدولہ کا بغداد پر قبضہ: صمصام الدولہ نے رایوں میں سے کسی رائے کو بھی پسند نہ کیا اور کشتی پر سوار ہو کر اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شرف الدولہ نے عزت و احترام سے ملاقات کی مگر کچھ عرصہ بعد اس کی امارت کے چوتھے برس اس کو گرفتار کر لیا اور ماہ رمضان ۳۷۶ھ میں بغداد کی جانب کوچ کیا اس کا بھائی صمصام الدولہ بھی تنقید اس کے

بمراہ تھا۔ بغداد میں ترکوں اور دیلمیوں کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا چونکہ دیلمیوں کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی اور ترک صرف تین ہزار تھے اس وجہ سے دیلمیوں نے ترکوں کو دبا لیا تھا۔ جوئی شرف الدولہ بغداد میں داخل ہوا۔ دیلمیوں نے مصمام الدولہ کو حکومت و ریاست پر دوبارہ مقرر کرنے کی کوشش کی دوسرا فریق مخالف ہو گیا دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ آخر کار دیلمیوں نے ترکوں کو مار بھگا دیا۔ اکثر و بیشتر مارے گئے مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ باقی ماندہ ترک شرف الدولہ سے جا ملے۔ خلیفہ طالع ملنے کو آیا فتح یابی پر مبارکباد دی۔ اس کے بعد شرف الدولہ نے فریقین میں مصالحت کرادی اور قلعہ ان وزارت ابو منصور بن صالحان کے سپرد ہوا اور مصمام الدولہ کو فارس بھیج دیا فارس پہنچ کر مصمام الدولہ کو رہا کر دیا گیا۔

باد بنی مردان کی حکومت کا آغاز: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ۳۷۱ھ میں عضد الدولہ نے بنی حمدان کے قبضہ سے موصل کو جو ان کا دار الحکومت تھا نکال لیا۔ اس کے بعد ۳۷۸ھ میں میارفاقین آمد دیار بکر اور دیار مضر پر بھی قابض و متصرف ہو گیا۔ ابو الوفاء نامی ایک شخص اس کی طرف سے ان بلاد میں حکومت کر رہا تھا۔ اسی زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت ان بلاد سے جاتی رہی۔ دیار بکر کے سرحدی مقامات میں اگر ادحمید یہ کا ایک گروہ رہتا تھا جس کا سردار ابو عبد اللہ حسین بن دوشک ملقب بہ باد تھا۔ اس اطراف میں اس کے کثیر الغزادی ہونے کی وجہ سے غیر قوموں کے دلوں پر اس کی صولت و جبروت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ مجھ سے بعض میرے دوستوں نے جو اگر ادحمید یہ میں سے تھے بیان کیا ہے کہ اس کا نام باد اور کنیت ابو شجاع تھی اور حسین اس کا بھائی تھا اور ابتداً اس نے بلاد ارمینہ میں اور پھر حبشہ پر حکمرانی کی۔ رفتہ رفتہ اس کی قوت ترقی کر گئی۔

باد کی فتوحات: جس وقت عضد الدولہ نے موصل پر قبضہ حاصل کیا۔ باد حاضر آیا عضد الدولہ نے اس کی گرفتاری کی فکر کی تو باد تاڑ گیا اور آنکھ بچا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ عضد الدولہ نے تلاش کرایا مگر ہاتھ نہ آیا۔ تو خاموش ہو رہا۔ تا آنکہ عضد الدولہ نے وفات پائی۔ اس وقت باد نے استقلال کے ساتھ اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالی۔ اب وہ میافارقین اور دیار بکر کے اکثر بلاد پر قابض و متصرف ہو گیا بعد ازاں نصیبین پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ ارمینہ سے دیار بکر پر آکر قابض ہوا تھا بعد ازاں میافارقین کو لیا۔ مصمام الدولہ نے اس کی سرکوبی کو بسر افری ابو سعید بہرام بن اردشیر ایک فوج روانہ کی جس کو باد نے شکست دے کر ایک جماعت کو اس میں سے گرفتار کر لیا۔ پھر دوسری فوج بسر گروی ابو القاسم سعید بن حاجب مقابلہ پر آئی۔ سرزمین کوشی میں صف آرائی ہوئی۔ اتفاق یہ کہ اس فوج کو بھی باد سے شکست کھانی پڑی بعض قتل اور بعض قید کر لئے گئے کچھ عرصہ بعد قیدیوں کو بھی باد نے قتل کر دیا۔

موصل پر قبضہ: سعید بحال پریشان موصل کی جانب بھاگا تو باد نے تعاقب کیا اہل موصل میں دیلم کی کج ادائی بد اطواری کی وجہ سے شورش و بغاوت پھوٹ نکلی سعید کو جان کے لالے پڑ گئے مجبوراً موصل سے بھی بھاگ کھڑا ہوا باد نے موصل میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد باد کے دماغ میں یہ ہوا سمائی کہ مصمام الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے بغداد جانا چاہئے اور لڑ بھڑ کر بغداد کو دیلم کے پنجے غضب سے نکال لینا چاہئے چنانچہ اس آرزوئے خام کو حاصل کرنے کی غرض سے فوجیں مرتب کیں۔

حلب پر فوج کشی: ماہ صفر ۳۷۲ھ میں دیلمیوں سے مقابلہ ہوا دیلمیوں نے اس کو شکست دے کر موصل پر قبضہ حاصل کر لیا۔

باد موصل کو خیر باد کہہ کر دیار بکر چلا آیا اور فراہی لشکر میں مصروف ہوا اس وقت حلب میں یوسف الدولہ بن حمدان کا طوطی بول رہا تھا اور اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سعد الدولہ حکمرانی کی کرسی پر متمکن تھا۔ صمصام الدولہ نے یہ پیام بھیجا کہ اگر تم باد کی خاطر خواہ گوشمالی کر دو تو میں تم کو دیار بکر دے دوں گا۔ سعد الدولہ نے اس کو منظور کر لیا اور ایک فوج تیار و مرتب کر کے بھیج دی لیکن باد سے مقابلہ نہ کر سکے باد کے حوصلے بڑھ گئے حلب پر چڑھائی کر دی۔ سعد الدولہ سے کچھ بن نہ آئی حکمت عملی اور حیلہ و مکر کی تلاش ہوئی ایک شخص کو بادی خواب گاہ میں بھیج دیا۔ اس نے کوئی دغا ایسی سنگھادی جس سے باد غلیل ہو گیا اور مرتے مرتے بچا مجبوراً باد نے سعد و زیاد امراء موصل کو مصالحت کا پیام دیا۔ بالآخر ان دونوں نے مصالحت کے پیش نظر اس امر پر مصالحت کر لی کہ دیار بکر اور نصف طور عبد بن باد کو دے دیا جائے۔ مصالحت کے بعد زیاد بغداد واپس آیا۔ یہ وہی شخص ہے جو بعد میں دلیلی فوجیں لے کر باد کے مقابلہ پر آیا اور اس کو شکست دی۔ ان واقعات کے بعد ۳۷۷ھ میں سعد خاجہ کا موصل میں انتقال ہو گیا اور باد کو اس پر قبضہ کر لینے کی طمع دامن گیر ہوئی۔

ابونصر کا موصل کی امارت پر تقرر: اس اثناء میں شرف الدولہ نے حکومت موصل پر ابونصر خواشاوہ کو متعین کیا۔ ابونصر نے موصل پر پہنچ کر فراہی لشکر اور خزانہ کو معذور کرنے کی کوشش کی۔ تو اور شخص تھا دیر ہوئی تب اس نے دلاوران عرب کو مبنی عقیل اور بنی نمیر سے طلب کر کے ان کو جاگیریں دیں اور باد کی مدافعت پر ان کو مامور کیا۔ باد نے بقیہ حصہ طور عبد بن پر قبضہ کر کے جبل طور میں قیام کیا اور اپنے بھائی کو فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے کو بھیجا مگر یہ شکست کھا کر بھاگا اور مارڈالا گیا۔ ابونصر اور فوجیں بھیجنے کا تہیہ کر ہی رہا تھا کہ شرف الدولہ کی موت کی خبر آئی۔ اس کے بعد ابوالبرجیم اور ابو عبد اللہ حسین پسران ناصر الدولہ بن حمدان بہاء الدولہ کی طرف سے امیر موصل ہو کر آئے ۳۸۱ھ تک یہی دونوں موصل پر حکمرانی کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ کو ان سے کشیدگی پیدا ہوئی ایک فوج بسرا فری ابو جعفر حجاج بن ہرمز موصل پر پہنچ دی ابو الرداد محمد بن مسیب (بنی عقیل کا سردار) مقابلہ پر آیا۔ بہت بڑی خون ریزی ہوئی فریقین جی توڑ کر لڑتے رہے۔ ابو جعفر نے اس مہم کے سر کرنے کو بہاء الدولہ سے مزید فوج کی درخواست کی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے وزیر ابو القاسم علی بن احمد کو اوایل ۳۸۳ھ میں ابو جعفر کی کمک کو روانہ کیا مگر پھر ابن معلم کے لگانے بھانے سے ابو جعفر کو وزیر کے گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا۔ کسی ذریعہ سے وزیر کو معلوم ہو گیا۔ چھٹ ابو الرداد سے مصالحت کر لی اور لوٹ کھڑا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ نے بحکم چاہ کندہ را چاہ در پیش ابن معلم کو گرفتار کر لیا تھا اور قتل کر ڈالا تھا۔

بہاء الدولہ کا زمانہ حکومت: ۳۷۹ھ میں شرف الدولہ ابو القوراش شریک بن عضد الدولہ اپنی امارت کے دور میں آٹھ مہینے بعد مدت دراز کی علالت اٹھا کر بعارضۃ استشفاء مر گیا۔ دورانِ علالت میں اس نے اپنے بھائی صمصام الدولہ کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروادینے کا حکم فارس روانہ کیا اور اس کے بعد اپنے بیٹے ابو علی کو بلاد فارس کی جانب روانہ کیا اس کے ہمراہ خزانے فوجیں اور ترکوں کا ایک جم غفیر تھا۔ زمانہ بیماری میں اس سے اراکین دولت نے دریافت کیا ”آپ کے بعد ریاست و امارت کا کون مالک ہوگا اور آپ نے کس کو اپنا ولی عہد بنایا؟“ جواب دیا ”جو لائق ہوگا وہی میرے بعد امارت و ریاست کا مالک ہو جائے میں کسی کو اپنا ولی عہد نہ بناؤں گا۔“ مگر حالت حیات ہی میں امور سیاست و امارت کی نگرانی پر اپنے بھائی بہاء الدولہ کو بطور اپنے نائب کے مقرر کر دیا تھا پس جب شرف الدولہ مر گیا تو بہاء الدولہ نے تمام حکومت اپنے ہاتھ میں

لی۔ خلیفہ طائع تعزیت کو آیا کرسی امارت پر متمکن ہونے کی وجہ سے خلعت سے سرفراز فرمایا۔

بنی حمدان کا موصل پر قبضہ: بہاء الدولہ نے ابو منصور بن صالحان کو عہدہ وزارت پر بحال و قائم رکھا۔ ابو طاہر ابراہیم اور ابو عبد اللہ حسین پسران ناصر الدولہ بن حمدان کو امارت موصل پر روانہ کیا۔ یہ دونوں بھائی شرف الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے شرف الدولہ کے انتقال کے بعد ان لوگوں نے بہاء الدولہ سے امارت موصل کی درخواست کی۔ بہاء الدولہ نے سند حکومت و امارت مرحمت کر کے موصل جانے کی اجازت دے دی۔ مگر بعد میں اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہوا۔ ابو نصر کو ان دونوں کی مدافعت کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ ابو طاہر اور ابو عبد اللہ موصل میں داخل نہ ہو سکے باہر پڑے رہے۔ اہل موصل کو اس کی خبر لگ گئی وہ دیلم اور ترکوں پر ٹوٹ پڑے لڑتے بھڑتے ابو طاہر اور ابو عبد اللہ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ ہو کر پھر دیلم پر حملہ آور ہوئے ان میں سے ایک گروہ کثیر تیغ کیا۔ باقی ماندگان نے دارالامارت میں جا کر پناہ لی۔ اہل موصل نے ان کو دارالامارت سے بھی امان دے کر نکال دیا۔ یہ تو بغداد چلے آئے اور ابو طاہر و ابو عبد اللہ (بنی حمدان) نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

ترکوں اور دیلمیوں میں جھڑپیں: ابو علی بن شرف الدولہ کو بوقت مراجعت فارس مقام بصرہ میں اپنے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی مال و اسباب اور اہل و عیال کو براہ دریا ر جان روانہ کر دیا اور خود فارس گیا۔ فارس سے شیراز آیا۔ اسی مقام پر مصام الدولہ اور اس کے بھائی ابو طاہر سے مدبھیڑ ہوئی جس کو محافطین جبل نے رہا کر دیا تھا ان دونوں کے ہمراہ فولاد بھی تھا تھوڑے دنوں میں ان کے پاس دیلمیوں کا ایک جم غفیر مجتمع ہو گیا۔ ابو علی یہ خبر پا کر ترکوں کے پاس چلا آیا۔ ان لوگوں کا بھی ایک گروہ اکٹھا ہو گیا جو مصام الدولہ اور دیلم سے مدتوں معرکہ آراء رہا بعد ازاں فناء چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے دیلمیوں کو قتل کر ڈالا پھر فناء سے ار جان چلا آیا اور ترکوں کو مصام الدولہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔

اسی اثناء میں بہاء الدولہ نے اپنے بھائی کو بلا بھیجا۔ درپردہ ترکوں کی فوج اس کی جانب مائل ہو گئی اور ابو علی کو کہہ سن کر بہاء الدولہ کے پاس جانے پر راضی کر لیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۳۸۰ھ میں ابو علی نے سامان سفر درست کر کے بہاء الدولہ کی طرف کوچ کیا۔ بہاء الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا لیکن کچھ عرصہ بعد گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس سے ترکوں اور دیلم میں لڑائی ہو گئی پانچ روز تک خون ریزی کا بازار گرم رہا۔ بہاء الدولہ نے یاہم مصالحت کر لینے کا پیام بھیجا فریقین نے منظور نہ کیا بلکہ اس کے اچھی کو قتل کر ڈالا۔ انجام کار ترکوں کو دیلم پر فتح یابی ہوئی۔ اس فتح یابی سے ترکوں کی شان و شوکت اور رعب و داب بڑھ گیا اور دیلم میں ضعف کے آثار پیدا ہو گئے۔ بعض سرداران دیلم گرفتار کر لئے گئے باقی ماندہ بھاگ گئے۔

قادر کا بغداد سے فرار: اسحاق بن مقدر بوقت وفات ایک چٹا ابو العباس احمد جو آئندہ ”القادر باللہ“ کے لقب سے یاد کیا جائے گا چھوڑ گیا تھا اس سے اور اس کی بہن کی ایک مالی معاملہ میں ان بن ہو گئی اتفاق یہ کہ انہیں دونوں خلیفہ طائع سخت خطرناک علالت میں مبتلا ہو گیا شفا یابی کے بعد قادر کی بہن نے خلافت مآب سے اپنے بھائی کی شکایت کر دی کہ آپ کے زمانہ علالت میں یہ طالب خلافت تھا۔ خلیفہ طائع نے ابو الحسین بن حاجب کو مع چند سپاہیوں کے قادر کے گرفتار کرنے کو بھیجا قادر اس وقت حریم ظاہری میں تھا۔ ابو الحسین کے پہنچنے پر عورتوں نے شور و غل مچانا شروع کیا۔ قادر کو موقع مل گیا۔ ایک کھڑکی سے نکل کر بطحہ کا راستہ لیا اور مہذب الدولہ کے پاس پہنچا۔ مہذب الدولہ نے عزت و اکرام سے ٹھہرایا اور نیاز مندانہ خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ قادر کو مسند خلافت پر متمکن ہونے کی خوشخبری ملی۔

بلاد فارس پر مصمام الدولہ کا قبضہ: جس وقت مصمام الدولہ نے بلاد فارس پر قبضہ حاصل کر لیا اور ابو علی بن شرف الدولہ بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا اور بہاء الدولہ نے ابو علی کو قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو بہاء الدولہ نے ۳۸۰ھ میں بقصد بلاد فارس ابونصر کو اپنا نائب مقرر کر کے بغداد سے خوزستان کی جانب کوچ کیا خوزستان پہنچ کر اسکے بھائی ابو طاہر کے مرنے کی خبر پہنچی۔ عزاداری کر بیٹھا۔ اس کے بعد ارجان کی طرف بڑھا اور قبضہ حاصل کر کے جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات تھے ضبط کر لیا علاوہ بریں دس لاکھ آٹھ ہزار درہم نقد ہاتھ آئے۔ بہاء الدولہ کے اس فعل سے لشکر ارجان نے شورو غل مچایا اور بغاوت کرنے پر آمادہ ہوئے مجبوراً بہاء الدولہ نے یہ کل نقد و جنس ان لوگوں کے حوالہ کر دیا اور دو ایک روز آرام کر کے اپنے مقدمۃ الجیش کو نو بند جان کی طرف بڑھایا اور ابو العلاء بن فضل اس مقدمہ کا سردار تھا اور نو بند جان میں مصمام الدولہ کا لشکر پڑا ہوا تھا جس کو پہلے ہی معرکہ میں شکست ہوئی۔ ابو العلاء اطراف فارس میں استقلال کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا۔

مصمام الدولہ اور بہاء الدولہ کے مابین مصالحت: مصمام الدولہ نے ایک دوسرا لشکر ابو العلاء کے مقابلہ پر روانہ کیا جس کا کمان افر فلواد بن مابدان تھا۔ اس نے ابو العلاء کو شکست فاش دی۔ ابو العلاء ارجان بھاگ آیا اور مصمام الدولہ فتح کی خوشخبری س کر شیراز سے فلواد کے پاس آیا۔ فریقین میں مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا بالآخر یہ طے پایا کہ (۱) بلاد فارس و ارجان مصمام الدولہ کے قبضہ میں رہیں (۲) خوزستان اور علاوہ اس کے ملک عراق پر بہاء الدولہ متصرف و قابض ہو اور ہر ایک کی جاگیریں دوسرے کے مقبوضہ ممالک میں رہیں۔ صلح نامہ لکھا گیا و کلاہ فریقین نے صلح نامہ مرتب کر کے ایک ایک نقل بہاء الدولہ اور مصمام الدولہ کے حوالے کی۔

بغداد میں بد امنی کا دور دورہ: مصالحت ہونے پر بہاء الدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی اس وقت بغداد میں اہل سنت و جماعت اور شیعہ کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا اور کوٹ مار اور قتل و غارت کی گرم بازاری تھی بہاء الدولہ نے دونوں میں مصالحت کرادی۔ قبل روانگی خوزستان وزارت بھی تبدیل ہو چکی تھی۔ بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابو منصور بن صالحان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا اور ابونصر ساہور بن اردشیر کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا تھا لیکن زمام حکومت و انتظام ابو الحسین ابن معلم کے ہاتھ میں تھی۔

خلیفہ طائع کی اہانت اور معزولی: تھوڑے دنوں میں بہاء الدولہ کا خزانہ خالی ہو گیا۔ لشکریوں نے تنخواہ نہ ملنے پر شور و غل مچایا۔ بہاء الدولہ سے کچھ بن نہ پڑا۔ اپنے وزیر ابونصر کو گرفتار کر لیا اس پر بھی لشکریوں کی شورش کم نہ ہوئی تب خلیفہ طائع کے مال و زر پر دانت لگایا گرفتار و معزول کرنے کی فکر کرنے لگا۔ ابو الحسین بن معلم جو اس کی خواہشات اور جذبات نفسانی پر حکمرانی کر رہا تھا اس نے اس رائے کی تائید کی۔ بہاء الدولہ لشکر آراستہ کر کے قصر خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے دربار عام منعقد کیا۔ بہاء الدولہ سید خلافت کے قریب ایک کرسی پر بیٹھا تھا سپہ سالاران لشکر و امراء دولت جوق در جوق آ رہے تھے اور خلافت مآب کی دست بوسی کرتے جاتے تھے اس اثناء میں ایک دیلمی سردار حاضر ہو کر دست بوسی کو بڑھا جوں ہی خلیفہ طائع نے ہاتھ بڑھایا دیلمی سردار نے پکڑ کر کھینچ لیا پھر کیا تھا قصر خلافت لئے لگا۔ عوام الناس نے بھی یہ خبر پا کر لوٹ مار شروع کر دی۔ خلیفہ طائع کشاکش کشاکش بہاء الدولہ کے مکان پر پہنچایا گیا اور مجبوراً ۳۸۱ھ میں خلیفہ طائع نے جب کہ اس کی خلافت کو سات برس آٹھ مہینے گزر چکے تھے اپنی معزولی کا اعلان کیا۔

باب: ۲۸

احمد بن اسحاق قادر باللہ

۳۸۱ھ تا ۴۲۲ھ

قادر کی بغداد میں آمد اور بیعت: بہاء الدولہ نے اپنے ایک مصاحب خاص کے ذریعہ سے قادر باللہ ابو العباس احمد بن اسحاق بن مقتدر کو بطیمہ سے بلا بھیجا۔ مہذب الدولہ والی بطیمہ نے یہ خبر پا کر بطیمہ ہی میں اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور جب یہ دار الخلافہ بغداد کے قریب پہنچا تو بہاء الدولہ معہ اراکین دولت اور رؤسا دولت اور رؤسا شہر کے استقبال کو گیا ایک منزل کے فاصلہ پر ملاقات کی۔ عزت و احترام سے بارہویں تاریخ ماہ رمضان ۳۸۱ھ کو مجلس اے خلافت میں لا کر ٹھہرایا اگلی صبح کو جامع بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا مگر اہل خراسان نے اس کے نام کا خطبہ نہ پڑھا اور بدستور خلیفہ طائع کی بیعت پر قائم رہے۔ چند ماہ کم تین برس بطیمہ میں اس کا قیام رہا۔

طائع کی وفات: خلیفہ طائع کو معزولی کے بعد قصر خلافت کے ایک کمرہ میں بند کر دیا گیا چند لوگ اس کی خدمت اور نگہبانی پر مامور ہوئے اور جس طرح یہ اپنے زمانہ خلافت میں رہتا تھا اسی صورت سے اس کے کل کاروبار کو جاری و ساری رکھا تا آنکہ ۳۹۳ھ میں وہ انتقال کر گیا نماز جنازہ پڑھ کے دفن کر دیا گیا۔

ابو العلاء کی شکست: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مابین مصمام الدولہ اور بہاء الدولہ کے اس امر پر مصالحت ہو گئی تھی کہ فارس پر مصمام الدولہ قابض رہے خوزستان اور اس کے علاوہ اورمما لک عراق کو بہاء الدولہ کے مقبوضات میں شمار کیا جائے یہ واقعہ ۳۸۵ھ کا ہے ۳۸۳ھ میں بہاء الدولہ نے بہانہ کر کے ابو العلاء عبد اللہ بن فضل کو اجواز روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ میں بتدریج و بدفعات تمہارے پاس فوجیں بھیجتا جاؤں گا جب خاطر خواہ مجتمع ہو جائے تو بحالت غفلت دفعۃً فارس پر حملہ کر دینا اتفاق یہ کہ بہاء الدولہ کی فوجوں کے مجتمع ہونے سے پیشتر کسی ذریعہ سے مصمام الدولہ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے ایک لشکر مرتب کر کے خوزستان کی جانب روانہ کر دیا اس کے بعد بہاء الدولہ کی فوج آئی سخت خون ریز جنگ کے بعد ابو العلاء کو شکست ہوئی گرفتار کر کے مصمام الدولہ کے پاس بھیجا گیا مصمام الدولہ نے اپنی بے نظیر فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رہا کر دیا۔ بہاء الدولہ کو اس پر بھی صبر نہ آیا۔ اپنے وزیر ابو نصر بن ساہور کو فراہمی مال کی غرض سے واسطہ روانہ کیا ابو نصر کو موقع مل گیا

مہذب الدولہ والی بطیمہ کے پاس بھاگ گیا۔ دہلیم نے شور و غل مچایا اور بات بات پر مخالفت کرنے لگے۔ دارالوزارت کو لوٹ لیا۔ بہاء الدولہ نے گھبرا کر قلدان وزارت ابوالقاسم بن احمد کے سپرد کیا۔

بہاء الدولہ کا سوس پر قبضہ: ابوالقاسم عہدہ وزارت کی ذمہ داریوں کا تحمل نہ ہوا کام چھوڑ کر بھاگ گیا تب بہاء الدولہ نے ابونصر کو بلا کر دوبارہ عہدہ وزارت پر مامور کیا اس نے اپنی حکمت عملی اور حسن تدبیر سے دہلیم کے جوش کو فرو کر دیا اور باہم مصالحت ہو گئی اس کے بعد ۳۸۴ھ میں بہاء الدولہ نے ایک لشکر عظیم بسرگروہی طغان ترکی اہواز کی جانب روانہ کیا جو رفتہ رفتہ سوس پہنچا۔ مصمام الدولہ کے عمال یہ خبر پا کر سوس چھوڑ کر بھاگ گئے طغان نے پہنچ کر قبضہ کر لیا اس کے ہمراہی اکثر ترک تھے اور مصمام الدولہ کے ہمراہی زیادہ تر دہلیم اور کچھ تھیم اور اسد کے قبیلہ کے بھی تھے مصمام الدولہ کو اس کی شکست سے بے حد ندامت ہوئی اس نے لشکر مرتب کر کے طغان پر حملہ کرنے کی غرض سے اہواز کی جانب قدم بڑھایا اور ترکوں پر جو طغان کے ہمراہ تھے شب خون مارنے کو رات ہی میں تشر سے کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں مذکور قبیلہ ہو گئی فریقین جی توڑ کر لڑے۔ تمام رات قتل و خونریزی ہوتی رہی دہلیم کی فوج کا حصہ کثیر کام آ گیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر لگی۔ واسطہ سے اہواز آیا۔ طغان کو مالی اور فوجی مدد دے کر پھر واپس ہوا اور مصمام الدولہ فارس چاہا پچھا۔ جس قدر ترک ہاتھ آئے سب کو قتل کر ڈالا باقی ماندہ چھپ چھپا کر کرمان پہنچے اور بادشاہ سندھ کی خدمت میں پہنچ کر اس کے ملک میں آباد ہونے کی اجازت کی درخواست دی۔ بادشاہ سندھ نے پہلے تو اجازت دے دی لیکن بعد میں سوار ہو کر ترکوں سے ملے گیا اور جن جن کر سب کو مار ڈالا۔

بہاء الدولہ کا اہواز پر قبضہ: ان واقعات کے بعد مصمام الدولہ نے پھر لشکر مرتب کر کے بسرگروہی علاء بن حسین اہواز پر یلغار کر دی۔ اقلین رامہر میں ابو کا لیجار مرزبان بن سہمون کی بجائے حکومت کر رہا تھا۔ بہاء الدولہ یہ خبر پا کر مصمام الدولہ کا لشکر اہواز پر آ رہا ہے اس کی روک تھام کو خوزستان کی جانب بڑھا اقلین اور ابن مکرم کو معدان کی فوجوں کے اپنی کمک پر بلا بھیجا جب یہ دونوں بہاء الدولہ سے آ ملے تو بہاء الدولہ نے حملہ کر کے اہواز کو مصمام الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا اور جس قدر اس کے ہمراہی ہاتھ آئے سب کو مار ڈالا۔ بعد ازاں بہاء الدولہ نے بصرہ کا رخ کیا اور ابن مکرم کچھ مکرم کی جانب لوٹا۔ علاء اور دہلیم اس کے تعاقب میں تھے تا آنکہ ابن مکرم تشر سے آگے نکل آیا اور دہلیم نے قریب ترین راستے سے مسافت طے کر کے ابن مکرم کو آگے بڑھنے سے روکا۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر بہاء الدولہ کا لشکر تشر سے رامہر عز چلا آیا اور مصمام الدولہ کی فوج تشر سے ار جان چلی آئی۔ چھ ماہ تک فریقین لڑتے رہے آخری فیصلہ جنگ کا نہ ہوا۔ آخر کار تھک کر دہلیم نے اہواز کی جانب مراجعت کی اور ترکوں نے واسطہ کی طرف۔ تھوڑی دور تک علاء نے تعاقب کر کے مراجعت کر دی اور ابن مکرم نے مکرم میں جا کر قیام کیا۔

مصمام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: بصرہ کی جانب بہاء الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد اکثر دہلیم جو اس کے ہمراہ تھے امان حاصل کر کے علاء کے پاس چلے آئے جو تعداد میں تقریباً چار سو تھے۔ علاء نے ان لوگوں کو اپنے ایک سپہ سالار شکرستان کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ بہاء الدولہ کی فوج مقیم بصرہ سے مقابلہ ہوا۔ اہل شہر نے شکرستان سے سازش کر لی ان لوگوں کا پیشوا ابو الحسن بن ابی جعفر علوی تھا جس سے شکرستان کو غیر متوقع کامیابی حاصل ہو گئی۔ اہل شہر کشتیوں پر سوار ہو کر آئے۔ اس کو کشتی پر سوار کر کے اپنے ہمراہ شہر میں لے گئے۔ بہاء الدولہ معدان اپنی رکاب کے فوج کے بصرہ کو خیر باد کہہ کر نکل

آیا۔ مہذب الدولہ والی بطیحہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی۔ چنانچہ مہذب الدولہ نے ایک لشکر بسرائری اپنے سپہ سالار عبداللہ بن مرزوق بصرہ کی طرف روانہ کیا۔ شکرستان کو اس معرکہ میں شکست ہوئی اور معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد شکرستان نے لشکر مرتب کر کے بصرہ پر فوج کشی کی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا اور یہ قرار پایا کہ شکرستان ہمیشہ مہذب الدولہ کا مطیع رہے اور بصرہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے اور مزید اطمینان کے لئے اپنے لڑکے کو بطور ضمانت کے مہذب الدولہ کے پاس بھیج دے۔ فریقین نے بموجب شرائط مذکورہ مصالحت کر لی اور شکرستان بصرہ پر قابض ہو کر مصمام الدولہ اور بہاء الدولہ اور مہذب الدولہ کی اطاعت کا اظہار کرنے لگا۔

ابوعلی کی بغاوت: ان واقعات کے بعد علاء بن حسن (مصمام الدولہ کا گورنر خوزستان) مقام کمپ مکرم میں سر گیا بجائے اس کے ابوعلی اسماعیل بن استاذ ہرمز ما مور کیا گیا۔ رخصت ہو کر چند سیا پور پہنچا اور بہاء الدولہ کے ہمراہیوں نے ابوعلی کو چند سیا پور میں داخل نہ ہونے دیا اور دھرتوں نے حدود خراسان میں بغاوت کر دی مجبوراً ابوعلی واسطہ واپس آیا بعد ازاں ابو محمد مکرم اور ترکوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اسی اثناء میں ابوعلی نے مصمام الدولہ سے مخرف ہو کر بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کر لی۔ یہ واقعہ ۳۸۸ھ کا ہے۔ بہاء الدولہ نے ابوعلی کی بہت عزت افزائی کی اور قلعہ ان وزارت سپرد کر دیا۔ ابوعلی بھی جان و دل سے تدابیر مملکت اور انتظام ریاست میں مصروف ہوا کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ نے ابوعلی کو ابن مکرم کے زیر کرنے کو کمپ مکرم پر روانہ کیا مگر ابوعلی نے کمپ مکرم پہنچ کر بہاء الدولہ سے سرتابی کی اور ایک بہانہ کر کے باغی ہو گیا۔ بہاء الدولہ نے بدر بن حسو یہ سے امداد کی درخواست کی بدر نے امداد دی پھر بھی بہاء الدولہ کو اپنی کامیابی کی توقع نہ تھی قریب تھا کہ انہیں لڑائیوں کے صد مات سے اس کی روح تحلیل ہو جاتی کہ اس اثناء میں مصمام الدولہ کی وفات کی خبر آئی گویا بہاء الدولہ کے تن مردہ میں جان پڑ گئی۔

مصمام الدولہ کا خاتمہ: مصمام الدولہ بن عضد الدولہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ فارس پر مستولی تھا اور ابوالقاسم و ابونصر پسران عضد الدولہ فارس کے کسی قلعہ میں قید تھے جن کو محافظین جیل نے رہا کر دیا۔ رفتہ رفتہ کردوں کی ایک جماعت اکٹھی ہو گئی انہیں دونوں دیکھ کر وہ مصمام الدولہ سے اس امر پر کہ اس نے اس کا نام دیوان سے خارج کر دیا۔ ناراض ہو کر ان لوگوں سے آ ملا۔ ان دونوں بھائیوں نے اپنے کل ہمراہیوں کو مرتب و مسلح کر کے ار جان کا رخ کیا مصمام الدولہ نے بھی تیاری کر کے ان دونوں بھائیوں کی سرکوبی کو کوچ کر دیا۔ اس وقت ابوعلی قسائ میں مقیم تھا لشکریوں نے اس سے مخالفت کی ابوالقاسم اور ابونصر کو موقع مل گیا۔ انہوں نے ابوعلی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد رہائی مل گئی مصمام الدولہ نے فوج کی کمی کی وجہ سے شیراز کے ایک قلعہ میں بانتظار امداد پناہ گزین ہونے کا ارادہ کیا مگر اس پر قادر نہ ہوا کیونکہ ابوالقاسم و ابونصر کی فوجوں نے ناکہ بندی کر لی تھی۔ بعض مصاحبین نے ابوعلی یا کردوں کے پاس چلے جانے کی رائے دی اس عرصہ میں کردوں کا ایک گروہ آ گیا معاہدہ اپنے مال و اسباب کے ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ایک سنسان میدان میں پہنچ کر کردوں نے مصمام الدولہ کو لوٹ لیا۔ بے چارہ مصمام الدولہ بحال پریشان رودمان کی طرف روانہ ہوا جو شیراز سے دو منزل کے فاصلہ پر تھا۔ ابونصر یہ خبر پا کر شیراز کی جانب آیا والی رومان نے اس کے اشارہ سے مصمام الدولہ کو گرفتار کر لیا اور ابونصر نے مصمام الدولہ کو اس سے لے کر ماہ ذی الحجہ ۳۸۸ھ میں جب کہ فارس میں اس کی حکومت کو نو برس گزر چکے

تھے مارڈالا۔

بہاء الدولہ کا فارس پر قبضہ مصمام الدولہ کے قتل ہونے پر ابوالقاسم و ابونصر پسران عز الدولہ نے بلاد فارس پر بہ آسانی قبضہ کر لیا۔ ابوعلی کو اہوز میں دہلیم سے بیعت اطاعت لینے اور بہاء الدولہ سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا۔ چونکہ اس سے پیشتر ابوعلی نے ابوالقاسم و ابونصر پسران عز الدولہ کے دو بھائیوں کو مارڈالا تھا اس وجہ سے ابوعلی کو ابوالقاسم و ابونصر سے خوف پیدا ہوا۔ بجائے اس کے کہ دہلیم کو ان کی اطاعت کی ترغیب دیتا، بہاء الدولہ کی طرف مائل کر دیا اور بہاء الدولہ سے خط و کتابت کر کے اقرار نامہ و حلف نامہ لکھے جانے کی درخواست کی اور ان ترکوں کے جو اس کے ہمراہ تھے آئندہ فسادات سے بچنے کی ضمانت چاہی اور نیز بہاء الدولہ کو پسران عز الدولہ سے مصمام الدولہ کے خون کا بدلہ لینے پر اکسایا۔ دہلیم نے بہاء الدولہ کے آگے گردن اطاعت میں جھکا دی۔ ایک گروہ ان کے سرداروں کا بطور وفد بہاء الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک سے دوسرے کو تبادلہ خیالات و طمانیت حاصل کرنے کا موقع ملا۔ دہلیم نے ان لوگوں کو جو ان کی قوم کے سوس میں تھے اس واقعہ سے مطلع کیا ان لوگوں نے سوس پر قبضہ کر لینے کو بلا بھیجا۔

چنانچہ بہاء الدولہ نے لشکر مرتب کر کے سوس کی جانب کوچ کیا پہلے تو اہل سوس مقابلہ پر آئے لڑے لیکن دہلیموں کے کہنے سننے سے جو وہاں مقیم تھے بہاء الدولہ سے خطا معاف کر کے اس سے آٹے اور اس کے ساتھ ساتھ اہواز گئے پھر اہواز سے راحہ و راجان کی جانب بڑھے غرض رفتہ رفتہ کل بلاد خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ ان معرکوں کے اثناء میں ابوعلی شیراز گیا ہوا تھا اور اہل شیراز کے ساتھ جدال و قتال میں مصروف تھا تا آنکہ ابوالقاسم و ابونصر پسران عز الدولہ کے ہمراہیوں نے اس سے سازش کر لی اور غفلت کی حالت میں براہ سرنگ شیراز میں گھس گیا پھر کیا تھا۔ ابوالقاسم و ابونصر کا لشکر منتشر و غیر مرتب ہو گیا۔ ابوعلی نے کامیابی کے ساتھ شیراز پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے۔ ابونصر بلاد دہلیم بھاگ گیا اور ابوالقاسم نے بدر بن حسنویہ کے پاس جا کر پناہ لی۔ کچھ عرصہ بعد بطیمہ چلا گیا ابوعلی نے فتح کا اطلاع نامہ بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ بہاء الدولہ اس خوشخبری کو سن کر پھولا نہ سما۔ اسی وقت روانہ ہو کر ابوعلی کے پاس آ گیا۔ شیراز سے کچھ معترض نہ ہوا البتہ قریہ رودمان کو جہاں کہ اس کا بھائی مصمام الدولہ مارا گیا تھا جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور اہل رودمان کو اس طرح تہ تیغ کیا کہ ان کا نشان تک نہ رہ گیا بعد ازاں ایک لشکر برفری ابوالفتح جعفر بن استاد ہر حز کی طرف کرمان روانہ کیا جس نے پہنچتے ہی کرمان پر بزور تیغ قبضہ کر لیا۔

ابونصر کا خاتمہ ابونصر نے بلاد دہلیم میں پہنچ کر ان دہلیموں سے فارس حوالہ کر دینے کے متعلق خط و کتابت شروع کی جو فارس اور کرمان میں مقیم تھے اور جب وہ اس امر پر راضی ہو گئے تو ابونصر نے بلاد فارس کی جانب کوچ کیا۔ زط دہلیم اور ترکوں کا ایک گروہ ابونصر کے پاس آ کر مجتمع ہو گیا اب اس نے کرمان کا قصد کیا۔ اس وقت کرمان میں ابوالفتح حکمرانی کر رہا تھا۔ ابونصر سے شکست کھا کر سر جان بھاگ گیا ابونصر نے حیرت کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر اور نیز کرمان کے اکثر مضافات پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے موفق بن علی بن اسماعیل کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ حیرت روانہ کیا۔ موفق کے پہنچنے ہی ابونصر کے کل ہمراہیوں نے امان حاصل کر کے بلاد جدال و قتال حیرت کو موفق کے حوالہ کر دیا۔ موفق کا قتل موفق نے حیرت پر قبضہ کرنے کے بعد چند نامی نامی سرداروں کو لے کر ابونصر کے تعاقب میں کوچ کیا مقام

دارین میں مذبذب ہوئی ابونصر نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا اثناء جنگ میں اس کے کسی ہمراہی نے موقع پا کر اس کو قتل کر ڈالا اور سر اتار کر موفق کے پاس لے گیا موفق نے ابونصر کے قتل کے بعد کل بلا و کرمان پر قبضہ کر کے بہاء الدولہ کی جانب مراجعت کی۔ بہاء الدولہ نے نہایت عزت و احترام سے ملاقات کی۔ موفق نے آئندہ خدمات کی بجا آوری سے استعفاء داخل کیا۔ بہاء الدولہ نے منظور نہ کیا۔ موفق اس پر مصر ہوا۔ بہاء الدولہ نے جھلا کر اس کو گرفتار کر لیا اور موفق کے اہل و عیال کی گرفتاری کا فرمان اپنے وزیر ساہور کے نام بھیج دیا اور ۳۹۴ھ میں اس کو قتل کر ڈالا۔ اسی زمانہ میں بہاء الدولہ نے ابو محمد مکرم کو عمان کی حکومت عنایت کی۔

وزارت میں تبدیلیاں : آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ بہاء الدولہ نے قبل روانگی خوزستان اپنے وزیر ابو منصور بن صالحان کو گرفتار کر کے قلعہ ابن وزارت ابونصر بن ساہور بل اردشیر کے حوالہ کیا تھا اور ۳۸۰ھ میں ابوالحسن بن معلم اس کی حکومت و دولت کا انتظام کر رہا تھا رفتہ رفتہ ابوالحسن کل امور سیاست پر متصرف و مستولی ہو گیا۔ رؤسا شہر امراء مملکت بھی اس کی جانب مائل ہو گئے پھر کیا تھا آنکھیں بلند ہو گئیں ظلم و ستم کی بنا ڈال دی اور طرح طرح کے ظلم کرنے لگا۔ ابونصر خوشادہ اور ابو عبد اللہ بن طاہر کی شکایت کردی چنانچہ بہاء الدولہ نے خوزستان سے واپسی کے بعد ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اس پر فوج نے بغاوت کردی اور اسی بناء پر ابوالحسن کو طلب کیا بہاء الدولہ نے سمجھایا بچھایا لیکن وہ اپنے ارادے سے نہ پھرے تب بہاء الدولہ نے ابوالحسن کو گرفتار کر کے فوج کے حوالہ کر دیا فوج نے اس کو مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے اس سے قبل بہاء الدولہ نے ۳۸۱ھ میں اپنے وزیر ابونصر کو مقام اہواز میں گرفتار کر کے قلعہ ابن وزارت ابوالقاسم عبدالعزیز بن یوسف کے سپرد کیا۔

۳۸۲ھ میں اس جرم کی پاداش میں کہ اس نے ابوالحسن کے معاملہ میں فوج سے سازش کر لی تھی۔ گرفتار کر لیا اور ابوالقاسم علی بن احمد کو عہدہ وزارت مرحمت کیا کچھ عرصہ بعد یہ بھی گرفتار کر لیا گیا اور ابونصر بن ساہور و ابو منصور بن صالحان دونوں پھر قلعہ ابن وزارت کے مالک ہوئے ۳۸۳ھ میں فوج نے ابونصر کی مخالفت کی اور اس کا گھربار لوٹ لیا۔ اس کے ساتھی ابو منصور نے گھبرا کر استعفاء داخل کیا تب دوبارہ ابوالقاسم علی بن احمد کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا مگر وہ عہدہ وزارت کے اہم فرائض انجام نہ دے سکا اور کاروبار چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ بجائے اس کے ابونصر دوبارہ قلعہ ابن وزارت کا مالک ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دیم کی شورش کم ہو گئی تھی۔ تھوڑے ہی دنوں بعد پھر اُسے گرفتار کر لیا گیا اور بجائے اس کے فاضل عہدہ وزارت پر مامور ہوا ۳۸۶ھ میں اس کو بھی جیل کی سیر کرنی پڑی۔ ابونصر بھی ساہور بن اردشیر سے بار عہدہ وزارت پر مامور ہوا۔ دو ماہ تک اس عہدہ پر رہا۔ بہاء الدولہ کے مال و خزانہ کو سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا۔ اسی بناء پر بہاء الدولہ نے اس کو معزول کر کے عیسیٰ بن مرخس کو متعین کیا۔

ابوعلی حسن کا عراق کی گورنری پر تقرر : جس زمانہ سے بہاء الدولہ نے فارس پر استیلاء حاصل کیا تھا وہیں قیام پزیر رہا خوزستان اور عراق پر ابو جعفر حجاج بن ہرمز کو مامور کیا۔ ابو جعفر بغداد میں آ کر مقیم ہوا۔ خلافت مآب نے ”عمید الدولہ“ کا لقب دیا اس نے بڑی بد اخلاقی کی اور ہر کس و نا کس سے جبر و ستم سے پیش آنے لگا اہل کرخ و اہل سنت و جماعت کے مابین جھگڑا ہو گیا اور ارباشوں اور جرائم پیشہ کی گرم بازاری ہو گئی۔ تب بہاء الدولہ نے اس کو ۳۹۰ھ میں معزول کر دیا اور بجائے اس کے ابوعلی حسن بن استاد ہرمز کو مامور کیا عمید الجوش کا لقب دیا۔ اس نے خوش انتظامی سے کام لیا۔ ہر شخص سے بہ حسن

اخلاق پیش آنے لگا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ بہت سامان و اسباب فراہم کر کے بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس کے بعد بجائے ۳۹۱ھ میں ابونصر بن سابور نامور ہوا تو ترکوں نے اس کے خلاف شورش و بغاوت کی۔ ابونصر بھاگ گیا۔ اہل سنت و جماعت اور اہل کرخ و ترکوں کے مابین پھر کشیدگی پیدا ہو گئی۔ اہل سنت و جماعت ترکوں کا ساتھ دے رہے تھے۔ کشیدگی ایک حد تک پہنچ کر رک گئی اور مصالحت کے نامہ و پیام آنے جانے لگے۔ بالآخر فریقین میں مصالحت ہو گئی۔

بنی مسیب کی حکومت کا آغاز ۳۸۰ھ میں دولت بنی مروان کے قتل کے بعد ان کے ماموں بادکی دیار بکر میں بنا پڑی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ۳۸۲ھ میں دولت بنی حمدان کا موصل میں خاتمہ ہوا اور اس کے بعد ہی دولت بنی مسیب کی ابتداء ہوئی جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ ۳۸۳ھ میں دولت بنی سامان کا خراسان سے نام و نشان جاتا رہا اور دولت بنی سبکطین کا وہیں سے آغاز ہوا۔ ۳۸۸ھ میں دولت بنی حسو یہ اکراہ کی خراسان میں بنا پڑی۔ ۳۸۹ھ میں مادراء النہر سے بنی سامان کی حکومت جاتی رہی اور بنو سبکطین اور بادشاہ قان نے ممالک ترک کو باہم تقسیم کر لیا۔ ۳۹۹ھ میں بنی کلاب سے بنی صالح بن مرداس کی حلب میں حکومت کا سکہ چلا جیسا کہ ہم ان دونوں اور حکومتوں کے حالات کو جدا گانہ بیان کریں گے۔

بنی مزید کا ظہور ۳۸۷ھ میں ابوالحسن علی بن مزید نے اپنی قوم بنو اسد کو مرتب کر کے بہاء الدولہ کے خلاف علم خلافت بلند کیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں ابوالحسن شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا اور اس قدر دور چلا گیا کہ بہاء الدولہ کی فوجیں تعاقب نہ کر سکیں کچھ عرصہ بعد مصالحت کا پیام بھیجا اور گردن اطاعت میں جھکا دی۔ مگر ۳۹۲ھ میں پھر باغی ہو گیا اور قیرواش بن مقلد والی موصل اور اس کی قوم بنی عقیب کے ساتھ ہو کر مدائن پر حملہ کر دیا۔ ابوجعفر حجاج سپہ سالار افواج بغداد نے ان کی مدافعت پر فوجیں مامور کیں چنانچہ قیرواش مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ گیا ابوجعفر نے حجاج خفاجہ کو اپنی کمک پر شام سے بلا بھیجا اور جب یہ آگئے تو بنی عقیب اور بنی اسد سے جنگ کرنے کو نکلا اور ان کو مار بھگایا۔ پھر دوبارہ اطراف کوفہ میں ان پر چڑھائی کی اور ایک سخت خونریزی کے بعد انکو شکست دے دی اور انکے مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی کی بغداد کو روانگی: ابوجعفر کی عدم موجودگی کے زمانہ میں بغداد میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی قتل و غارت کی ایسی گرم بازاری شروع ہوئی کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ اسی وجہ سے بہاء الدولہ نے ابوعلی بن جعفر استاد ہر حر کو بغداد روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اور ”عمید الجیوش“ کا لقب دیا اس سے فساد فرو ہو گیا اور امن و امان کا پھر دور آیا اور جب ابوجعفر معزول ہو کر اطراف کوفہ میں قیام پزیر ہوا۔ ابوعلی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا دایلم ترک اور خفاجہ کو مجتمع کر کے ابوجعفر پر حملہ کر دیا یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے۔ مقام نعمانیہ میں دونوں فریق نے صف آرائی کی۔ اس معرکہ میں ابوجعفر کو شکست ہوئی۔ ابوعلی مظفر و منصور خوزستان کی طرف بڑھا اور خوزستان سے سوس آیا ابوجعفر نے میدان خالی دیکھ کر کوفہ کی جانب مراجعت کی ابوعلی یہ خبر پا کر بغرض تعاقب پھر لوٹ پڑا۔ اسی زمانہ سے ان دونوں میں فتنہ و فساد کی بنا پڑتی ہے۔ فریقین میں سے ہر ایک فریق بنی عقیب بنی اسد اور خفاجہ سے امداد و کمک کا خواہاں و طالب ہوتا ہے تا آنکہ بہاء الدولہ نے ابوعلی کو طلب کر کے بنی واصل کے فتنہ و فساد فرو کرنے کو بطریقہ بھیج دیا جیسا کہ ان واقعات کو ان کی دولت و حکومت کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

بغداد کا محاصرہ ۳۹۷ھ میں ابوجعفر ایک عظیم لشکر مجتمع و مرتب کر کے بغداد کے محاصرہ کے لئے بڑھا۔ بدر بن حسو یہ (یہ کردوں کا امیر تھا) نے بھی اس ہم میں شرکت کی۔ سب یہ تھا کہ عمید الجیوش نے طریق خراسان پر ابو الفضل بن عمران کو مامور

کیا تھا اور یہ بدر بن حسو یہ کا جانی دشمن تھا اس کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا ابو الفضل کوئی فساد نہ اٹھائے اس خیال کا گزرنا تھا کہ ابو جعفر کو بغداد کے محاصرہ پر ابھارا اور امراء اکرا کے ایک جم غفیر کو اس کی کمک پر مامور کیا۔ ان میں ہندی بن سعد ابو یسعی شاذی بن محمد اور رزام بن سعد تھا۔ ابو الحسن علی بن مزید اسدی بھی بہاء الدولہ سے ناراض ہو کر انہیں لوگوں میں آ ملا تھا۔ ان لوگوں کی تعداد دس ہزار تھی انہوں نے پہنچتے ہی بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں بغداد میں ابو الفتح بن عثمان حکومت کر رہا تھا۔ ایک ماہ کامل محاصرہ جاری رہا۔ زمانہ حصار میں عمید الجیوش سے امین واصل کی بطیمہ میں شکست کھا جانے کی خبر مشہور ہوئی۔ محاصرین کا گروہ منتشر ہو گیا۔ ابن مزید نے اپنے شہر کی طرف مراجعت کی اور ابو جعفر نے حلوان کی جانب مگر کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ کی تحریک و تحریر کے مطابق ابو جعفر نے تشریف میں حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی۔ بہاء الدولہ نے عمید الجیوش کی وجہ سے کچھ تعرض نہ کیا۔

بنی مزید اور بنی دہیش کی جنگ: ابو الغنائم محمد بن مزید اپنے سسرال بنی دہیش مقام جزیرہ (خوزستان) میں مقیم تھا۔ اتفاق سے ابو الغنائم نے بنی دہیش کے ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ اس پر بنی دہیش بگڑ گئے ابو الغنائم اپنے بھائی ابو الحسن علی بن مزید کے پاس بھاگ آیا۔ ابو الحسن نے دو ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ چڑھائی کر دی۔ عمید الجیوش نے اس کی کمک پر دیلمی فوج بھیج دی۔ بنی دہیش بھی مرتب و مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے۔ لڑائی ہوئی۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ابو الحسن کو شکست ہوئی اور ابو الغنائم مارا گیا۔

کوفہ و موصل میں علوی حکومت: اوائل پانچویں صدی میں قرواش بن مقلد سدر دار بنی عقیل نے اپنے کل صوبجات موصل، انبار، مدائن اور کوفہ میں ”حاکم باللہ“ علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ خلیفہ قادر نے بہاء الدولہ کے پاس قاضی ابوبکر باقلانی کی زبانی پیام کہلا بھیجا۔ بہاء الدولہ نے قاضی ابوبکر کو عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ عمید الجیوش کو قرواش کی گوشمالی کا حکم دیا اور اس مہم میں صرف کرنے کو دس ہزار دیار بھیج دیئے۔ عمید الجیوش نے لشکر آ راستہ کر کے موصل کا راستہ لیا۔ قرواش نے یہ خبر پا کر سر اطاعت خم کیا۔ معافی چاہی اور علویوں کا قتل موقوف کر دیا۔ یہی امر علویہ مصر کی نسبت سے محض لکھے جانے اور اس پر طعن کرنے کا داعی ہوا۔ جس میں امراء دولت میں سے رضی، مرتضیٰ، ابن بطحاوی، ابن ارزق، زکی، ابو العلی عمر بن محمد اور علماء قضاۃ میں سے ابن اکفانی، ابن جزری، ابو العباس، ابی داؤد، ابوحامد اسفرائینی، کستلی، قدروی، صہیری، ابو عبد اللہ بیضاوی، ابو الفضل نسوی اور ابو عبد اللہ نعمان فقہیہ شیعہ کی شہادتیں ثبت تھیں۔ بعد ازاں دوسرا محضر ۵۳۴ھ میں مقام بغداد میں تحریر کیا گیا اس میں اس قدر اور اضافہ کر دیا گیا کہ یہ لوگ (علویہ مصر) نسباً محسوس میں دیصانیہ سے اور یہود میں بنی قراح سے منسوب کر دیئے گئے۔ علویہ عباسیہ فقہاء اور قضاۃ نے اپنی اپنی شہادتیں لکھیں اور اس محضر کی ایک ایک نقل تمام بلاد و اقصاء اسلامیہ میں بھیج دی گئی۔

فخر الملک کی وزارت: عمید الجیوش ابو علی، ابو جعفر استاد ہر مز کا بیٹا تھا اور ابو جعفر عضد الدولہ کے حاجیوں میں تھا اس نے اپنے بیٹے ابو علی کو مصمام الدولہ کی خدمت میں سپرد کر دیا تھا مصمام الدولہ کے قتل کے بعد بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا جس وقت بغداد میں اوباشوں جرائم پیشہ اور بد معاشوں کی گرم بازاری ہوئی اس وقت بہاء الدولہ نے ابو علی کو آتش فتنہ و فساد فرو کرنے کی عرض سے بغداد بھیج دیا۔ چنانچہ اس نے مقصدین کا قلع و قمع کیا اور اپنی حکومت کے آٹھ برس چھ ماہ بعد پانچویں

صدی کے اوائل میں مر گیا۔ بہاء الدولہ نے بجائے اس کے عراق میں فخر الملک ابو غالب کو مامور کیا۔ چنانچہ اس نے بغداد میں پہنچ کر نہایت خوبصورتی سے ملک کا انتظام کیا بد نظمیاں رفع کر دیں اتفاق یہ کہ اس کے آتے ہی ابوالفتح محمد بن عثمان والی طریق خراسان نے اپنی حکومت کے بیسویں برس مقام حلوان میں وفات پائی۔ یہ دولت و حکومت کا ایک خیر خواہ شخص تھا کثیر مال و زر بغداد بھیجا کرتا تھا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا ابوشوک کرسی حکومت پر متمکن ہوا اور بیٹھتے ہی دولت و حکومت سے باغی ہو گیا۔ فخر الملک نے اس سے جنگ کرنے کو ایک فوج بھیج دی۔ ابوشوک شکست کھا کر حلوان کی طرف بھاگا۔ فوج نے تعاقب کیا۔ ابوشوک نے مجبوراً صلح کا پیام دیا اور اطاعت قبول کر لی۔

ابن سہلان کی وزارت: فخر الملک ابو غالب بنی بویہ کے مامور اور سربراہ و زراء میں سے تھا۔ پانچ برس چار ماہ تک سلطان الدولہ کا نائب بغداد میں رہا۔ بعد ازاں کسی وجہ سے ماہ ربیع الثانی ۳۰۶ھ میں گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا اور بجائے اس کے ابو محمد حسن بن سہلان مامور ہوا۔ اسے ”عمید الجیش“ کا لقب دیا گیا۔ ۳۰۹ھ میں اس نے بغداد کا قصد کیا اور سن چہا طرادین و شیر اسدی کے ہمراہ مہارن و مضربہران و شیر کی جستجو میں روانہ ہوا۔ مہارن و مضربہانہ وزارت فخر الملک سے جزیرہ بنی اسد پر حکومت کر رہے تھے ابن سہلان کا یہ ارادہ ہوا کہ جزیرہ بنی اسد ان سے چھین کر اکرا کو دے دیا جائے اور اسی غرض کے لیے وہ براہ مدار روانہ ہوا۔ حسن بن دہیس بھی یہ خبر پا کر ابن سہلان کے لشکر میں آ کر شامل ہو گیا، مہارن و مضربہان کی اطلاع نہ تھی غفلت کی حالت میں ان پر حملہ کیا گیا اور خاطر خواہ خونریزی ہوئی بالآخر مہارن و مضربہان کی درخواست کی۔ انان دی گئی مگر حکومت و ریاست میں طراد اس کا شریک بنایا گیا۔ اس کے بعد ابن سہلان نے بغداد کی جانب مراجعت کی سلطان الدولہ کو ابن سہلان کا یہ فعل ناگوار گزرانا راضگی اور تہدید کا خط لکھا۔ اس اثناء میں ابن سہلان واسط پہنچا اس وقت اہل واسط میں باہم کشیدگی ہو رہی تھی۔ ابن سہلان نے اپنی حکمت عملی سے ان میں مصالحت کرادی۔ پھر یہ خبر لگی کہ بغداد میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی ہے فوراً کوچ کر دیا۔ بغداد پہنچا اور باہم مصالحت کرادی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دہلم کے قوائے حکمرانی مضحل ہو چکے تھے۔ ضعف پیدا ہو گیا تھا مجبوراً بغداد سے نکل کر واسط چلے آئے۔

سلطان الدولہ اور ابوالفوارش کے مابین جنگ: سلطان الدولہ نے اپنے باپ بہاء الدولہ کے بعد زمام حکومت سنبھالی اور اپنے بھائی ابوالفوارش کو کرمان کی گورنری پر مامور کیا جس وقت ابوالفوارش وارد کرمان ہوا دہلم نے جمع ہو کر ابوالفوارش کو یہ رائے دی کہ آپ حکومت و ریاست کو اپنے بھائی کے قبضہ سے نکال لیجئے ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ ابوالفوارش نے ان کی پشت گری سے ۳۰۸ھ میں شیراز کی طرف کوچ کیا اور شیراز سے بقصد جنگ سلطان الدولہ لشکر آراستہ کر کے میدان جنگ میں آیا سلطان الدولہ نے بھی مرتب و مسلح ہو کر مقابلہ کیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے۔ میدان سلطان الدولہ کے ہاتھ رہا اور ابوالفوارش شکست کھا کر کرمان کی جانب واپس ہوا۔ سلطان الدولہ نے تعاقب کیا۔ ابوالفوارش کرمان کو بھی خیر باد کہہ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ فریادی صورت بنائے ہوئے طلب کمک و امداد محمود بن بکتگین کے پاس پہنچا محمود نے اس کی بے حد خاطر و مہارت کی اور ایک لشکر کو اس کی کمک پر متعین کیا جس کا سردار ابوسعید طائی تھا۔ ابوالفوارش نے کرمان میں پہنچ کر قبضہ کر لیا اور شیراز کی طرف بڑھا اور بلا جدال و قتال اس پر بھی قابض ہو گیا۔

سلطان الدولہ ان واقعات سے مطلع ہو کر بقصد جنگ ابوالفوارش کوٹ پڑا۔ دونوں بھائی پھر متصادم ہو گئے۔ آخر

کار ابو الفوارش کو شکست ہوئی اور بلاد فارس سے بھاگ کر کرمان پہنچا۔ سلطان الدولہ کے لشکر نے جو ابو الفوارش کے تعاقب میں تھا۔ کرمان کو بھی ابو الفوارش کے قبضہ سے نکال لیا۔ ابو الفوارش بے سرو سامانی کے ساتھ شمس الدولہ بن معز الدولہ بن بویہ والی ہمدان کے پاس بھاگ گیا۔ اس مرتبہ محمود بنکینگین کے پاس اس وجہ سے نہیں گیا کہ اس کے سپہ سالار نے ابو سعید طائی کے ساتھ بد معاملگی اور کج ادائی کی تھی۔ کچھ عرصہ بعد شمس الدولہ سے جدا ہو کر مہذب الدولہ والی بلخ کے پاس جا پہنچا مہذب الدولہ خاطر و مدارت سے پیش آیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی جلال الدولہ نے اس کے پاس بصرہ سے مال و زر اور قیمتی قیمتی کپڑے بھیجے اور بصرہ واپس آنے کی استدعا کی۔ ابو الفوارش نے منظور نہ کیا اور اس کے اور سلطان الدولہ کے مابین مصالحت کے سلسلے میں خط و کتابت شروع ہوئی۔ بالآخر سلطان الدولہ نے ابو الفوارش کی خطا معاف کر دی اور یہ گورنری کرمان پر واپس کی گئی اس کے بعد ۴۰۹ھ میں سلطان الدولہ نے وزیر بن فائز اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے بجائے اس کے ابو غالب حسین بن منصور کو مامور کیا۔

ترکوں کا خروج: ۴۰۸ھ میں ترکوں نے اس کو درہ کوہ سے جو چین و ماوراء النہر کے مابین ہے خروج کیا جن کے ہمراہی تین سو بیسویں سے زائد تھے یہ خیمے جانوروں کی کھالوں سے بنائے گئے تھے زیادہ تر ان میں خطا کے رہنے والے تھے ان کے خروج کا باعث یہ ہوا تھا کہ طغان خان والی ترکستان ایک سخت علالت میں مبتلا ہو گیا تھا ترکوں نے اس کی علالت سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ آراستہ ہو کر ہضہ قبضہ ترکستان نکل پڑے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں طغان خان کو صحت ہو گئی اور اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ سے فوجیں اور رضا کاروں کو جمع کر کے ایک لاکھ کی جمیعت کے ساتھ ترکوں کے طوفان بے تیزی کی روک تھام کو نکل پڑا۔ ترکوں کو اس کی خبر لگ گئی بھاگ کھڑے ہوئے طغان خان تین ماہ کی مسافت تک تعاقب کرتا گیا اب ترکوں کو بوجہ بعد مسافت ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تھا مگر طغان خان نے ترکوں کے قریب پہنچ کر غفلت کی حالت میں حملہ کر دیا۔ دو لاکھ ترک مارے گئے۔ ایک لاکھ قید ہوئے۔ مویشیان بار بار داری کے جانور گھوڑے اور سونے چاندی کے ظروف چینی ساخت کے اے کے جس کی تعبیر نہیں ہو سکتی ہاتھ آئے۔

سلطان الدولہ کا زوال: ۴۱۱ھ تک عراق میں سلطان الدولہ کی حکومت کا سکہ چلتا رہا اس کے بعد لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس کے بھائی مشرف الدولہ کو بجائے اس کے مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ مشرودوں نے سلطان الدولہ کو مشرف الدولہ کے گرفتار کر لینے کی رائے دی مگر سلطان الدولہ اس رائے پر عمل نہ کر سکا اور واسطہ چلے جانے کا قصد کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے جائے چنانچہ سلطان الدولہ نے مشرف الدولہ کو عراق میں بطور اپنے نائب کے مقرر کر کے ابواز کا راستہ لیا۔ لشکر پہنچ کر ابن سہلان کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ حالانکہ مشرف الدولہ سے یہ اقرار کر چکا تھا کہ ابن سہلان کو عہدہ وزارت نہیں دوں گا اس سے مشرف الدولہ کو کشیدگی پیدا ہوئی مزید برآں سلطان الدولہ نے ابن سہلان ہی کو عراق سے مشرف الدولہ کے نکالنے پر مامور کیا۔ مشرف الدولہ نے یہ خبر پا کر ایک عظیم لشکر مرتب و مجتمع کر لیا جس میں اکثر و بیشتر واسطہ کے ترک تھے اور ابو الاعز دہیس بن علی بن مزید بھی اس مہم میں مشرف الدولہ کا ہم آہنگ تھا مقام واسطہ میں ابن سہلان سے مقابلہ ہوا۔ ابن سہلان شکست کھا کر واسطہ میں جا چھپا اور قلعہ بندی کر لی مشرف الدولہ نے محاصرہ کر لیا تا آنکہ ابن سہلان نے شدت حصار سے تنگ آ کر مصالحت کا پیام دیا اور واسطہ کو اس کے سپرد کر کے نکل کھڑا ہوا۔

مشرف الدولہ کی حکومت کا آغاز: چنانچہ مشرف الدولہ نے ماہ ذی الحجہ ۳۱۱ھ میں واسطہ پر قبضہ کر لیا۔ واسطہ میں جس قدر وہیم تھے انہوں نے بھی حاضر ہو کر سر اطاعت خم کر دیا۔ ابوطاہر جلال الدولہ (مشرف الدولہ کا بھائی) والی بصرہ یہ خبر پا کر مشرف الدولہ سے ملنے آیا۔ دونوں بھائی صلاح و مشورہ کر کے اس امر پر متفق الرائے ہوئے کہ عراق اور بغداد سے سلطان الدولہ کا خطبہ موقوف ہو کر مشرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھایا جائے اس کے بعد ہی ابن سہلان گرفتار کر لیا گیا۔ آنکھوں میں گرم سلائیاں پھر وادی نکیں۔ سلطان الدولہ گھبرا کر ارجان چلا گیا پھر ارجان سے ابوازی کی طرف واپس ہوا۔ ترکوں نے جو اس وقت وہاں پر تھے مخالفت کی مشرف الدولہ کی خوشنودی مزاج کے خیال سے سلطان الدولہ کے مقابلہ پر آئے۔ سلطان الدولہ نے لڑائی سے گریز کیا مگر ترکوں کو کہاں صبر آتا تھا۔ ادھر ادھر پھیل گئے اور رہزنی کرنے لگے۔

سلطان الدولہ اور مشرف الدولہ میں مصالحت ۳۱۲ھ میں مشرف الدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ وہیموں نے اپنے شہر خوزستان میں جا کر آباد ہونے کی استدعا کی۔ مشرف الدولہ نے اجازت دے دی اور یہ حفاظت تمام خوزستان پہنچا دینے کی غرض سے اپنے وزیر ابو غالب کو ان کے ہمراہ روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ وہیم ابوازی پہنچے تو سلطان الدولہ کی محبت نے جوش مارا اور مشرف الدولہ سے باغی و منحرف ہو گئے اور ابو غالب کو اس کی وزارت کے ایک برس چھ مہینے بعد گرفتار کر کے مار ڈالا۔ ابو غالب کے ہمراہ ترکوں کا جو گروہ تھا وہ وہیم کی مدافعت نہ کر سکا۔ طراد بن دہش کے پاس جزیرہ چلا گیا سلطان الدولہ کو یہ خبر سن کر بے حد خوشی ہوئی اسی وقت اپنے بیٹے ابوکایبار کو ابوازی کی طرف روانہ کیا۔ ابوکایبار نے پہنچتے ہی ابوازی پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بذریعہ ابو بن ابی مکرّم و مویّد الملک رنجی، مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ میں اس طرح مصالحت ہوئی کہ عراق مشرف الدولہ کو دیا گیا اور کرمان و فارس سلطان الدولہ کے حوالہ ہوا۔

ابوالقاسم حسین بن علی کی وزارت: مشرف الدولہ نے ابو غالب کے قتل کے بعد مصالحت ہونے سے پیشتر ابوالحسین بن حسن رنجی کو عہدہ وزارت مرحمت کر کے مویّد الملک کا خطاب دیا تھا اور ابو غالب کے بیٹے ابوالعباس سے تیس ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کئے تھے بعد ازاں ۳۱۳ھ میں جب کہ مویّد الملک کی وزارت کو دو برس گزر چکے تھے اخیر خادم کی چغلی کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا اور اس کے بجائے مشرف الدولہ کا قلمدان وزارت ابوالقاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کے حوالہ ہوا اس کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کے مصاحبین میں سے تھا اور کسی وجہ سے بصرہ بھاگ گیا اور ”حاکم باللہ“ والی مصر کی ملازمت کر لی تھی کچھ عرصہ بعد ”حاکم باللہ“ نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس کا لڑکا ابوالقاسم شام چلا آیا۔ حسان بن مفرج بن جراح طائی نے ”حاکم باللہ“ کی اطاعت سے منحرف ہو جانے اور ابوالفتوح حسن بن جعفر علوی امیر مکہ کی بیعت کر لینے کی ترغیب دی اور کہہ سن کر آمادہ کیا۔ چنانچہ ابوالفتوح کو رملہ میں طلب کر کے اس کی حکومت کی بیعت کی اور ”امیر المؤمنین“ کے لقب سے ملقب کیا بعد ازاں ابوالفتوح مکہ لوٹ آیا اور ابوالقاسم نے عراق کا راستہ لیا۔ عراق پہنچ کر وزیر فخر الملک سے ملاقات کی۔ خلیفہ قادر نے ابوالقاسم سے مشتہ ہو کر علیحدہ کر دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوالقاسم نے عراق سے نکل کر قرداش امیر موصل کے پاس جانے کا قصد کیا۔ دربار خلافت سے اس کی بابت لکھائی پر بھی ہوئی مجبوراً موصل سے پھر عراق واپس آیا۔ طرح طرح کے حوادث کا تصادم ہوتا آتا کہ بعد مویّد الملک رنجی کے قلمدان وزارت کا مالک ہوا غیث مزاج، حیلہ ساز اور حد درجہ کا حاسد تھا۔ اس کے بعد مشرف الدولہ اسی ۳۱۴ھ میں دار بغداد ہوا اور خلیفہ قادر سے ملاقات کی اس سے پیشتر ہی

بویہ میں سے کسی کو یہ شرف نہیں حاصل ہوا تھا۔

وزیر ابوالقاسم کا فرار: اشیر عمر خادم اور وزیر ابوالقاسم مغربی مشرق الدولہ کے عہد حکومت میں جو چاہتے تھے کر گزرتے تھے مشرق الدولہ دم تک نہ مارتا ترکوں کو اس کا مستولی ہونا ناگوار گزرا۔ اشیر عمر اور وزیر ابوالقاسم کو اس امر کا احساس ہو گیا۔ جان کے خوف سے بغداد سے کسی محفوظ مقام پر چلے جانے کی مشرق الدولہ سے اجازت طلب کی۔ مشرق الدولہ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی اس کے ترکوں سے کشیدہ خاطر ہو کر اشیر عمر اور وزیر ابوالقاسم کے ہمراہ بغداد سے نکل کھڑا ہوا۔ مقام سند پہنچ کر قردادش کے پاس قیام کیا۔ مشرق الدولہ کے اس فعل سے ترکوں کو بے حد رنج ہوا اور معذرت کا پیام بھیجا اور واپس آنے کی درخواست کی وزیر ابوالقاسم نے کہا: بھیجا کہ بغداد کی آمدنی چار لاکھ ہے اور مصارف کی تعداد چھ لاکھ۔ اگر تم لوگ ایک لاکھ چھوڑ دو تو خیر میں بھی ایک لاکھ کا تادان برداشت کر لوں گا اور مشرق الدولہ کو واپس بغداد لاؤں گا ترکوں نے اس پیام کو براہ دعا منظور کر لیا۔ وزیر ابوالقاسم تاؤ گیا کہ اس میں کچھ فریب ہے چنانچہ اپنی وزارت کے دسویں مہینے بھاگ گیا۔

کوفہ میں فتنہ و فساد: اس کے بعد علویہ اور عباسیہ کے مابین مقام کوفہ میں جھگڑا ہو گیا سبب یہ پیدا ہوا کہ وزیر ابوالقاسم اور بعض علویہ کے مابین مراسم اتحاد اور نیز سسرالی رشتہ داری تھی اتفاق یہ کہ علویوں نے عباسیوں کو کسی امر میں دبایا عباسیوں نے دار الخلافہ میں اس کی شکایت پیش کی خلیفہ قادر نے وزیر کے لحاظ سے کچھ التفات نہ کیا بلکہ عباسیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر مصالحت کر لینے کا حکم دیا۔ عباسی کوفہ واپس آئے۔ فریقین نے خلیفہ سے امداد طلب کی۔ خلیفہ دو گروہ ہو گئے اور دونوں علیحدہ علیحدہ ہو کر دونوں فریق کی مدد کو آئے اور باہم جدال و قتال شروع ہو گیا بالآخر علویہ نے عباسیہ کو نچا دکھایا عباسیہ بغداد بھاگ آئے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا جمعہ کے دن خطبہ نہ پڑھنے دیا اور ابن ابی عباس علوی کو اس الزام میں مار ڈالا کہ اس کا بھائی کوفہ کے فساد میں شریک تھا۔ خلیفہ قادر نے مرتضیٰ کے پاس یہ حکم بھیجا کہ ابوالحسن علی بن ابی طالب ابن عمر کو نقابت کوفہ سے معزولی کر کے مختار سردار عباسیہ کو مامور کرو اور عباسیوں کو سمجھا بھجا کر کوفہ لوٹا دوں۔ وزیر ابوالقاسم کو یہ خبر ملی یہ اس وقت قردادش کے پاس سرمن رائے میں مقیم تھا۔ خلیفہ قادر کی طرف سے لوگوں کو منحرف کرنے لگا۔ خلیفہ قادر نے اس سے مطلع ہو کر قردادش کے نام وزیر ابوالقاسم کے نکال دینے کا حکم بھیج دیا۔ قردادش نے اس حکم کی تعمیل میں وزیر ابوالقاسم کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا وزیر ابوالقاسم ابن مردان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔

جلال الدولہ کی حکومت کا آغاز: ماہ ربیع الاول ۱۶۱ھ میں مشرق الدولہ ابوعلی بن بہاء الدولہ نے اپنی حکومت کے پانچویں برس وفات پائی اور اس کی بجائے عراق میں اس کا بھائی ابو طاہر جلال الدولہ والی بصرہ مستحسن ہوا۔ بغداد میں اس کے نام خطبہ پڑھا گیا۔ اہل بغداد نے بلا بھیجا۔ جلال الدولہ بجائے بغداد آنے کے واسطے چلا گیا کچھ عرصہ قیام کر کے پھر بصرہ کی جانب واپس ہوا۔ اس بناء پر اس کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر ماہ شوال سنہ مذکور میں اس کے برادر زادہ ابو الکاسم بن سلطان الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ اس وقت خوزستان میں اپنے چچا ابوالنوارش والی کرمان سے مصروف جدال و قتال تھا۔ جلال الدولہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر بغداد کی طرف کوچ کیا اس کے ہمراہ علی کا وزیر ابوسعید بن ماکول بھی تھا۔ عساکر بغداد نے بغداد سے نکل کر جلال الدولہ کو روکا۔ جلال الدولہ نے سماعت نہ کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار نہایت بری طرح

سے بغداد جانے سے روکا گیا عسا کر بغداد نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ مجبوراً بصرہ کی جانب مراجعت کی۔ اہل بغداد نے ابو کا لیجار کو بغداد پر قبضہ کر لینے کے لئے بلا بھیجا۔ چونکہ ابو کا لیجار اپنے چچا ابو الفوارش کی مہم پر جا رہا تھا اس لئے بغداد نہ آ سکا۔ کرمان میں اس کے چچا کو شکست ہوئی اس نے کرمان پر قبضہ کر لیا اور اس کا چچا بلند پہاڑیوں پر چڑھ گیا مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا۔ دونوں چچا اور بھتیجے نے اس پر مصالحت کر لی کہ کرمان پر ابو الفوارش حکمرانی کرے اور بلاد فارس پر ابو کا لیجار کا قبضہ رہے۔

جلال الدین کی بغداد میں آمد: جس وقت ترکوں کو اس امر کا احساس ہو گیا کہ ممالک محروسہ ویران اور خراب ہو چاہتے ہیں اور اس وجہ سے کہ عوام الناس آئے دن فتنہ و فساد برپا کرتے رہتے ہیں اور نیز عرب اور اکراد دار الخلافت بغداد کو چاروں طرف سے دبائے چلے آتے ہیں اور ہر شخص کے دندان حرص بغداد پر لگے ہوئے ہیں اس وقت ان کو اپنے کئے پر پشیمانی اور جلال الدولہ کے واپس کر دینے میں ندامت ہوئی۔ مجتمع ہو کر خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ جلال الدولہ کو بصرہ سے طلب فرما کر زمام انتظام اس کے ہاتھ میں دیجئے ورنہ حکومت و ریاست کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے۔ خلافت مآب نے قاضی ابو جعفر سمائی کو اقرار نامہ اور حلف نامہ دے کر جلال الدولہ کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ جلال الدولہ ماہ جمادی الاول ۳۱۸ھ میں وارد بغداد ہوا۔ خلافت مآب سوار ہو کر جلال الدولہ سے ملنے گئے۔ جلال الدولہ نے آداب شاہی کے مطابق زمین بوسی کی اور دار الحکومت میں قیام کیا پھر اوقات صلوة خمسہ (نماز پنجگانہ) میں طبل بجانے کا حکم دیا۔ خلافت مآب نے ممانعت کی جلال الدولہ نے طبل کا بجوانا بند کر دیا مگر رنج اور کشیدگی کے ساتھ کچھ عرصہ بعد خلافت مآب نے طبل بجوانے کی اجازت دی۔ جلال الدولہ نے بدستور اوقات نماز پنجگانہ میں طبل بجنے کا حکم دے دیا اور مویہ الملک ابو علی رنجی کو اشیر خیر خادم کے پاس ترکوں کی طرف سے معذرت کرنے اور اسے واپس لانے کو روانہ کیا۔ وہ ان دنوں فردا ش کے یہاں مقیم تھا۔

ترکوں کی بغاوت: ان واقعات کے بعد ۳۱۹ھ میں ترکوں نے بغاوت کر دی اور جلال الدولہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا وزیر ابو علی بن ماکولا سے تنخواہیں اور وظائف طلب کئے جب وزیر ابو علی اذانہ کر سکا تو اس کے مکانات اور نیز کل عمال، مشینوں اور حاشیہ نشینوں کے مکانات لوٹ لئے۔ خلافت مآب نے نامہ و پیام کر کے ترکوں اور جلال الدولہ کے مابین مصالحت کرا دی اور شور و شغب فرو ہو گیا۔

ابو کا لیجار کا بصرہ و کرمان پر قبضہ: ابو کا لیجار بن سلطان الدولہ نے یہ خبر پا کر جلال الدولہ بصرہ سے بخارا چلا گیا ہے۔ لشکر مرتب کر کے بصرہ کا قصد کیا اور اس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے کرمان پر حملہ کیا چنانچہ کرمان پر بھی والی کرمان کی وفات کے بعد قوام الدولہ بن ابو الفوارش قابض و متصرف ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کو آئندہ جہاں جہاں پر ان کا تذکرہ جدا گانہ لکھنے والے ہیں تحریر کریں گے چنانچہ اسی مقام پر ان کی اور نیز کل بنی بویہ بنی دھمکیر اور بنی مرزبان وغیرہ دہلیوں کی حکومت و دولت کے تفصیلی حالات احاطہ تحریر میں لائیں گے۔

ابو کا لیجار کا واسطہ پر قبضہ: نور الدولہ دہیس بن علی بن مزید والی حلہ (حلہ کی اس وقت تک بنا نہیں پڑی تھی) دہیل نے اپنے کل صوبہ جات میں ابو کا لیجار کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس وجہ سے کہ ابو حسان مقلد بن الاغر حسن بن مزید نے بوجہ

عداوت نورالدولہ امراء بن خنجاہ سے سازش کر کے عسا کر بغداد کو نورالدولہ کے ساتھ جنگ پر ابھارا تھا۔ نورالدولہ سے کچھ بن نہ آئی۔ ابوکالیجار کا نام خطبہ میں داخل کر کے واسطہ پر چڑھائی کر دی اور ابوکالیجار کو بھی واسطہ پر قبضہ کر لینے کی غرض سے بلا بھیجا۔ ان دنوں واسطہ میں الملک العزیز بن جلال الدولہ حکومت کر رہا تھا۔ الملک العزیز نے یہ خبر پا کر واسطہ چھوڑ دیا اور نعمانیہ کی طرف کوچ کیا۔ نورالدولہ ہر طرف سے اس کو گھیر کر جنگ کرنے لگا۔ جس سے الملک العزیز کے اکثر ہمراہی متفرق و جدا ہو گئے اور فوج کا حصہ کثیر روزانہ کوچ و قیام کی تکالیف سے ہلاک ہو گیا۔ اس اثناء میں ابوکالیجار نے واسطہ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

جلال الدولہ کی اہواز کی جانب روانگی اس کے بعد بطیحہ میں بھی کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا قراداش والی موصل اور اشیر خیر خادم کو بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے طلبی کا خط لکھا۔ اشیر نے سامان سفر درست کر کے خلیل کی طرف کوچ کیا اور اس مقام پر پہنچ کر مر گیا اس کے مرنے سے قراداش کی کمر ٹوٹ گئی اور بیٹھ رہا۔ جلال الدولہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو عسا کر بغداد کو مجتمع و مرتب کیا۔ ابوالشوک وغیرہ سے امداد و کمک کی درخواست کی اور سامان جنگ و سفر درست و مہیا کر کے بھد واسطہ پہنچ کر ایک مدت تک بلا جدال و قتال شہر کے باہر پڑاؤ کئے رہا۔ بارش کا موسم تھا سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔ سیکڑوں آدمی مر گئے۔ رسد و مال کی کمی کی وجہ سے جلال الدولہ کا حال پتلا ہو گیا۔ ابوکالیجار نے اس سے مطلع ہو کر بغداد جانے کا قصد کیا۔ اس عرصہ میں ابوالشوک کا خط آ گیا لکھا ہوا تھا کہ چونکہ محمود بن سبکتگین کا لشکر بھد عراق بڑھا آتا ہے لہذا تم دونوں آدمی باہم مصالحت کر کے اس کی مدافعت پر مجتمع و متفرق ہو جاؤ۔

ابوکالیجار نے اس خط کو جلال الدولہ کے پاس بھیج دیا اور اس امید پر جلال الدولہ اس خط کو دیکھ کر لوٹ جائے گا غافل ہو گیا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رہی۔ اہواز میں داخل ہو کر قتل و غارت کا ہنگامہ گرم کر دیا دو لاکھ دینار دارالامارت سے لئے۔ عربوں اور کردوں نے سارے شہر کو تہ و بالا کر دیا۔ ابوکالیجار کے اہل و عیال کو قید کر کے بغداد اور واپس کیا گیا۔ اثناء راہ میں ابوکالیجار کی ماں مر گئی۔ ابوکالیجار یہ خبر پا کر جلال الدولہ سے بدلہ لینے کو بڑھا۔ نورالدولہ نے اس خیال سے کہ مبادا خنجاہ میرے ہمراہیوں پر حملہ آور ہوں ابوکالیجار کا ساتھ نہ دیا اور علیحدہ ہو گیا۔ ماہ ربیع الاول ۴۲۱ھ میں ابوکالیجار اور جلال الدولہ میں جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی تین روز تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ چوتھے روز ابوکالیجار کو شکست ہوئی اس کے ہمراہیوں میں سے دو ہزار آدمی مارے گئے۔

نورالدولہ کی شکست نورالدولہ ابوکالیجار سے علیحدہ ہو کر اپنے شہر چلا آیا اس کے زمانہ عدم موجودگی میں اسی کی قوم کے چند سربراہ و درہ افراد نے مجتمع ہو کر اس کے خلاف ایک گروہ قائم کر لیا تھا نورالدولہ نے پہنچتے ہی ان پر حملہ کر دیا۔ بعض کو ان میں سے گرفتار کر لیا اور بعض کو جو قتل بھیج دیا۔ بعد ازاں مقلد بن ابوالاعز اور جلال الدولہ کے لشکر سے معرکہ آرا ہوا اس واقعہ میں نورالدولہ کو شکست ہوئی اور ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا گرفتار کر لیا گیا۔ وہ بھاگ کر ابوسنان غریب بن مکین کے پاس پہنچا۔ ابوسنان نے لکھا پڑھی کر کے جلال الدولہ سے مصالحت کرادی اور دس ہزار دینار سالانہ کی شرط پر نورالدولہ کو پھر حکومت کی کرسی پر متمکن کر دیا۔ مقلد کو اس کی اطلاع ہوئی جھٹ پٹ خنجاہ کو مجتمع کر کے نورالدولہ پر فوج کشی کر دی۔ مطیر آباد خلیل اور سور کو تاخت و تاراج کیا۔ اکثر حصہ میں آگ لگادی جو جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ اس کے بعد دو جلد عبور کر کے ابوالشوک کے

پاس چلا گیا اور وہیں مقیم رہا تا آنکہ جلال الدولہ سے صفائی ہو گئی۔

جلال الدولہ کا مدار پر نا کام حملہ۔ ان واقعات کے ختم ہونے پر ۲۲ھ میں جلال الدولہ نے ایک فوج کو مدار پر قبضہ کر لینے کو روانہ کیا۔ چنانچہ مدار ابو کا لیجار کے قبضہ سے نکال لیا گیا اس کے بعد ابو کا لیجار نے جلال الدولہ کی فوج کی مدافعت پر اپنے نامی نامی جنگ آوروں کو متعین کیا۔ گھسان کی لڑائی ہوئی۔ اہل شہر نے ابو کا لیجار کے لشکر کا ساتھ دیا۔ بیرون شہر سے ابو کا لیجار کا لشکر اور اندرون شہر سے اہل شہر جلال الدولہ کی فوج پر حملہ آور تھے۔ جلال الدولہ کی فوج دونوں طرف کے حملوں کا جواب نہ دے سکی اور میدان جنگ سے بھاگ گئی اس کا کثیر حصہ کام آ گیا۔ باقی ماندہ نے واسط میں جا کر جان بچائی اور مدار پر بدستور سابق ابو کا لیجار کا پھر قبضہ ہو گیا۔

وزیر ابو علی کی گرفتاری۔ جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اپنے بیٹے کو واسط میں ٹھہرایا اور اپنے وزیر ابو علی بن ماکولا کو بطاح پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا اور بطاح کے سر ہونے کے بعد بصرہ کی مدد انکی کا حکم دیا ان دنوں بصرہ میں ابو منصور بن بختیار بن ابو کا لیجار کی جانب سے حکومت کر رہا تھا۔ ابو منصور نے ابو علی کی آمد کی خبر سن کر جنگی کشتیوں کا بیڑہ تیار کر کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ جس کا سردار ابو عبد اللہ شراہی والی بطحہ تھا۔ ابو علی اور ابو منصور سے مذ بھڑ ہوئی۔ ابتداً ابو منصور شکست کھا کر بھاگا۔ ابو علی نے تعاقب کیا۔ اس کے بعد جس وقت ابو علی کی جنگی کشتیاں ابو منصور کے قریب پہنچیں ابو منصور نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ ابو علی کو شکست کھانی پڑی اسی اثناء میں ابو علی گرفتار ہو گیا ابو منصور نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور عزت و احترام سے ابو کا لیجار کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ابو علی کا لیجار کے پاس ٹھہرا رہا۔ تھوڑے دنوں بعد ابو علی ہی کے غلاموں نے ابو علی کا کام تمام کر دیا۔ اس وجہ سے کہ وہ ان کی ایک مذموم حرکت سے مطلع ہو گیا تھا۔ ابو علی نے اپنے عہد حکومت میں بہت سی غلامانہ رسوم کی بنا ڈالی تھی اور انکی محمول قائم کئے تھے۔

جلال الدولہ کا بصرہ پر قبضہ۔ وزیر ابو علی کی گرفتاری و شکست کے بعد جلال الدولہ نے فوج بصرہ کو جو اس کے پاس تھی بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ ابو کا لیجار کے لشکر سے لڑائی ہوئی۔ میدان جلال الدولہ کی فوج کے ہاتھ رہا۔ شکست خوردہ نے ابو منصور کے پاس ایلہ میں جا کر دم لیا اور فتح مند گروہ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا ابو منصور نے جنگی کشتیاں مہیا کر کے دوسرا لشکر بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ جلال الدولہ کی فوج نے اس کو بھی نچا دکھا دیا تب ابو منصور خود لشکر آ راستہ کر کے مقابلہ پر آیا مگر اتفاق یہ کہ اس کو بھی شکست ہوئی اور اس کے بہت سے ہمراہی گرفتار کر لئے گئے اور یہ خود بھی مار ڈالا گیا۔ اس خداداد کامیابی سے جلال الدولہ کی فوج کے جوصلے بڑھ گئے اور گورنر بصرہ سے ایلہ پر فوج کشی کرنے کی تحریک کی اور مال و اسباب اور رسد و غلہ طلب کیا۔ گورنر بصرہ نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ باہم جھگڑا ہوا۔ سارا لشکر تیز بتر ہو کر ادھر ادھر منتشر و متفرق ہو گیا۔ والی بطحہ نے معد اپنی فوج کے اپنے شہر کی جانب مراجعت کی۔ باقی ماندہ ترکوں نے ابو الفرج ذی السعادت و وزیر ابو کا لیجار کے پاس جا کر امان حاصل کر لی۔

ابو القاسم کی ابو کا لیجار سے بغاوت اور اطاعت۔ ابو الفرج نے ان ترکوں کے مل جانے سے بصرہ کی طرف کوچ کیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد عز الدولہ والی بصرہ نے وفات پائی اور بجائے اس کے

اس کا داماد ابوالقاسم زیر حمایت ابوکایجار حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد ابوالقاسم اور ابوکایجار میں منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ ابوالقاسم نے ابوکایجار کی اطاعت سے انحراف کر کے جلال الدولہ کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھا اور اس کے بیٹے الملک العزیز کو واسطہ سے بصرہ پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا۔ چنانچہ الملک العزیز اپنی فوج لئے ہوئے۔ بصرہ پر آیا اور ابوکایجار کے لشکر کو بصرہ سے نکال کر قابض و متصرف ہو گیا۔ ۳۲۵ھ تک ابوالقاسم کے ساتھ بصرہ میں مقیم رہا۔ لیکن انتظام و سیاست میں اس کو کسی قسم کا دخل نہ تھا۔ ابوالقاسم ہی حکومت کر رہا تھا۔ اس کے بعد دہلیم نے الملک العزیز سے ابوالقاسم کی شکایت کر دی اور اس کے خلاف الملک العزیز کو ابھارا۔ الملک العزیز نے طیش میں آ کر ابوالقاسم کو پھر بصرہ سے نکال دیا۔ ابوالقاسم نے ایلہ میں جا کر اپنے ہمراہیوں اور ہوا خواہوں کو مجتمع کر کے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ دشمن لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر الملک العزیز کو حدود بصرہ سے نکلتا پڑا۔ بجزوری پھر واسطہ کا راستہ لیا اور ابوالقاسم نے بدستور سابق ابوکایجار کی اطاعت قبول کر لی۔

ابو القاسم نے ابوکایجار کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے بیٹے الملک العزیز کو واسطہ سے بصرہ پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا۔ چنانچہ الملک العزیز اپنی فوج لئے ہوئے۔ بصرہ پر آیا اور ابوکایجار کے لشکر کو بصرہ سے نکال کر قابض و متصرف ہو گیا۔ ۳۲۵ھ تک ابوالقاسم کے ساتھ بصرہ میں مقیم رہا۔ لیکن انتظام و سیاست میں اس کو کسی قسم کا دخل نہ تھا۔ ابوالقاسم ہی حکومت کر رہا تھا۔ اس کے بعد دہلیم نے الملک العزیز سے ابوالقاسم کی شکایت کر دی اور اس کے خلاف الملک العزیز کو ابھارا۔ الملک العزیز نے طیش میں آ کر ابوالقاسم کو پھر بصرہ سے نکال دیا۔ ابوالقاسم نے ایلہ میں جا کر اپنے ہمراہیوں اور ہوا خواہوں کو مجتمع کر کے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ دشمن لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر الملک العزیز کو حدود بصرہ سے نکلتا پڑا۔ بجزوری پھر واسطہ کا راستہ لیا اور ابوالقاسم نے بدستور سابق ابوکایجار کی اطاعت قبول کر لی۔

ابو القاسم نے ابوکایجار کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے بیٹے الملک العزیز کو واسطہ سے بصرہ پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا۔ چنانچہ الملک العزیز اپنی فوج لئے ہوئے۔ بصرہ پر آیا اور ابوکایجار کے لشکر کو بصرہ سے نکال کر قابض و متصرف ہو گیا۔ ۳۲۵ھ تک ابوالقاسم کے ساتھ بصرہ میں مقیم رہا۔ لیکن انتظام و سیاست میں اس کو کسی قسم کا دخل نہ تھا۔ ابوالقاسم ہی حکومت کر رہا تھا۔ اس کے بعد دہلیم نے الملک العزیز سے ابوالقاسم کی شکایت کر دی اور اس کے خلاف الملک العزیز کو ابھارا۔ الملک العزیز نے طیش میں آ کر ابوالقاسم کو پھر بصرہ سے نکال دیا۔ ابوالقاسم نے ایلہ میں جا کر اپنے ہمراہیوں اور ہوا خواہوں کو مجتمع کر کے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ دشمن لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر الملک العزیز کو حدود بصرہ سے نکلتا پڑا۔ بجزوری پھر واسطہ کا راستہ لیا اور ابوالقاسم نے بدستور سابق ابوکایجار کی اطاعت قبول کر لی۔

ابو القاسم نے ابوکایجار کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے بیٹے الملک العزیز کو واسطہ سے بصرہ پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا۔ چنانچہ الملک العزیز اپنی فوج لئے ہوئے۔ بصرہ پر آیا اور ابوکایجار کے لشکر کو بصرہ سے نکال کر قابض و متصرف ہو گیا۔ ۳۲۵ھ تک ابوالقاسم کے ساتھ بصرہ میں مقیم رہا۔ لیکن انتظام و سیاست میں اس کو کسی قسم کا دخل نہ تھا۔ ابوالقاسم ہی حکومت کر رہا تھا۔ اس کے بعد دہلیم نے الملک العزیز سے ابوالقاسم کی شکایت کر دی اور اس کے خلاف الملک العزیز کو ابھارا۔ الملک العزیز نے طیش میں آ کر ابوالقاسم کو پھر بصرہ سے نکال دیا۔ ابوالقاسم نے ایلہ میں جا کر اپنے ہمراہیوں اور ہوا خواہوں کو مجتمع کر کے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ دشمن لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر الملک العزیز کو حدود بصرہ سے نکلتا پڑا۔ بجزوری پھر واسطہ کا راستہ لیا اور ابوالقاسم نے بدستور سابق ابوکایجار کی اطاعت قبول کر لی۔

باب : ۲۹

عبداللہ بن قادر قائم بامر اللہ

۲۲۲ھ تا ۲۶۶ھ

بیعت : خلیفہ قادر باللہ نے اپنی حکومت کے اکیس برس چار ماہ کے بعد ۲۶۲ھ میں انتقال کیا اگرچہ قادر باللہ کے پہلے سے خلافت کی رونق و بلیغیوں اور ترکوں کے تغلب و تصرف سے جاتی رہی تھی۔ نام ہی نام کی خلافت باقی رہ گئی تھی لیکن اس مرحوم خلیفہ نے گلزار خلافت کی تازگی اور شادابی کا اپنی حسن تدبیر کی آپاشی سے پھر اعادہ کر لیا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کا رعب اور اس کی محبت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابو جعفر عبداللہ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوا۔ سنہ گزشتہ میں بحالتِ علالت مرحوم خلیفہ نے اس کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی۔ چنانچہ جب ۲۶۲ھ میں مرحوم خلیفہ کا انتقال ہو گیا تو اراکینِ دولت و امراء مملکت نے ابو جعفر عبداللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ ابو جعفر نے مسندِ خلافت پر متمکن ہو کر ”القائم بامر اللہ“ کا لقب اختیار کیا۔ سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ شریف ابو القاسم مرتضیٰ تھا۔

ابو کا لیجار کی اطاعت : خلیفہ قائم نے تکمیلِ بیعت کے بعد قاضی ابوالحسن مادر دی کو بیعت لینے اور خطبوں میں خلافت مآب کا نام داخل کرنے کی غرض سے ابو کا لیجار کے پاس روانہ کیا۔ ابو کا لیجار نے علمِ خلافت کے آگے سرِ اطاعت خم کر دیا۔ تحائف اور نذرانے روانہ کئے۔

جلال الدولہ کی گوشہ نشینی : خلیفہ قائم کی خلافت کی بیعت کا لینا تھا کہ اہل سنت و شیعہ کے مابین جھگڑا ہو گیا۔ لوٹ، قتل اور آتشزدگی کی گرم بازاری ہو گئی بازار اور محلے لوٹ لئے گئے۔ اوباشوں اور جرائم پیشہ کی بن آئی۔ چوروں نے چوری شروع کر دی۔ ٹیکس اور محصول وصول کر لینے والے مار ڈالے گئے، لشکریوں کو جلال الدولہ سے کشیدگی پیدا ہوئی اور اس کے نام کو خطبہ سے نکال ڈالا اور اس امر کی خلافت مآب سے اجازت طلب کی خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا۔ جلال الدولہ نے لشکریوں کو مال و زر دے کر راضی کر لیا۔ جب ان کی شورش فرو ہو گئی تو خاموشی کے ساتھ خانہ نشین ہو گیا اس کے بعد جلال الدولہ نے اپنے گھوڑوں کو بغیر سائیس اور محافظ کے اصطبل سے مطلق العنان کر کے نکال دیا۔ اس کے دو سبب تھے اول یہ کہ چادرہ کی کمی تھی۔ دوسرے یہ کہ جلال الدولہ سے ترک گھوڑے طلب کرنے لگے تھے۔ ان گھوڑوں کی تعداد پندرہ تھی۔ جلال

الدولہ کے خاتمہ ہو جانے سے امن وامان کا دروازہ بند ہو گیا۔ حاشیہ نشینان خلافت اور اراکین مملکت بھی آنکھیں پچا پچا کر ادھر ادھر چھپ رہے۔ وقتاً فوقتاً فساد بڑھتا گیا یہاں تک کہ سنہ مذکور تمام ہو گیا۔

جلال الدولہ کی دوبارہ امارت: ۴۳۶ھ میں ترکوں نے جلال الدولہ سے مخرف ہو کر بغاوت کر دی اور مجتمع ہو کر جلال الدولہ کے مکان پر چڑھ آئے اور اس کے اور تیز جلال الدولہ کے اراکین دولت کے مکانات کو لوٹ لیا پھر وزیر ابواسحاق سبیلی کو ڈھونڈنے لگے۔ وزیر ابواسحاق یہ خبر پا کر غریب بن تکلین کے پاس بھاگ گیا اور جلال الدولہ بغداد سے نکال کر عکبر اچلا آیا۔ ترکوں نے جامع بغداد میں ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا (یہ اس وقت ابواوز میں تھا) اور طلحی کا خط روانہ کیا ابوکالیجار نے اپنے بعض مصاحبین سے مشورہ سے بغداد نہ آنے کی معذرت کی تب ترکوں نے جلال الدولہ کے پاس جا کر عذر خواہی کی اور تینتالیس دن کے بعد اس کو بغداد میں لا کر دوبارہ امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔

ابوالقاسم کی وزارت: جلال الدولہ نے بغداد میں پہنچ کر ابوالقاسم بن ماکولا کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے عمید الملک ابوسعید عبدالرحیم کو متعین فرمایا چند دنوں تک اس نے وزارت کی۔ بعد ازاں اس نے جلال الدولہ کے اشارہ سے ابو عمر بن حسین بسامی کو گرفتار کر لیا اور اپنے گھر میں لا کر چھوڑ دیا۔ اس پر ترکوں کو اشتعال پیدا ہوا روک ٹوک کی۔ عمید الملک متوجہ نہ ہوا۔ ترکوں نے یورش کر کے عمید الملک کو گرفتار کر کے خوب حرمت کی کپڑے پھاڑ ڈالے اور برہنہ پا مکان سے نکال دیا۔ جلال الدولہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر عمید الملک کے مکان پر آیا فتنہ و فساد فرو ہو گیا جلال الدولہ نے عمید الملک سے ایک ہزار دینار لے کر اس رہا کر دیا عمید الملک کی جان بچی وہ کسی گوشہ میں جا کر چھپ گیا۔

ترکوں کی شورش: اس واقعہ کے بعد ماہ رمضان میں ترکوں نے دوبارہ شور و غل مچایا اور علم بغاوت دسر کشی بلند کیا۔ سبب یہ پیدا ہوا کہ جلال الدولہ نے بغیر علم و اطلاع ترکوں کے ابوالقاسم کو دوبارہ عہدہ وزارت دے دیا تھا اور اس کو ترکوں سے کشیدگی تھی اور ان کے مال و اسباب پر یہ دانت لگائے ہوئے تھا اس وجہ سے ترکوں نے مجتمع ہو کر جلال الدولہ کے گھر کو جا کر گھیر لیا جو کچھ پایا لوٹ لیا اور بہ باریک بینی دو گوش اس کو مکان کی ایک مسجد میں جو اسی مقام پر تھی قید کر دیا۔ عوام الناس کا ایک گروہ اس کے بعض سپہ سالاروں کے ساتھ مسجد پر آیا اور رہا کر کے اُس کو اُس کے مکان پر لے جا کر ٹھہرایا۔ رات کے وقت پچارہ جلال الدولہ مع اپنے اہل و عیال اور وزیر ابوالقاسم کے کرخ چلا گیا۔

جلال الدولہ کی مراجعت: جلال الدولہ کے چلے جانے پر لشکریوں میں امارت کے بارے میں اختلاف ہوا۔ بحث و تکرار کے بعد جلال الدولہ کے پاس پیام بھیجا کہ آپ اپنے ترکوں میں سے کسی کو امارت کے لئے منتخب کیجئے اور آپ واسطہ چلے جائیے۔ ہوز نامہ و پیام اس کے متعلق ہو رہا تھا کہ جلال الدولہ نے آہستہ آہستہ ترکوں کے حصہ کثیر کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ ان کی جماعت منتشر ہو گئی۔ سرداران لشکر نے حاضر ہو کر معذرت کی اور اس کو بغداد واپس لے جا کر پھر امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ چونکہ آئے دن لشکریوں کی بغاوت کی وجہ سے بغداد میں ابواشوں اور بد معاشوں کی کثرت ہو گئی تھی اور دن و ہاڑے مکانات اور دکانیں لوٹ لی جاتی تھیں اس وجہ سے جلال الدولہ نے ۴۳۵ھ میں بسامیری کو مع ایک جماعت کے بغداد کے غربی جانب پر مامور کیا۔

طوائف المملوکی: ان واقعات کے بعد خلافت و سلطنت کے قوائے حکمرانی اس درجہ مضحل اور کمزور ہو گئے کہ لشکریوں نے علم بغاوت بلند کر کے قریہ یحییٰ کی طرف خروج کر دیا وہاں کردوں سے مدد بھیڑ ہو گئی۔ کردوں نے لشکریوں کو نیچا دکھا کر ان کے گھوڑوں اور بار برداری کے جانوروں کو چھین لیا۔ باغی فوج خلیفہ قائم کے باغ میں لوٹ آئی اور یہ الزام قائم کر کے کہ عمال خلافت نے کردوں کی مدافعت نہیں کی اور نہ انہوں نے ہم کو ان کے حالات سے مطلع کیا تھا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ جلال الدولہ سے کچھ بن نہ آئی تو وہ کردوں کو روک رکھا اور نہ باغی فوج کی بغاوت رفع کر سکا۔ خلیفہ قائم کو اس سے ناراضگی اور سخت برہمی پیدا ہوئی ادھر اس نے قضاۃ شہود اور فقہاء کو مراتب و دینیہ اور فرائض مذہبی کے چھوڑ دینے کا اشارہ کر دیا۔ ادھر جلال الدولہ نے باغی فوج سے مل جل کر بظاہر اپنے کو گرفتار کر لیا اور دیوان خلافت میں پہنچ کر رہا ہو گیا۔ ابواشوں بد معاشوں اور چوروں کی بن آئی۔ اطراف و جوانب بلاد میں عرب ہی عرب دکھائی دینے لگا۔ لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ رہزنی کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ چوروں اور ڈاکوؤں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ دن کو بھی راستہ چلنا دشوار تھا۔ جامع منصور تک انہیں لوگوں کا عمل و دخل تھا عورتوں کے سروں سے چادریں تنگ اتار لی جاتی تھیں۔ وزیر ابو سعید (جلال الدولہ کا وزیر) عہدہ وزارت چھوڑ کر ابو الشوک کے پاس چلا گیا۔ جلال الدولہ نے ابو القاسم کو عہدہ وزارت عطا کیا۔ بغاوت کا زمانہ تھا۔ آمدنی ندارد مزید برآں خرچ کی بھرمار تھی گھبرا کر بھاگ نکلا۔ لشکریوں نے پیچھا کیا اور گرفتار کر کے ایوان وزارت میں برہنہ سرائیک پھنسا قیص پہنے ہوئے لائے۔ یہ واقعہ اس کی وزارت کے دوسرے مہینہ کا ہے۔ جلال الدولہ نے اس کو معزول کر کے ابو سعید عبدالرحیم کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔

فوجی بغاوت: ۳۲۷ھ میں فوج نے پھر بغاوت کی جلال الدولہ نے ان کی درخواست کے مطابق احکام صادر کرنے کے لئے تین روز کی مہلت چاہی۔ باغی فوج نے مہلت نہ دی۔ پھر اور ایسٹ سے خبر لینے لگے۔ دو ایک پھر جلال الدولہ کو آگے وہ گھبرا کر مرتضیٰ کے مکان پر کرخ چلا گیا اور جب وہاں بھی اس کے مضطرب دل کو سکون نہ ہوا تو رافع بن حسین بن مکن کے پاس ٹھہریت میں جا کر دم لیا۔ باغی فوج نے اس کے گھریار کو لوٹ لیا دروازے توڑ ڈالے کوڑا نکال لئے۔ خلیفہ قائم نے نامہ و پیام بھیج کر بغداد واپس آیا اور اپنے وزیر ابو سعید بن عبدالرحیم کو گرفتار کر لیا۔ یہ اس کی چھٹی وزارت تھی۔

اسی سن میں خلیفہ قائم نے معزیہ دینار کے رواج کی ممانعت کر دی۔ شہود اور صرافوں کے معاملات بیع و شراء میں اس کے ساتھ تعامل کرنے کو منع کر دیا۔

جلال الدولہ اور ابوبکا لیجار میں مصالحت: ۳۲۸ھ میں جلال الدولہ اور اس کے برادر زادہ ابوبکا لیجار کی مصالحت کے بارے میں نامہ و پیام شروع ہوا تا آنکہ قاضی ابوالحسن مادردی اور عبداللہ مردوسی کے ذریعہ سے چچا اور بھیجے میں مصالحت ہو گئی۔ ہر ایک نے دوسرے کے ساتھ صلح و اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔

جلال الدولہ کو ملک المملوک کا خطاب: ۳۲۹ھ میں جلال الدولہ نے دربار خلافت میں ”ملک المملوک“ کے خطاب ملنے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے خطاب کا جواز دریافت کیا۔ قاضی ابوالطیب طبری، قاضی ابو عبداللہ صہیری، قاضی ابن بیضاری اور ابوالقاسم کرخی نے تو جواز کا فتویٰ دیا اور قاضی ابوالحسن مادردی عدم جواز کا قائل ہوا۔ فریقین میں بحث و مباحث ہوتا رہا بالآخر خلیفہ قائم نے مجوزین خطاب کے فتویٰ کے مطابق جلال الدولہ کو ”ملک المملوک“ کا خطاب دیا۔

جلال الدولہ کا قاضی ابوالحسن سے حسن سلوک: قاضی ابوالحسن ماموردی کو جلال الدولہ کے ساتھ ایک خاص خصوصیت تھی وہ دارالامارت میں روزانہ آتا جاتا تھا لیکن ”ملک الملوک“ کے عدم جواز کا فتویٰ دینے سے خانہ نشین ہو گیا ماہ رمضان سے عید یوم النحر (عید الاضحیٰ) تک گھر سے نہ نکلا۔ جلال الدولہ نے بلا بھیجا۔ قاضی ابوالحسن خائف ہر اسام حاضر ہوا۔ جلال الدولہ نے قاضی ابوالحسن کی حق گوئی اور دینی معاملات میں دوستی اور محبت کے پاس نہ کرنے کی بے حد تعریف کی اور یہ حکم دیا کہ آئندہ سے آپ بلا حصول اجازت ہر وقت میرے پاس تشریف لایا کیجئے۔ قاضی ابوالحسن نے اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں جلال الدولہ نے قاضی ابوالحسن اور تمام حاضرین کو واپس جانے کا اشارہ کیا۔ حاضرین جلسہ محض خاص ابوالحسن کی وجہ سے بلائے گئے تھے۔

ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ: ۴۳۱ھ میں ابو کالیجار نے اپنی فوجیں بسرا فری عادل ابو منصور بن مافہ کے بصرہ پر بھیجیں اور اس وقت بصرہ ظہیرہ ابوالقاسم کے قبضہ میں تھا جو عز الدولہ کے بعد والی بصرہ ہوا تھا۔ ایک مرتبہ ظہیرہ ابوالقاسم نے ابو کالیجار سے بغاوت کی تھی اس کے بعد پھر اطاعت قبول کر لی تھی اور ستر ہزار دینار سالانہ خراج بھیجتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی حکومت کو استحکام ہو گیا مال و دولت کی کثرت ہو گئی۔ ابوالحسن بن ابوالقاسم بن مکرم والی عمان کے املاک کو غصباً دالیا۔ ابوالحسن نے ابو کالیجار سے خط و کتابت کر کے تیس ہزار دینار سالانہ خراج اضافہ کر کے بصرہ کی حکومت کی استدعا کی۔ اس بناء پر ابو کالیجار نے اپنی فوجیں بسرگروعی عادل ابو منصور بصرہ کی جانب روانہ کیں جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔ جس وقت ابو کالیجار کی فوجیں سرزمین مصر پر آئیں والی عمان کا بھی لشکر ان کی کمک پر آ گیا۔ بات ہی بات میں بصرہ پر ان کا قبضہ ہو گیا ظہیرہ ابوالقاسم کو گرفتار کر لیا گیا اور مال و اسباب لٹ گیا دو لاکھ دینار تاوان جنگ یا بطور جرمانہ اس سے وصول کئے گئے۔ کامیابی کے بعد ابو کالیجار بصرہ میں آیا کچھ عرصہ قیام پذیر رہا۔ بعد ازاں اپنے بیٹے عز الملوک کو حکومت بصرہ عنایت کر کے مع ظہیرہ ابوالقاسم کے اہواز کی جانب مراجعت کی اس کے ہمراہ اس کا وزیر ابو الفرج بن فسانخس بھی تھا۔

ترکوں کی شورش: ۴۳۲ھ میں ترکوں نے پھر سر اٹھایا اور جلال الدولہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر شہر سے نکل آئے۔ بیرون شہر آ کر خیمہ زن ہوئے اور چند مقامات کو لوٹ لیا جلال الدولہ اس وقت بغداد کی غربی جانب میں تھا اس واقعہ کو سن کر بغداد سے کوچ کر جانے کا قصد کیا۔ مشیروں اور مصاحبوں نے روک تھام جلال الدولہ نے دبیس بن مزید اور قرداش والی موصل سے ترکوں کو زیر کرنے کو امدادی فوجیں طلب کیں۔ چنانچہ دبیس اور قرداش نے جلال الدولہ کی کمک پر فوجیں بھیجیں۔ اسی اثناء میں مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہو گیا تھا۔ لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ مصالحت ہو گئی۔ جلال الدولہ اپنے دارالامارت میں واپس آیا مخالفت کے زمانہ میں ترکوں نے خوب خوب دست درازیاں کی تھیں اس کثرت سے غارتگری اور لوٹ ہوئی تھی کہ جس کی کوئی حد نہیں ہو سکتی۔ سارے انتظامات درہم برہم ہو گئے تھے۔

سلجوقیوں کا ظہور: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ معمورہ عالم کے ربع شرقی شمال میں ترکوں کی قوم مابین چین و ترکستان خوارزم تک اور شاش، فرغانہ، ماوراء النہر، بخارا، سمرقند اور ترمذ میں آباد تھی مسلمانوں نے اپنی عالمگیر فتوحات کے زمانہ میں ترکوں کو بلاد ماوراء النہر وغیرہ سے نکال کر قبضہ کر لیا تھا۔ صرف ترکستان، کاشغر، شاش اور فرغانہ ان کے قبضہ میں رہ گیا تھا جس کا خراج سالانہ ادا کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد ترکوں نے اسلام قبول کیا۔ اس بناء پر ترکستان میں ان کی حکومت و دولت کی

بنائے بڑی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

سلجوقیوں کے ابتدائی حالات: مابین ترکستان اور بلاد چین کے درہ کوہ میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا وہ بہت بڑا درہ تھا۔ جو آبادی سے متعدد بہ فاصلہ پر واقع تھا ان کی تعداد سوائے خالق اکبر کے کوئی نہیں جان سکتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس درہ کی مسافت ہر طرف سے ایک مہینہ کی تھی۔ ترکوں کا یہ گروہ اسی درہ میں رہتا تھا اتفاق یہ کہ ان کی ضروریات زندگی بھی وہیں مہیا تھیں۔ ان کی عام غذا گوشت جانور ان صحرائی طیور و دودھ تھی اور کبھی کبھی غلہ بھی مل جاتا تھا۔ سوار یوں کے گھوڑے تھے جن کے لئے قدرتی طور سے اس درہ میں چراگاہ بھی تھی بھیڑ اور بکریوں کی اون سے ستر پوشی کے لئے کپڑے بھی بنالیتے تھے۔ شامت اعمال یا اتفاق سے اگر کسی قافلہ کا اس طرف سے گزر ہو جاتا اس کو لوٹ لینے میں بھی ان کو دریغ نہ ہوتا غرض چاروں طرف سے اس درہ پر قابض اور اس کے محافظ تھے اور ان کی بسراوقات کی یہی صورت تھی اس گروہ میں سے غرض خطا اور تتر (تاتار) بھی ہیں ان سب کا تذکرہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

ارسلان بن سلجوق کی گرفتاری: چنانچہ جب دولت ملوک ترکستان کا شجرہ کمال پر پہنچ کر انحلال اور تنزلی کی جانب مائل ہوئی جیسا کہ ہر دولت و سلطنت کے لئے یہ امر طبعاً لازم ہے تو ان بادیہ نشین ترکوں نے درہ کوہ سے نکل کر بلاد ترکستان پر قبضہ کر لیا اس سے ان کی قوت بہت بڑھی۔ طلب منفعت کے بے شمار مواقع ہاتھ آئے اس وجہ سے کہ لوٹ مار اور رہتی ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ نوک دار نیزوں اور چمکتی ہوئی تلواروں کے ذریعہ سے بادیہ نشینوں کی طرح کسب معاش و رزق کرنے لگے اور بخارا کے قریب ہیں فرسنگ کے فاصلہ پر ایک راہ گزر عام پر آ کر قیام پذیر ہوئے اس اثناء میں بنی سامان اور اہل ترکستان کی دولت و حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ بنی سامان کے سپہ سالاروں میں سے محمود بن بکتگین اس دولت و حکومت پر مستولی اور قابض ہوا ایک روز محمود کا بخارا سے اس سمت پر گزر ہوا ارسلان بن سلجوق نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ محمود نے اس کو قید کر کے بلاد ہند کے کسی قلعہ میں بھیج دیا اور خود سوار ہو کر مع اپنی فوج کے اس کے گروہ کی طرف گیا اور ان کو پامال کرنا شروع کیا وہ متفرق و منتشر ہو کر اطراف خراسان میں پھیل گئے۔ محمود کے لشکریوں نے تعاقب کیا گھبرا کر اصفہان میں جا کر دم لیا۔ علاء الدولہ بن کالویہ والی اصفہان نے ان لوگوں کے ساتھ دغا بازی کا قصد کیا ان لوگوں کو کسی ذریعہ سے اس کا علم ہو گیا۔ لڑ پڑے مگر ان شامت زدہ ترکوں کو کامیابی نہ ہوئی۔ شکست کھا کر آذربائیجان چلے آئے اور والی آذربائیجان دہشودان (یہ بنی مرزبان سے ہے) سے بھی لڑے۔

ترکوں کی سرکوبی: جس وقت ان ترکوں نے اصفہان سے آذربائیجان کی جانب روانگی کا قصد کیا تھا ان کے کچھ لوگ خوارزم میں باقی رہ گئے تھے ان لوگوں نے گرد و نواح کے قصبات دیہات اور چھوٹے چھوٹے شہروں پر دست درازی شروع کر دی۔ آئے دن قافلوں کو لوٹ لینے لگے۔ والی طوس کو اس کی خبر لگی۔ فوجیں مرتب کر کے ان کی گوثالی کو آیا اس عرصہ میں محمود بن بکتگین بھی آ پہنچا اور رستاق سے جرجان تک ان لوگوں کا تعاقب کرنا گیا۔ بوقت واپسی ترکوں کے اس گروہ نے امان کی درخواست کی۔ محمود بن بکتگین نے امان دے کر اپنی فوج میں رکھ لیا اور سفر نامی ایک شخص کو اس گروہ کا سپہ سالار بنایا اور اس کے بیٹے کوڑے میں ٹھہرایا۔

ترکوں کی فتوحات: ان واقعات کے بعد محمود نے وفات پائی اور مسعود بن محمود بجائے اپنے باپ کے منہ حکومت پر متمکن ہوا۔ ہند کی لڑائیوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے ترکوں نے بغاوت کر دی۔ مسعود نے ایک فوج ان کے ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی۔ ترکوں کے اس باغی گروہ کو عراقیہ کے نام سے موسوم کرتے تھے اس زمانہ میں ان کے امراء کیکاؤس، مرقا، کول، شمر، اور یاصعلکی تھے جو تاخت و تاراج کرتے ہوئے دامتقان پہنچے اور اس کو اچھی طرح پامال کر کے بھجنان کی طرف بڑھے۔ بعد ازاں مضافات رے کو غارت کیا۔ دالی طبرستان اور رے متفق ہو کر مسعود کے سپہ سالار کی کمک پر آئے اور اس کے ساتھ ہو کر باغیوں سے لڑے۔ باغی ترکوں نے ان کو شکست دے کر رے کا قصد کیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قبضہ کر لیا۔ دالی رے بھاگ کر کبھی قلعہ میں جا چھپا۔ یہ واقعہ ۴۲۶ھ کا ہے۔ اس کے بعد علاء الدولہ بن کالویہ دالی اصفہان نے ان ترکوں کی جنہوں نے رے پر قبضہ کر لیا تھا تالیف قلوب کر کے ابن سبکتگین کی مدافعت کرنی چاہی۔ ابتدا ترکوں نے علاء الدولہ کی اس استدعا کو منظور کر لیا لیکن بعد کو بد عہدی کی۔

ترکوں میں اختلاف: ترکوں کا وہ گروہ جنہوں نے آذربائیجان کی طرف مراجعت کی تھی اس کا سردار بوقا، کوکباش، ہنہو، راور، دانا تھا۔ دہشودان دالی آذربائیجان نے مغلوب کرنے کی غرض سے ان پر حملہ کیا لیکن اس کو اس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ ترکوں کا یہ گروہ لڑنا بھڑنا سرائے چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے۔ اہل سرائے کو ان کی آمد کی کچھ خبر نہ تھی۔ بہت بری طرح سے پامال ہوئے اگر اذہبانیہ کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی۔ اس کامیابی کے بعد ترکوں میں باہم مخالفت پیدا ہوئی اور وہ دو گروہوں میں منقسم ہوئے۔ ایک گروہ بوقا کے ہمراہ ان ترکوں کے پاس چلا آیا جو رے میں مقیم تھے اور دوسرا گروہ ہنہو اسی منصور اور کوکباش ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔

کرخ اور ہمدان پر ترکوں کا قبضہ: ان دنوں ہمدان میں ابوکالیجار بن علاء الدولہ بن کالویہ حکمرانی کر رہا تھا۔ بوقا نے ہمدان پہنچ کر ابوکالیجار کا محاصرہ کر لیا۔ مدتی لڑائی ہوتی رہی اس محاصرہ اور جنگ میں متی خسرو بن مجد الدولہ بھی بوقا کا ہاتھ بٹائے ہوئے تھا بالآخر شدت حصار اور طول جنگ سے گھبرا کر ابوکالیجار نے شہر چھوڑ دیا۔ بوقا نے شہر میں داخل ہو کر تاخت و تاراج کیا۔ بعد ازاں کرخ کی جانب بڑھا اور اہل کرخ کے ساتھ بھی اس طرح پیش آیا۔ پھر قزدین کو جا کر گھیر لیا۔ اہل قزدین نے اطاعت قبول کر لی اور سات ہزار دینار نذر رکھے۔ فتح قزدین کے بعد انہیں ترکوں میں سے ایک گروہ بلاد ارمن چلا گیا اور عام خونریزی اور غارتگری کرتا ہوا الرمینہ کی جانب لوٹا پھر الرمینہ سے رے کی طرف مراجعت کی اور رے سے قلعہ ہمدان کا قصد کیا چونکہ ابوکالیجار ان کا لوہا مان چکا تھا بلا جدال و قتال قلعہ ہمدان کو چھوڑ دیا۔ ترکوں نے اس پر بھی قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے۔

ترکوں کی مصالحت اور بد عہدی: ان سب واقعات میں متی خسرو مذکور ان کے ہمراہ تھا قلعہ ہمدان کے سر ہونے پر اطراف و جوانب کے امراء دم بخود ہو گئے کسی کے کان پر جوں تک نہ رہتی تھی۔ ان غارت گری ترکوں نے استر آباد تک جی کھول کر تاخت و تاراج کیا ابوالفتح بن ابی الشوک دالی دیور کو ان کی ظالمانہ حرکات پسند نہ آئیں۔ لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور ان کو فاش شکست دے کر ان میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا۔ ترکوں نے مصالحت کا پیام دیا ابوالفتح نے ان کی درخواست کے مطابق قیدیان ترک کو رہا کر دیا اور باہم صلح ہو گئی اور اس کے بعد ترکوں نے ابوکالیجار سے میل جول پیدا کیا اور

اس کو یہ دم پٹی دی کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے تمہارے ملک کا انتظام کریں گے۔ ابو کا لیجار اس فقرے میں آگیا کچھ عرصہ بعد ترکوں نے موقع پا کر بدعہدی کردی اور اس کو لوٹ لیا۔

ترکوں کی پسپائی اس اثناء میں علاء الدولہ نے اصفہان سے فوجیں مرتب کر کے ترکوں کو ہوش میں لانے کی غرض سے خروج کیا۔ ترکوں کے ایک گروہ سے بڑھ بیڑ ہوئی ترکوں نے جان توڑ کر مقابلہ کیا لیکن علاء الدولہ کی شمشیر آب دار نے ان کی گرمی مزاج کو فوراً ہی فرو کر دیا وہ شודان والی آذر بائیجان نے بھی اس واقعہ کو سن کر ان ترکوں پر حملہ کر دیا جو آذر بائیجان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر کرکوں (یعنی ہزارہیان و شودان) نے ترکوں کو ذرا بائیجان بہت بڑی خونریزی ہوئی ترکوں کی ساری جماعت تتر بتر ہو گئی۔ اس کے بعد کول ان ترکوں کا سر گروہ مر گیا جو رے میں مقیم تھے۔

ترکوں کا رے پر حملہ جس وقت ترکوں کا ٹڈی دل ماوراء النہر سے خراسان کی طرف نکل کھڑا ہوا تھا ان سے میں چند لوگ اپنے وطن اولیٰ اور مسکن قدیم میں باقی رہ گئے تھے طغرلک بن میکائیل بن سلجوق اس گروہ باقی ماندہ کا امیر تھا اس کے بھائی داؤد بنغوی، ینال اور جعفری بھی اس کے ہمراہ نہیں رہے ان واقعات کے بعد جن کا تذکرہ ابھی اوپر ہو چکا ہے ان لوگوں نے خراسان کی جانب خروج کیا۔ یہ لوگ ترکوں کے پہلے جرگہ سے باعتبار قوت اور بہ لحاظ شوکت و جلال اور مردانگی و حکومت کے لحاظ سے بہت بڑھے چڑھے ہوئے تھے۔ ینال (برادر طغرلک) ایک مختصر سی فوج لے کر رے کی طرف بڑھا اہل رے نے مقابلہ کیا اور باہم متصادم ہو گئے بالآخر ترکوں کو شکست ہوئی بھاگ کر آذر بائیجان سے جزیرہ ابن عمر چلے آئے۔ سلیمان بن نصیر الدولہ بن مردان والی جزیرہ نے ان میں سے منصور بن عزلی کو بحیلہ و مکر گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جس سے اس کے ہمراہی منتشر اور پراگندہ ہو گئے۔ مزید برآں قرداش والی موصل نے بھی اپنی فوجیں اس کی سرکوبی پر بھیج دیں پھر کیا تھا۔

دیار بکر میں قتل و غارت ترکوں پر باوجود وسعت کے زمین تنگ ہو گئی وہ سرگردان و پریشان بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے جوں توں کر کے گرتے پڑتے دیار بکر پہنچے۔ اہل دیار بکر ان کی آمد سے بے خبر تھے خوب جی کھول کر اس کا تاخت و تاراج کیا۔ نصیر الدولہ نے ان کے امیر منصور کو اپنے بیٹے سلیمان کے قبضہ سے رہا کر دیا مگر اس سے اس کو کچھ فائدہ نہ پہنچا۔

موصل پر قبضہ امیر منصور کے رہا ہوتے ہی ترکوں نے سامان جنگ درست کر کے موصل پر چڑھائی کر دی۔ والی موصل نے بھی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار شدت جنگ سے تنگ آ کر کشتی پر سوار ہو کر سند چلا گیا۔ ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور جی کھولی کر تاخت و تاراج کیا۔ والی موصل نے سند پہنچ کر جلال الدولہ دیش بن مزید اور امراء عرب سے ترکوں کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ ادھر ترکوں نے اہل موصل پر بیس ہزار دینار خراج قائم کر دیا۔ اس سے ایک عام براغزوئی پیدا ہوئی۔ سب نے متفق ہو کر بغاوت کر دی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ کوکباش (ترکوں کا سردار) موصل سے چلا آیا تھا۔ بغاوت اور شورش کی خبر پا کر جب ۳۳۵ھ میں موصل کی جانب پھر مراجعت کی اور بڑورتیج داخل ہو کر قتل و غارت کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ یہ لوگ خطبوں میں پہلے خلیفہ وقت کو دعا سے یاد کرتے تھے اس کے بعد طغرل بک کا نام لیتے تھے۔

ترکوں کی غارت گری کے خلاف طغرل بک سے احتجاج جلال الدولہ نے طغرلک کو ان واقعات سے مطلع

کر کے ترکوں کی زیادتی اور ظلم و ستم کی شکایت لکھی۔ طغرل بک نے جواباً تحریر کیا کہ بے شک یہ لوگ ہماری خدمت میں تھے۔ ہمارے علم حکومت و سرکاری کے آگے سراطاعت بھکائے ہوئے تھے تا آنکہ ہمارے اور محمود بن سلجوق کے مابین مناقشہ پیدا ہوا۔ جیسا کہ آپ پر روشن ہے چنانچہ ہم نے محمود کے مقابلہ کی تیاری کی۔ یہ لوگ بھی ہمارے ساتھ اطرافِ خراسان میں گئے۔ مگر خراسان میں پہنچ کر یہ لوگ حدود اطاعت اور قبضہ اقتدار حکومت سے متجاوز ہو گئے۔ اب میرے اختیار سے یہ باہر ہن ان کی سرکوبی اور گوشمالی ایک ضروری امر ہے۔ جواب روانہ کرنے کے بعد ترکوں کو نصیر الدولہ نے چھیڑ چھاڑ کرنے کی تاکید ممانعت کر دی۔

ترکوں کی پسپائی: جلال الدولہ تو اس خط کو دیکھ کر والی موصل کی امداد و اعانت سے دست کش ہو گیا۔ دیس بن مزید اور امراء عرب سے جو عقل بفرض امداد و کمک قراش والی موصل کے پاس آئے۔ ترکوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ انہوں نے ان ترکوں کو جو دیار بکر میں تھے بلا بھیجا اور مجتمع ہو کر مقابلہ پر آئے ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ دوپہر نہ ہونے پائی تھی کہ عرب کو شکست ہوئی مگر یہ شکست چند ہی گھنٹے میں کامیابی سے بدل گئی عرب نے پلٹ کر پھر حملہ کیا۔ یہ حملہ ایسا سخت اور قوی تھا کہ ترکوں کے ناول میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ شکست کھا کر بھاگے عرب نے شمشیر آب دار پیام سے کھینچی اور نہایت سختی اور مستعدی سے قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ قراش والی موصل شکست خوردہ گروہ کے تعاقب میں نصیبین تک جا کر واپس آیا اور شکست خوردہ گروہ دیار بکر اور دیار بکر سے بلاد ارمن اور روم چلا گیا اور انہیں مقامات پر ان لوگوں نے اپنے بٹے بٹے دلی کے آبلے توڑے۔

طغرل بک اور سلطان مسعود کی جنگ: طغرل بک اور اس کے بھائیوں نے خوزستان میں پہنچ کر لڑائی کا بازار گرم کیا۔ بنی سلجوق کی فوج سے مدتوں لڑتے رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر غلبہ اور کامیابی عنایت فرمائی۔ سباشی حاجب (سپہ سالار افواج) سلطان مسعود بن محمود بن سلجوق کو شکست ہوئی وہ میدان جنگ سے بھاگ کر ہرات پہنچا اور جب طغرل بک نے ہرات کا قصد کیا تو سباشی غزنہ بھاگ آیا۔ سلطان مسعود کو اس سے بے حد اشتعال پیدا ہوا۔ اس نے فوجیں آراستہ کر کے طغرل بک پر حملہ کر دیا۔ طغرل بک کو اس واقعہ میں نچاد دیکھنا پڑا وہ میدان جنگ سے بھاگ کر بیابان میں گھس گیا۔ سلطان مسعود تین برس تک اس کی جستجو اور تعاقب کرتا رہا۔ ایک روز طغرل بک موقع پا کر سلطان مسعود کے لشکر پر حملہ آور ہوا جس وقت کہ اس کا لشکر بوقت عبور دریا اس سے پیچھے رہ گیا تھا۔ سلطان مسعود کے لشکر کو شکست کھانی پڑی۔ طغرل بک کی فوج نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سلطان مسعود سے کچھ بن نہ آئی۔ طغرل بک اس اتفاقی کامیابی سے شاداں و فرحان نیشاپور کی جانب روانہ ہوا اور اس ۳۳ھ میں اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔

جلال الدولہ کی سلجوقیوں سے مصالحت: اب اس وقت آتش جنگ جو ایک مدت سے شعلہ زن تھی خاموشی ہو گئی۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری جاتی رہی اطراف و جوانب کے عمال نے سلطان اعظم کے لقب سے طغرل بک کو مخاطب کیا اور خطبوں میں بھی اسی لقب سے اس کا نام داخل کیا گیا۔ نیشاپور میں انتظامات میں جو غلل واقع ہو گیا تھا اس کو رفع کیا اور باغیوں اور جرائم پیشہ کو قراقرظ و قراقرظی سزا دی۔ اسی زمانہ سے سلجوقیہ کا اکثر بلاد پر قبضہ و تصرف شروع ہو گیا۔ بیغو نے ہرات کو دوبالیا داؤد نے بلخ پر قبضہ کر لیا، بلخ میں قوتیاق (سلطان مسعود کا حاجب) حکومت کر رہا تھا سلطان مسعود کی وجہ سے اس کی مدد نہ کر سکا۔

اس نے شہر کو داؤد کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ سلجوقیہ کی حکومت کو کل بلاد میں ایک گونہ استحکام و استقلال حاصل ہو گیا اس کے بعد طغرل بک نے طبرستان اور جرجان کو انوشیروان بن منوچہر بن قابوس کے قبضہ اقتدار سے نکال لیا۔ انوشیروان نے تیس ہزار دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا طغرل بک نے اپنی طرف سے طبرستان کی حکومت عنایت کی اور مراد اوچ کو جو اسی کے ہمراہیوں میں سے تھا۔ پچاس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرنے پر جرجان میں مامور کیا خلیفہ قائم نے فتنہ و فساد اور آئے دن کی لڑائی فرو کرنے کی غرض سے قاضی ابوالحسن مادروری کو طغرل بک کے پاس روانہ کیا۔ مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی۔ آخر کار اس سے اور جلال الدولہ سے مصالحت ہو گئی جس کے قبضہ میں خلافت عباسیہ کی زمام تھی اور اس نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔

جلال الدولہ اور قرداش میں جنگ اور مصالحت: قرداش والی موصل نے ۴۳۱ھ میں اپنا لشکر خمیس بن ثعلب والی نکریت کے محاصرہ کو روانہ کیا تھا خمیس نے جلال الدولہ کو قرداش کی شکایت لکھ بھیجی جلال الدولہ نے قرداش کو ممانعت اور خمیس سے معترض نہ ہونے کا خط تحریر کیا قرداش نے اس کی تعمیل نہ کی بلکہ بذات خود نکریت کے محاصرہ پر گیا۔ طرہ اس پر یہ کہ ترکوں کو جو بغداد میں تھے جلال الدولہ سے مخالفت کرنے پر ابھارنے کی کوشش کی۔ جلال الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی اس سے جلال الدولہ کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اس وقت ابوالحرث ارسلان بسامیری کو ماہ صفر ۴۳۲ھ میں قرداش کے نائب کو جو سندھ میں مقیم تھا گرفتار کر لینے کے لئے روانہ کیا اثناء راہ میں عربوں سے اتفاقاً چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی جس کی وجہ سے ابوالحرث بے نیل و مرام واپس ہوا اور ان لوگوں نے مصر بغداد کے مابین قیام کر کے رہزنی شروع کر دی۔ اس واقعہ سے جلال الدولہ کو بہت زیادہ صدمہ ہوا لشکر آراستہ کر کے انبار کی جانب کوچ کر دیا۔ ان دنوں قرداش یہیں مقیم تھا۔ قرداش کو اس کی خبر نہ تھی محاصرہ میں آ گیا بعد ازاں بنو عقیل نے درمیان میں پڑ کر جلال الدولہ اور قرداش کے مابین مصالحت کرا دی۔

جلال الدولہ کا انتقال: آمدنی میں کمی اور خراج ٹوٹ جانے کی وجہ سے جلال الدولہ نے مقام جوالی پر دست درازی شروع کی اور شکست یا ہجرت اس کو بھی لے لیا۔ یہ خاص خلیفہ کے جیب خرچ کے لئے مخصوص تھا۔ اس کے بعد ماہ شعبان ۴۳۵ھ میں اپنی حکومت و ریاست کے سترہویں برس مر گیا۔ اس کے مرنے پر اراکین دولت کو ترکوں اور عوام الناس سے خطرہ پیدا ہوا۔ وزیر کمال الملک بن عبدالرحیم اور اراکین دولت حرم سرائے خلافت میں آئے اور سب سالاران افواج شامی نے مجتمع ہو کر ترکوں اور عوام الناس کی مدافعت کی اور اس کے بڑے بیٹے الملک العزیز ابو منصور بن جلال الدولہ سے واسطہ میں اطاعت کے بارے میں خط و کتابت شروع کی اور اس کو بلا بھیجا۔ اس نے حسب دستور قدیم حق المیعۃ طلب کیا۔ تعین مقدر یا عدم موجودگی زر کی وجہ سے نامہ و پیام کا سلسلہ جاری ہوا۔

ابو کا لیجار کی امارت: ابو کا لیجار کو ان واقعات کی اطلاع ہو گئی۔ اُس نے سرداران لشکر اور افواج شامی کے پاس زر کثیر حق المیعۃ بھیج دیا اور اپنی حکومت و سرداری کی تحریک کی۔ سرداران لشکر اور لشکریوں نے الملک العزیز کو چھوڑ دیا اور ابو کا لیجار کی طرف مائل ہو گئے اس اثناء میں الملک العزیز بھی واسطہ سے آ گیا وہ جس وقت نعمانیہ میں وارد ہوا لشکر بغداد نے بغاوت کر دی۔ چار و ناچار پھر واسطہ کی جانب مراجعت کی۔ بغاوت فرو ہو گئی اور جامع بغداد میں ابو کا لیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

الملک العزیز کا انجام الملک العزیز نے نعمانیہ سے واسطہ جاتے ہوئے دبیں بن حمزید سے ملاقات کی مگر کچھ کار
 برآری کی صورت نظر نہ آئی۔ تب قرداش بن مقلہ والی موصل کے پاس گیا۔ اس سے بھی مقصد حاصل ہوتا نظر نہ آیا تو
 ابوالشوک کے یہاں جا پہنچا۔ ابوالشوک نے اس سے کج ادائیگی اور دغا بازی کا ارادہ کیا۔ الملک العزیز کو اس کا احساس ہو
 گیا۔ بحال پریشان نیال بردار طغریٰ بک کے پاس چلا گیا اور مدتوں اس کے پاس مقیم رہا۔ کچھ عرصہ بعد چند لوگوں کے ساتھ
 خفیہ طور سے بغداد آیا۔ ابو کاہلجار کے ہمراہیوں کو اس کے آنے کی اطلاع ہو گئی۔ وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔ بعض ہمرایان
 الملک العزیز مارے گئے۔ مگر الملک العزیز کسی طرح اپنی جان بچا کر نصیر الدولہ بن مردان کے پاس میاں خرقین بھاگ گیا اور
 وہیں ماہ صفر ۴۴۱ھ میں جاں بحق تسلیم کی۔

ابو کا لیجار کی بغداد میں آمد۔ اب ابو کا لیجار کا حال سنئے۔ ماہ صفر ۴۳۶ھ میں اس کے نام کا خطبہ جامع مسجد بغداد میں پڑھا گیا۔ ابو کا لیجار نے دس ہزار دینار اور بہت سے مال و اسباب کے تحائف خلافت مآب کی خدمت میں پیش کئے۔ لشکریوں اور سرداران لشکر کو بے حد انعامات اور صلے دیئے خلافت مآب نے ”محی الدین“ کا لقب عنایت کیا۔ ابو الاشوک وہیں اور نصیر الدولہ بن مردانہ نے بھی اپنے اپنے صوبجات کے جوامع میں ابو کا لیجار کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابو کا لیجار کو ان واقعات کی براہ اطلاع ہوتی جاتی تھی۔ جب اس کو اپنی امارت و ریاست کا یقین کامل ہو گیا تو سنان بن جلیس مرتب و تیار کر کے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا وزیر ابو الفرج محمد بن جعفر بن محمد بن فسانجش بھی اس کے ہمراہ تھا۔ خلیفہ قائم نے استقبال کرنے کا عزم کیا۔ لیکن ابو کا لیجار نے ہذر کیا۔ خلافت مآب نے اس کے سرداران لشکر نساگیری فساوری اور ہمام ابو اللقاء کو خلعتیں مرحمت کیں۔

ابو کا لیجار اور طغرل بک میں مصالحت: ابو کا لیجار نے بغداد میں داخل ہو کر انتظاماً عمید الدولہ البوسعید کو بغداد سے نکال دیا۔ چنانچہ عمید الدولہ نکریت کو روانہ ہو گیا۔ ابو منصور بن علاء الدولہ بن کالویہ والی اصفہان نے پھر اس کی اطاعت قبول کر لی اور طغرل بک سے مخرف ہو کر اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ابو منصور اور ابو کا لیجار میں بعد جنگ و حضار کے مصالحت ٹھہر گئی تھی۔ ابو منصور نے بہ خیال خوف آئندہ خراج دینا منظور کیا تھا اور یہی امر باعث مصالحت ہوا۔ اس کے بعد ابو کا لیجار نے سلطان طغرل بک سے مصالحت کی درخواست کی اور اپنی بیٹی کا اس سے عقد کر کے مصالحت کر لی۔ یہ واقعہ ۳۳۹ھ کا ہے۔

الہو کا لیجارجا انتقال چونکہ ہرام بن شکرستان (سرور اذان دہلیم میں سے تھا) والی کرمان نے خراج بھیجنا بند کر دیا اور آئے دن ایک نہ ایک بھانہ کرتا رہتا تھا۔ اس وجہ سے ۴۶۰ھ میں الہو کا لیجارجا مرزا بان بن سلطان الدولہ بن بہاء الدولہ بن محمد الدولہ بن بویہ نے کرمان پر فوج کشی کی اور خود اس مہم کے سر کرنے کو روانہ ہوا۔ والی کرمان قلعہ بردشیر میں تھا۔ الہو کا لیجارجا نے حکمت عملی بردشیر پر قبضہ کر لیا۔

۱۔ بات یہ تھی کہ ابو منصور نے کسی امید پر طغرل بک کی اطاعت قبول کی تھی اور ابوکالیجار سے نفقہ عہد کیا تھا۔ لیکن جب طغرل بک سے اس کی امید بر نہ آئی اور طغرل بک نے خراسان کی جانب مراجعت کی تو ابو منصور کو ابوکالیجار سے خوف پیدا ہوا۔ اس سے اپنی تعمیرات کی معافی چاہی اور اطاعت قبول کرنے کا پیام دیا۔ ابوکالیجار نے اس کی یہ درخواست منظور کر لی۔ یہ اداۓ خراج سالانہ باہم مصالحت ہو گئی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر، صفحہ ۲۳ جلد ۹)

اس اثناء میں کسی فوجی افسر نے کسی کشیدگی کی وجہ سے بہرام کا کام تمام کر دیا اور اہل کرمان ابو کا لیجار کی طرف نائل ہوتے نظر آئے۔ اس بناء پر ابو کا لیجار نے نہایت سرعت سے کرمان کا سفر کیا۔ مگر اثناء راہ میں علیل ہو گیا۔ شہر بناب (بلاد کرمان میں) پہنچ کر ۳۴۳ھ میں جبکہ اس کی حکومت کو چار برس تین ماہ گزر چکے تھے مر گیا۔ جو نبی اس کی آنکھیں بند ہوئیں ترکوں نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اس کا بیٹا ابو منصور فلاہتوں وزیر کے خیمہ میں بھاگ آیا ترکوں نے اس پر بھی دست درازی کا قصد کیا۔ دہلی فوج نے سینہ سپر ہو کر روک دیا۔ اس کے بعد ابو منصور نے شیراز کی جانب معاودت کی اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ وزیر کو کسی خاص امر کے باعث ابو منصور سے سوء مزاجی پیدا ہوئی۔ علیحدہ ہو کر قلعہ خرمدہ میں چلا آیا اور وہیں قلعہ بندی کر کے مقیم ہو گیا۔

الملک الرحیم کی امارت: چند دنوں کے بعد بغداد میں ابو کا لیجار کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی۔ ان دنوں بغداد میں اس کا دوسرا الزکا الملک الرحیم ابو نصر خرہ فیروز موجود تھا۔ سرداران لشکر اور اراکین دولت نے اس کی امارت و ریاست کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اس نے خلافت مآب سے اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت طلب کی۔ ”الملک الرحیم“ کا لقب مرحمت ہونے کی درخواست دی۔ خلافت مآب نے بوجہ مانع شرعی ”الملک الرحیم“ کا لقب دینا منظور نہ فرمایا اور باقی التماسات منظور فرمائے۔ غرض عراق، خوزستان اور بصرہ میں الملک الرحیم کی حکومت کا سکہ چل گیا۔ بصرہ میں اس کا بھائی ابو علی حکومت کر رہا تھا اس کے دوسرے بھائی ابو منصور نے شیراز پر قبضہ کر رکھا تھا جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ الملک الرحیم نے ایک لشکر بسر افری اپنے تیسرے بھائی ابو سعید خسر و شاہ شیراز کی طرف روانہ کیا جس نے شیراز پر قبضہ کر کے ابو منصور کو گرفتار کر لیا۔

اسی سنہ میں ابو کا لیجار کی وفات کے بعد الملک العزیز بن جلال الدولہ کے دماغ میں بھی ہوائے حکومت سمائی ایک مختصر سی فوج مرتب کر کے قرداش سے جدا ہو کر بصرہ کا رخ کیا۔ ابو علی بن کا لیجار نے نہایت خوبی سے اس کی مدافعت کی خایب و خاسر ہو کر واپس آیا اور اسی سنہ میں ”الملک الرحیم“ نے بغداد سے خوزستان کی جانب کوچ کیا۔ لشکر خوزستان نے جوش اور خوشی سے استقبال کیا۔ مطیع تو پہلے ہی سے تھے اس کے علم حکومت کے آگے بھی سرطاعت خم کر دیا۔ اسی زمانہ میں اہل سنت و جماعت اور شیعہ کے مابین بغداد میں جھگڑا ہوا اور بدتوں بناء فتنہ و فساد قائم رہی۔

ابو منصور کا اہواز پر قبضہ: ۳۴۱ھ میں الملک الرحیم نے اہواز سے فارس کی جانب کوچ کیا اور شیراز کے باہر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ ترکان شیراز اور بغداد سے کیا بات میں چل گئی اور فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ ترکان بغداد نے ناراض ہو کر عراق کی طرف مراجعت کی چونکہ الملک الرحیم کو ترکان شیراز پر پورا بھروسہ نہ تھا باقی رہے دہلیم۔ وہ اس کے بھائی ابو منصور کی طرف نائل تھے جو اصطخر میں مقیم تھا اس وجہ سے یہ بھی ان کے ہاتھ ساتھ عراق کی طرف چلا اور اہواز میں پہنچ کر قیام کر دیا۔ ارکان میں ابوسعدا اور ابوطالب (یہ دونوں اس کے بھائی تھے) کو مامور کیا۔ ابو منصور فوجیں مرتب کر کے ان پر حملہ آور ہوا۔ الملک الرحیم یہ خبر پا کر بھد مقابلہ اہواز سے راہبر حزی طرف بڑھا۔ دونوں بھائیوں سے مدد بھیجی ہوئی۔ اتفاق یہ کہ الملک الرحیم شکست کھا کر بصرہ کی طرف بھاگا اور پھر بصرہ سے واسط چلا آیا۔ ابو منصور کی فوج نے اہواز میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا پھر یہ اڑایا اور اہواز کے باہر ایک میدان میں پڑاؤ کے رہی۔ اتنے میں ۳۴۲ھ کا دور تمام ہو گیا۔

الملک الرحیم کا اہواز، تشر اور رامہر مزیہ قبضہ ۴۳۲ھ کے شروع ہی میں لشکر فارس میں بغاوت پھوٹ نکلی بعض حصہ بلاد اجازت ابو منصور فارس چلا گیا۔ کچھ لوگ اس کے ساتھ وہیں مقیم رہے اور ایک حصہ الملک الرحیم سے آ ملا الملک الرحیم بغاوت لشکر فارس کی خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ ادھر لشکر بغداد کو طلبی کا خط روانہ کیا ادھر اپنے رکاب کی فوج کو مرتب کر کے اہواز کی جانب کوچ کر دیا اور وہاں پہنچتے ہی اہواز پر قبضہ حاصل کر لیا اور با نظر آئے لشکر بغداد اہواز میں ٹھہرا رہا۔ تاکہ لشکر بغداد بھی آ گیا۔ تب الملک الرحیم نے کمپ کرم کا رخ کیا اور ۴۳۲ھ کے تمام ہونے تک اس پر بھی قابض و متصرف ہو گیا۔ بعد ازاں ۴۳۳ھ میں کمپ کرم سے قطرہ ارباق کی طرف بڑھا اور اس کے ہمراہ دیش بن مزید اور بسا سیری وغیرہ بھی تھے اور امیر ابو منصور ہزارشب بن شکیر اور منصور بن حسین اسدی نے مدد دیم اور ان کے ارکان سے لشکر کا قصد کیا مگر ان کے پہنچنے سے پہلے الملک الرحیم تشر پہنچ گیا تھا اور ابو منصور کو شکست کھا کر واپس ہونا پڑا۔ اس کے بعد الملک الرحیم نے ایک فوج رامہر مزیہ کی جانب روانہ کی۔ اس وقت تک رامہر مزیہ امیر منصور کا قبضہ و دخل تھا اسی کا لشکر اور اسی کے سردار رہتے تھے۔ محاصرہ اور خفیف جنگ کے بعد ماہ ربیع الثانی ۴۳۳ھ میں فتح ہو گیا۔

الملک الرحیم کی پسپائی: اس خداداد کامیابی کے بعد الملک الرحیم نے اپنے بھائی ابوسعید کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ بلاد فارس کی طرف روانہ کیا۔ اس وجہ سے کہ اس کا بھائی ابو نصر خسرو جو اصطخر میں مقیم تھا۔ اس نے ہزارشب (امیر ابو منصور کا مشیر اور سپہ سالار) کے تغلب سے بیزار ہو کر الملک الرحیم اپنے بھائی کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عریضہ بھی بھیج دیا اس بناء پر الملک الرحیم نے اپنے بھائی ابوسعید کو بلاد فارس کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ ابونصر نے ابو سعید کو اصطخر میں داخل کر کے قبضہ دلادیا۔ امیر ابو منصور کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ ہزارشب اور منصور بن حسین اسدی کو مجتمع کر کے بقصد مقابلہ الملک الرحیم اہواز کی جانب کوچ کیا۔ سلطان طغرل بک سے بھی باظہار اطاعت و فرمانبرداری امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان طغرل بک نے ایک فوج ان کی کمک پر بھیج دی یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان طغرل بک نے اصفہان وغیرہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کی حکومت و دولت کی چاروں طرف دھوم مچی ہوئی تھی طرہ اس پر یہ ہوا تھا کہ الملک الرحیم کے ہمراہی بھی متفرق ہو کر منتشر ہو گئے تھے بسا سیری اور دیش بن مزید نے بھی علیحدگی اختیار کر لی تھی عرب اور ان کے فوجیں تتر بتر ہو گئی تھیں۔ کچھ تھوڑی سی فوج اہواز کی واپس اور بغداد کی باقی رہ گئی تھی مجبوراً مصلحت کے پیش نظر یہ رائے قائم کی کہ کمپ کرم سے اہواز میں داخل ہو کر قلعہ نشین ہو جانا چاہئے اور با نظر لشکر بغداد وہیں ٹھہرا رہنا مناسب ہے۔ اس کے بعد اپنے بھائی ابوسعید کو فارس کی جانب روانہ کیا جیسا کہ ہم ابھی تحریر کر آئے ہیں اس سے یہ غرض تھی کہ امیر ابو منصور اور ہزارشب وغیرہ کی توجہ و عنایت بوجہ حملہ ابوسعید فارس کی جانب منعطف ہو جائے گی لیکن الملک الرحیم کا یہ خیال خام نکلا۔ ان لوگوں نے ابوسعید کا مطلق خیال نہ کیا سیدھے اہواز چلے آئے اور الملک الرحیم سے لڑائی چھیڑ دی۔ الملک الرحیم شکست اٹھا کر بھاگ آیا۔ امیر ابو منصور کے لشکریوں نے اہواز کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ میں کمال الملک ابو المعالی عبدالرحیم وزیر مہم ہو گیا جس کا بعد میں کوئی پتہ نہیں چلا۔

الملک الرحیم کی اہواز میں آمد: امیر ابو منصور اس خداداد کامیابی کے بعد ابوسعید کی روک تھام کو شیراز کی جانب روانہ ہوا قریب شیراز پہنچ کر فریقین نے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ ہر مقابلہ میں ابوسعید نے ابو منصور کو شکست

فاش دی۔ اس سے ابو منصور کے ہمراہی ہمت ہار گئے اکثر نے امان کی درخواست کی ابو منصور مجبور ہو کر فارس کے کسی قلعہ میں جا چھپا اور اہواز میں الملک الرحیم کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا۔ لشکریوں نے خوشی کے نعرے بلند کیا اور الملک الرحیم کو اہواز بلا بھیجا۔

شیعہ سنی فسادات: زمانہ عدم موجودگی الملک الرحیم میں شیعہ و اہل سنت و جماعت کے مابین بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ فریقین کی سینکڑوں جانیں تلف ہو گئیں۔ خلیفہ قائم نے علویوں اور عباسیوں کے نقیبوں کو تحقیق حال و تقبش مقدمہ کے غرض سے مامور کیا مگر اس واقعہ کی اصلیت کا انکشاف نہ ہوا اور فتنہ و فساد بڑھتا ہی گیا اہل بیت کے مشاہد عظماء جلادئے گئے۔ دہش بن مزید کو ان واقعات کی خبر لگی۔ خلیفہ قائم کو افسوسناک توہین آمیز خط تحریر کیا اور اسی وجہ سے اپنے صوبہ میں خلیفہ قائم کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا مگر پھر خلیفہ قائم کی خط و کتابت سے بدستور اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

طغرل بک کا خراسان، اصفہان اور فارس پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ۴۳۲ھ میں ترکوں نے خراسان کو بنی سبکتگین کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ بعد ازاں سلطان طغرل بک نے ۴۳۲ھ میں اصفہان کو بھی ابن کالویہ سے چھین لیا اور اپنے بھائی ارسلان بن داؤد کو بلاد فارس کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ ارسلان نے فارس پر ۴۳۲ھ میں قبضہ حاصل کر لیا اور جن قدر دہش وہاں تھے ان کو پابمال اور زبردہ کر کے شہر فضاء میں قیام پزیر ہوا۔

خلیفہ قائم بامر اللہ اور طغرل بک: خلیفہ قائم بامر اللہ نے طغرل بک کے پاس خلعت اور القاب روانہ کیا اور اس کو اُن بلاد کی سند حکومت عطا کی جس پر اُس نے غلبہ و تصرف حاصل کر لیا تھا۔ سلطان طغرل بک نے دس ہزار دینار نقد جو اہرات قیمتی قیمتی پارچہ جات اور چند مشک کے نانے خلافت مآب کی حضور میں تحفہ روانہ کئے اس کے علاوہ اراکین دولت کو پانچ ہزار دینار اور وزیر کو دو ہزار دینار بھیجے اس اثنا میں ۴۳۳ھ کا دور آ گیا عید کی تقریب میں سلطان طغرل بک نے بغداد میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا خلافت مآب نے دربار عام کیا اور جلوس کے ساتھ سواری نکلنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ۴۳۴ھ میں ترکوں نے شیراز پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں شیراز میں امیر ابوسعید (الملک الرحیم کا بھائی) حکومت کر رہا تھا۔ ترکوں سے معرکہ آراء ہوا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

الملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ: ۴۳۴ھ میں الملک الرحیم نے اپنی فوجیں بصرہ کی طرف روانہ کیں چنانچہ بسا سیری نے بصرہ پر پہنچ کر اس کے بھائی ابوطی کا محاصرہ کر لیا۔ بری اور بحری لڑائیاں ہوئیں۔ بالاخر ابوطی کو شکست ہوئی اور الملک الرحیم کی فوج نے وجہ اور انہماک پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد الملک الرحیم بھی براہ خشکی اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا۔ قبائل ربیعہ اور مضر نے حاضر ہو کر امان کی درخواست دی۔ الملک الرحیم نے ان کو امان دے دی اور بصرہ پر قابض و تصرف ہو گیا۔ بعد قبضہ بصرہ و بصرہ کے سفر اور خوزستان سے آئے اور انہوں نے ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔

اس جھگڑے کی بنیاد ماہ صفر ۴۳۴ھ میں پڑی تھی۔ ابتدا اس کی یوں ہوئی تھی کہ عیسان کرخ نے چند بلند برج بنائے تھے اور اُس پر سہری حروف سے ”محمد علی خیر البشر“ تحریر کیا تھا اہل سنت و جماعت اس پر جھگڑ پڑے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۴۲ جلد ۹)

ابوعلی سے طغرل بک کا حسن سلوک: ابوعلی شکست کھا کر خط عمان چلا گیا اور ایک قلعہ میں پناہ گزین ہو کر قلعہ بندی کر لی۔ الملک الرحیم نے تعاقب کیا ابوعلی یہ خبر پا کر عیادان بھاگ گیا الملک الرحیم نے عیادان کا قصد کیا ابوعلی عیادان سے نکل کر ارجان کی طرف روانہ ہوا اور ارجان سے سلطان طغرل بک کے پاس اصفہان چلا گیا۔ سلطان طغرل بک نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنی قوم کی ایک شریف زادی سے اس کا عقد کر دیا۔ جاگیریں بھی دیں اور قیام کرنے کو صوبہ جرباذقان کا ایک قلعہ مرحمت کیا۔

الملک الرحیم کا تشتر پر قبضہ: الملک الرحیم نے بصرہ پر قبضہ حاصل کر کے اپنے وزیر بسامیری کو بصرہ کی سند حکومت عطا کی اور اہواز کا راستہ لیا منصور بن حسین ہزارشب کے پاس ارجان و تشتر کے حوالہ کر دیئے کا پیام بھیجا ان دونوں نے مضالحت کے ساتھ تشتر کو الملک الرحیم کے حوالہ کر دیا۔ ارجان کی عمان حکومت فولا و بن خسر و دبلی کے قبضہ میں تھی اس نے پہلے تو سرتابی کی مرہ ۴۴۵ھ میں الملک الرحیم کی اطاعت قبول کر لی۔

سعدی کی سرکشی اور اطاعت: سعد بن ابی الشوک نے اطراف رے میں سلطان طغرل بک کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کی حضوری کا شرف حاصل کرنے کو حاضر دربار بھی ہوا تھا اسے سلطان طغرل بک نے ۴۴۴ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ عراق روانہ کیا جو لوٹ مار کرتا ہوا نعمانیہ پہنچا۔ بنی عقیل نے سعدی سے خط و کتابت شروع کی۔ قریش بن بدران مہملہل برادر ابی الشوک کی ظالمانہ حرکات کی شکایت کر کے امداد و اعانت کے خواستگار ہوئے۔ سعدی نے امداد کا وعدہ کیا مہملہل کو یہ خبر لگ گئی۔ تو طیش میں آ کر بنی عقیل پر مقام کلبر میں حملہ کر دیا۔ بنی عقیل شور مچاتے ہوئے سعدی کے پاس گئے یہ اس وقت سامرا میں تھا۔ مہملہل کے جو دستم کا غلوہ پیش کیا۔ سعدی کی رگ حیمت جوش میں آ گئی کمر ہمت باندھ کر مہملہل کی طرف روانہ ہوا۔ دونوں چچا اور بھتیجوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار مہملہل کو شکست ہوئی۔ اثناء وادو گیر میں گرفتار کر لیا گیا۔ سعدی نے کامیابی کے بعد حلوان کی جانب کوچ کیا۔

بغداد میں شیعہ سنی فسادات: سعدی کی اس کامیابی سے الملک الرحیم کے کان کھڑے ہوئے حلوان کی جانب لشکر کی روانگی کا سامان کرنے لگا اور دبیں بن مزید کو اس مہم پر جانے کے لئے بلا بھیجا۔ اس عرصہ میں ۴۴۵ھ کا دور آ گیا۔ بغداد میں مابین شیعہ و اہل سنت و جماعت پھر کشیدگی شروع ہو گئی اطراف و جوانب کے اتراک یورش کر کے بغداد میں گھس آئے اور لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ عمارت گری زہری اور چوری کی کوئی انتہا نہ تھی۔ سپہ سالاران لشکر آتش فساد کے فرو کرنے پر کمر بستہ ہوئے اتفاق سے ایک علوی نژاد شخص اہل کرخ کا مارڈالا گیا عورتوں نے شور و غل مچایا جس سے عوام الناس میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ کسی ترک نے کرخ میں آگ لگا دی۔ وہ جل کر خاک و سیاہ ہو گیا اس کے بعد خلیفہ قائم نے نامہ و پیام کر کے اس جنگامہ کو فرو کیا۔

مہملہل کے گرفتار ہو جانے پر اس کا بیٹا بدر سلطان طغرل بک کے پاس چلا گیا سلطان طغرل بک کے پاس سعدی کا لڑکا بطور مضامن کے تھے۔ سلطان طغرل بک نے بدر کے ساتھ سعدی کے بیٹے کو روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ مہملہل کو رہا کر دو اور اگر تم کو اس کا قیدی لینا منظور ہو تو تمہارا لڑکا موجود ہے میں نے اس کو رہا کر کے تمہارے پاس روانہ کر دیا ہے۔

سعدی کی شکست اور فرار سعدی نے اس حکم کی تعمیل سے قطعی انکار کر دیا اور اسی بناء پر سلطان طغرل بک سے باغی ہو گیا اور حلوان سے حمدان کی جانب بڑھا۔ اہل ہمدان سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئے اور اس کو ہمدان پر قبضہ کرنے سے روک دیا۔ الملک المرجم کو موقع مل گیا اس نے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی تحریک کی اس عرصہ میں سلطان طغرل بک کا لشکر سعدی کی سرکوبی کو آ پہنچا۔ سعدی نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے مقابلہ کیا۔ مگر سلطان طغرل بک کے لشکر نے اس کو شکست دے دی اور وہ بھاگ کر اسی مقام پر ایک قلعہ میں جا چھا بدر بن مہملہ اس کے تعاقب میں شہر زور تک چلا گیا۔

ترکوں اور کردوں کو اس باہمی نزاع سے لوٹ مار کا موقع مل گیا۔ چند لوگوں نے قسطنطنیہ کو پہنچ کر ہزنی شروع کر دی طرح طرح کے ظلم کرنے لگے۔ بسا سیری نے ان کی روک تھام کی غرض سے خروج کیا اور بوازج تک ان کا پیچھا کرتا چلا گیا۔ ایک گروہ سے مدد بھیجی ہو گئی۔ بسا سیری نے خاطر خواہ گوشاکی کی اور ان کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ کافی لوگ زاب کو تیر کر نکل گئے۔ بسا سیری کے ہمراہیوں نے بھی عبور کرنے کا قصد کیا۔ پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے عبور نہ کر سکے۔ ترکوں اور کردوں کی جان بچ گئی۔

ترکوں کی بغاوت ۳۴۶ھ میں ترکوں نے الملک المرجم کے وزیر کی مخالفت میں علم بغاوت بلند کیا سبب یہ تھا کہ ایک مدت سے ان کی تنخواہیں اور روزیئے بند تھیں دیوان میں حاضر ہو کر ترکوں نے تنخواہ نہ ملنے کی شکایت پیش کی۔ کچھ ملامت نہ ہوئی۔ چلیں بچیں پر غضب واپس آئے۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی دار الخلافہ کو جا کر گھیر لیا۔ خلافت مآب کو واقعات تذکرہ بالا کی کچھ اطلاع نہ تھی پریشان تھے کہ ترکوں نے محسرائے خلافت کا کیوں محاصرہ کر رکھا ہے۔ اتنے میں بسا سیری نے شرف حضوری حاصل کی اور کل واقعات سن و سن عرض کئے ترکوں نے وزیر کی ہر چند جستجو کی۔ کچھ پتہ نہ چلا۔ بالآخر یہ شبوہ اختیار کیا کہ شبہ میں لوگوں کے گھروں کی تلاشی لینے لگے اور یہ ایک عمدہ بہانہ ان لوگوں کے مکانات کو لوٹنے کا ہاتھ آ گیا۔ بعض محلات کے سربراہ درودہ لوگوں نے مجتمع ہو کر اس طوفان بے تیزی کی روک تھام کرنے کی کوشش کی۔

بغداد میں طوائف المملوکی خلافت مآب تک یہ خبر پہنچی انہوں نے ترکوں کو عارت گری سے باز رہنے کی ممانعت کی۔ مگر ترکوں کے کان پر جوں تک نہ رہی۔ ناچار بغداد سے چلے جانے کا قصد کیا۔ اس پر بھی ترکوں نے لوٹ مار سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا اس کے بعد وزیر نے ظاہر ہو کر ان کی تنخواہیں اور روزیئے دیئے مگر وہ لوگ اپنی بغاوت اور سرکشی سے باز نہ آئے اور بدستور ہنگامہ بغاوت گرم رکھا۔ کردوں اور عربوں کی بھی ہن آئی۔ اطراف و جوانب شہر میں لوٹ مار شروع کر دی۔ شہر قصبہ گاؤں اور محلے ویران ہو گئے۔ باشندے مکانات خالی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسی طوفان بے تیزی میں قریش بن بدران کے ہمراہیوں نے بردان پر حملہ کر کے کامل بن محمد بن میثب کے گھریار کو لوٹ لیا اسی عام لوٹ مار میں بسا سیری کی اوتھیاں اور گھوڑے لوٹ لئے گئے حکومت و سلطنت کا رعب دلوں سے جاتا رہا اور شیراز سیاست منتشر ہو گیا۔

طغرل بک کی فتوحات ۳۴۶ھ میں سلطان طغرل بک نے صوبہ آذربائیجان کا قصد کیا والی تہریز ابو منصور دہشودان بن محمد رودانی نے سر اطاعت خم کر دیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور اپنے بیٹے کو بطور ضامن کے اس کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس کے بعد سلطان طغرل بک نے والی جبرہ امیر ابوالاسوار کی جانب قدم بڑھایا اس نے بھی حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا۔ ان دونوں امیروں کی دیکھا دیکھی اس اطراف کے کل والیان ملک نے طغرل بک کے دربار میں

حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ سلطان طغرل بک نے ان کے ضامنوں کو لے کر ارمینہ کی طرف کوچ کیا۔ ملاز کرد پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ان ملاز کرد نے اطاعت قبول نہ کی۔ برابر لڑتے رہے جس کی وجہ سے سلطان طغرل بک نے جھلا کر اس کے قرب و جوار کے کل شہروں کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ انہیں واقعات کے اثناء میں نصیر الدولہ بن مردان نے جو پہلے سے اس کے دائرہ اطاعت میں داخل ہو گیا تھا۔ بہت سے مخالف بھیجے سلطان طغرل بک نے ان کو منظور و قبول کر لیا اور لشکر آراستہ کر کے ملاز دوم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کر دی اور تاخت و تاراج کرتا ہوا اردن و روم تک چلا گیا بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا۔ اسنے میں موسم سرما آ گیا۔ مصطفیٰ لڑائی موقوف کر کے آذربائیجان کی طرف مراجعت کی کچھ عرصہ آذربائیجان میں قیام کر کے رہے چلا گیا۔ قریش بن بدران والی موصل نے اپنے کل صوبہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا انہیں واقعات پرستندہ کو رتنام ہو کر سیرۃ کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ سلطان طغرل بک انبار پر فوج کشی کرتا ہے اور بزور تیغ اس کو فتح کر لیتا ہے۔ بسا سیری کا مال و اسباب بھی اس ہنگامہ میں لٹ جاتا ہے۔ لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ بسا سیری یہ خبر پا کر لشکر آراستہ کر کے انبار پر چڑھ آتا ہے اور سلطان طغرل بک کے قبضہ سے اس کو واپس لے لیتا ہے۔

بسا سیری اور رئیس الروساء میں کشیدگی: ابوالغنا تم و ابوسعید پسران مہلبان قریش بن بدران کے حماحقوں میں سے تھا قریش نے ان کو بسا سیری سے چھپا کر ان واقعات کی اطلاع کرنے کو جو بسا سیری سے انبار میں حرز ہوئے تھے۔ خلیفہ قائم کے پاس روانہ کیا تھا۔ اتفاق یہ کہ بسا سیری کو اس کی خبر لگ گئی۔ خلافت مآب اور رئیس الروساء سے بگڑ گیا۔ ان کی اور ان کے حواری کی تنخواہیں بند کر دیں۔ مزید برآں بنی مہلبان کے مکانات کے مہار کردیے کی کوشش کی مگر کسی وجہ سے ٹک رہا۔ سامان سفر درست کر کے انبار کی طرف کوچ کر دیا ان دونوں انبار میں ابوالغنا سم بن مہلبان تھا۔ وہیں بن مزید یہ خبر پا کر اس کی کمک پر آ گیا۔ بسا سیری کی قوت وہیں کے آجانے سے بڑھ گئی۔ کمال مردانگی سے بزور تیغ انبار کو فتح کر کے لوٹ لیا اور پانچ سو آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے علاوہ ایک سو بنی خفاجہ بھی قید کئے گئے۔ ابوالغنا تم بھی قید ہو گیا تھا۔ پابہ زنجیر ایک اونٹ پر سوار کئے ہوئے بغداد واپس آیا۔ وہیں نے ابوالغنا تم کو قتل نہ کرنے کی سفارش کی جس سے اس کی جان بچ گئی مگر اور قیدی مار ڈالے گئے۔ بسا سیری نے دار الخلافہ میں تاج کے مقابلہ میں پہنچ کر زمین بوسی کی اور اپنے مکان کی جانب لوٹ آیا۔

دسکھرہ میں ترکوں کی غارت گری: ماہ شوال ۴۴۶ھ میں ابراہیم بن اسحاق والی طوان جو امراء غریہ سلجوقیہ سے تھا دسکھرہ کی جانب آیا اور بزور تیغ اس کو فتح کر کے لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں تک سے جرمانے اور تادان وصول کئے دسکھرہ کی لوٹ سے فارغ ہو کر روشن قباد اور قلعہ بردان کی طرف بڑھا۔ دونوں مقامات سعدی بن ابی الشوک کے قبضہ و تصرف میں تھے اور یہاں پر اس کے مال و اسباب کا کافی ذخیرہ رہتا تھا۔ والی قلعہ نے قلعہ بندی کر لی۔ برابر مقابلہ کرتا رہا ابراہیم سے اور کچھ توین نہ آئی اس کے قرب و جوار میں جس قدر گاؤں تھے ان کو تاخت و تاراج کر دیا۔ ان واقعات سے ترکوں کی آنکھوں پر طبع کے پردے پڑ گئے۔ غارت گری کو اپنا شیوہ بنا لیا۔ دیلمیوں کے قوی مضحل ہو گئے۔ ان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ اسی اثناء میں سلطان طغرل بک نے ابوغلی بن کایجار امیر بصرہ کو ترکی فوج کے ساتھ خوزستان پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابوغلی سب سے پہلے اہواز پر مستولی اور تصرف ہوا ترکوں نے جو اس کے ہمراہ تھے لوگوں کے مال و اسباب کو جی کھول کر لوٹا۔ اس

سے باشندگان اہواز کو سخت مصیبت اور تباہی کا مقابلہ کرنا پڑا۔ الملك الرحيم کا شیراز پر قبضہ: ۴۳۷ھ میں دہلیم کا نامی سپہ سالار فولاد والی قلندہ اصطخر نے شیراز پر فوج کشی کی اور امیر ابو منصور فولادستون بن ابوالکاجار کو نکال کر قبضہ کر لیا سلطان طغرل بک کا خطبہ موقوف ہو کر الملك الرحيم اور اس کے بھائی ابو سعد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ فولاد کی خوش قسمتی سے الملك الرحيم اور ابو سعد نے اس میں کچھ فریب خیال کر کے وقعت کی نظر سے نہ دیکھا۔ بلکہ ابو سعد نے ایک لشکر مجتمع و مرتب کر کے مدد اپنے بھائی ابو منصور کے شیراز پر چڑھائی کر دی اور شیراز پہنچ کر محاصرہ کر لیا طول اور شدت حصار سے تنگ آ کر فولاد قلندہ اصطخر بھاگ گیا ابو سعد اور ابو منصور نے شیراز میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی الملك الرحيم کے نام کا خطبہ پڑھا۔

بسا سیری کا اخراج: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ بسا سیری اور رئیس الروسا میں منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ ۴۳۷ھ کے دور کا شروع ہونا تھا کہ یہ شکر نجی فتنہ و فساد کی حد تک پہنچ گئی شرفی بغداد میں عوام الناس نے ہڑ مجا دیا۔ اہل سنت و جماعت نے باظہار امر بالمعروف و نہی عن المنکر دیوان کو جا کر گھیر لیا تاکہ ان کو اس امر کی اجازت دی گئی۔ اتفاق سے اہل سنت و جماعت نے چند کشتیاں پکڑ لیں جو بسا سیری کے پاس واسطہ جاری تھیں تلاشی کے وقت شراب کے پیپے برآمد ہوئے اہل سنت و جماعت ان کو لئے ہوئے دیوان والوں کے پاس آئے جو بسا سیری کی موافقت پر ان کو مجبور کر رہے تھے اور ان سے ان بیٹوں کو توڑنے کی اجازت طلب کی اور اجازت حاصل کر کے توڑ ڈالا۔ بسا سیری کو اس کی اطلاع ہوئی تو اسے سخت صدمہ پہنچا فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ ہونہ ہو یہ فعل رئیس الروسا کا ہے پھر فقہاء حنفیہ سے اس امر کا استفسار کیا کہ کشتی کی تلاشی لینا جائز تھی یا نہیں؟ فقہاء حنفیہ میں سے بعض نے جائز اور کسی نے ناجائز کا فتویٰ دیا۔ رئیس الروسا نے بھی ان واقعات سے آگاہ ہو کر ترکان بغداد کو ابھار دیا جو بسا سیری کی علانیہ برائیاں اور مذمت بیان کرنے لگے اور رفتہ رفتہ جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گئے۔ اتنے میں ماہ رمضان آ گیا۔ دار الخلافہ سے اجازت حاصل کر کے بسا سیری کے مکان پر چڑھ گئے اور لوٹ لیا۔ اس کے بعد جلا دیا اور اس کے اہل و عیال اور متعلقین کو گرفتار کر لیا۔ اب رئیس الروسا بھی علی الاعلان بسا سیری کی مذمت اور برائیاں کرنے لگا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ مستنصر والی مصر نے اس کی تحریک کی ہے اس کے بعد خلیفہ قائم نے الملك الرحيم کو لکھ بھیجا کہ بسا سیری کو اپنے پاس سے نکال دو۔ چنانچہ الملك الرحيم نے اس تحریر کے مطابق بسا سیری کو نکال دیا۔

ترکوں کی شورش: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان طغرل بک جہاد روم سے واپس پر رے کی طرف جبکہ پڑا تھا پھر رے سے ہمدان کی جانب مراجعت کی اور ہمدان سے حج کرنے اور ملک شام کو خلفاء علویہ کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے حلوان روانہ ہوا اسی زمانہ میں بغداد اور اطراف بغداد میں ابواہشوں اور بازار یوں کی کثرت ہو گئی تھی۔ شرقاء دور و سہا شہر غربی بغداد بھاگ گئے تھے اور ترکوں نے شہر چھوڑ کر شہر کے باہر اپنے خیمے نصب کر لئے تھے اور الملك الرحيم واسطہ سے بسا سیری کو علیحدہ کر کے جیسا کہ خلیفہ قائم نے حکم دیا تھا بغداد کو روانہ ہوا مگر واسطہ سے نکل کر وہیں بن مزید سے بوجہ رشتہ دانامی ملنے گیا۔ سلطان طغرل بک نے ایک عرضداشت باظہار اجماعت و فرمانبرداری خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کی اور ایک ترکوں کے نام بھیجا جس میں ان کو خلافت مآب کی اطاعت اور ان کے روبرو حاضری کی ہدایت کی تھی۔ ترکوں نے اس پر کچھ خیال نہ کیا بلکہ اس کے برعکس خلیفہ قائم سے بسا سیری کو واپس لانے کی استدعا کی۔ یہ ان کا نامی سردار تھا۔ اس اثناء میں الملك

الرحیم بغداد پہنچ گیا اور دوبار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کو سلطان طغرل بک سے مراحم قائم رکھنے کی رائے دی۔ خلیفہ قائم نے اس رائے سے اتفاق کیا اور یہ حکم دیا کہ کل فوجیں بیرون بغداد سے حرم سرائے خلافت میں آ کر خیمے نصب کریں اور سلطان طغرل بک کے پاس اطاعت اور فرمانبرداری کے اظہار کی غرض سے پیام بھیجیں۔

طغرل بک کی بغداد میں آمد۔ کل فوج نے خلافت مآب کے اس حکم کو بسر و چشم تسلیم کیا اور سلطان طغرل بک کی خدمت میں اس امر کے اظہار کے لئے اپنے سرداروں کو بھیجا۔ ادھر سلطان طغرل بک نے یہ پیام سن کر مسرت ظاہر کی اور اعام دینے کا وعدہ کیا اور خلیفہ قائم نے خطیبوں کو منابر جامع بغداد پر سلطان طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ خطیبوں نے آخر ماہ رمضان ۴۴۷ھ میں اس کے نام کا خطبہ بغداد کی تمام جامع مسجدوں میں پڑھا۔ بعد ازاں سلطان طغرل بک نے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی رؤسا امراء اراکین دولت، فقہاء، قضاة اور سرداران و عیلم جلوس کے ساتھ بغداد سے اس کے استقبال کو نکلے۔ سلطان طغرل بک نے بھی یہ سن کر اپنے امراء اور وزراء کو ان لوگوں کے خیر مقدم کے لئے روانہ کیا۔ رئیس الرؤسا نے سلطان طغرل بک سے مل کر خلافت مآب کا پیام زیبانی ادا کیا اور اس کی اور الملک الرحیم اور لشکریوں کی طرف سے مراحم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان طغرل بک نے بغداد میں داخل ہو کر باب شامیہ میں قیام کیا اس وقت ماہ رمضان المبارک ۴۴۷ھ کے تمام ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں۔ قریش بن بدران والی موصل بھی انہیں دنوں سلطان طغرل بک سے ملنے کے لئے بغداد آ گیا۔ یہ پہلے ہی سے سلطان طغرل بک کا مطیع اور فرمانبردار ہو گیا تھا۔

آل بویہ کی حکومت کا خاتمہ۔ جس وقت سلطان طغرل بک بغداد میں وارد ہوا اس کے لشکری تمام شہر میں اپنی ضروریات حاصل کرنے کے لئے منتشر ہو گئے۔ اتفاقاً ترکوں سے اور ایک بازاری شخص سے جھگڑا ہو گیا۔ بازیوں نے مجمع ہو کر ان لوگوں کو مارا اور ان پر پتھر برسائے۔ شور و غل کی آواز بڑھی اور تمام باشندگان شہر کے کانوں تک پہنچی۔ شبہ پیدا ہوا کہ الملک الرحیم نے سلطان طغرل بک سے لڑائی چھیڑ دی۔ چاروں طرف سے کل اہل بغداد ترکوں پر ٹوٹ پڑے۔ صرف اہل کرخ اس میں شریک نہیں ہوئے۔ ان لوگوں نے ترکوں کو اہل بغداد کے حملوں سے بچایا اور ان کی حمایت کی۔ سلطان طغرل بک کے وزیر عمید الملک نے عدنان بن رضی نقیب علویہ کو شکریہ ادا کرنے کے لئے کرخ سے بلا بھیجا اس نے اہل کرخ کا سلطان طغرل بک کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ سرداران و عیلم اور الملک الرحیم کے مہاجمین اس طوفان بے تمیزی کی تہمت سے بچنے کے خیال سے محل سرائے خلافت میں چلے گئے اور سلطان طغرل بک کے سپہ سالاران لشکر عوام الناس کی بغاوت فرو کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ بغدادیوں کا ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ ہزار ہانچی ہوئے۔ رئیس الرؤسا اور اس کے مصاحبوں کے مکانات، رصافہ، خلفاء کے مقابر اور بہتوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ خوف، مصیبت اور بلاؤں کی کوئی حد نہ تھی۔ ایک ہوا عالم سارے شہر پر طاری تھا۔ ہنگامہ کے اگلے دن سلطان طغرل بک نے خلیفہ قائم کے پاس عتاب آمیز خط روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ یہ ساری حرکتیں و عیلم اور الملک الرحیم کی ہیں۔ اگر یہ لوگ فوراً حاضر ہو گئے تو اس جرم سے بری سمجھے جائیں گے۔ ورنہ ان کی سازش اور ان کے ارتکاب جرم کا یقین کامل ہو جائے گا۔ سب سے پہلے سلطان طغرل بک کے قاصد کے ہمراہ خلیفہ قائم آیا۔ وہ جس وقت خیموں کے قریب پہنچا۔ ترکوں نے اس کو اور اس کے ترجمانوں کو لوٹ لیا۔ مگر جو نہی

الملک الرحیم کی صورت دکھائی دی۔ فوراً اس کو معدان کے ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا اور بحفاظت تمام قلعہ شیر وال میں لے جا کر قید کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی حکومت کے چھٹے برس کا ہے۔

الملک الرحیم کی اسیری و رہائی اسی بلوائے عام میں ترکوں نے قریش بن بدران والی موصل اور اس کے ہمراہیان عرب کو بھی لوٹ لیا تھا اُس سے بحال پریشان صرف تن کے کپڑے لئے ہوئے بدر بن مہملہل کے خیمہ میں جا کر پناہ لی۔ سلطان طغرل بک نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر قریش کو بلا بھیجا۔ خلعت دی اور پھر اس کو اسی کے خیمہ میں ٹھہرایا۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بک کے پاس پیام بھیجا کہ میں نے اپنے ذمہ الملک الرحیم کو تہارے یہاں حاضر کیا تھا۔ تم نے میری ذمہ داری کا پاس نہیں کیا اور اس کو معدان کے ہمراہیوں کے قید کر لیا ہے، میری خواہش یہ ہے کہ تم اس کو رہا کر دو ورنہ میں بغداد چھوڑ کر کسی طرف نکل جاؤں گا۔ مجھے تمہاری ذات سے یہ توقع نہ تھی۔ سلطان طغرل بک نے الملک الرحیم کے بعض ہمراہیوں کو رہا کر دیا مگر سب کی جاگیریں ضبط کر لیں اس وجہ سے الملک الرحیم کے اکثر ہمراہی بسا سیری کے پاس چلے گئے جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی۔ سلطان طغرل بک نے دبیں بن مزید کے پاس اپنی اطاعت قبول کرنے اور بسا سیری کے بھیجے کا پیام بھیجا۔ دبیں نے اس پیام کے مطابق اپنے صوبہ میں سلطان طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور بسا سیری کو نکالی دیا۔ بسا سیری بحال پریشان رعب چلا گیا اور مستنصر علوی والی مصر سے خط و کتابت شروع کی۔

بغداد کی تباہی چونکہ ترکان بغداد نے سلطان طغرل بک کی مخالفت کی تھی اس وجہ سے سلطان طغرل بک نے بغداد میں قبضہ حاصل کرنے کے بعد اپنے لشکریوں کو ان کو لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ترکان سلجوقیہ سواد بغداد میں چاروں طرف پھیل گئے اور جانب مغرب میں نکریت سے نسل تک لوٹ لیا اور جانب شرقی سے نہر وانات کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ دیہات، قصبات اور شہر کے شہر بزرگئے۔ رعایا اور باشندگان شہر پریشان و تباہ حال ہو کر ادھر ادھر جلا وطن ہو گئے۔

اس عام فارت گری سے فارس ہو کر سلطان طغرل بک نے انتظام مملکت کی جانب توجہ کی ہزار شب بن تغیر بن عیاض کو یہ اوائے تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ اجواز اور بصرہ کی سند حکومت عطا کی۔ ارکان کو اُس کی جاگیر میں ڈے دیا اور یہ اجازت بھی دی کہ صرف اجواز میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے ابو علی بن ابی الوکایہ جبار کو فرسیمن اور اس کے صوبہ کو جاگیر میں مرحمت فرمایا۔ اہل کرخ کو اذان صبح میں ”الصلوة خیر من النوم“ کہنے کا حکم دیا۔ دار المملکت کی بنیاد ڈالی اور تیاری کے بعد ماہ شوال سنہ رواں میں وہیں جا کر قیام پذیر ہوا۔

خلیفہ قائم اور ارسلان خاتون کا عقد اسی ۴۲۷ھ میں ذخیرۃ الدین ابو العباس محمد بن خلیفہ قائم باہر اللہ نے وفات پائی اس کے بعد سند آئندہ میں سلطان طغرل بک نے اپنی چھٹی ارسلان خاتون خدیجہ بنت داؤد کا نکاح خلیفہ قائم سے کر کے رشتہ دامادی قائم کیا۔ جلسہ عقد میں عمید الملک وزیر سلطان طغرل بک ابو علی بن ابی الوکایہ جبار ہزار شب بن تغیر بن عیاض کردی اور ابن ابی الشوک وغیرہ رؤسا ترک افواج سلطان طغرل بک بھی شریک تھے۔ رئیس الروساء نے یہ منگنی کی تھی اور وہی اس عقد میں ارسلان خاتون کا ولی ہوا تھا۔ خلیفہ قائم نے ہفہ قبول کیا نقیب القباء ابو علی، ابی تمام نقیب علوی بن عدنان بن رضی اور قاضی ابوالحسن مادر دی وغیرہ بھی شریک جلسہ تھے۔

ابوالغنائم کی بغاوت۔ رئیس الرؤساء نے ابوالغنائم بن حلمان کی حکومت واسطہ کے بارے میں سفارش کی تھی جس کی وجہ سے ابوالغنائم کو بلا تگ و دو سند حکومت واسطہ مل گئی۔ ابوالغنائم نے واسطہ پہنچ کر رؤساء امراء واسطہ سے میل جول پیدا کر کے اپنی قوت بڑھائی اور ایک لشکر بھی مرتب کر لیا۔ اہل بطحہ سے سفارش کر لی جب ہر طرح سے اپنی مضبوطی کر لی تو واسطہ کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں اور شہر پناہ بنوایا اور مستنصر علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ چند کشتیاں گرفتار کر لیں جو خلیفہ قائم کے لئے مال و اسباب لئے جا رہی تھیں۔ دار الخلافہ میں اس کی خبر لگی عمید العراق ابونصر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ واسطہ کے باہر ایک میدان میں معرکہ آرائی ہوئی میدان ابونصر کے ہاتھ رہا۔ ابوالغنائم بھاگ کھڑا ہوا۔ بہت سے اس کے ہمراہی بھی گرفتار کر لیے گئے۔ ابونصر خندق عبور کر کے شہر پناہ تک پہنچ گیا۔ عوم الناس نے تھوڑی دیر تک شہر پناہ کی فصیلوں سے لڑتے رہے۔ بالآخر وہ بھی بھاگ نکلے اور شہر کو ابونصر کے حوالہ کر دیا۔ ابوالغنائم معہ اپنے وزیر ابن فسانخس کے واسطہ کو خیر باد کہہ کر چل کھڑا ہوا۔ مگر جوں ہی ابونصر واسطہ میں منصور بن حسین کو مامور کر کے بغداد کی جانب واپس ہوا۔ ابن فسانخس وزیر واسطہ لوٹ آیا اور جس قدر ترک ہاتھ آئے سب کو تہ تیغ کیا اور دوبارہ مستنصر علوی والی مصر کا خطبہ جامع مسجد واسطہ میں پڑھا۔ منصور بن حسین جان بچانے کی غرض سے مدار بھاگ گیا۔ دار الخلافہ میں ان واقعات کی رپورٹ بھیجی ائمہ و طلبہ کی ابونصر اور رئیس الرؤساء نے واسطہ کے محاصرہ کا حکم دیا۔ منصور نے اس حکم کے مطابق واسطہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ابن فسانخس وزیر مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار شدت حصار اور طول جنگ سے تنگ آ کر ابن فسانخس گھبرا گیا اور اکثر اہل واسطہ نے منصور سے امان کی درخواست کی۔ ابن فسانخس جنگ کا نقشہ بدلا ہوا دیکھ کر بھاگ گیا۔ منصور کے لشکریوں نے تعاقب کیا اور گرفتار کر لائے۔ ماہ صفر ۴۴۹ھ میں پایہ زنجیر بغداد لائے اور تشہیر کرا کے قتل کر ڈالا۔

بسا سیری اور قطملش میں جنگ۔ آخری شوال ۴۴۸ھ میں قطملش (یہ سلطان طغرل بک کے چچا کا بیٹا اور بنی قلیح ارسلان ملوک بلاد روم کا جد ہے) بھراہی قریش بن بدران والی موصل بسا سیری اور دیمس بن مزید سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ قریب سنجار معرکہ آرائی کی نوبت آئی اتفاق یہ کہ قطملش اور قریش کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیران کے ہمراہیوں کا مارا گیا۔ قریش بن بدران زخمی ہوا اور گرفتار ہو کر دیمس بن مزید کے روبرو پیش کیا گیا۔ دیمس نے عزت سے ہاتھ ملایا اور ان سب کو لئے ہوئے موصل گیا۔ خلیفہ مستنصر علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ مستنصر علوی نے ان کو اور نیز جابر بن ماشب ابوالحسن بن عبدالرحیم ابوالفتح بن درام نصر بن عمر اور محمد بن حماد کو خلعت اور خوشنودی مزاج کا فرمان پہنچا۔

طغرل بک کی فوج کا بغداد سے انخلا۔ بغداد میں سلطان طغرل بک کے طول قیام سے رعایا کو تکلیفیں اور ایذا میں پہنچے لگیں لشکر کی کثرت بھی ہر چیز گراں ہو گئی۔ علاوہ ازیں فوجی سپاہی جا بجا دست درازی بھی کر بیٹھے تھے خلیفہ قائم نے نصیحت نامہ تحریر کیا اور باشندگان بغداد کی حالت لکھ بھیجی جس میں وہ گرفتار تھے سلطان طغرل بک نے معذرت کی کہ بوجہ کثرت فوج معذور ہوں اس کے بعد اسی شب کو سلطان طغرل بک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس کو اس عذر گناہ بدتر از گناہ اور جابرانہ حرکات پر جھڑک رہے ہیں صبح ہوتے ہی اپنے وزیر عمید الملک کی زبانی خلافت مآب کی خدمت

میں یہ کہلا بھیجا کہ جیسا کہ خادمان خلافت نے ارشاد فرمایا ہے بسرو چشم میں اس کی تعمیل کرواں گا۔ چنانچہ اسی دن لشکریوں کو رعایا کے مکانات سے نکال کر بغداد کے باہر خیموں میں ٹھہرایا اور لوگوں کے مطالبات ادا کرنے کا حکم دیا۔

طغرل بک کا تکریت پر قبضہ۔ اسی اثناء میں قطلش اور بسا سیری کی لڑائی اور قریش والی موصل کے علویوں کی طرف مائل ہو جانے کی خبر گوش گزار ہوئی۔ فوراً تیاری کا حکم دے دیا۔ تیرہ مہینے بعد بغداد سے بھعد موصل کوچ کیا اور انا اور عکبر اکو تاخت و تاراج کرتا ہوا تکریت پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ تاکہ والی تکریت نصر بن عیسیٰ نے علم خلافت عباسیہ کے آگے سر اطاعت خم کر دیا۔ سلطان طغرل بک اس سے کچھ مال و اسباب بطور تادان جنگ وصول کر کے بوازج کی جانب فراہمی لشکر کی غرض سے روانہ ہوا۔ اتفاق سے اس کی روانگی کے بعد نصر والی تکریت کا انتقال ہو گیا۔ اس کی ماں غریبہ بنت غریب بن مقن اس خوف سے کہ عباد اس کا بھائی ابو العشام تکریت پر قبضہ کر لے تکریت کو ابو الفخام کے حوالہ کر کے موصل چلی گئی۔ دبیس بن مزید کے ہاں قیام پذیر ہوئی۔ ابو الفخام نے رئیس الرؤسا سے خط و کتابت کر کے مصالحت کر لی اور تکریت کو سلطان طغرل بک کے سپرد کر کے بغداد چلا آیا۔

طغرل بک کی موصل پر فوج کشی۔ سلطان طغرل بک ۳۴۹ھ تک بوازج میں خیمہ زن رہا۔ جب اس کا بھائی یاقوتی لشکر لے کر آ گیا تو اس نے موصل کی طرف کوچ کیا۔ روانگی کے وقت ہزار شب بن حکیم کردی کو شہر بلد جاگیر میں دیا۔ لشکریوں نے بلد کے لوٹنے کا قصد کیا۔ سلطان طغرل بک نے ممانعت کی بعد ازاں اہل بلد کو موصل چلے جانے کی اجازت دے دی اور خود نصیبین کی طرف متوجہ ہوا۔ ہزار شب نے ایک ہزار سواروں کی جمیعت سے باغیان عرب کی قیام گاہ کے قریب پہنچ کر اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھادیا اور دوسرے حصے کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ تھوڑی دیر لڑ کر پیچھے ہٹا۔ باغیان عرب آگے بڑھے ہزار شب لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتا آتا تھا اور باغیان عرب دلیری کے ساتھ جوش کامیابی میں آگے بڑھے آتے تھے جوں ہی باغیان عرب کمین گاہ سے متجاوز ہوئے۔ ہزار شب کی فوج نے جو کمین گاہ میں چھپی بیٹھی تھی حملہ کر دیا۔ باغیان عرب کے حواس جاتے رہے۔ شکست کھا کر بھاگے ترکان سلجوقیہ نے قتل و قید کا ہنگامہ گرم کر دیا اور گروہ کثیر کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں بنی نمیرا صاحب حران و رقد بھی تھے۔ ہزار شب نے ان سب قیدیوں کو سلطان طغرل بک کے حضور میں پیش کیا۔ سلطان طغرل بک نے سب کے قتل کا حکم دے دیا۔

دبیس اور قریش کی اطاعت۔ اس واقعہ سے دبیس اور قریش کی گرمی دماغ فرو ہو گئی۔ ہزار شب کے پاس سلطان طغرل بک کو راضی کرنے کا پیام بھیجا۔ ہزار شب کے کہنے سننے سے سلطان طغرل بک نے ان دونوں کی خطا معاف کر دی۔ باقی رہا بسا سیری اس کے متعلق یہ کہا کہ چونکہ اس کی خطا کا تعلق خلافت مآب سے ہے اس وجہ سے ہم نہیں معاف کر سکتے خلافت مآب جو چاہیں کریں ہم ان کے حکم کے تابع و فرمانبردار ہیں۔ اسی بناء پر بسا سیری نے رجب کی جانب کوچ کر دیا۔ بغدادی ترکوں، عقیل بن مقلد اور ایک گروہ بنی عقیل نے اس کی اتباع کی۔ تب سلطان طغرل بک نے ابوالفتح بن درام کو بسا سیری کے پاس اس کے خیالات دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ابوالفتح نے واپس ہو کر بیان کیا کہ بسا سیری آپ کے علم حکومت کے آگے سراطاعت جھکانے کو تیار ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہزار شب کو امان نامہ دے کر اس کے پاس روانہ کیجئے چنانچہ سلطان طغرل بک نے ہزار شب کو امان نامہ دے کر بسا سیری اور فضل کے پاس روانہ کیا۔ ہزار شب نے ان دونوں کو

سلطان طغرل بک کی خدمت میں حاضر ہونے پر بہت کچھ اُبھارا اور جان و مال کی امان دینے کی قسم کھائی مگر ان دونوں پر خوف کچھ ایسا غالب ہو گیا تھا کہ انہوں نے ہزار شب کی ایک بھی نہ سنی۔

قریش کی مسند حکومت: اس کے بعد قریش نے ابوالسراہیہ اللہ بن جعفر کو اور دہیس نے اپنے بیٹے منصور کو سلطان طغرل بک کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان طغرل بک نے ان دونوں سے بیعت و احترام ملاقات کی۔ اور ان دونوں کو ان کے صوبجات کی مسند حکومت تحریر کر کے عنایت فرمائی۔ قریش کے زیر حکومت نہر الملک ہا درو یا انبار ہیبت و جبل نہر بیطر، عکبر ا دانا، مکریت، موصل اور نصیبین تھا۔

جزیرہ کا محاصرہ: باغیان عرب سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بک نے دیار بکر کا رخ کیا اور جزیرہ ابن عمر پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ والی جزیرہ نے خطا معاف کرانے کی درخواست کی۔ تحائف اور نذرانے پیش کئے۔ اثناء محاصرہ میں ابراہیم نیال (سلطان کا بھائی) طے کو آیا۔ امراء و رؤساء شہر نے حاضر ہو کر نذرین گزرائیں۔ ابراہیم کے آنے پر سلطان طغرل بک نے ہزار شب کو دہیس اور قریش کے پاس روانہ کیا (ان دونوں نے بعد مراجعت سلطان پھر ہاتھ پاؤں نکالے تھے) اور عواقب سرکشی و بغاوت سے ڈرایا۔ دہیس تو اپنے صوبہ عراق چلا گیا اور قریش بسا سیری کے پاس رجب میں ٹھہرا رہا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا مسلم بن قریش بھی تھا۔

طغرل بک کا سنجار پر قبضہ: اسی اثناء میں قطلش (یہ سلطان طغرل بک کا چچا زاد بھائی تھا) نے اہل سنجار کی سال گذشتہ کی بے عنوانیوں کی شکایت کی کہ ان لوگوں نے جس وقت قریش اور دہیس سے شکست کھا کر واپس آ رہا تھا۔ مجھے سخت تکلیف پہنچائی تھی اور میرے آدمیوں کو مار ڈالا تھا۔ سلطان طغرل بک نے ایک لشکر سنجار پر بھیج دیا جس نے طویل محاصرہ کے بعد بزور تیغ سنجار کو مفتوح کر لیا۔ کئی روز قتل و خون ریزی کا بازار گرم رہا۔ علی بن وحی امیر سنجار بھی مارا گیا۔ باقی ماندگان کی بابت ابراہیم نے سفارش کی سلطان طغرل بک نے ان لوگوں کی خطا معاف کی سنجار اور اس کے ساتھ ہی موصل و مضافات موصل کی عنان حکومت ابراہیم کو دی۔

طغرل بک کی بغداد کو مراجعت: اس عرصہ میں ۴۴۹ھ کا دور آ گیا سلطان طغرل بک نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ رئیس الروسا خلافت مآب کی جانب سے استقبال کو آیا اور خلافت مآب کا سلام پہنچایا۔ طائی جام مرصع بجواہر پیش کیا۔ خلعت دی۔ سلطان طغرل بک نے شکرگزاری کے ساتھ خلعت کو زیب تن کیا اور شاداں و فرحاں بغداد میں داخل ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہونے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے حاضری کی اجازت دی اور اسی غرض سے دربار عام منعقد کیا۔ سلطان طغرل بک مع اپنے سرداران لشکر اور مصاحبوں کے کشتیوں پر سوار ہو کر آیا جو نبی خشکی پر قدم رکھا خلافت مآب کی خاص سواری کا گھوڑا پیش کیا گیا۔ سوار ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوا اس وقت خلیفہ قائم ایک تخت پر جو زمین سے سات زراع بلند تھا۔ رونق افروز تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے تھے ہاتھ میں ایک چھتری تھی۔ سامنے کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ سلطان طغرل بک نے حاضر ہو کر دستور کے مطابق زمین بوسی کی اور خلافت مآب کے اشارہ پر ایک کرسی پر ادب کے ساتھ بیٹھ گیا۔

طغرل بک کی توقیر: رئیس الروساء نے خلافت مآب کی جانب سے کھڑے ہو کر کہنا شروع کیا۔ ”امیر المؤمنین خلیفہ المسلمین تمہاری کوششوں کے بے حد شکر گزار ہیں اور تمہاری جاں نثاری اور خدمت گزاری کے حد سے زیادہ مداح ہیں۔ امیر المؤمنین کو تمہاری حاضری سے بہت بڑی مسرت ہوئی۔ امیر المؤمنین تم کو کل بلاد کی حکومت عطا فرماتے ہیں جس کا حکمران اللہ جل شانہ نے ان کو بنایا ہے اور خلق اللہ کے مراعات و داد و فریاد تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ لازم ہے کہ جس حکومت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ سے بظاہر و باطن ڈرتے رہو۔ امیر المؤمنین کے احسانات و انعامات کو فراموش نہ کرو۔ عدل و انصاف کے پھیلائے، ظلم و جور کے روکنے اور عیوب کی اصلاح کی بجان و دل کو شان رہو۔“ سلطان طغرل بک نے زمین بوسی کی خلیفہ قائم نے اشارہ کیا۔ خلعت فاخرہ عطا ہوئی اور ”الملك المشرق والمغرب“ کا خطاب عنایت ہوا۔ سلطان طغرل بک نے بڑھ کر خلافت مآب کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ خلعت کو اٹھا کر آنکھ سے لگایا اور یہ نظر افتخار سر پر رکھ لیا۔ رئیس الروساء نے سند حکومت لکھ کر سلطان طغرل بک کے حوالہ کی۔ دربار برخواست ہوا۔ سلطان طغرل بک اپنی قیام گاہ پر آیا۔ پچاس ہزار دینار اور پچاس ترکی غلام معہ گھوڑے اور سائیسوں اور عمدہ عمدہ پارچہ جات کے بطور نذر خلافت مآب کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابراہیم کی سرکشی و اطاعت: ابراہیم نے بلاد جبل اور ہمدان پر قبضہ کر رکھا تھا اور آہستہ اطراف بلاد جبل و ہمدان سے حلوان تک ۴۳۷ھ میں قابض ہو گیا اس کے بعد ابراہیم سے اور سلطان طغرل بک سے آن بن ہو گئی اس بناء پر کہ سلطان طغرل بک نے اس سے شہر ہمدان اور بلاد جبل کے قلعہ کو جو اس کے قبضہ میں تھے واپس طلب کیا تھا اور ابراہیم نے جوش مردانگی میں آ کر انکار کر دیا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ ایک لشکر فراہم کر کے عساکر سلطانی سے جا بھڑانگر پہلے ہی حملہ میں منہ کی کھائی۔ شکست کھا کر بھاگا اور قلعہ سرماج میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ سلطان طغرل بک نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ مجبوری ابراہیم نے خطا معاف کرنے کی درخواست کی اور دروازہ قلعہ کھول دیا۔ سلطان طغرل بک نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۴۱ھ کا ہے۔ سلطان طغرل بک قلعہ سرماج پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ تمہارا جی چاہے تو میرے ساتھ یہیں قیام پذیر رہو یا جس صوبہ کو پسند کرو میں وہاں کی سند حکومت تم کو دے دوں تم وہاں چلے جاؤ ابراہیم نے شرط اول کو اختیار کیا۔

قریش کی سرکشی و معزولی: ان واقعات کے بعد ۴۴۷ھ میں سلطان طغرل بک نے دار الخلافہ بغداد پر قبضہ حاصل کیا اور اس کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔ بسا سیری نے قریش بن پدران والی موصل اور دینس بن مزید صاحب حلب کی پشت پناہی سے بغاوت و سرکشی کی۔ سلطان طغرل بک نے ان کی سرکوبی کو بغداد سے خروج کیا۔ ابراہیم نیال (سلطان کا بھائی) بھی اپنی فوج لئے ہوئے آ ملا۔ چنانچہ سلطان طغرل بک نے موصل کو قریش کے قبضہ سے نکال کر ابراہیم کے سپرد کر دیا۔ علاوہ اس کے سباز رجبہ اور کل صوبہ جات کو جو قریش کے زیر حکومت تھے ان کی سند حکومت بھی ابراہیم کو عطا کی اور ۴۴۹ھ میں واپس آیا۔

معز کہ موصل: بعد ازاں ۴۵۰ھ میں یہ خبر مسوع ہوئی کہ ابراہیم نے موصل سے بلاد جبل کی طرف کوچ کیا ہے۔ اس سے سلطان طغرل بک کو خطرہ پیدا ہوا و انجسی کا خط لکھ بھیجا خلیفہ قائم نے بھی اسی مضمون کا فرمان کندی کے ہاتھ روانہ کیا۔ چنانچہ

ابراہیم نے کندی کے ہمراہ بغداد کی طرف مراجعت کی۔ بسا سیری اور قریش بن بدران نے یہ خبر پا کر موصل پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی ایک دن میں اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل بک نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل پر فوج کشی کر دی اور بسا سیری اور قریش موصل چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے سلطان طغرل بک ان دونوں کا نصیب تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ اسی مقام سے اس کا بھائی ابراہیم سے علیحدہ ہو کر ماہ رمضان ۴۵۰ھ میں ہمدان کی طرف روانہ ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ علوی وادی مصر اور بسا سیری نے اس سے خط و کتابت کر کے اپنی طرف مائل کر لیا اور حکومت و سلطنت کی طمع دلائی تھی۔ سلطان طغرل بک کو اس خطرہ کا خیال پیدا ہوا۔ نصیبین سے ابراہیم کے تعاقب میں کوچ کر دیا اور اپنی بیوی خاتون کو اپنے وزیر عمید الملک کندی کے ہمراہ بغداد واپس کر دیا۔

قلعہ ہمدان کا محاصرہ : تھوڑے دنوں کی مسافت طے کرنے کے بعد ہمدان پر پہنچا۔ اس عرصہ میں ترکان بغداد کی فوج بھی آگئی اور قلعہ ہمدان کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بھائی ابراہیم کے پاس بھی ترکوں کا ایک گروہ کثیر مجتمع ہو گیا۔ ابراہیم نے ان کے اطمینان کے لئے طغرل بک سے مصالحت نہ کرنے اور ان کو عراق نہ لے جانے کی قسم کھائی۔ اتفاق سے انہیں دنوں محمود احمد پسران ارتاش (یہ ابراہیم کا بھائی تھا) بھی غز کی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے ابراہیم کی کمک پر آ گیا جس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ چونکہ سلطان طغرل بک کے ہمراہ مختصری فوج تھی اس لئے محاصرہ سے دست کش ہو کر رہے چلا آیا اور اپنے برادر زادہ ارسلان بن داؤد کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور امداد طلب کی (ارسلان نے اپنے باپ داؤد کے بعد ۴۵۱ھ میں خراسان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا) پس ارسلان نے کثیر لشکر فراہم کر کے ہمدان پر چڑھائی کر دی۔ یا قوت اور قاروت بک (یہ دونوں اس کے بھائی تھے) بھی اس ہم میں اس کے ہمراہ تھے۔ ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے مقابلہ کیا۔ مگر بد قسمتی سے شکست کھا کر بھاگا۔ اثناء داروگیر میں ابراہیم مع اپنے برادر زادگان محمد و احمد کے گرفتار ہو گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد سلطان طغرل بک کے روبرو پیش کیا گیا۔ سلطان طغرل بک نے سب کو قتل کر ڈالا اور خلیفہ قائم کے فرمان کے مطابق بغداد کی جانب مراجعت کی۔

بسا سیری اور قریش کا بغداد پر حملہ : آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان طغرل بک اپنے بھائی سے لڑنے کے لئے ہمدان چلا گیا ہے اور اپنے وزیر عمید الملک کو خلافت مآب کی خدمت میں بغداد روانہ کر دیا ہے اور بسا سیری و قریش بن بدران یہ خبر پا کر کہ سلطان طغرل بک آ رہا ہے موصل چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ جوں ہی سلطان طغرل بک نے ہمدان کا رخ کیا بسا سیری و قریش نے موقع پا کر بغداد کا راستہ لیا اس وجہ سے عوام الناس اور بازار یوں کی گرم بازاری ہو گئی۔ خلیفہ قائم نے دیس بن مزید کو عہدہ سحابت دینے کے لئے بغداد بلا بھیجا۔ چنانچہ دیس ایک سواروں کی جمعیت سے بغداد آ گیا۔ شرقی بغداد میں قیام پذیر ہوا اور خلیفہ قائم سے یہ کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے ہمراہ بغداد سے نکل چلے اور ہزار شب کو جو اس وقت واسط میں تھا دشمنان خلافت مآب کی مدافعت کے لئے طلب کیا۔ ہزار شب نے آنے میں تاخیر کی اتنے میں بسا سیری آٹھ ذیقعدہ ۴۵۰ھ کو چار سو جنگ آ درغلاموں کی جمعیت کے ساتھ بغداد میں داخل ہو گیا۔ ابوالحسین بن عبدالرحیم وزیر بھی اس کے ہمراہ تھا۔ حسین بن بدران ایک سواروں کے ساتھ آیا ہوا تھا۔ یہ لوگ شہر کے باہر متفرق طور پر خیمہ زن تھے لشکر بغداد اور باشندگان شہر عمید العراق کے پاس مجتمع ہوئے اور مسلح ہو کر بسا سیری کے مقابلہ پر آئے مگر بلا جدال و قتال واپس چلے گئے۔

بسا سیری کا بغداد پر قبضہ: بسا سیری نے بغداد میں داخل ہو کر پہلے جامع منصور میں مستنصر علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ بعد ازاں جامع رصافہ میں پڑھا۔ اذان میں ”حی علی خیر العمل“ کے کہنے کا حکم دیا اور مقام زاہر میں معاذ بنے لشکر کے پڑاؤ کیا۔ چونکہ بسا سیری کا میلان مذہب شیعہ کی جانب تھا اس وجہ سے شیعہ اس کا دم بھر رہے تھے اور اہل سنت و جماعت ترکوں کی مخالفت اور بدسلوکی کے سبب سے اس کے ہم آہنگ تھے۔ کندری با نظر سلطان طغرل بک لڑائی کی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنا چاہتا تھا اور رئیس الروساء ہر لحظہ آمادہ جنگ تھا۔ حالانکہ معرکہ آرائی میں اس کو کچھ دخل نہ تھا۔ ایک روز اتفاق سے بغیر اطلاع کندری رئیس الروساء مسلح ہو کر نکل پڑا۔ فوج جنگ سے واقفیت تو تھی ہی نہیں شکست کھائی۔ ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا کام آ گیا۔ باب الازج جو محل سرائے کا دروازہ تھا لوٹ لیا گیا۔ اہل حرم اطفال و خیزاں مجلسرائے خلافت کے گوشوں میں جا چھپے خلیفہ قائم نے کندری کو دشمنان خلافت کی مدافعت کا حکم دیا اور خود بھی جنگی لباس پہن کر لڑنے کو نکلا اس وقت فتح مند گروہ لوٹ مار کرتا ہوا باب الفردوس تک پہنچ گیا تھا اور کندری نے قریش سے امان حاصل کر لی تھی، مجبوراً خلیفہ قائم مجلسرائے خلافت میں واپس آیا اور مجلسرائے خلافت کی فیصل سے قریش کو پکارا اور بذریعہ رئیس الروساء امان کی درخواست کی۔ رئیس الروساء بھی امان کا خواستگار ہوا۔ قریش نے دونوں کو امان دی۔

خلیفہ قائم کی گرفتاری: رئیس الروساء اور خلیفہ قائم محل سرائے خلافت سے نکل کر قریش کے ساتھ ہوئے بسا سیری کو قریش کی یہ بدعہدی ناگوار گزری۔ بول اٹھا ”اے قریش تو نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی“ قریش نے جواب دیا ”یہ بدعہدی نہیں ہے ہم میں اور تم میں یہی عہد ہوا تھا کہ جس پر ہم لوگ قابض ہوں گے بالمشارکت قابض ہوں گے یہ رئیس الروساء تمہارا ہے اور خلیفہ میرا ہے“۔ چنانچہ جس وقت رئیس الروساء بسا سیری کے رو برو پیش ہوا بسا سیری کمال تند خوئی سے پیش آیا۔ رئیس الروساء نے خطا معاف کرنے کی استدعا کی۔ بسا سیری نے انکار کر دیا۔ باقی رہا خلیفہ قائم۔ اس کو قریش نے اسی صورت سے جیسا کہ وہ تھا اپنے لشکر گاہ میں لایا۔ اپنے خاص خیمہ میں اتارا اور اس کی بیوی ارسلان خاتون بنت بردار سلطان طغرل بک کو اپنے ایک معتمد خاص کے سپرد کیا اور اس کی خدمت گزاری کا حکم دیا۔ دار الخلافہ اور حرم سرائے خلافت کئی دن سے لٹتا رہا۔

رئیس الروساء کا خاتمہ: بعد ازاں قریش نے خلیفہ قریش کو اپنے بردار عم زاد مہارش بن مہلکی کی حفاظت میں دیا۔ مہارش نے اس کو بغداد سے حدیث خان میں لا کر ٹھہرایا اور بسا سیری بغداد ہی میں مقیم رہا۔ مصری امراء کے ساتھ نماز عید الاضحیٰ پڑھی اور رؤساء شہر کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ فقہاء اور قضاة کو وظائف اور تنخواہیں دیں۔ تعصب مذہبی کو دخل نہیں دیا۔ خلیفہ قائم کی ماں کو بدستور اسی کے مکان میں رہنے دیا اسے لونڈیاں خدمت کرنے کو دیں اور مصارف روزانہ کے لئے اس کی تنخواہ مقرر کر دی۔ ہنگامہ فرد ہونے پر قریش نے محمود بن اہزم کو کوفہ اور فرات کی گورنری عطا کی اور بسا سیری نے رئیس الروساء کو آخری ذی الحجہ ۳۵۰ھ کو جیل سے نکال کر حد نجفی کے قریب اس کی وزارت کے پانچویں برس صلیب پر چڑھا دیا۔ ابن ماکولا کہتا ہے کہ رئیس الروساء کی شہادت ۳۵۱ھ میں ہوئی۔

بسا سیری کا والی مصر کے نام خط: دار الخلافہ بغداد کی غارت گری سے فارغ ہو کر بسا سیری نے مستنصر علوی والی

مصر کی خدمت میں فتح کا اطلاع نامہ روانہ کیا۔ عراق میں دولت علویہ کے جانشین کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اطلاع کی۔ اتفاق سے ان دنوں ابو الفرج برادر زادہ ابو القاسم مغربی مصر میں وزارت کر رہا تھا۔ اس نے بسا سیری کے اس فعل کی بے حد مذمت کی اور والی مصر کو اس کے عواقب امور سے ڈرایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مدت تک بسا سیری کی عرضداشت کا جواب نہ دیا گیا تو بسا سیری کے خلاف اُمید جواب ملا۔

بسا سیری کا واسطہ اور بصرہ پر قبضہ: اس کے بعد بسا سیری نے بغداد سے واسطہ و بصرہ کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اہواز کی طرف بڑھا۔ ہزار شب بن تنگیر والی اہواز نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ چنانچہ ایک مقدار مقررہ خراج سالانہ بھیجنے پر صلح ہو گئی۔ مصالحت کے بعد بسا سیری نے ماہ شعبان ۳۵۱ھ میں واسطہ کا رخ کیا۔ صدقہ بن منصور بن حسین اسدی اُس سے علیحدہ ہزار شب کے پاس چلا آیا۔ اس کو اس کے باپ کے بعد سند حکومت عطا ہوئی۔ جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

بسا سیری کا فرار: ان واقعات کے بعد بسا سیری تک یہ خبر پہنچی کہ سلطان طغرل بک کو بمقابلہ ابراہیم (برادر زادہ سلطان مذکور) کامیابی حاصل ہو گئی۔ ابھی اس نے اپنے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی تھی کہ سلطان طغرل بک نے قریش اور بسا سیری کے پاس یہ پیام بھیجا ”تم لوگ فوراً خلافت مآب کو دار الخلافہ میں واپس بھیج دو اور خطبہ دسکے ان کے نام کا بدستور جاری کر دو۔ میں فقط اسی امر پر قانع ہو جاؤں گا۔ ورنہ مجھے اپنے سر پر پہنچا ہوا تصور کرو“۔ بسا سیری نے انکاری جواب دیا اس بناء پر سلطان طغرل بک نے لشکر آراستہ کر کے عراق کی جانب کوچ کیا جس وقت سلطان مقدمہ الجیش قصر شیریں میں وارد ہوا اور بغداد میں یہ خبر مشہور ہوئی تو لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی اہل کرخ مع اپنے اہل و عیال کے براہ خشکی و دریا بھاگ گئے۔ بنو شیبان کی بن آئی غارت گری شروع کر دی۔ بسا سیری بھی مع اہل و عیال چھٹی ذیقعدہ ۳۵۱ھ میں بغداد داخل ہونے کے کابل ایک برس بعد بغداد سے کوچ کیا۔ بد نظمی غارت گری اور آتش زنی کی گرم بازاری ہو گئی۔

خلیفہ قائم کی بحالی: اس اثناء میں سلطان طغرل بک بغداد پہنچ گیا۔ اثناء راہ سے امام ابو بکر احمد بن محمد بن ایوب معروب بہ ابن فورک کو قریش بن بدران کے پاس اس کے اس سلوک کا شکریہ ادا کرنے کو بھیج دیا تھا جو اس نے خلیفہ قائم اور اس کی بیوی ارسلان خاتون (سلطان طغرل بک کی بیٹی) کے ساتھ کئے تھے اور ان دونوں کو واپس لانے پر بھی اس کو مامور کیا تھا۔ لیکن امام ابو بکر کے پہنچنے سے پیشتر قریش نے خلیفہ قائم کو مع اس کی بیوی کے مہارش کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ خلافت مآب کو لے کر تم کسی بیابان میں چلے جاؤ۔ تاکہ سلطان طغرل بک یہ خبر پا کر قصد عراق سے باز رہے اور اس ذریعہ سے ہم جو چاہیں گے۔ سلطان سے بزور و حکم کرا لیں گے۔ مہارش نے اس کی تعمیل سے انکار کیا۔ اس وجہ سے کہ بسا سیری نے بد عہدی کی تھی اور یہ معذرت کی کہ میں نے خلافت مآب سے کچھ ایسا قول و اقرار کیا ہے کہ جس کا توڑ نامیرے امکان سے باہر ہے۔ یہ پیام بھیجنے کے بعد مہارش مع خلافت کے عراق کی جانب روانہ ہوا اور بدر بن مہملہل کے شہر کاراستہ اختیار کیا۔ ابن فواک کو اس کی خبر لگی تو نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بدر کے پاس پہنچ گیا۔ خلافت مآب سے ملاقات کی۔ بدر نے سلطان طغرل بک کی طرف سے نذرانے اور تحفے پیش کئے۔ اتنے میں سلطان طغرل بک تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ فوراً اپنے وزیر کندری کو مع امراء دولت اراکین سلطنت حجاب خیمے پر دے اور گھوڑے کے خلیفہ قائم کو لانے کے لئے روانہ کیا۔ بدر کے

شہر میں ان لوگوں کو خلافت مآب کی ملازمت کا شرف حاصل ہوا۔ خلافت مآب کو ان سے ملنے سے بے حد مسرت ہوئی چوبیس ذیقعدہ ۳۵۰ھ کو موعان لوگوں کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ سلطان طغرل بک روانگی کی خبر سے مطلع ہو کر استقبال کو آیا ہوا تھا نہروان میں ملاقات ہوئی۔ دست بوسی کی۔ سلامتی کی مبارکباد دی اور اتنے دنوں خلافت مآب کی خبر گیری میں تاخیر کرنے کے سلسلے میں معذرت کی کہ ”میرا بھائی داؤد خراسان میں انتقال کر گیا تھا ابراہیم ولی ہمدان کے علم عباسیہ کے مقابلہ میں بغاوت کر دی تھی میں اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی طرف متوجہ تھا۔ ہمارے خلافت مآب کے اقبال اور خداوند ذوالجلال والا کرام کے افضل سے ابراہیم باغی و سرکش پر اس خام کو فتح یابی حاصل ہوئی اور اس کو میں نے بجرم بغاوت مار ڈالا اور داؤد کے لڑکوں کو داؤد کی جگہ پر قائم کیا۔ اب میرا قصد بسا سیری کے تعاقب میں شام جانے کا ہے اور خلافت مآب اجازت دیں تو والی مصر سے بھی دو چار ہونے کا ارادہ ہے۔“ خلیفہ قائم نے خوش ہو کر اپنے ہاتھ سے سلطان طغرل بک کے گلے میں تلوار حاکل کی اور ارشاد فرمایا ”سوائے اس کے امیر المؤمنین کے قبضہ میں اس وقت اور کچھ نہیں ہے۔“ سلطان طغرل بک نے خیمہ کا پردہ اٹھا دیا امراء دولت نے دوڑ کر قدم بوسی کی اور واپس آئے اس کے بعد سلطان طغرل بک نے مع خلافت مآب کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ بغداد میں امراء دولت اور روساء شہر میں سے کوئی باقی نہ تھا۔ جو خلافت مآب کے استقبال کو آتا۔ سلطان طغرل بک نے آگے بڑھ کر باب نوبی پر قیام کیا جہاں کہ خلافت مآب کا حاحب رہتا تھا اور جب خلیفہ قائم کا اس مقام سے گزر ہوا تو سلطان طغرل بک نے اٹھ کر خلیفہ قائم کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ساتھ ساتھ مجلسرائے خلافت کے دروازہ پر آیا جب خلیفہ قائم مجلسرائے خلافت میں چلا گیا تو سلطان طغرل بک اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اور امور سلطنت کی تدبیر میں مصروف ہوا۔ یہ واقعہ ۲۵ ذیقعدہ ۳۵۰ھ کا ہے۔

بسا سیری کا قتل خلافت مآب کی واپسی بغداد کے بعد سلطان طغرل بک نے خمار تکین کو دو ہزار سواروں کی جمعیت سے کوفہ کی جانب روانہ کیا۔ سرایا بن مینح کو معہ بنی تغلبہ کے ان کی کمک کا حکم دیا اور ان کے پیچھے پیچھے خود بھی لشکر آراستہ کر کے روانہ ہوا۔ دہیس، قریش اور بسا سیری کو اس کی اطلاع نہ ہوئی۔ وہ بے فکری کے ساتھ غارت گری میں مصروف تھے کوفہ کو لوٹ چکے تھے کہ سلطانی لشکر کوفہ کی راہ سے نمودار ہوا۔ مقابلے کی طاقت نہ تھی بطیمہ کی جانب بھاگے۔ دہیس نے عرب کو واپس کر لینے کی کوشش کی۔ کامیاب نہ ہوا۔ آپ بھی اُن کے ساتھ ہو لیا۔ باقی رہے بسا سیری اور قریش وہ سینہ سپر ہو کر میدان میں آئے۔ ایک گروہ ان دونوں کے ہمراہیوں کا مارا گیا۔ ابوالفتح بن درام، منصور بن بدران، حماد بن دہیس قید کر لئے گئے۔ بسا سیری کو ایک تیر لگا۔ زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا۔ کشتکین نامی ایک سوار نے بڑھ کر سر قلم کر دیا اور وزیر کندی کے رو بہ ویش کیا۔ کندی نے سلطان طغرل بک کے پاس روانہ کر دیا۔ سلطانی لشکر نے باغیوں کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا جس کو پایا گرفتار کیا۔ سلطان طغرل بک نے فتح یابی کی اطلاع کے ساتھ بسا سیری کا سر بھی بغداد بھیج دیا۔ خلافت مآب کے حکم سے پندرہ ذی الحجہ ۳۵۱ھ کو بسا سیری کا سر مجلسرائے خلافت کے دروازہ پر باب نوبی کے سامنے لٹکا دیا گیا دہیس بھاگ کر بطیمہ پہنچا۔ اس کے ہمراہ زعمیم الملک ابوالحسن عبدالرحیم بھی تھا۔

بسا سیری لڑکی النساء بھاء الدولہ بن عضد الدولہ کا خادم تھا اس کا نام ارسلان اور کنیت ابوالحرث تھی۔ بسا سیری

کے حرف اول کا تلفظ فاء اور باء کے درمیان میں ہے۔ فساء شہر کی طرف جب کوئی منسوب کیا جاتا ہے تو فوسوی کہلاتا ہے۔ ابو علی فارسی صاحب ایضاً اسی شہر کا رہنے والا تھا چونکہ بسا سیری کا پہلا آقا بسا کا رہنے والا تھا اسی مناسبت سے اس کو بسا سیری کہنے لگے۔

سلطان طغرل بک کی واسطہ کو روانگی: دار الخلافہ بغداد کے انتظام سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بک نے اوائل ۴۵۲ھ میں واسطہ کی طرف کوچ کیا۔ ہزار شب بن تغیر والی اہواز یہ خبر یا کر سلطان طغرل بک سے ملنے کو واسطہ میں حاضر ہوا۔ عرض معروض کر کے ہمیں بن مزید اور صدقہ بن منصور بن حسین کی غفور تقصیر کرائی اور تلافی کی غرض سے دربار سلطانی میں حاضر کیا۔ سلطان طغرل بک نے ان دونوں کا قصور معاف کر دیا۔ بعد ازاں ابو علی بن فضلان کو واسطہ پر بشرط ادائے خراج دو لاکھ سالانہ اور ابوسعید ساہور بن مظفر کو بصرہ پر مامور کیا اور بغداد کی جانب مراجعت کی۔ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب کی حضوری کا شرف حاصل ہوا۔ چند روز بعد ماہ ربیع الاول ۴۵۲ھ میں بلاد جبل کی طرف روانہ ہوا۔ بوقت روانگی امیر برسق کو بغداد کا شیعہ مقرر کیا۔ ابوالفتح مظفر بن حسین کو بغداد کا ٹھیکہ چار لاکھ دینار پر تین برس کے لئے دیا۔ محمود احرم کو کئی خزانہ کی انارت اور کوفہ و فرات کی حکومت پر واپس کیا۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے سلطان طغرل بک کے مہاجرین کو چار ہزار سالانہ کی جاگیریں مرحمت ہوئیں۔

وزراء کی تبدیلیاں: خلیفہ قائم نے بغداد واپس آنے پر ابو تراب اشیری کو امیر البحر مقرر کیا۔ کشتیوں کی فراہمی کی خدمت سپرد کی اور ”حاجب الحجاب“ کا لقب مرحمت فرمایا۔ یہ اس خدمت کا صلہ تھا جو اس نے خلافت مآب کی خدمت کی انجام دی تھی۔ تھوڑے دنوں بعد شیخ ابو منصور یوسف نے ابوالفتح بن احمد بن دارست کی وزارت کی سفارش کی اور عرض کیا کہ تنخواہ یا جاگیر لینا تو درکنار ابوالفتح بطور نذرانہ کے ایک معتد بہ رقم سالانہ پیش کیا کرے گا۔ خلافت مآب نے شیخ ابو منصور کی سفارش منظور فرمائی چنانچہ ۱۵ ربیع الثانی ۴۵۳ھ کو ابوالفتح اہواز سے بغداد میں داخل ہوا خلافت مآب نے خلعت دیا اور قلمدان وزارت عطا فرمایا۔ ابوالفتح اس سے پیشتر ابوکالیجار کی طرف سے تجارت کرتا تھا۔ القصد سال تمام ہو گیا اور رقم معینہ ادا نہ کر سکا۔ اس پر خلیفہ قائم نے اس کو معزول کر دیا۔ اہواز لوٹ آیا۔ اس کے بعد ہی ابونصر بن جہیز وزیر نصیر الدولہ بن مردان بہ امید وزارت بغداد آیا۔ عہدہ وزارت کی درخواست کی اور خلافت مآب سے لڑ جھگڑ کے عہدہ وزارت حاصل کر لیا۔ خلافت مآب نے عہدہ وزارت عطا کرنے بعد نصر الدولہ کا خطاب مرحمت فرمایا۔

سلطان طغرل بک کی خلیفہ سے رشتہ کی درخواست: ۴۵۳ھ میں سلطان طغرل بک نے ابوسعید قاضی کے واسطے سے خلیفہ قائم کی لڑکی سے نکاح کرنے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اس سے انکار کیا بعد ازاں ابو محمد شعی کی زبانی یہ کہلا بھیجا کہ سلطان طغرل بک امیر المؤمنین کو اس رشتہ سے معذور سمجھیں ورنہ تین لاکھ دینار سالانہ اور صوبہ واسطہ سے

حاشیہ تاریخ ابن خلدون پر بحوالہ ابوالفتح لکھا ہوا ہے۔ بسا کر عربی زبان میں فسا کو کہتے ہیں۔ فتح باء موحده وسین مہملہ بعدہ الف۔ یہ ایک شہر ہے مضامین دار الجبروے آبادی میں شیراز کا مقابل تھا۔ اہل عرب اس کو اس طرف جب منسوب کرتے تھے تو فوسوی کہتے تھے مگر اہل قاس خلاف قیاس بسا سیری بولتے ہیں۔ عرب بھی یہ تھکید اہل فارس بسا سیری کہنے لگے۔ بسا سیری وہی شخص ہے جس نے خلفاء مصر کا بغداد میں چھٹی پڑھا اور خلیفہ قائم کو بغداد سے نکال دیا تھا۔

مع اس کے مصافحات کے دست بردار ہو جائیں جس وقت حمیسی نے وزیر عمید الملک کو خلافت مآب کا یہ پیام پہنچایا۔ عمید الملک نے ہنس کر جواب دیا ”الحمد للہ خلافت مآب نے سلطان کی درخواست منظور فرمائی۔ سلطان کو چاہئے کہ ان شرائط کو منظور کر لیں اور خلافت مآب کو یہ مناسب ہے کہ بعض رشتہ داری کے مال و زر طلب نہ فرمائیں۔“ حمیسی سے اس کا کچھ جواب نہ بن آیا، خاموش ہو رہا۔ عمید الملک نے اس بات سے سلطان طغرل بک کو مطلع کیا اور لوگوں میں اس خبر کو مشہور کر دیا بعد ازاں سلطان نے عمید الملک کو ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کے ہمراہ مع امراء رے جس میں فرامر زین کا کو یہ بھی تھا دس لاکھ دینار بے شمار جواہرات اور لونڈیاں دے کر خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا۔

خلیفہ کا رشتہ قبول کرنے سے انکار: عمید الملک نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کی اور مال و اسباب جو کچھ ہمراہ لایا تھا پیش کیا۔ خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بک کا پیام سنتے ہی ارشاد کیا ”اگر سلطان طغرل بک اپنے اس خیال سے باز نہ آئے گا تو میں بغداد چھوڑ کر نکل جاؤں گا۔“ عمید الملک نے عرض کی ”خلافت مآب نے پہلے ہی سے انکار کر دیا ہوتا اور جب منظوری کو مشروط کیا اور وہ شرطیں پوری کر دی گئیں تو اب انکار کے کوئی معنی نہیں۔“ خلیفہ قائم نے اس وقت کچھ جواب نہ دیا۔ اگلے دن عمید الملک اور اس کے ہمراہیوں کو خیردان کی طرف نکلوا دیا۔ قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کو خبر لگی۔ گرتے پڑتے عمید الملک کے پاس پہنچے اور خوشامد و منت کر کے روکا۔ بعد اس کے خلافت مآب کی خدمت میں آئے نشیب و فراز سمجھایا بالآخر باتفاق رائے حاضرین دربار دیوان سے ایک خط بنام خمار تکین (یہ سلطان طغرل بک کا مصاحب تھا) مضمون شکایت عمید الملک روانہ کیا گیا۔ تھوڑے دنوں بعد سلطان طغرل بک کی طرف سے ہدایت اور نرمی کا جواب آیا۔ مگر عمید الملک خلافت مآب کو بزور اس رشتہ پر برابر تیار کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور خلافت مآب ٹھٹھے پر ہاتھ نہیں رکھنے دیتے تھے۔

منگنی کا اعلان: انجام کار عمید الملک نا اُمید ہو کر ماہ جمادی الاول ۴۵۴ھ میں بغداد سے سلطان طغرل بک کے پاس چلا آیا کل واقعات از ابتداء تا انتہا عرض کئے اور یہ بھی کہا کہ خمار تکین اگر دخل در معقولات نہ کرتا تو سلطان کا مقصد کب کا حاصل ہو گیا تھا سلطان طغرل بک کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ خمار تکین بخوف جان بھاگ کھڑا ہوا۔ نیال کے لڑکوں نے سلطان کی اجازت سے خمار تکین کا تعاقب کیا اور اپنے باپ کے عوض میں اس کو مار ڈالا۔ تب اس کے بجائے سار تکین مامور ہوا۔ عمید الملک کی واپسی کے بعد سلطان طغرل بک نے قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کے نام عتاب آلود خط لکھا اور اپنی بیٹی ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کو طلب کیا۔ خلافت مآب نے یہ خیال کر کے کہ معاملہ اب طول کھینچتا جاتا ہے۔ سلطان طغرل بک کی منگنی اپنی لڑکی سے منظور کر لی۔

سلطان طغرل بک کا سیدہ بنت خلیفہ قائم سے نکاح: وزیر عمید الملک کو سلطان طغرل بک کے ساتھ شہزادی کے نکاح کا وکیل مقرر کیا اور ابو الغنائم بن محلبان کی معرفت بلاد اسلامیہ میں خطوط روانہ کئے۔ چنانچہ ۴۵۴ھ میں بیرون تہریز خلافت مآب کی بیٹی سے سلطان طغرل بک کا عقد ہو گیا۔ عقد ہونے کے بعد سلطان طغرل بک نے خلافت مآب والی عہد اور خلافت مآب کی بیٹی کے لئے (جس سے عقد ہوا تھا) مال و اسباب اور جواہرات روانہ کئے اور جس قدر عراق میں اس کی

متوفی بیوی کی جاگیریں تھیں سب خلیفہ کی بیٹی کو دے دیں۔

ماہ محرم ۴۵۵ھ میں سلطان طغرل بک نے ارمینہ سے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ امراء دولت سلجوقیہ سے ابوعلی بن کالجار سرخاب بن بدر ہزار شب اور ابو منصور بن فرامرزن کا کوہ وغیرہ اس کے ہمراہ رکاب تھے۔ وزیر ابن جبیر خلافت مآب کی طرف سے استقبال کو آیا۔ سلطان طغرل بک نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور غربی بغداد میں مع اپنے لشکر کے قیام کیا۔ کثرت لشکر سے رعایا دواویلا مچانے لگی۔ وزیر عمید الملک مخلص رائے خلافت میں سلطان کی بیوی (خلیفہ قائم کی لڑکی) کو رخصت کرانے گیا۔ خلافت مآب نے اپنی لڑکی اور نیز سلطان کے اراکین دولت اور مصاحبوں کے رہنے کو ایک محل علیحدہ کر دیا اور شاہزادی کو اس میں بھیج دیا۔ شاہزادی تخت پر جو سونے سے منڈھا ہوا تھا جلوہ افروز ہوئی۔ سلطان طغرل بک نے حاضر ہو کر زمین بوسی کی بہت سامان اور بے شمار جواہرات پیش کئے۔ چند روز تک اسی دستور سے سلطان طغرل بک آتا جاتا رہا۔ امراء دولت عباسیہ اور خلافت مآب کے مصاحبوں کو انعامات دیئے۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ڈیڑھ لاکھ سالانہ پر ابوسعہ فارسی کو بغداد کا ٹھیکہ دیا۔ جس قدر ٹیکس اور محصول رائیں العرقین نے معاف کر دیا تھا پھر جاری کر دیا۔ اعزازی سعد ٹھیکہ دار بصرہ گرفتار کر لیا گیا۔ واسط کا ٹھیکہ دو لاکھ سالانہ پر ابو جعفر بن فضلان کو دیا گیا۔

سلطان طغرل بک کی وفات: سلطان طغرل بک نے چند روز بغداد میں قیام کر کے ماہ ربیع الاول ۴۵۵ھ میں بلاد جیل کی جانب کوچ کیا۔ جس وقت رے میں داخل ہوا۔ مرض الموت میں گرفتار ہو گیا۔ ۸ رمضان سنہ مذکور یوم جمعہ کو وفات پائی۔ رفتہ رفتہ بغداد میں یہ خبر پہنچی۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خلیفہ قائم کے طلب کرنے پر مسلم بن قریش والی موصل دبیں بن مزید ہزار شب والی اہواز بنی درام اور بدر بن مہملہل وغیرہ بغداد میں آ گئے ابوسعہ فارسی ٹھیکہ دار بغداد نے قصر عیسیٰ پر شہر پناہ بنا کر غلہ وغیرہ کافی ذخیرہ جمع کر لیا۔ مسلم بن قریش موقع پا کر بغداد سے خروج کر کے اطراف وجوانب بغداد کو تاخت وتاراج کرنے لگا۔ دبیں بن مزید بنو خنجر بنو درام اور اکرا اس سے جنگ کرنے کو بڑھے۔ مسلم بن قریش کا مزاج درست ہو گیا۔ بغاوت سے توبہ کی اور بدستور علم عباسیہ کے آگے سراطاعت خم کر دیا۔ اس اثناء میں ابوالفتح بن درام سردار اکرا دانیہ کا انتقال ہو گیا۔ عربوں نے تاخت وتاراج کرنا شروع کر دیا۔ لڑنے پر پھر تل گئے بازاریوں اور اوباشوں کو دست درازی کا موقع مل گیا۔ یہی وجہ تھی کہ بغداد میں بد معاشوں اور مفسدوں کی کثرت ہو گئی جس سے نظام حکومت مدتوں درہم و برہم رہا۔

سلطان الپ ارسلان: سلطان طغرل بک کے انتقال کے بعد اراکین دولت علی الخصوص عمید الملک کندری نے سلیمان بن داؤد جعفری کو سریر حکومت پر جلوہ افروز کیا۔ داؤد بن جعفر بک سلطان طغرل بک کا بھائی تھا۔ اس کے انتقال کے بعد سلطان طغرل بک نے اس کی بیوی (یعنی مادر سلیمان) سے عقد کر لیا تھا اس اعتبار سے سلیمان سلطان طغرل بک کا ربیب بھی تھا اور بھتیجا بھی۔ سلطان طغرل بک نے اس کو اپنا ولی عہد بھی بنایا تھا۔ جس وقت سلیمان کا نام خطبوں میں داخل کیا گیا۔ امراء دولت نے مخالفت شروع کر دی۔ باغیان اور اروم بغداد سے قزدین چلا گیا۔ عضد الدولہ الپ ارسلان محمد بن داؤد جعفری بک کے نام کا خطبہ پڑھا۔ یہ ان دنوں خراسان میں حکومت کر رہا تھا۔ اس کے پاس اس کا وزیر نظام الملک بھی تھا۔

۱۔ ربیب اس کو کہتے ہیں جس کی ماں سے اس کے پیدا ہونے کے بعد نکاح کیا جائے۔ (مترجم)

بات کی بات میں لوگوں کا رجحان اس کی جانب ہو گیا۔

عمید الملک کندری کی سرکشی: عمید الملک کندری کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اس خیال سے کہ مبادا کسی قسم کا اختلاف میری حکومت میں پیدا نہ ہو جائے۔ رے میں سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ اور اس کے بعد سلیمان کے نام کا خطبہ پڑھوایا سلطان الپ ارسلان کو اس کی خبر گئی۔ فکر مرتب کر کے خراسان سے رے پر چڑھائی کر دی۔ اہل رے سلطان الپ ارسلان کی آمد کی خبر پا کر ملے کو آئے اور اس کی اطاعت قبول کر لی عمید الملک کندری نے بھی سلطان الپ ارسلان کا شرف حضوری حاصل کیا اور اس کے وزیر نظام الملک سے ملا۔ تحائف اور نذرانے پیش کئے لیکن اس سے کچھ کاربہر آری نہ ہوئی اور نہ اس کی طرف سے سلطان الپ ارسلان کی سوء ظنی کم ہوئی۔ چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے قندھار و قندھار کے خوف سے ۴۵۶ھ میں اس کو گرفتار کر کے مردوز کے جیل میں ڈال دیا اور ایک سال کے بعد ماہ ذی الحجہ ۴۵۷ھ میں قتل کر ڈالا۔

عمید الملک نیشاپوری کے ابتدائی حالات: عمید الملک نیشاپور کا رہنے والا فصیح اور بلیغ اعلیٰ درجہ کا نثری تھا۔ جس وقت سلطان طغرل بک نیشاپور میں وارد ہوا ایک کاتب کی ضرورت محسوس ہوئی موفق پدراہو بھل نے عمید الملک کو پیش کر دیا۔ چونکہ اس میں خداداد قابلیت موجود تھی۔ سلطان طغرل بک نے اس کو اپنا سیکرٹری بنالیا یہ پیدائشی منہ تھا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ چونکہ اس نے سلطان طغرل بک کی منسوبہ سے عقد کر لیا تھا اور سلطان نے اس پر چڑھائی کر دی۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا اور کامیابی اور فتح یابی کے بعد اس کو منہٹ بنا کر بدستور عہدہ کتابت پر مامور کیا۔ بعض مؤرخین یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ اس کے دشمنوں نے دشمنی کی وجہ سے یہ خبر اڑادی تھی کہ سلطان طغرل بک کی منسوبہ سے عقد کر لیا ہے۔ اس وجہ سے اس نے اپنے آپ کو خسی کر ڈالا۔ تاکہ دشمنوں کی عداوت سے بے خوف ہو جائے۔ یہ شافعیہ اشعریہ اور رافضیوں سے بے حد تعصب رکھتا تھا۔ سلطان سے متاثر خراسان پر رافضیوں پر لعن طعن کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ بعد چندے اشعریہ پر بھی لعنت کرنے لگا۔ اس سے ائمہ اہل سنت و جماعت کے بے حد صدمہ و ملال ہوا۔

نظام الملک طوسی کا امام الحرمین سے سلوک: چنانچہ ابوالقاسم قشیری اور امام المعالی خراسان چھوڑ کر مکہ معظمہ چلے آئے۔ چار برس تک حجاز میں قیام کیا۔ اور حرمین میں درس و تدریس اور افتاء میں مصروف رہے اسی مناسب سے یہ امام الحرمین کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ پس جس وقت سلطان الپ ارسلان کا دور حکومت آیا اور قلمدان وزارت کا مالک نظام الملک طوسی ہوا تو امام الحرمین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا اور سلطان الپ ارسلان نے سیدہ بنت خلیفہ قائم کو جس کے ساتھ سلطان طغرل بک نے عقد کیا تھا بغداد واپس کیا اور خدمت گزاری کے لئے امیر اتبکین سلیمانی کو ہمراہ کر دیا۔ تاکہ شہزادی کو دوران سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ بغداد پہنچنے پر سلطان الپ ارسلان نے امیر اتبکین کو بغداد کی کوتوالی عینایت کی۔ اس سفر میں شہزادی سیدہ کے ہمراہ ابوبکر محمد بن ہند اللہ معروف بہ ابن موفق بھی تھا۔ دارالخلافت بغداد میں سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت حاصل کرنے کو خلافت مآب کی خدمت میں جا رہا تھا۔ اثناء راہ میں انتقال کر گیا نیشاپور کے مشہور علماء شافعیہ میں سے تھا۔ الپ ارسلان نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اب عمید ابوالفتح مظفر بن حسین کو روانہ کیا وہ بھی راستہ ہی میں مر گیا۔

نظام الملک طوسی کی بغداد کو روانگی: تب سلطان الپ ارسلان نے اپنے وزیر السلطنت نظام الملک کو روانگی کا حکم دیا۔ عمید الملک ابن وزیر فخر الدولہ بن جیم وغیرہ استقبال کو آئے۔ خلیفہ قائم نے نظام الملک سے ملاقات کی غرض سے ۷ جمادی الاول ۵۶۱ھ کو دربار عام کیا اور سلطان الپ ارسلان کے نمائندے نظام الملک سے ہاتھ ملایا۔ اعزاز کے ساتھ کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ روسا شہر دارا کین دولت کے روہر و خلعتیں اور ضیاء الدولہ کا لقب دیا۔ اور منابر بغداد پر سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا اور نیز یہ حکم دیا کہ سلطان کی درخواست ”الولد المویذ“ کے خطاب سے متعلق منظور کی جاتی ہے غنشی فرامین تمام ممالک اسلامیہ میں روانہ کئے گئے۔ بیعت خلافت لینے کو نقیب طر از بنی سلطان الپ ارسلان کی طرف روانہ ہوا۔ مقام تجو ان مضافات آذربائیجان میں سلطان الپ ارسلان سے ملاقات ہوئی۔ سلطان الپ ارسلان نے خلعت کو آنکھوں سے لگا کر زیب تن کیا۔ بعد ازاں بیعت خلافت کی۔ اس اثناء میں امراء سلجوقیہ سے والی ہرات اور صفانیان نے سلطان الپ ارسلان کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے ہرات پر دھاوا کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فتح حاصل کی۔ جیسا کہ آئندہ اس کی دولت حکومت کے ضمن میں ہم علیحدہ لکھنے والے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قطلمش کی بغاوت: قطلمش خاندان ساطین سلجوقیہ کا ایک نامور مہر تھا سلطان طغرل بک سے نسبتاً بہت قریب بلکہ اسی کے خاندان سے تھا۔ قونیہ قیسریہ انقرہ اور ملطیہ پر اس نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اس کو سلطان طغرل بک نے ابتداً جب کہ بغداد پر ۴۲۹ھ میں قبضہ حاصل کیا تھا۔ بسامیری اور قریش بن بدران والی موصل سے جنگ کرنے کو بھیجا تھا انتقال کے بعد سلطان طغرل بک نے لشکر مرتب کر کے رے کا قصد کیا۔ سلطان الپ ارسلان کو اس کی خبر لگ گئی فوج کو تیاری جنگ کا حکم دیا اور تیاری کے بعد ماہ محرم ۴۵۶ھ میں نیشاپور سے رے کی طرف روانہ ہوا۔ مگر عسا کر سلطانی کے پہنچنے سے پہلے قطلمش رے پہنچ گیا اور لوٹ مار شروع کر دی۔ سلطان الپ ارسلان نے دامغان میں پہنچ کر ایک خط قطلمش کے پاس روانہ کیا کہ قتل و غارت روک دی جائے قطلمش نے کچھ توجہ نہ کی۔ سلطان نے رے کے قریب پہنچ کر ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ قطلمش کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو گئی۔ سلطان نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ ہزار ہا قتل اور قید کئے گئے۔ اسی دارو گیر میں قطلمش بھی مارا گیا۔ قطلمش کے مارے جانے سے لڑائی فرو ہو گئی۔ سلطان کو اس کے مارے جانے سے سخت صدمہ و ملال ہوا۔ نماز جنازہ پڑھا کر دفن کرادیا۔

سلطان الپ ارسلان کی فتوحات: اس واقعہ کے بعد سلطان نے بھعد جہاد بلاد روم کا ارادہ کیا۔ آذربائیجان کی طرف سے گزرنا۔ امیر طغر تکین مع اپنے اعزہ اور اقارب کے ملنے کو آیا۔ امیر طغر تکین کو بلاد رومیہ سے واقفیت اور جہاد میں بہت بڑا دخل تھا۔ سلطان نے اس کو جہاد اور رہبری کی غرض سے اپنے ہمراہ لیا اور نجران پہنچا۔ مہر اس کے عبور کرنے کو کشتیاں تیار کرائیں۔ خوئی اور سلماس قلعات آذربائیجان کے سر کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اور خود بلاد کرخ کی طرف روانہ ہوا۔ متعدد قلعات کو یکے بعد دیگرے مفتوح کیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔ الغرض فتح یابی حاصل کرنے کے بعد مژدہ فتح بغداد روانہ کیا اور بادشاہ کرخ نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی سلطان الپ ارسلان نے اصفہان کی جانب مراجعت کی۔ اصفہان میں چند روز قیام کر کے کرمان کا رخ کیا۔ قاروب بن داؤد جعفر بک

(یہ سلطان کا بھائی تھا) نے حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کیا۔ بعدہ سلطان مرو کی طرف روانہ ہوا اسی اثناء میں سلطان کے بیٹے ملک شاہ نے بادشاہ ماوراء النہر کی بیٹی سے اپنا عقد کر لیا اور دوسرے بیٹے کا والی غزنہ کی لڑکی سے نکاح ہوا۔

ملک شاہ کی ولی عہدی: ۴۵۸ھ میں سلطان الپ ارسلان نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو اپنا ولی عہد بتایا۔ امراء مملکت اور اراکین دولت سے ملک شاہ کی ولی عہدی کی بیعت کی حسب مدارج سب کو خلعتیں دیں اور اپنے ممالک محروسہ میں ولی عہد کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ بعد ازاں بلاد مختلفہ میں متعدد اشخاص کو جاگیریں دیں چنانچہ بلخ اپنے بھائی سلیمان بن داؤد کو خوارزم ارسلان ارغو کو مرو اپنے دوسرے بیٹے ارسلان شاہ کو صغانیان و طغارستان اپنے دوسرے بھائی الیاس کو مازندران امیرانہج میگو کو اور بخشورج اس کے مضافات کے مسعود بن ارتاش کو عنایت کیا۔

مدرسہ نظامیہ بغداد: وزیر السلطنت نظام الملک نے ۴۵۷ھ میں مدرسہ نظامیہ بغداد کی بناؤالی جس کی عالیشان عمارت ماہ ذیقعدہ ۴۵۹ھ میں بن کر تیار ہوئی شیخ ابواسحاق شیرازی درس کے لئے منتخب کئے گئے۔ ایک جم غفیر طلباء کا درس لینے کو حاضر ہوا۔ چونکہ شیخ موصوف نے کسی سے یہ سن لیا تھا کہ مدرسہ نظامیہ زمین مغضوبہ پر بنایا گیا ہے اس وجہ سے وہ درس دینے نہ آئے دوپہر تک حاضرین انتظار کرتے رہے بعد دوپہر شیخ ابونصور نے فرمایا ”شائقین اور طلباء بغیر درس لینے نہ جائیں گے اور ایسے عظیم الشان مدرسہ کے لئے ایک قابل شیخ کا ہونا ضروریات سے ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ ابونصر بن صباح جو اس وقت حاضر جلسہ ہیں درس دیں۔“ حاضرین جلسہ کی اتفاق رائے سے ابونصر مستند درس پر جلوہ افروز ہوئے۔ بیس دن تک درس دیتے رہے تا آنکہ شیخ ابواسحاق کا شک رفع ہو گیا اور پڑھانے کے لئے مدرسہ نظامیہ میں تشریف لائے۔

خلیفہ کے وزراء: فخر الدولہ بن جہیر خلیفہ قائم کا وزیر اعظم تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ چند روز بعد ۴۶۰ھ میں خلافت مآب نے اس کو معزول کر دیا۔ چنانچہ فخر الدولہ بغداد سے نکل کر نور الدولہ دیش بن مزید کے پاس قلعہ چلا گیا۔ خلافت مآب نے بجائے اس کے ابویعلیٰ وزیر ابوشجاع کو عہدہ وزارت پر مامور کرنے کے لئے طلبی کا فرمان تحریر کیا۔ ابویعلیٰ ان دنوں ہزار شب بن عکبر والی اہواز کے ہاں عہدہ کتابت پر تھا۔ ابویعلیٰ خلافت مآب کا فرمان پا کر اہواز سے بغداد روانہ ہوا اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں مر گیا۔ نور الدولہ نے معز الدولہ کے لئے دربار خلافت میں سفارش کی خلافت مآب نے منظور فرما لیا اور معز الدولہ کو طلب فرما کر ماہ صفر ۴۶۱ھ میں دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کیا۔

۱۔ شیخ ابواسحاق ابراہیم بن علی یوسف شیرازی فیروز آبادی ملقب بہ جمال الدین ۴۹۳ھ میں مقام فیروز آباد میں پیدا ہوئے اور شب یک شنبہ ۲۱ جمادی الاول ۴۶۷ھ میں مقام بغداد میں وفات پائی۔ باب ابراہیم مدفون ہوئے علم زہد و ورع و تقویٰ میں اپنے معاصرین سے بڑھے ہوئے تھے اس وقت کے اکثر علماء امصار و دیار انہی کے شاگرد تھے۔ محاب الدین بن ہجر نے تاریخ بغداد میں ان کو امام اصحاب شافعی سے تحریر کیا ہے۔ صاحب تصانیف کثیرہ تھے ازاں جملہ مہذب فی المذہب تشیعہ فقہ میں ارجح اور اس کی شرح اصول فقہ میں تبصرہ معروفہ اور مختص جلد میں ہے۔ ابن خلکان جلد ۱ صفحہ ۴۲۔

۲۔ عبدالسید بن محمد بن عبدالواحد بن احمد بن جعفر معروف بہ ابن صباح فقہ شافعی ۴۷۰ھ میں مقام بغداد میں پیدا ہوئے آخری عمر میں بصارت جاتی رہی تھی۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۷۲ھ میں مقام بغداد وفات پائی۔ فقہ میں کتاب الشامل انہی کی تصنیفات سے ہے جو ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب شمار کی جاتی ہے وقت افتتاح مدرسہ بیہ مدرسے پر مامور ہوئے تھے اور بعد انتقال شیخ ابواسحاق بھی یہی منتخب کئے گئے۔ تذکرہ العالم الطريق العالم والعدہ فی اصول فقہ بھی انہی کے مصنفات سے ہے۔ ابن خلکان جلد ۱ صفحہ ۲۰۳۔

مکہ معظمہ میں عباسی خطبہ کا اجراء ۳۶۲ھ میں محمد بن ابی ہاشم والی مکہ نے خلیفہ قائم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ حرم شریف میں پڑھا۔ خلیفہ علوی والی مصر کا خطبہ موقوف کر دیا۔ فقرہ ”حی علی خیر العمل“ کو اذان سے نکال دیا اور اپنے بیٹے کو بطور نمائندہ سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان اس خبر فرحت اثر کو سن کر بے حد خوش ہوا۔ تیس ہزار دینار اور ایک گراں بہا خلعت مرحمت کی اور دس ہزار دینار سالانہ بطور تنخواہ مقرر فرمائے۔

ابن قریش اور ابن مزید کی اطاعت: اسی سنہ میں مسلم بن قریش اور دہش بن مزید نے سلطان الپ ارسلان کی اطاعت قبول کر لی یہ دونوں ان دنوں سلطان سے باغی اور حکومت کے مخالف ہو گئے تھے بات یہ تھی کہ ہزار شب بن تنگیر بن عیاض نے سلطان کو بھڑکا کر ان دونوں کے مقبوضہ ممالک پر قبضہ کرنے کے لئے ابھارا تھا۔ جب ان دونوں کو اس واقعہ کی خبر لگی تو سلطان سے منحرف ہو گئے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں سلطان کی خدمت میں ہزار شب خراسان گیا ہوا تھا۔ واپسی کے وقت انتقال کر گیا۔ دہش اس واقعہ سے مطلع ہو کر مع مشرف الدولہ بن قریش والی موصل سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نظام الملک نے ان دونوں کی بڑی آؤ بھگت کی۔ سلطان بھی بہ عزت و احترام پیش آیا اور دونوں نے بھی سر اطاعت جھکا دیا۔

سلطان الپ ارسلان کا حلب پر قبضہ: محمود بن صالح بن مرداس شہر حلب پر قابض و متصرف ہو گیا تھا اس سے پیشتر خلیفہ علوی والی مصر کا تصرف و اثر اس شہر میں جاری و ساری تھا۔ محمود ایک چلتا پڑھتا شخص تھا۔ سلطان الپ ارسلان کی سطوت اور جبروت سے متاثر ہو کر ایک روز اہل شہر کو جمع کیا اور سمجھا بھجا کر ان لوگوں کو خلافت بغداد اور سلطان الپ ارسلان کی اطاعت پر مائل کر لیا۔ چنانچہ ۳۶۳ھ میں منابر حلب پر خلیفہ قائم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں روانہ کی گئی۔ خلافت مآب نے نقیب النقباء طراد بن محمد زمینی کی معرفت خلعت بھیجی۔ بعد ازاں سلطان الپ ارسلان نے حلب کا قصد کیا۔ موکب ہمایوں کا دیار بکر ہو کر گزر ہوا۔ نصر بن مروان والی دیار بکر نے حاضر ہو کر اظہار اطاعت کے طور پر ایک لاکھ دینار پیش کئے سلطان دیار بکر سے روانہ ہو کر آمد پہنچا۔ اہل آمد نے سرکشی کی اگر ہا والے بھی انہی کے قدم بقدم چلے لیکن سلطان نے کچھ پرواہ نہ کی سیدھا حلب پر جاؤ۔ محمود والی حلب نے نقیب النقباء طراد کو سلطان کی خدمت میں بھیجا اور خود دم حاضری کی معافی چاہی۔ سلطان نے حاضری پر اصرار کیا۔ بات بڑھی۔ محاصرہ اور لڑائی کی نوبت آئی۔ بالآخر شدت حصار اور طول جنگ سے گھبرا کر والی حلب مع اپنے ماں منیعہ بنت رباب نمیری دربار سلطانی میں شب کے وقت حاضر ہوا۔ سلطان نے عزت افزائی کی اور خلعت مرحمت فرمایا اور بدستور حکومت حلب پر اس کو قائم رکھا اس کے بعد یہ سلطان ہی کا مطیع رہا۔

ارمانوس والی قسطنطنیہ کا بلا و اسلامیہ پر حملہ: ارمانوس بادشاہ روم والی قسطنطنیہ نے ۳۶۷ھ میں ایک لشکر عظیم کے ساتھ بلا و اسلامیہ شامیہ پر چڑھائی کر دی شیخ کولوت لیا۔ اہل شیخ کو کمال بے رحمی سے شہ قلعہ کیا۔ محمود بن صالح بن مرداس اور حسان طائی قبائل عرب بنی کلاب اور طے وغیرہ کو جمع کر کے شیخ کے چھڑانے کو آئے لیکن ارمانوس سے شکست کھا گئے اور ارمانوس شیخ پر قابض رہا۔ چند دنوں کے بعد رسد و غلہ کی کمی محسوس ہوئی بکجوری اپنے بلا و کی جانب مراجعت کی۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر دو لاکھ فوج سے جس میں فرنج، رومی، روسی اور کرخ تھے صوبہ خلاط پر دھاوا کر دیا۔ رفتہ رفتہ ملازکر در پہنچ کر محاصرہ ڈال

(حصہ دوم)

دیا۔ اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خونی مضافات آذربائیجان میں حلب سے واپس آ کر مقیم تھا اس خبر کو سن کر سخت غضبناک ہوا۔ لیکن بوجہ بعد مسافت زیادہ فوج فراہم نہ کر سکا۔ موجودہ لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ یہ نظر دور بنی اہل و عیال اور مال و اسباب کو وزیر السلطنت نظام الملک کے ساتھ ہمدان بھیج دیا اور یہ نفس نفیس پندرہ ہزار کی جمعیت سے ارمانوس کے طوفان بے تمیزی کے روک تھام کے لئے بسم اللہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ قریب خلاط سلطانی مقدمہ لکھش سے روسی لشکر کا مقابلہ ہوا جس کی تعداد دس ہزار تھی۔ سخت لڑائی ہوئی بالآخر روسی فوج شکست کھا کر بھاگی بادشاہ گرفتار ہو کر سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سلطان نے کان ناک کٹوا کر نظام الملک کے پاس بغداد بھیج دیا۔ اس واقعہ کے بعد روسی فوج سے مقابلہ کی ٹھہری۔

ارمانوس کی گرفتاری و رہائی۔ سلطان الپ ارسلان نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ ارمانوس نے انکار کر دیا۔ سلطان کو اس سے سخت تردد ہوا لیکن پھر اپنے حواس کو جمع کر کے بارگاہ عز و جل میں بھیج و الحاج مسلمانوں کی کامیابی کی دعا کی۔ تمام رات گریہ و زاری اور دعا میں گزاری۔ صبح ہوتے ہی لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ ادھر فوج صف آرائی میں مصروف ہوئی۔ ادھر سلطان جبہ میں رو رو کے فتح مندی کی دعا کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد سپہ سالار فوج نے فوج کے مرتب ہو جانے کی اطلاع کی۔ سلطان نے سجدہ سے سر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لوگائے میدان جنگ کا راستہ لیا اس وقت عساکر اسلامیہ کا عجب پر رعب منظر تھا۔ سب کے دلوں میں جوش اور جوش کے ساتھ امید و بیم کی ایک خاص کیفیت تھی۔ آنکھیں نیچی کئے ہوئے شمشیر بکف اللہ اکبر کہہ کر اپنے حریف پر حملہ آور ہوئے یہ حملہ نہ تھا بلکہ رنج و مصیبت کا ایک بہت بڑا پہاڑ تھا جو عیسائی فوجوں پر ٹوٹ پڑا۔ بات کی بات میں کشتوں کے پشے لگ گئے جس طرف نظر اٹھتی تھی عیسائی مقتولوں کی لاشیں نظر آتی تھیں۔ ارمانوس گرفتار ہو گیا اس کو کسی غلام نے گرفتار کیا تھا۔

صلح نامے کی شرائط۔ جس وقت سلطان کے روبرو پیش ہوا۔ سلطان نے تین دھولیں اس کے سر پر رسید کیں اور ارشاد فرمایا کیوں ارمانوس تیرے دماغ کی گری فرو ہوئی میں نے تجھے مصالحت کا پیام دیا تھا تو نے انکار کیا۔ آخر اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ ارمانوس نے شرم سے سر نیچا کر لیا ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار زر فدیہ لے کر ارمانوس کو اس شرط پر رہا کیا کہ جس قدر اس کے پاس مسلمان قیدی ہیں ان کو چھوڑ دے اور آئندہ سے روسی لشکر سلطان کی ریزرو فوج تصور کی جاوے جس وقت سلطان کسی ہم کے لئے طلب فرمائے فوراً بے تاہل حاضر ہو جائے۔ شرائط صلح طے ہو جانے پر پچاس برس کے لئے یہ عہد قرار پایا۔ سلطان نے دس ہزار نقد اور ایک خلعت مرحمت فرما کر ارمانوس کو رخصت کیا۔

رومیوں کو جس وقت ارمانوس کی شکست و گرفتاری کی خبر پہنچی۔ پریشان ہو گئے میثاقیل کو موقع مل گیا۔ مملکت رومیہ پر قباضہ و متصرف ہو گیا۔ ارمانوس کو اس کی خبر ہوئی۔ جو کچھ اس کے پاس مال و اسباب تھا سب بچھا کر کے سلطان کے پاس بھیج دیا۔ اس مال و اسباب کی تعداد دو لاکھ دینار تھی۔ علاوہ اس کے ایک طبق جواہرات سے بھرا ہوا بھیجا تھا جس کی قیمت نوے ہزار تھی۔ چند روز بعد ارمانوس نے صوبہ ارمن اور اس کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔

اتیکین کی عہدہ کو توالی سے معزولی۔ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان الپ ارسلان نے اپنے شروع زمانہ

حکومت میں اٹیکین سلیمانی کو ۴۵۶ھ میں بغداد کی کوتوالی پر مامور کیا تھا چنانچہ اٹیکین ایک مدت تک اسی عہدہ پر رہا بعد ازاں اٹیکین اپنے بیٹے کو بجائے اپنے مقرر کر کے کسی ضرورت سے سلطان کی خدمت میں گیا۔ اٹیکین کے بیٹے نے ظلم و سفاکی اختیار کی خادمان مجلس رائے خلافت میں سے ایک شخص کو مار ڈالا۔ اہل دیوان نے مقتول کا خون آلودہ قمیص سلطان کے پاس بھیج دیا اور معزول کی تحریک کی۔ چونکہ نظام الملک کو اٹیکین کی رعایت منظور تھی۔ سفارشی عریضہ لکھ کر ۴۶۴ھ میں اٹیکین کو بغداد روانہ کیا۔ اٹیکین بغداد پہنچ کر دربار خلافت میں حاضر ہوا معافی کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے کچھ سماعت نہ کی۔ نظام الملک نے اٹیکین کو تکریت کی طرف روانہ کر دیا اور وہیں اس کو جاگیر بھی عنایت کی دیوان خلافت سے والی تکریت کو لکھا گیا کہ اٹیکین تکریت میں داخل نہ ہونے پائے اس خبر سے سلطان اور نظام الملک کی آنکھیں کھل گئیں۔ خلافت مآب کے اصرار سے سعد الدولہ گوہر آئین کو بغداد کی کوتوالی عنایت ہوئی اہل بغداد نے نہایت جوش اور مسرت سے سعد الدولہ کا استقبال کیا۔ خلیفہ قائم نے اس خوشی کی دربار عام منعقد فرمایا۔ تمام شہر میں چراغاں کیا گیا۔

سلطان الپ ارسلان کا انتقال: ۴۶۵ھ میں سلطان الپ ارسلان محمد نے ماوراء النہر کا قصد کیا۔ ان دنوں ماوراء النہر کا والی شمس الملک تکیں تھا۔ دریائے جہون کو عبور کرنے کے لئے پل باندھا گیا۔ بیس دن میں پل تیار ہوا اور سلطان نے اس سے عبور کیا اس وقت سلطان کا لشکر دولاکھ سے زیادہ تھا۔ محافظ قلعہ یوسف خوارزمی کو حاضر کیا گیا۔ دوران گفتگو کسی بات پر سلطان نے ناراض ہو کر سزا دینے کا حکم دیا۔ یوسف نے سخت کلامی کی۔ سلطان نے ارشاد فرمایا ”چھوڑ دو میں اس کو نشانہ اجل بناتا ہوں“۔ خادمان سلطانی نے چھوڑ دیا۔ سلطان نے تیر مارا۔ نشانہ خطا کر گیا۔ یوسف تخت سلطنت کی طرف دوڑا۔ سلطان طیش میں آ کر اٹھ کھڑا ہوا یوسف نے پہنچ کر سلطان کو ایک چھری ماری۔ سعد الدولہ نے لپک کر یوسف کو گرفتار کر لیا اور ترکوں نے اس کے گلے گلے کر دیے۔ سلطان زخمی ہو کر شاہی خرگاہ میں لایا گیا اور اسی زخم کے صدمہ سے ۱۰ ربیع الاول ۴۶۵ھ کو کوساڑھے نو برس حکومت کر کے انتقال کر گیا۔ مرو میں اپنے باپ کے پاس مدفون ہوا۔

سلطان الپ ارسلان کی سیرت اور کردار: سلطان الپ ارسلان نخی عادل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بڑا شکر گزار رفیق القلب اور بے حد صدقات دینے والا تھا۔ اس کا دائرہ حکومت اس قدر وسیع ہو گیا تھا کہ اس کو لوگ سلطان العالم کہنے لگے تھے۔ اس نے بوقت وفات حکومت و سلطنت کی وصیت اپنے بیٹے ملک شاہ کے حق میں کی۔ چنانچہ اس کے مرنے پر ملک شاہ مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ وزیر السلطنت نظام الملک نے اراکین دولت و امراء حکومت سے ملک شاہ کی امارت کی بیعت لی اور دارالخلافت بغداد میں اطلاعی عرضداشت بھیجی۔ خطبوں میں بجائے سلطان الپ ارسلان ملک شاہ کا نام داخل کرنے کی درخواست کی خلافت مآب نے اس درخواست کو منظور فرمایا۔

سلطان الپ ارسلان کی وصیت: سلطان الپ ارسلان نے بوقت وفات ملک شاہ کو وصیت کی۔ قاروت بک بن داؤد بک کو صوبہ فارس اور کرمان کی حکومت پر مامور کرنا علاوہ بریں کچھ نقد بھی دینے کی وصیت کی۔ داؤدان دنوں کرمان ہی میں تھا۔ اباز بن الپ ارسلان کے حق میں یہ وصیت کی تھی کہ اس کو پانچ لاکھ دینار جو اس کے باپ داؤد کا متروکہ ہے دے دینا۔ وصیتیں تو ملک شاہ کو کی تھیں۔ اراکین سلطنت اور امراء دولت سے یہ اقرار لیا کہ جو شخص ان وصایا کو نافذ کرنے میں سد

راہ ہوا اس سے بے تامل جنگ کرنا۔

سلطان ملک شاہ کی حکومت کا آغاز۔ ملک شاہ مسند حکومت پر متمکن ہو کر بلاد ماوراء النہر سے رخصت ہوا۔ مرحوم سلطان ارسلان کے تغیر کردہ پل کو تین دن میں عبور کیا۔ لشکریوں کی تنخواہ میں سات لاکھ دینار کا اضافہ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا نیشاپور پہنچا۔ یہاں قیام کیا۔ یہیں سے اطراف و جوانب کے حکمرانوں کو اپنی اطاعت اور خطبہ کی بابت تحریریں بھیجیں۔ جنہیں لوگوں نے بخوشی و رضامندی منظور و قبول کیا۔ ایاز بن الپ ارسلان تو بلخ میں قیام پذیر ہو گیا اور ملک شاہ کی جانب روانہ ہوا۔

نظام الملک طوسی کا عروج۔ ملک شاہ نے نظام الملک کو امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار کامل دے دیا، شہر طوس کو جو اس کا مولد و منشا تھا اسے جاگیر میں دیا اور متعدد خطابات دیئے از انجملہ ”اتابک“ تھا اس کے معنی ہیں ”امیر الوالد“ نظام الملک امور سلطنت کو نہایت ہوشیاری اور سلامت روی سے انجام دینے لگا۔ عدل و انصاف سے حمالک محروسہ کو مامور کیا۔ ۴۶۶ھ میں گوہر آئین عہدہ کو توالی سے ممتاز ہو کر دار الخلافہ بغداد میں بغرض حصول عہد سلطنت ملک شاہ وارد ہوا۔ خلیفہ قائم نے دربار عام منعقد کیا۔ مسند خلافت پر خلافت مآب رونق افروز تھے پیچھے ولی عہد خلافت ”المقتدی بامر اللہ“ کھڑا تھا۔ خلافت مآب نے سعد الدولہ گوہر آئین کو سلطان ملک شاہ کی سلطنت کا عہد نامہ اور لواء حکومت عطا کیا۔

خلیفہ قائم بامر اللہ کی وفات۔ ۵۰ شعبان ۴۶۷ھ کو خلیفہ قائم نے فصد کرائی اور سو گیا۔ اتفاق یہ کہ رگ نشتر زدہ سے پھر خون جاری ہو گیا۔ جو کسی طرح بند نہ ہوا اور اسی تکلیف میں خلیفہ کا انتقال ہو گیا۔ جس وقت خلیفہ کو اپنی موت کا یقین ہوا اپنے پوتے ابو القاسم عبد اللہ بن ذخیرہ الدین محمد بن محمد بن خلیفہ قائم کو طلب فرمایا۔ وزیر السلطنت ابن جہیر، نقیب القضاۃ اور قضاۃ بھی بلائے گئے علاوہ ان کے اور اراکین دولت بھی موجود تھے۔ دستور کے مطابق ابو القاسم عبد اللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی اور جلسہ برخواست ہوا۔ اس کے دوسرے دن خلیفہ قائم نے وفات پائی۔ پینتالیس برس خلافت کی خلیفہ مقتدی نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے دادا مرحوم کی حسب ہدایت اپنی خلافت میں بیعت لی۔ وقت بیعت خلافت موید الملک بن نظام الملک وزیر فخر الدولہ بن جہیر، عمید الدولہ ابو اسحاق شیرازی، ابو نصر صباغ، نقیب القضاۃ طراد، نقیب الطاہر معمر بن محمد اور قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ و امغانی وغیرہ علماء و اراکین دولت شریک اور موجود تھے۔ بیعت سے فارغ ہو کر سب نے نماز عصر ادا کی۔

باب : ۳۰

عبداللہ بن محمد مقتدی بامر اللہ

۲۶۷ھ تا ۲۸۸ھ

خلیفہ قائم کی نسل میں اولاد ذکور سے سوائے خلیفہ مقتدی اور کوئی شخص نہ تھا۔ خلیفہ مقتدی کا باپ ذخیرۃ الدین محمد اپنے باپ خلیفہ قائم کی زمانہ زندگی میں انتقال کر چکا تھا۔ چونکہ خلیفہ قائم کا سوائے ذخیرۃ الدین کے اور کوئی لڑکا نہ تھا۔ ذخیرۃ الدین کے انتقال سے خلیفہ قائم کو سخت صدمہ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اس رنج و صدمہ کو مسرت و خوشی سے اس طرح تبدیل فرمایا کہ ذخیرۃ الدین کے محل میں ارغون نامی کنیزک سے اس حادثہ جاں کاہ کے چھٹے مہینے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ خلیفہ قائم کو اس سے بے حد مسرت ہوئی۔ محمد نام رکھا۔ جس وقت بسائیری کا نحوس دور شروع ہوا محمد ابوالغناہ بن مجلبان کے ساتھ حران چلا گیا اس وقت اس کی عمر چار برس کی تھی اور پھر جب خلیفہ قائم دار الخلافہ بغداد میں واپس آیا۔ محمد بھی حران سے آ گیا۔ پھر جب خلیفہ قائم کو اپنی موت کا یقین ہوا تو محمد کو ولی عہد مقرر کر بعد تکمیل بیعت ”المقتدی بامر اللہ“ کا لقب دیا۔

خلیفہ قائم کی وصیت کی تعمیل : خلیفہ مقتدی نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہو کر اپنے دادا خلیفہ قائم کی وصیت کے بموجب فخر الدولہ بن جہر کو عہدہ وزارت پر قائم رکھا اور ابن عمید الدولہ کو ماہ رمضان ۲۶۷ھ میں سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت خلافت لینے کو روانہ کیا تھا کثرت اور نڈرائے بے شمار بھیجے۔ ۲۶۸ھ میں سعد الدولہ کو ہر آئین سلطان ملک شاہ کی طرف سے شہنہ ہو کر دار الخلافہ میں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ عمید ابونصر مضافات بغداد کی نگرانی کو آیا۔ ۲۷۰ھ میں سدید الملک بن نظام الملک بغرض قیام وارد بغداد ہوا اور مدرسہ نظامیہ کے قریب ایک مکان میں قیام کیا۔

وزراء کی تبدیلیاں : ۲۶۹ھ میں ابونصر بن استاد ابوالقاسم تیشیری جج کرنے کو گیا تھا واپسی کے بعد دار الخلافہ بغداد میں قیام کیا۔ مدرسہ نظامیہ اور شیوخ کے رباط میں وعظ بیان کیا چونکہ ابونصر مذہب اشعری کا پابند تھا۔ حنابلہ نے رد و قدح شروع کی۔ جانیہن سے اعتراضات کی بھرمار ہوئی۔ رفتہ رفتہ بحث مباحثہ نے تکرار اور مجاہدہ کی صورت اختیار کر لی۔ پھر کیا تھا فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ مدرسہ نظامیہ کے قریب غارت گری شروع ہو گئی۔ سدید الملک نے عمید اور شہنہ بغداد کو طلب کیا۔ جو فوراً لشکر لئے ہوئے حاضر ہوئے۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی۔ نظام الملک کے ہوا خواہوں نے اس فتنہ و فساد کو دوزیر فخر

الدولہ بن جہیر کے سر تھوپ دیا۔ نظام الملک کو اس واقعہ کے سننے سے بے حد ملال ہوا۔ گو ہر آئین کو کو تو الی بغداد سے واپس بلا کر خلیفہ مقتدی کی خدمت میں عرض داشت دے کر روانہ کیا جس میں فخر الدولہ کی شکایت لکھی تھی۔ معزولی کی درخواست کی تھی اور گو ہر آئین کو یہ ہدایت کردی تھی کہ موقع پا کر فخر الدولہ کو مع اس کے مشیروں اور ہوا خواہوں کے گرفتار کر لینا۔ اتفاق سے فخر الدولہ کے گھر والوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس وقت عمید الدولہ بن وزیر فخر الدولہ عذرخواہی کی غرض سے نظام الملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس اثناء میں گو ہر آئین سلطان ملک شاہ کا نامہ و پیام لئے ہوئے دربار خلافت میں پہنچا۔ خلافت مآب نے سلطان ملک شاہ کی درخواست کے مطابق فخر الدولہ کو معزول کر کے ابو شجاع کو قلعہ ان وزارت مرحمت فرمایا بعد چندے عمید الدولہ سلطان ملک شاہ کو راضی کر کے سفارشی خط دے کر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے ابو شجاع کو معزول کر کے عمید الدولہ کو عہدہ وزارت عنایت کیا اور اس کے نائب فخر الدولہ کو حاضری دربار کی اجازت دی یہ واقعہ ماہ صفر ۴۷۷ھ کا ہے۔

ابن آلیق کا دمشق کا محاصرہ۔ اتسر (بھڑوہ دین وزا) ابن آلیق خوارزمی سلطان ملک شاہ کے امراء سے تھا۔ اس نے ۴۷۳ھ میں فلسطین (ملک شام پر) چڑھائی کی تھی چنانچہ شہر مدینہ کو فتح کر کے بیت المقدس پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور کمال مردانگی سے اس کو بزور تیغ دولت علویہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ علاوہ بیت المقدس کے اور شہروں پر بھی جو اس کے قرب و جوار میں تھے قابض و متصرف ہو گیا۔ صرف عسقلان اس کے دست برد سے محفوظ رہا۔ بعد ازاں دمشق کا محاصرہ کیا۔ کامیابی نہ ہوئی بالآخر محاصرہ سے دست کش ہو کر واپس آیا مگر ہر سال دمشق پر فوج کشی کرتا رہا۔ ۴۷۶ھ میں بہت بڑی تیاری سے پھر دمشق پر فوج کشی کی ان دنوں معلیٰ بن حمد رہ خلیفہ مختصر علوی عیدی والی مصر کی جانب سے حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک ماہ کامل حصار و جنگ کا سلسلہ جاری و قائم رہا۔ اثناء جنگ میں اہل دمشق بوجہ کج خلقی معلیٰ سے باغی ہو گئے۔ معلیٰ دمشق کو خیر باد کہہ کر بانیاس اور بانیاس سے صور بھاگ گیا۔ چند روز بعد صور سے مصر چلا گیا۔ والی مصر نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

دمشق پر قبضہ۔ معلیٰ کے بھاگ جانے کے بعد اہل دمشق نے متفق ہو کر انتصار بن یحییٰ معموری کو اپنا امیر بنایا اور ”زین الدولہ“ کا لقب دیا۔ چونکہ اتسر طول جنگ اور رسد و غلہ کی کمی سے گھبرا گیا تھا۔ محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا۔ اس کے بعد اہل دمشق میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی۔ فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ اتسر کو اس کی خبر لگی، لوٹ پڑا اور دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ انتصار نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ اتسر نے انتصار کو بجائے دمشق کے قلعہ بانیاس اور شہر یافا کی حکومت عنایت کی۔ اتسر نے دمشق میں داخل ہو کر خلیفہ مقتدی عباسی کے نام کا خطبہ ماہ ذیقعدہ ۴۷۸ھ میں پڑھا اور رفتہ رفتہ اکثر بلاد شام پر کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔ اذان میں ”حی علیٰ خیر العمل“ کہنے کی ممانعت کردی۔ فتح دمشق کے بعد ۴۷۹ھ میں مصر کی طرف قدم بڑھایا اور کمال مردانگی و ہوشیاری سے مصر پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ابتدا عنوان جنگ کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ اتسر کو اپنی کامیابی کا اور مصریوں کو اپنی شکست کا یقین کامل ہو گیا تھا۔ مگر اس کے بعد ہی خدا معلوم کیا اتفاق پیش آیا کہ اتسر نے بلا جدال و قتال محاصرہ اٹھا کر دمشق کی راہ لی۔

معز کہ قدس۔ اتسر کے زمانہ غیر حاضری میں اکثر اہالی بلاد شامیہ باغی و سرکش ہو گئے تھے اور اس کے مال و اسباب کو لوٹنا چاہتے تھے لیکن اہل دمشق کی مخالفت سے باز رہے۔ اتسر نے دمشق میں پہنچ کر اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور اس حسن خدمت

کے صلہ میں ایک برس کا خراج معاف کر دیا۔ اسی اثناء میں یہ خبر سموع ہوئی کہ اہل قدس نے بغاوت کر دی ہے اور اتمر کے عمال اور ملازموں پر دفعتاً ٹوٹ پڑے ہیں۔ یہ لوگ خوف جان سے محراب داؤد میں جا کر روپوش ہوئے ہیں۔ اہل قدس نے محراب داؤد میں جا کر محاصرہ کر لیا ہے۔ اتمر اس خبر کو سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں مرتب کر کے قدس کا راستہ لیا۔ اہل قدس مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار اتمر نے بزور تیغ ان کو مفتوح کیا اور جن جن کو جس کو جہاں پایا قتل کیا سوائے ان لوگوں کے جو محصرہ میں جا چھپے تھے کوئی جانبر نہ ہوا نہ کسی کو پناہ ملی۔

اتمر بن ابی خوارزمی کا قتل ۴۷۰ھ میں ملک شاہ نے اپنے بھائی تاج الدولہ قس کو بلاد شامیہ پر حملہ کرنے کی اجازت دی شرط یہ قرار پائی کہ جن شہروں کو تم مفتوح کر لو وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ تصور ہوں گے۔ چنانچہ قس ۴۷۰ھ میں دربار شاہی سے رخصت ہو کر حلب کی طرف روانہ ہوا اور حلب پر پہنچ کر نہایت سختی سے محاصرہ کیا۔ قس کے ہمراہ ترکمانوں کا ایک گروہ کثیر تھا۔ اسی زمانہ میں والی مصر نے ایک فوج ہمسافر کی اپنے سپہ سالار نصیر الدولہ محاصرہ دمشق کو روانہ کی تھی۔ اس فوج نے دمشق پر پہنچ کر ہزار طرف سے اس کو گھیر لیا تھا اتمر نے قس سے امداد کی درخواست کی (قس نے اس وقت حلب کا محاصرہ کئے تھا) قس نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو محاصرہ حلب پر چھوڑ کر دمشق کا رخ کیا۔ مصری لشکر نے یہ خبر پا کر دمشق کے محاصرہ سے دست کش ہو کر کوچ کر دیا۔ اس عرصہ میں قس آ پہنچا۔ اتمر ملنے کی غرض سے شہر کے باہر آیا۔ قس نے اتمر کو غفلت اور بے پروائی پر نفیریں کی۔ اتمر عذر کرنے لگا۔ قس کو غصہ آ گیا۔ گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور شہر پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل شہر کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ یہ واقعہ ۴۷۰ھ کا ہے جیسا کہ ہمدانی نے روایت کی ہے۔ حافظ ابو القاسم بن عساکر روایت کرتا ہے کہ یہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے۔ ابن اثیر اور شامیوں کا یہ بیان ہے کہ اتمر نام افسلس تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ اتمر تھا اور یہ ترکی نام ہے۔

شیخ ابواسحاق کی سفارت: خلافت مآب کی کمزوری طبع کی وجہ سے عمید العراق ابوالفتح بن ابی اللیث نے طرح طرح کے ظلم شروع کر دیئے تھے رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کر رہا تھا۔ حاشیہ نصیبان دربار خلافت کے حقوق نظر انداز بلکہ خلافت مآب کا پاس و لحاظ بھی ترک کر دیا تھا۔ خلافت مآب نے ۴۷۵ھ میں شیخ ابواسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق کی شکایت کرنے کو روانہ کیا۔ شیخ ابواسحاق کے ہمراہ علماء شافعیہ کا ایک گروہ تھا۔ از انجملہ ابوبکر شامی تھے۔ جن جن شہروں سے شیخ کا گزر ہوتا اہل شہر تبرکاً و ہمیناً شیخ کی دست بوسی کرتے رکاب پکڑتے ہوئے میلوں ساتھ چلتے۔ تعریف و توصیف میں قصائد پڑھتے اور جو کچھ حسب حال ہوتا عرض و معروض کرتے۔ رفتہ رفتہ شیخ مسافت طے کرنے کے بعد سلطان اور وزیر السلطنت کی خدمت میں پہنچا۔ سلطان اور وزیر السلطنت ادب و احترام سے پیش آئے۔ امام الحرمین اور شیخ سے وزارت مآب کے حضور میں مناظرہ ہوا۔ جس کو مؤرخین نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ شیخ ابواسحاق کی واپسی کے بعد لوگ عمید العراق کی اہانت کرنے لگے۔ اس وجہ سے اس کے ظلم و ستم کے ہاتھ کوتاہ ہو گئے۔

عمید الدولہ کی معزولی: ماہ صفر ۴۷۲ھ میں خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن جمہر کو عہدہ وزارت سے معزول فرمایا۔ اتفاق یہ کہ جس روز عمید الدولہ معزول کیا گیا اسی دن سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے خطوط بنی جمہر کی طلبی کے لئے صادر ہوئے۔ خلافت مآب نے عمید الدولہ وغیرہ بنی جمہر کو جانے کی اجازت دی چنانچہ عمید الدولہ مع اپنے

اہل و عیال کے سلطان ملک شاہ کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ خاطر و مدارات سے پیش آیا۔ فخر الدولہ کو بجائے ابن مردان کے دیار بکر کی حکومت عنایت کی۔ علم و طبل بھی دیا۔ باقاعدہ فوج کو اس کے ہمراہ رکاب روانہ کیا۔ خطبہ میں اس کا نام داخل کیا گیا اور اس کے نام کا سکہ مسکوک کرنے کی اجازت دی۔ غرض ۶۷۲ھ میں فخر الدولہ نے اس اعزاز سے دیار بکر کی جانب کوچ کیا۔ اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے ۶۷۳ھ میں ایک دوسری فوج بہ افری امیر ارق بن اسب جو مار دین کے سربراہ آردہ سپہ سالاروں سے تھا۔ فخر الدولہ کی کمک پر روانہ کی۔ ابن مردان نے فخر الدولہ کے پیچھے پر اپنے گرد و نواح کے امراء سے سازش کر لی۔ فخر الدولہ اور امیر ارق کے رکاب میں ترکمانوں کا گروہ کثیر تھا۔

آمد کا محاصرہ: شرف الدولہ ابن مردان کے حامیوں اور مددگاروں سے تھا، فریقین میں گھسان کی لڑائی ہوئی شرف الدولہ شکست کھا کر بھاگا۔ ترکمانوں نے قبائل عرب کو جو اس کے ہمراہ تھے لوٹ لیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے آمد کی طرف بڑھے۔ مگر شرف الدولہ ان ترکمانوں کے پیچھے سے پہلے آمد میں داخل ہو چکا تھا اور ہر چار طرف سے قلعہ بندی کر لی تھی۔ فخر الدولہ اور امیر ارق نے آمد کے قریب پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ شرف الدولہ نے امیر ارق کے پاس ایک معتد بہ رقم بھیج کر یہ پیام بھیجا کہ آپ مجھے آمد سے نکل جانے کی اجازت دے دیجئے۔ امیر ارق نے اس رقم کو اپنے قبضہ میں کر کے شرف الدولہ کی درخواست منظور کر لی چنانچہ شرف الدولہ اربع الاول ۶۷۴ھ کو آمد سے نکل کر میافارقین کو روانہ ہو گیا۔ فخر الدولہ نے میافارقین کی جانب مراجعت کی۔ بہاء الدولہ منصور بن حمید والی حلب و نبل اور اس کا بیٹا سیف الدولہ صدقہ اس کے ہمراہ تھے ہنوز میافارقین نہ پہنچنے پائے تھے کہ فخر الدولہ اور بہاء الدولہ میں علیحدگی ہو گئی۔ بہاء الدولہ مع سیف الدولہ کے عراق کی طرف لوٹ کھڑا ہوا اور فخر الدولہ نے خلاط کا راستہ لیا۔

شرف الدولہ کو معافی اور سند امارت: سلطان ملک شاہ نے شرف الدولہ کی ہزیمت اور آمد میں محصور ہونے کی خبر پا کر عمید الدولہ ابن فخر الدولہ بن حمیر کو خلعت عنایت فرما کر ایک لشکر جرار کے ساتھ موصل کی جانب روانہ کیا۔ امراء ترکمان کو اس کی اطاعت اور بروقت ضرورت امداد کرنے کے لئے فرامین بھیجے۔ شہم الدولہ اقسقر (الملک العادل نور الدین محمود زندگی کا دادا) اس مہم میں عمید الدولہ کا ہمراہ تھا۔ تھوڑے دنوں بعد یہ مہم موصل کے قریب پہنچی۔ عمید الدولہ نے اہل موصل کو سلطان ملک شاہ کی اطاعت کی ترغیب دی۔ بغاوت و سرکشی کے خراب نتائج سے ڈرایا۔ اہل موصل نے شاہی علم کے آگے سر اطاعت خم کر دیا۔ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے عمید الدولہ نے موصل پر قبضہ حاصل کر لیا۔ سلطان ملک شاہ نے یہ مزیدہ جان فزا سن کر یہ نفس نفیس، معدودے چند سواروں کے ساتھ موصل کی جانب کوچ کیا اور لشکر ظفر پیکر شرف الدولہ کے مقبوضات کو سر کرنے میں مصروف و مشغول رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ محاصرہ آمد سے نکل آیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر پا کر موید الدولہ بن نظام الملک سے خط و کتابت شروع کی یہ ان دنوں رجب میں مقیم تھا۔ تحائف اور نذرانے بھیجے اور درخواست کی کہ سلطان ملک شاہ سے میری سفارش کریں۔ موید الدولہ کو شرف الدولہ کے حال زار پر رحم آ گیا۔ اسے دو بار سلطانی میں حاضر کیا اور سفارش کی۔ شرف الدولہ نے بھی شرمساری سے گردن جھکا لی۔ اپنی جسارت کی معافی چاہی۔ تحائف اور نذرانے پیش کئے سلطان ملک شاہ نے اس کی تقصیر معاف فرما کر اپنی طرف سے سند حکومت دے دی اور خراسان کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔

ابوالقاسم کا دیار بکر پر قبضہ: اسی زمانہ سے فخر الدولہ بن جہیر دیار بکر پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا تا آنکہ ۳۷۸ھ میں زعیم الروساء ابوالقاسم کو دیار بکر کی طرف روانہ کیا۔ زعیم الروساء نے دیار بکر پر پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا اور مدتوں محاصرہ کئے رہا۔ اہل شہر کے لئے رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ لوگ بھوکوں مرنے لگے اس اثناء میں دیار بکر کے کسی فوجی سپاہی نے زعیم الروساء سے سازش کر کے دروازہ شہر پناہ کھول دیا اور زعیم الروساء نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ اہل شہر نے عیسائیوں کے مکانات لوٹ لیے کیونکہ ان عیسائیوں نے زمانہ حکمرانی ابن مروان میں اہل شہر پر بے حد دباؤ بے انتہا ظلم و ستم کئے تھے اور یہی لوگ اعلیٰ عہدوں پر سرفراز و ممتاز تھے۔ انہی دنوں فخر الدولہ میا قارقین پر محاصرہ ڈالے پڑا تھا۔ سعد الدولہ گوہر آئین ایک عظیم الشان لشکر سلطان ملک شاہ کی طرف سے لئے ہوئے فخر الدولہ کی کمک پر آ گیا تھا۔ اس خبر کے سننے سے محصوروں کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ مزید آفت یہ آئی کہ شہر پناہ کی دیوار ایک طرف کی ٹوٹ گئی۔ اہل شہر نے فخر الدولہ کی سطوت سے خائف ہو کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر پناہ چاہی۔ آواز کا بلند ہونا تھا کہ فخر الدولہ کا لشکر جھرمٹ باندھ کر شہر میں گھس پڑا اور ابن مروان کے کل مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ مال و اسباب جو کچھ ہاتھ آیا (زعیم الروساء نے اپنے بیٹے کے ساتھ) سلطان کی خدمت میں روانہ کیا۔ ۳۷۸ھ میں اصفہان پہنچ کر سلطان ملک شاہ کی شرفِ ملازمت حاصل کی۔

جزیرہ کی عہم: ہم میا قارقین سے فارغ ہو کر فخر الدولہ نے ایک فوج جزیرہ ابن عمر کے سر کرنے کو روانہ کی۔ جزیرہ بھی ابن مروان کے مقبوضات سے تھا۔ فوج نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ جنگ شروع ہو گئی۔ اثناء جنگ میں ایک گروہ اہل شہر کا والی جزیرہ سے باغی ہو گیا۔ والی جزیرہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکا۔ ان لوگوں نے لڑ بھڑ کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ فخر الدولہ کی فوج کا سپہ سالار کامیابی کا جھنڈا اڑاتا ہوا شہر میں گھس پڑا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ انہی واقعات پر ۳۷۸ھ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بنی مروان کی حکومت دیار بکر سے ختم ہو جاتی ہے فخر الدولہ بن جہیر کی حکمرانی کا سکہ چلنے لگتا ہے۔

فخر الدولہ کا انتقال: چند روز بعد سلطان ملک شاہ جزیرہ کو فخر الدولہ کے قبضہ سے نکال لیتا ہے فخر الدولہ موصل چلا جاتا ہے اور وہیں ۳۸۳ھ میں سفر آخرت اختیار کرتا ہے۔ فخر الدولہ موصل ہی کا رہنے والا تھا۔ ۳۹۸ھ میں پیدا ہوا تھا۔ سن شعور کو پہنچ کر برکت بن مقلد کی خدمت میں رہا۔ پھر تحائف اور نذرانے لے کر بادشاہ روم کے پاس گیا۔ وہاں سے واپسی پر حلب آیا۔ معز الدولہ ابی شمال بن صالح کے دربار میں قلدان وزارت حاصل کیا۔ چند دنوں کے بعد ملطیہ چلا گیا۔ ملطیہ سے ابن مروان کے پاس دیار بکر آ گیا۔ ابن مروان اور اس کے باپ کے یہاں بھی عہدہ وزارت سے ممتاز رہا۔ تھوڑے دنوں وزارت کر کے بغداد کا سفر کیا۔ خلافت مآب نے بھی قلدان وزارت سے سرفراز فرمایا جیسا کہ آپ ابھی اس کے آخری زمانہ تک کے حالات میں پڑھ آئے ہیں۔

خلیفہ مقتدی کے وزراء: خلیفہ مقتدی نے عہد الدولہ کو ۳۷۶ھ میں وزارت سے معزول کر دیا ابوالفتح مظفر بن رئیس الروساء کو اس عہدہ پر مقرر فرمایا۔ پھر اس کو معزول کر کے ابوشجاع محمد بن حسین کو قلدان وزارت سپرد کیا جو ۳۸۴ھ تک عہدہ وزارت سے ممتاز رہا۔ اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ ابوسعید بن سحاء یہودی (جو سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کا وکیل تھا اور بغداد میں رہتا تھا) گوہر آئینہ شہنہ بغداد کے ساتھ سلطان الملک شاہ کی حضوری کا شرف حاصل کرنے کو اصفہان چلا گیا۔ خلیفہ مقتدی نے اس سے مطلع ہو کر ایک گشتی فرمان ذمیوں کو مجبور کرنے کی بابت جاری کر دیا۔ بعضوں نے اسلام

قبول کر لیا اور بعض بھاگ گئے منجملہ ان لوگوں کے جو اسلام لائے تھے۔ ابوسعید علاء بن حسن بن وہب بن موصلا یا کا تب اور اس کے اعزہ تھے۔

عمید الدولہ کا عہدہ وزارت پر تقرر: جس وقت ابوسعید اور گوہر آئین سلطانی دربار میں حاضر ہوئے وزیر ابوشجاع کی شکایت کی سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلافت مآب کی خدمت میں ایک عریضہ معزولی و وزیر ابوشجاع سے متعلق روانہ کیا۔ خلافت مآب نے وزیر ابوشجاع کو معزول کر کے خانہ نشین ہو جانے کا حکم دیا اور اس کے بجائے ابو سعد بن علاء بن حسن کا تب کو عہدہ وزارت پر مامور کیا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کے پاس ایک خط عمید الدولہ بن جہیر کی طلبی کا بھیجا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک نے خلافت مآب کا فرمان عالی شان پاتے ہی عمید الدولہ کو دار الخلافہ میں بھیج دیا۔ خلافت مآب نے ۳۸۴ھ میں قلدان وزارت پھر عمید الدولہ کے سپرد کر دیا۔ نظام الملک سوار ہو کر عمید الدولہ کو عہدہ وزارت کی مبارکباد دینے آیا۔ معزول وزیر ابوشجاع نے ۳۸۸ھ میں وفات پائی۔

سلطان ملک شاہ کا حلب پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ۳۶۳ھ میں سلطان الپ ارسلان نے حلب پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور محمود بن صالح بن مرداس والی حلب نے جامع حلب میں خلیفہ قائم بامر اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا تھا اس کے بعد محمود بن صالح نے دولت عباسیہ سے منحرف ہو کر دولت علویہ مصریہ کی اطاعت قبول کر لی زیادہ زمانہ مقبض نہ ہونے پایا کہ بنی مرداس (یعنی محمود) کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ جمہوری سلطنت کی بنیاد پڑی۔ رؤساء شہر اور عمائدین ملت کے مشورہ سے امور سلطنت سرانجام پانے لگے۔ ان لوگوں کی مجلس کا صدر انجن شرف الدولہ مسلم بن قریش والی موصل تھا اور ابن حبشی ان سردار ہوا تھا۔ اسی زمانہ میں سلیمان بن قطلمش نے بلاد روم میں اپنی حکومت و سلطنت کی بنا ڈالی۔ ۳۷۷ھ میں اٹلا کیہ لبر قبضہ کیا اور پھر اس سے اور شرف الدولہ والی حلب سے ان بن ہو گئی۔ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گیا۔ انجام یہ ہوا کہ سلیمان بن قطلمش نے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ۳۷۹ھ میں مار ڈالا اور اہل حلب کے پاس اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کی تحریر بھیجی۔ اہل حلب نے سلطان ملک شاہ سے اس معاملہ میں خط و کتابت کرنے کی غرض سے مہلت طلب کی کیونکہ یہ لوگ اس کے زیر حمایت تھے اور اسی کے علم حکومت کے آگے گردن جھکائے ہوئے تھے چنانچہ اہل حلب نے قتلش بردار سلطان ملک شاہ کو دمشق میں یہ پیام بھیجا کہ آپ تشریف لاپے ہم لوگ نہایت خوشی سے حلب آپ کے حوالہ کر دیں گے۔ قتلش اس مژدہ جاں بخش کو سن کر حلب کی طرف روانہ ہوا اس کے ہمراہ امیر ارق بن اکب بھی تھا۔

چونکہ امیر ارق نے جب کہ سلطان ملک شاہ موصل کی طرف آیا ہوا تھا بوقت محاصرہ آمد زرقند لے کر شرف الدولہ کو

۱۔ اٹلا کیہ پر رویوں ۳۵۸ھ سے قبضہ تھا۔ فردوس نامی ایک شخص حکمرانی کر رہا تھا درجہ کا ظالم اور کینہ پرور تھا۔ اہل اٹلا کیہ اس کے ظلم سے بھگت آ گئے تھے سلیمان کو قبضہ کر لینے کی غرض سے بلا بھیجا۔ سلیمان تین سو سواروں اور اسی قدر پیادوں سے حملہ آور ہوا اور دنیا عبور کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۳۷۷ھ کا ہے۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۶۔

۲۔ ان بن ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ فردوس والی اٹلا کیہ شرف الدولہ کو کچھ زرقند بطور خراج دیا کرتا تھا۔ جب قطلمش نے اٹلا کیہ پر قبضہ کیا تو شرف الدولہ نے حسب دستور طلب کیا۔ قطلمش نے جواب دیا کہ وہ کافر تھا جزیہ دیتا تھا میں مجھ لہذا مسلمان ہوں خراج یا جزیہ نہ دوں گا۔ اس پر شرف الدولہ نے اٹلا کیہ کی طرف قدم بڑھایا۔ قطلمش بھی یہ خبر پا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۶۔

نکل جانے کی اجازت دے دی تھی اس وجہ سے امیر ارق بنجوف سلطان ملک شاہ تمش کے پاس چلا آیا تھا اور تمش نے اس کو بیت المقدس میں جاگیر دی تھی۔ پس جس وقت تمش نے حلب کی جانب قدم بڑھایا اور قلعہ حلب پر پہنچ کر محاصرہ ڈالا اس وقت سالم بن مالک بن بدران (شرف الدولہ مسلم بن قریش کے چچا کا لڑکا) حکمرانی کر رہا تھا چنانچہ تمش نے حلب کا محاصرہ کر لیا لیکن تمش کی طلبی سے پہلے ابن حبشی اور اکثر رؤساء حلب نے سلطان ملک شاہ کو بھی اپنی مجبوری لکھ بھیجی تھی اور قبضہ کرنے کو بلا بھیجا تھا اس بناء پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ماہ جمادی الاول ۶۱۹ھ میں حلب کی جانب کوچ کیا۔ موصل ہوتا ہوا حران آیا۔ والی حران نے مصالحت کے ساتھ شہر سپرد کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے حران محمد بن شرف الدولہ کو جاگیر میں دے دیا بعد ازاں الرہا کا رخ کیا۔ یہ اس وقت تک رومیوں کے قبضہ میں تھا بعد محاصرہ اور جنگ کے اس کو بھی فتح کر کے قلعہ جابر کی طرف بڑھا ایک شبانہ روز محاصرہ کیے رہا۔ بالآخر بنی قشیر کو جو والی قلعہ تھے زیر کر کے اس قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا، منج پہنچا اور اس پر بھی یزور تیغ اپنی کامیابی کا سکہ بٹھاتا ہوا دریائے فرات کو عبور کر کے حلب کے قریب جا اتر۔ تمش نے یہ خبر پا کر حلب کو خیر باد کہا اور دمشق کا راستہ لیا اور اس کے ہمراہ امیر ارق بھی تھا۔ سلطان ملک شاہ کے پہنچنے ہی سالم بن مالک والی قلعہ حلب نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ سلطان ملک شاہ مظفر منصور شہر میں داخل ہوا اور سالم کی درخواست کے مطابق اسے قلعہ حلب قلعہ جابر کی حکومت حمایت کی اس زمانہ سے قلعہ جابر سالم اور اس کی اولاد کے قبضہ میں برقرار رہا۔ تا آنکہ الملک العادل سلطان نور الدین محمود نے اس پر قبضہ حاصل کیا۔

والی شیرز کی اطاعت۔ حلب پر سلطان ملک شاہ نے قبضہ کرنے کے بعد قسم الدولہ اقسقر کو قلعہ اور شہر کا حکم مقرر کیا اسی زمانہ میں امیر نصیر بن علی بن محمد کنانی والی شیرز سے خط و کتابت شروع ہوئی اور والی شیرز نے بھی سلطان ملک شاہ کی اطاعت قبول کر لی لازمیہ کفر طاب اور قاصیہ کو مصالحت کے ساتھ سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے خوش ہو کر شیرز کی حکومت پر اس کو بحال رکھا اور ہفتہ عشرہ آرام کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ زمانہ قیام حلب میں اہل حلب نے ابن حبشی کی سفارش کی تھی۔ سلطان نے ان کی درخواست پر اس کو دیار بکر بھیج دیا تھا چنانچہ وہیں بحالت افلاس و فقر مر گیا۔

سلطان ملک شاہ کی بغداد میں آمد۔ ماہ ذی الحجہ ۶۱۹ھ سلطان ملک شاہ بغداد آیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہو کر تحائف اور نذرانے پیش کئے اگلے دن خلافت مآب نے بھی سلطان ملک شاہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ خلعت دینے کو دربار عام منعقد کیا گیا۔ مسند خلافت پر خلافت مآب رونق افروز تھے۔ وزیر السلطنت نظام الملک دست بستہ کھڑا کئے بعد دیگرے امراء سلطانی کو خلافت مآب کے حضور میں پیش کرتا اور ان کے اسما اور انساب اور مراتب بیان کرتا جاتا بعد ازاں خلافت مآب نے امور سلطنت کو سلطان ملک شاہ کے سپرد کر کے سیاہ و سفید کا اختیار حمایت فرمایا۔ سلطان ملک شاہ نے دست بوسی کی اور دربار سے واپس ہوا۔ وزیر السلطنت نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ کے دیکھے کو گیا۔ کتب خانہ میں بیٹھ کر احادیث کی سماعت کی اور کچھ حدیثیں لکھیں ایک ماہ تک سلطان کا بغداد میں قیام رہا۔ بعد ازاں ماہ صفر ۶۲۰ھ میں اصفہان کی جانب کوچ کیا پھر دوبارہ ماہ رمضان ۶۲۰ھ میں وارد بغداد ہوا اور دار الحکومت میں قیام کیا۔ تاج الدولہ تمش، نسیم الدولہ اقسقر والی حلب اور دوسرے حکمرانان ممالک محروسہ حاضر ہوئے۔ ۶۲۵ھ میں اس دھوم دھام سے مجلس مولود منعقد کی گئی کہ اہل بغداد نے کبھی ایسی شان دار مجلس نہ دیکھی تھی۔ امراء سلطانی نے اپنی رہائش کے لئے مکانات

بنوانے شروع کئے مگر زمانہ نے مہلت نہ دی۔

بغداد میں فتنہ و فساد دار الخلافت بغداد کیا بہ لحاظ آبادی اور کیا بہ نظر عمارات اس درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ جہاں تک ہماری محدود واقفیت شہادت دیتی ہے ابتداء آفرینش سے دنیا کا کوئی شہر نہ پہنچا ہوگا مگر بحکم ہر کمالے رازوالے دولت عباسیہ کے قوائے حکمرانی کمزور اور مضحل ہو جانے سے بغداد فتنہ و فساد کا مخزن اور معدن بن گیا تھا۔ فتنہ پردازوں چوروں اور بد معاشوں کی وہ کثرت ہو گئی تھی کہ حکام وقت ان کی سرکوبی اور گوشامی سے عاجز آ گئے تھے۔ بسا اوقات شاہی لشکر ان سے جنگ و جدال کرنے کو تیار ہو کر جاتا اور ناکام واپس آتا تھا اور گاہے گاہے باشندگان بغداد کے اختلاف مذاہب کی وجہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ کھل جاتا تھا۔ کبھی اہل سنت و جماعت اور شیعہ بوجہ اختلاف مذہب و عقائد جھگڑ جاتے تھے۔ کبھی حبلیوں اور شافعیوں میں فساد برپا ہو جاتا تھا کیونکہ حبلی باری تعالیٰ کی ذات و صفات میں صراحۃً تعظیم دیتے تھے ان کے نزدیک امام احمد بن حنبل کی بھی رائے ہے حالانکہ امام صاحب اس سے بری ہیں اور شافعیہ اس کی مخالفت کرتے تھے۔ نوبت جدال و قتال تک پہنچ جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ یہ فتنہ تمام شہر پر چھا گیا اب اس کا اندازہ غیر ممکن تھا۔ فسادات بکرات مرآت ہوتے رہتے۔ خلفاء عباسیہ تو بے کاری ہو گئے تھے امراء بنو بویہ اور ملوک سلجوقیہ بھی اس آگ کے بجھانے پر قادر نہ ہو سکے اس وجہ سے کہ بنی بویہ فارس میں رہتے تھے اور ملوک سلجوقیہ اصفہان میں۔ چونکہ دار الخلافت بغداد کی ان دونوں مقامات سے معتد بہ دوری تھی۔ ان کی شوکت و ہیبت کا کوئی اثر اہل بغداد پر نہ پڑتا تھا۔ ان لوگوں کی طرف سے دار الخلافت بغداد میں جو شیعہ عہدہ کو کوالی پر رہتا تھا وہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکتا تھا۔ وہی فتنہ و فساد اس کے روکنے سے رک جاتا تھا جو عام فتنہ ہونے کی حد تک نہ پہنچتا تھا اور امراء بنی بویہ و ملوک سلجوقیہ کو کبھی بذاتہ اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی جانب کوئی توجہ خاص اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ وہ ہمیشہ ممالک محروسہ اسلامیہ کے اُن امور کے انجام دینے میں مشغول و مصروف رہے جو اس سے زیادہ اہم بالشان تھے انہی وجوہات سے ان مفاسد اور فتنوں کا بغداد سے قلع قمع نہ ہو سکا۔ آئے دن ایک نہ ایک جھگڑا قائم رہا تا آنکہ اس کی خوش منظر عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ آبادی ویرانی سے بدل گئی۔ خوشی اور چہل پہل کا نام و نشان باقی تک نہ رہا۔ صرف نقش و نگار صفحہ قرطاس بر باقی رہ گئے جس کو زمانہ نہ مٹا سکا۔

نظام الملک طوسی کی وزارت: نظام الملک ابوعلی حسین بن علی بن اسحاق طوس کے ایک زمیندار کا لڑکا تھا۔ طوس میں پیدا ہوا اور وہیں نشوونما پا کر سن شعور کو پہنچا، عربیت، فقہ کی تعلیم پائی احادیث کثیرہ کی سماعت کی۔ ابتداً اس نے ایک امیر کے یہاں ملازمت کی، کفایت شعار، منتظم اور ہوشیار آدمی تھا تھوڑے ہی دنوں میں اپنے آقا کے نزدیک منتظم اور ہوشیاروں میں شمار کیا جانے لگا۔ اتفاق یہ کہ جس امیر کی خدمت میں یہ رہتا تھا وہ جو کچھ سال بھر میں نظام الملک پیدا کرنا سب چھین لیتا تھا۔ ایک مدت تک نظام الملک صبر و استقلال کا پتھر اپنے سینے پر رکھ کر ضبط کرتا رہا آخر تابہ کے۔ ملازمت چھوڑ کر جعفری بک داؤد کے پاس بھاگ گیا۔ آقائے سابق نے طلبی کا خط بھیجا جعفری بک نے روک لیا۔ ابوعلی بن شادان کی پیشی میں کام کرنے لگا۔ جو جعفری بک داؤد والد سلطان الپ ارسلان و برادر سلطان طغرل بک کی طرف سے صوبہ بلخ کا والی تھا۔ چونکہ نظام الملک کی کفایت شعار، انتظام اور اچھے ہوئے پولیٹکل معاملات کے سمجھانے کی عام شہرت ہو گئی تھی اور نیز ابوعلی نے بوقت وفات سلطان الپ ارسلان سے اس کی ہوشیاری، امانت داری اور انتظام کی تعریف کی تھی اس وجہ سے وفات کے بعد ابوعلی سلطان

الپ ارسلان نے اپنے حضور میں طلب فرما کر قلعہ ان وزارت سپرد کر دیا اور کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا کامل اختیار دے دیا۔ چنانچہ نظام الملک سلطان الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملک شاہ کے دربار میں عہدہ وزارت سے ممتاز و سرفراز رہا اور جس مراتب علیہ پر یہ پہنچا اس کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس کی اولاد عہدہ ہائے جلیلہ سے ممتاز تھی سلطان کو اس کا اس درجہ پاس و لحاظ تھا کہ اس کے پوتے عثمان جمال (جو صوبہ مرو کا والی تھا) اور سلطان کے ایک امیر لشکر سے جس کو سلطان نے شحمہ مرو مقرر کر کے روانہ کیا تھا ان بن ہو گئی۔ عثمان جمال نے بوجہ نو عمری جوش میں آ کر اس امیر کو گرفتار کر کے سزا دے دی۔ امیر نے رہائی پانے کے بعد دربار سلطانی میں حاضر ہو کر فریاد کی۔ سلطان کو سخت ملال ہوا مگر نظام الملک کے لحاظ سے عثمان جمال سے کچھ جواب طلب نہ کیا البتہ نظام الملک کے پاس اپنی ایک معتبر خواص کو عثمان جمال کی شکایت کرنے کو بھیج دیا۔ نظام الملک نے اپنے حقوق اور خدمات کا اظہار کیا۔ سلطان اور نظام الملک میں باہم ایک مدت تک اس معاملے سے متعلق خط و کتابت ہوتی رہی غمازوں نے غمازیاں بھی خوب کیں۔

نظام الملک طوسی کا قتل: چند دنوں بعد خود بخود یہ قصہ رفع دفع ہو گیا اس اثناء میں ۴۸۵ھ کا ماہ رمضان آ گیا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک اصفہان سے بغداد واپس آتے ہوئے نہاوند میں خیمہ زن ہوئے۔ نظام الملک بعد افطار صوم شاہی خیمہ سے نکل کر اپنے خیمہ کی طرف آ رہا تھا۔ ایک لڑکا (جو غالباً فرقہ باطنیہ سے تھا) مستغیث کی صورت بنائے ہوئے ملا۔ نظام الملک نے عرضی لینے کی غرض سے ہاتھ بڑھایا۔ لڑکے نے نظام الملک کے قریب پہنچ کر پیرت میں چھری بھونک دی۔ نظام الملک زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا اور اسی وقت دم توڑ دیا۔ لڑکا بھاگا، لشکریوں نے دوڑ کر گرفتار کر لیا اور مار ڈالا۔ سلطان ملک شاہ اس واقعہ کو سن کر اسی روز نظام الملک کے خیمہ میں آیا۔ اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کو سلطان کی صورت دیکھنے سے گوشت طہینان اور سکون ہوا۔ تیس برس وزارت کی۔ اس وزارت کے علاوہ جو اس نے ملک شاہ کے باپ الپ ارسلان کے زمانہ امارت خراسان میں کی تھی۔

سلطان ملک شاہ کی وفات: نظام الملک کی شہادت کے بعد جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ سلطان ملک شاہ نے بغداد کی جانب کوچ کیا اور چند مدت سفر کر کے آخری ماہ رمضان سنہ مذکور کو دار الخلافہ بغداد میں داخل ہوا۔ وزیر عمید الدولہ بن جہیر نے استقبال کیا۔ سلطان ملک شاہ نے نظام الملک کی مفارقت ابدی پر یہ قصد کر لیا تھا کہ قلعہ ان وزارت تاج الملک کے سپرد کر دیا جائے یہ وہی شخص ہے جس نے نظام الملک کی چٹلی کی تھی چونکہ یہ بھی کفایت شعار اور منتظم تھا اس وجہ سے سلطان ملک شاہ کے خیالات اس کی طرف سے اچھے ہو گئے تھے۔ نماز عید پڑھ کر سلطان نے اپنے محل سرا کی جانب معاودت کی۔ موت کا وقت آ گیا۔ ۵ اشوال سنہ مذکور کو انتقال کر گیا۔

سلطان محمود کی تخت نشینی: سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکمان خاتون نے اس واقعہ کو چھپایا جو مال و اسباب اس کا اور شاہی دربار کا تھا سب کا سب محسّر ائے خلافت میں پہنچا دیا اور سلطان ملک شاہ کی نعش کو تابوت میں رکھ کر اصفہان کی طرف کوچ کر دیا۔ روانگی کے وقت درپردہ امراء و اراکین سلطنت کو بے شمار زر نقد دی گئی اور یہ ہدایت کر گئی کہ میرے بیٹے محمود کو تخت نشین

۱۔ خوب نظام الملک طوسی ۲۱ ذی قعدہ ۴۸۵ھ یوم جمعہ کو مقام نوقان (مضافات طوس) میں پیدا ہوا۔ بزرگس کی عمر پائی۔ اصفہان میں دفن کیا گیا۔

اور مرحوم سلطان کا وارث تاج و تگئیں بنانا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا بعد اس کے اس ترکمان خاتون نے قوام الدولہ کو بوقا (جو آئندہ موصل کا حکمران ہوگا) کو طلب کر کے سلطان ملک شاہ کی انگوٹھی دی اور اصفہان کے قلعہ دار کے پاس روانہ کیا۔ قلعہ دار نے خاتم سلطانی دیکھ کر قلعہ سپرد کر دیا۔ محمود کی عمر اس وقت چار برس کی تھی۔ بیعت حکومت کے بعد خلیفہ مقتدی کی خدمت میں ترکمان خاتون کی طرف سے درخواست دی گئی کہ ”محمود کے نام کا خطبہ پڑھا جائے“۔ خلافت مآب نے ترکمان خاتون کی درخواست منظور فرمائی مگر اس شرط سے کہ امیر اترا کی رائے سے (جو سلطان ملک شاہ کے امراء سے ہے) امور سلطنت و حکومت انجام دیئے جائیں اور تاج الملک کے سپرد تقرری عمال اور محکمہ خراج رہے ترکمان خاتون نے ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ تا آنکہ امام ابو حامد غزالی ترکمان خاتون کے پاس تشریف لے گئے اور یہ سمجھایا کہ نابالغ ہونے کی وجہ سے محمود کے تصرفات اور احکام شرعاً جائز اور جاری نہیں ہو سکتے۔ امام غزالی کے فرمانے سے ترکمان خاتون کی تفسی ہو گئی اور خلافت مآب کی شرائط کو منظور کر لیا۔ آخری شوال سنہ مذکور میں محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ”ناصر الدولہ والدین“ کے لقب سے ملقب ہوا۔ حرمین شریفین میں اس کی تخت نشینی کی اطلاعی دی گئی اور وہاں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

برکیاروق کی گرفتاری و رہائی۔ بوقت وفات سلطان ملک شاہ ترکمان خاتون نے اس کے واقعہ موت کے چھپانے اور اپنے بیٹے محمود کی بیعت سلطنت لینے کی جو کارروائی کی اس کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اسی زمانہ میں ترکمان خاتون نے خفیہ طور سے چند آدمیوں کو سلطان ملک شاہ کے بڑے بیٹے برکیاروق کے گرفتار کرنے کو اصفہان بھیج دیا تھا اس خوف سے کہ مبادا امیرے بیٹے محمود سے برکیاروق جھگڑ پڑے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اصفہان بھیج کر برکیاروق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پس جس وقت سلطان ملک شاہ کی خبر موت مشہور ہوئی۔ خادمان نظامیہ نظام الملک کے سلاح خانہ میں جو اصفہان میں تھا گھس پڑے اور آلات حرب لے کر شہر کو گھیر لیا۔ برکیاروق کو جیل سے نکال کر اس کی سلطنت و حکومت کی بیعت کی اور جامع اصفہان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس کی ماں زبیدہ بنت یاقوتی بن داؤد (یا قوتی سلطان ملک شاہ کا چچا تھا) اپنے بیٹے برکیاروق کی بابت ترکمان خاتون مادر محمود سے بے حد خائف تھی مگر جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ نظامیہ خدام برکیاروق کا ساتھ دے رہے ہیں تو اس کو تسکین اور مسرت ہوئی۔

برکیاروق کی یورش۔ اس وقت تاج الملک اصفہان میں داخل ہو چکا تھا لشکریوں نے اس سے تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ تاج الملک اصفہان کے ایک قلعہ میں روپیہ لینے کو گیا مگر بخوف خدام نظامیہ بیٹھ رہا۔ جس وقت ترکمان خاتون اصفہان میں آئی تاج الملک نے حاضر ہو کر معذرت کی ترکمان خاتون نے عذر قبول کر لیا۔ برکیاروق نے مع خادمان نظامیہ اصفہان سے رے کا راستہ لیا۔ امیر ارغس (سلطان ملک شاہ کا ایک نامی امیر) مع اپنی رکاب کی فوج کے برکیاروق سے آ ملا۔ ترکمان خاتون نے ایک لشکر برکیاروق سے جنگ کرنے کو روانہ کیا جس میں سلطان ملک شاہ کے اکثر امراء تھے۔ دونوں فوجیں مرتب ہو کر میدان جنگ میں آئیں۔ ہنوز معرکہ جنگ کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ ترکمان خاتون کے اکثر امراء برکیاروق کے پاس بھاگ آئے بعد ازاں معرکہ کارزار شروع ہوا۔ ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو کر اصفہان کی جانب بھاگی۔ برکیاروق نے تعاقب کیا اور اصفہان بھیج کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔

وزیر تاج الملک کا قتل: وزیر تاج الملک جنگ ترکان خاتون اور برکیاروق میں موجود اور ترکان خاتون کی طرف سے لڑ رہا تھا جس وقت ترکان خاتون کی فوج ہزیمت اٹھا کر بھاگی تاج الملک بھی قلعہ یزدجرد کی جانب بھاگا۔ اثناء راہ سے گرفتار ہو کر برکیاروق کے دروہرو پیش کیا گیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ برکیاروق اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا چونکہ برکیاروق اس کی کفایت شعاری اور معاملہ فہمی سے واقف تھا اسے عہدہ وزارت سے سرفراز کرنے کا قصد کیا اور خدام نظامیہ کو اس سے راضی کرنے کی غرض سے دولاکھ دینار اس کی طرف سے انہیں دیئے۔ وہ لوگ راضی ہو گئے عثمان نائب نظام الملک کو اس کی خبر لگ گئی۔ چند غلاموں کو ابھار دیا اور ان کو یہ سمجھایا کہ اس نے تمہارے سردار نظام الملک کو قتل کرایا ہے چنانچہ ان غلاموں نے ایک روز تاج الملک کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور ایک ایک عضو کاٹ کر پھینک دیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۳۸۶ھ کا ہے۔

عز الملک ابو عبد اللہ کا عہدہ وزارت پر تقرر: اس واقعہ کے بعد عز الملک ابو عبد اللہ حسین بن نظام الملک زمانہ محاصرہ اصفہان میں اصفہان سے برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوا یہ اس سے پیشتر خوارزم میں حکمرانی کر رہا تھا اپنے باپ نظام الملک کی شہادت سے پہلے سلطان ملک شاہ اور اپنے باپ کا شرف حضوری حاصل کرنے کو اصفہان آیا تھا۔ اتفاق یہ کہ اس کا باپ شہید ہو گیا۔ سلطان ملک شاہ نے بھی وفات پائی اور یہ اس وقت سے اصفہان ہی میں مقیم تھا تا آنکہ برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت یہ اصفہان سے نکل کر برکیاروق کے پاس آیا برکیاروق عزت و احترام سے پیش آیا اور قلمدان وزارت اس کے سپرد کر کے امور سلطنت و حکومت کے سیاہ و سفید کا اختیار کامل دے دیا۔

برکیاروق کی بغداد میں آمد: برکیاروق اس مہم سے فارغ ہو کر ۳۸۶ھ میں بغداد آیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب سے درخواست کی کہ میرا نام خطبہ میں پڑھا جائے۔ خلافت مآب نے اجازت دی جامع بغداد میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ”رکن الدولہ“ کا خطاب عنایت ہوا۔ وزیر عمید الدولہ بن حمیر دربار خلافت سے خلعت لے کر برکیاروق کے پاس آیا۔ برکیاروق نے خلعت کو زیب تن کیا۔ برکیاروق بغداد میں مقیم ہی تھا کہ خلیفہ مقتدی نے سفر آخرت اختیار کیا۔

خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وفات: یوم شنبہ ۵ محرم ۳۸۷ھ کو خلیفہ مقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبد اللہ بن ذخیرۃ الدین محمد بن خلیفہ القائم بامر اللہ نے دفعۃً وفات پائی۔ ہوا یہ کہ سلطان برکیاروق کی رپورٹ آئی ہوئی تھی خلیفہ مقتدی نے پڑھ کر رکھ لیا بعد ازاں دسترخوان چٹا گیا کھانا کھایا۔ جونہی ہاتھ دھویا غشی طاری ہو گئی مر گیا۔ وزیر عمید الدولہ نے قہقہہ و ہنسی کی۔ ابو العباس احمد بن خلیفہ مقتدی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ دفن کر دیا گیا۔ انہیں برس آٹھ مہینے خلافت کی۔ اگرچہ خلیفہ مقتدی عالی ہمت صاحب سلطنت اور عظیم الشان تھا مگر پھر بھی اپنے امراء دولت اور اراکین خلافت کے ہاتھوں کھ پتلی بنا ہوا تھا اس کے زمانہ میں بغداد کی آبادی کو بے حد ترقی ہوئی۔ عالی شان عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ بغداد کی ترقی بوجہ عروج دولت بنی طغرل تک وقوع میں آئی۔

باب: ۳۱

احمد بن مقتدی مستنصر باللہ

۲۸۷ھ تا ۵۱۲ھ

بیعت خلافت: خلیفہ مقتدی کے انتقال کے بعد وزیر عمید الدولہ نے اس کے بیٹے ابوالعباس احمد کو دربار خلافت میں لا کر مستنصر خلافت پر متمکن کیا۔ اراکین خلافت اور امراء دولت نے بیعت کی، ابوالعباس احمد نے المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ بعد ازاں وزیر عمید الدولہ بیعت لینے کی غرض سے برکیاروق کے پاس گیا۔ برکیاروق نے بطیب خاطر خلیفہ مستنصر کے وزیر کے ہاتھ پر بیعت کی، خلیفہ مقتدی کی موت کے تیسرے روز مجلس عزائم منعقد ہوئی۔ سلطان برکیاروق مع اپنے وزیر عز الملک بن نظام الملک اور اس کے بھائی بہاء الملک کے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ ارباب مناصب سے طراو عباسی، معمر علوی اور علماء کبار سے قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ دامغانی، غزالی اور شاشی وغیرہ بھی ماتم پرسی کو آئے۔ تعزیت کی اور خلیفہ مستنصر کی خلافت کی بیعت کر کے واپس گئے۔

تمش بن الپ ارسلان کی فتوحات: اوپر بیان کیا گیا ہے کہ تمش بن سلطان الپ ارسلان نے صوبہ دمشق پر قبضہ کر کے استقلال و استحکام کے ساتھ دمشق میں حکمرانی شروع کر دی تھی اور قتل و قات سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور پھر واپس ہو گیا تھا، واپسی کے بعد ملک شاہ کی وفات کی خبر پائی فوراً ہیئت پر قبضہ کر کے سلطنت و حکومت حاصل کرنے کی غرض سے دمشق کی طرف کوچ کیا اور لشکر آراستہ کر کے حلب پر فوج کشی کر دی۔ قسیم الدولہ اقسقر والی حلب نے سرطاعت خم کرویا اور اس کے ساتھ ہولیا۔ باغیساں والی انطاکیہ اور بوزان والی الرہا و حران نے بھی لکھ بھیجا کہ بنظر مصلحت وقت نادستی احوال اولاد سلطان ملک شاہ تمش کی اطاعت قبول کر لو۔ باغیساں اور بوزان نے بھی آقسقر کی تحریر کے مطابق تمش کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے نام کا خطبہ اپنے شہروں میں پڑھنا شروع کیا اور اس کے ہر کاب رجبہ کے محاصرہ کو بڑھے ماہ محرم ۲۸۶ھ میں رجبہ مفتوح ہوا تمش کے نام کا خطبہ جامع مسجد کے منبر پر پڑھا گیا۔ بعد ازاں تمش نے نصیبین کا رخ کیا اور بزور تیغ اس کو بھی مفتوح اور تاخت و تاراج کر کے محمد بن شرف الدولہ کے حوالہ کیا۔ اور موصل پر قبضہ کرنے کے قصد سے کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں کافی بن فخر الدولہ بن جہیر نے ملاقات کی۔ یہ ان دنوں جزیرہ ابن عمر میں تھا۔ تمش نے براہ عزت افزائی عہدہ وزارت سے اس کو سرفراز کیا۔

موصل پر قبضہ: قریب موصل پہنچ کر ابراہیم بن قریش والی موصل کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو۔ میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دار الخلافہ بغداد جانے کا مجھے راستہ دو۔ ابراہیم نے اس کو منظور نہ کیا اور انکاری جواب دیا۔ تمش نے اعلان جنگ کر کے لڑائی چھیڑ دی دس ہزار فوج تمش کی رکاب میں تھی آقسقر مینہ پڑھا۔ بوزان میسرہ پر۔ ابراہیم والی موصل تیس ہزار کی جمیعت سے میدان جنگ میں آیا ہوا تھا۔ ایک زبردست لڑائی کے بعد ابراہیم کو شکست ہوئی۔ ابراہیم اور امراء عرب کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا۔ تمش نے سب کو کمال بے رحمی سے تہ تیغ کیا اور تسلط ہونے کے بعد علی بن شرف الدولہ کو موصل کی حکومت عنایت کی۔ یہ تمش کا چھوٹا بیٹا تھا۔

بوزان اور آقسقر کی برکیاروق کی اطاعت: موصل پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد تمش نے دار الخلافہ بغداد میں اپنا نام خطبہ میں داخل کئے جانے کی درخواست بھیجی۔ گوہر آئین شحنة بغداد نے سفارش کی۔ جواب دیا گیا ”لشکر اسلام سے قاصد کے آنے کا انتظار کیا جا رہا ہے“۔ قاصد بے نیل و مرام تمش کے پاس واپس آیا تمش نے دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے آذربائیجان کا قصد کیا۔ ان واقعات کی خبر برکیاروق تک پہنچی۔ اس وقت برکیاروق کو محمود کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی اور بہدان اور رے پر متصرف ہو چکا تھا۔ فوجیں مرتب کر کے اپنے چچا تمش کی روک تھام کو اٹھ کھڑا ہوا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ آقسقر نے بوزان سے کہا ”ہم نے تمش کی اطاعت محض اس وجہ سے قبول کی تھی کہ ہمارے آقائے نامدار ملک شاہ کے لڑکوں میں اختلاف پڑا ہوا تھا ہم دیکھتے تھے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ الحمد للہ کہ جس امر کے ہم خواستگار تھے وہ پردہ غیب سے ظاہر ہو گیا۔ یعنی ہمارے آقائے نامدار کا بڑا لڑکا برکیاروق حکمرانی کرنے لگا۔ اب ہم کسی طرح تمش کے ہمراہ نہیں رہ سکتے۔ کیوں بوزان تمہاری کیا رائے ہے؟“ بوزان نے جواب دیا ”میں آپ کی رائے سے متفق ہوں“۔ آقسقر نے بوزان کو گٹھے سے لگا لیا۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور مع اپنے ہمراہیوں کے تمش سے طلعہ ہو کر برکیاروق کے پاس چلا گیا۔ ان دونوں امراء کی علیحدگی سے تمش کی قوت ٹوٹ گئی۔ شکست کھا کر دمشق کی جانب لوٹ آیا۔ اب برکیاروق کی حکومت مستحکم ہو گئی گوہر آئین نے حاضر ہو کر تمش کی درخواست کی سفارش کرنے کی کوشش کی۔ برکیاروق نے اس کی ایک نسی معزول کر کے امیر نکیر وکواس کی جگہ دار الخلافہ بغداد کا شحنة مقرر کیا اس کے بعد برکیاروق کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا۔ خلیفہ مقتدی نے وفات پائی اور اس کے بعد مسند خلافت پر خلیفہ مستظهر متمکن ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

آقسقر اور بوزان کا انجام: تمش نے آذربائیجان سے شام کی جانب مراجعت کرنے کے بعد فرجیہ مرتب کیں اور آقسقر سے جنگ کرنے کی طرف بڑھا۔ برکیاروق نے امیر کر بوکا کو (جو آئندہ امیر موصل ہو گا) آقسقر کی کمک پر روانہ کیا۔ قریب حلب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ حلب کی فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ آقسقر گرفتار کر لیا گیا اور کمال بے رحمی سے

۱۔ تمش اور آقسقر سے مقام نہر سبعین قریب تل سلطان پر معرکہ آرائی ہوئی تھی اس مقام سے حلب لوگوں کے فاصلے پر ہے۔ جنگ بڑی زبردست اور خونریز ہوئی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۹۵۔

۲۔ امیر حسیم الدولہ آقسقر والی حلب شکست و گرفتاری کے بعد ماہ جمادی الاول ۵۸۷ھ میں تاج الدولہ تمش کے ہاتھ سے مارا گیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۹۵۔

مار ڈالا گیا۔ امیر بوزان اور کر بوقا بھاگ کر حلب میں جا چھے اور اس کی حفاظت کا معقول انتظام کیا۔ تنش نے پہنچ کر حلب کو محاصرہ میں لے لیا چند دنوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر تنش نے حلب پر بھی قبضہ کر کے امیر بوزان اور کر بوقا کو گرفتار کر لیا چونکہ حران اور الرہا کی طرف روانہ کیا اور اس غرض سے کہ اہل حران اور الرہا امیر بوزان کی گرفتاری سے اطاعت قبول کر لیں۔ مگر اہل حران اور الرہا نے اطاعت قبول نہ کی، تنش نے جھلا کر امیر بوزان کا سر کاٹ کر حران کے پاس بھیج دیا۔ اہل حران خوف سے تھرا گئے۔ ہجرہ واکراہ سر اطاعت جھکا دیا۔ باقی رہا امیر کر بوقا اس کو حص کے چیل میں ڈال دیا۔ تا آنکہ رضوان نے اپنے باپ تنش کے مارے جانے کے بعد امیر کر بوقا کو قید سے رہا کیا۔

تنش کی مزید فتوحات۔ تنش اس مہم سے فارغ ہو کر جزیرہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قبضہ حاصل کر کے دیار بکر خلاط ارمینہ، آذربائیجان اور ہمدان کے یکے بعد دیگرے کسی کو جنگ اور کسی کو صلح و امان فتح کرتا گیا۔ انہی دنوں فخر الدولہ بن نظام الملک حران سے سلطان برکیاروق کی خدمت میں شرف نیاز حاصل کرنے کو جا رہا تھا مقام اصفہان میں امیر قماج سے جو محمود بن سلطان ملک شاہ کے لشکر کا ایک سردار تھا بھٹک ہو گئی۔ امیر قماج نے فخر الدولہ پر شب خون مار کر اس کے کل مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ فخر الدولہ تن تنہا اپنی جان بچا کر ہمدان بھاگ آیا یہاں ایک دوسری مصیبت سر پر آ پڑی، تنش کو اس کی خبر لگ گئی وہ فخر الدولہ کے قتل پر تل گیا۔ امیر باغیان نے سفارش کی پچارے کی جان بچ گئی اور پھر اسی امیر کی سفارش سے عہدہ وزارت بھی مل گیا۔

برکیاروق کی شکست اور اصفہان کو مراجعت۔ ان عظیم کامیابیوں سے تنش کے حوصلے بڑھ گئے خطبہ میں نام داخل کئے جانے کی پھر ہوس سائی چنانچہ اسی غرض سے اپنے وزیر فخر الدولہ کو دار الخلافہ بغداد روانہ کیا اور یوسف بن ابی ترکان کو ترکمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ بغداد کا شہہ مقرر کر کے بھیجا لیکن اہل بغداد نے یوسف کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ برکیاروق ان واقعات سے مطلع ہو کر تنش کے سلسلہ فتوحات کو روکنے کی غرض سے نصیبین سے روانہ ہوا۔ وجہ کو بالائی موصل سے عبور کیا اربل ہوتا ہوا سرخاب بن بدر کے شہر میں پہنچا اور پھر وہاں سے روانہ ہو کر اپنے چچا تنش کے لشکر گاہ کے قریب جا اترے۔ دونوں لشکروں میں صرف نوکوس کا فاصلہ تھا۔ اس کے ہمراہ ایک ہزار فوج تھی اور اس کے چچا تنش کی رکاب میں پچاس ہزار جنگ آور تھے۔ تنش نے برکیاروق کی آمد سے مطلع ہو کر اپنے ایک امیر کو چند دستہ فوج کے ساتھ برکیاروق پر شب خون مارنے کو بھیجا۔ برکیاروق شکست کھا کر اصفہان پہنچا اس وقت اصفہان میں محمود بن سلطان ملک شاہ موجود تھا اس کی ماں ترکمان خاتون کا انتقال ہو چکا تھا محمود کے امراء نے برکیاروق کو گرفتار کرنے کے قصد سے اصفہان میں داخل کر لیا اس کے بعد ہی محمود نے بھی آخری شوال ۷۴۸ھ میں وفات پائی پھر برکیاروق اصفہان پر قابض و متصرف ہو گیا۔ موید الملک بن نظام الملک اس واقعہ سے مطلع ہو کر حاضر ہوا۔ برکیاروق نے ماہ ذی الحجہ ۷۴۸ھ میں موید الملک کو قتل کر دیا وزارت سپرد کر دیا۔ موید الملک نے اپنی حکمت عملیوں اور عالمانہ تدابیر سے امراء مملکت کو برکیاروق کی طرف مائل کر لیا تھوڑے ہی دنوں میں اس کی جمعیت بڑھ گئی۔

تنش کا خاتمہ۔ برکیاروق کی شکست کے بعد تنش اور امراء مملکت میں شکر رنجی بلکہ خاصی مخالفت پیدا ہو گئی تھی۔ تنش ان لوگوں کو اپنی اطاعت پر آمادہ کرنا چاہتا تھا اور وہ لوگ بانتظار صحت برکیاروق جو بعارضہ چچک طویل ہو گیا تھا۔ بہ لطائف الجمل

امروز فردا کا وعدہ کر رہے تھے اس اثناء میں برکیاروق کو صحت حاصل ہو گئی اراکین دولت اس سے مل گئے اور نقش کو صاف جواب دے دیا۔ نقش نے جھلا کر ان لوگوں کی سرکوبی کے قصد سے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ امراء مملکت بھی اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے برکیاروق کے پاس اصفہان میں آ موجود ہوئے۔ ہر طرف سے فوجیں چلی آرہی تھیں بات کی بات میں تیس ہزار فوج جمع ہو گئی۔ رے کے قریب بچا اور بھتیجے (یعنی برکیاروق اور نقش) کا مقابلہ ہوا۔ نقش ہزیمت کھا کر بھاگا۔ آقسفر کے کسی مصاحب نے داروگیر میں اس کو مار کر اپنے آقا کے خون کا بدلہ لے لیا۔ اس کے مارے جانے سے فخر الملک بن نظام الملک کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی۔ برکیاروق کی حکومت کو استحکام ہو گیا اور دار الخلافہ بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

محمد بن ملک شاہ کا عروج برکیاروق نے خراسان میں اپنے بردار علاقہ بنی سخر کو مامور کیا تھا پس مستقل طور سے اس کی حکومت خراسان میں مستحکم ہو گئی جیسا کہ اس کے حالات میں ہم ملوک سلجوقیہ کے حالات میں علیحدہ تحریر کریں گے بیان کرنے والے ہیں۔ اس مقام پر ہم ان کے حالات اس قدر احاطہ تحریر میں لائیں گے جن کو خلافت مآب اور بغداد میں خطبہ پڑھے جانے کے ساتھ تعلق ہے اس وجہ سے کہ یہاں پر عباسیہ کی خلافت و حکومت اور ان کے وزراء کے حالات یا ان لوگوں کے واقعات تحریر کرنا مقصود اصلی ہے جنہوں نے خاص طور سے خلافت عباسیہ کو دبا لیا تھا۔ سخر بن مالک شاہ کا ایک حقیقی بھائی محمد نامی تھا جو اپنے باپ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد اپنے بھائی محمود اور ماں ترکمان خاتون کے ہمراہ بغداد سے اصفہان چلا گیا تھا۔ جس وقت برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا محمد چھپ کر برکیاروق کے پاس چلا آیا اور اس کے ساتھ ساتھ ۲۸۶ھ میں بغداد آیا برکیاروق نے محمد کو گنجہ اور اس کے مضافات کو بطور جاگیر عنایت کی اور انتظام کرنے کی غرض سے قلعہ تکین کو محمد کے ہمراہ مامور کر دیا۔ تھوڑے دنوں میں محمد کے قدم گنجہ کی حکومت پر جم گئے موقع پا کر قلعہ تکین کو مار ڈالا اس کے بعد موید الملک عبد اللہ بن نظام الملک جو اس سے پیشتر امیر اترد کے ساتھ تھا اور اس کو برکیاروق کی مخالفت پر ابھارا تھا امیر اترد کے قتل کے بعد (جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے) محمد بن ملک شاہ کے پاس چلا آیا اور یہاں بھی وہی گل کھلائے۔ سمجھا بھگا کر محمد کو سلطان برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ محمد نے برکیاروق کا خطبہ موقوف کر کے گنجہ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور قلعہ ان وزارت موید الملک کے حوالہ کیا۔ اسی زمانہ میں برکیاروق نے اپنے ماموں و مجد الملک بلا رسائی کو کسی وجہ سے مار ڈالا۔ اس سے اکثر امراء لشکر کو ناراضگی پیدا ہوئی اور برکیاروق سے علیحدہ ہو کر محمد کے پاس چلے گئے۔ برکیاروق سے کچھ نہ بن پڑی رے کا راستہ لیا۔ رے میں پہنچتے ہی اس کا لشکر پھر اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔

محمد بن ملک شاہ کا رے پر قبضہ۔ عز الملک منصور بن نظام الملک بھی لشکر لے کر آ گیا انہیں دنوں یہ خبر مسوع ہوئی کہ محمد ایک عظیم لشکر لئے ہوئے آ رہا ہے۔ برکیاروق نے رے سے اصفہان کی جانب مراجعت کی اہل اصفہان نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ مجبوراً خوزستان کی جانب روانہ ہوا اس کے بعد ہی محمد شروع ماہ ذیقعدہ ۳۹۲ھ میں رے پہنچ گیا اور موید الملک نے زبیدہ خاتون مادر برکیاروق کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ رے پر قابض ہو جانے سے محمد کی حکومت کو استحکام ہو گیا۔

انہم نے امیر آقسفر سلطان ملک شاہ برکیاروق اور نقش وغیرہ کے حالات کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ حیات سلطان نورالدین محمود زندگی میں تحریر کیا ہے۔ جس کو زیادہ واقفیت حاصل کرنے کا شوق ہو وہ کتاب مذکور کا مطالعہ کرے۔ مترجم۔

چونکہ سعد الدولہ گوہر آئین شحہ بغداد کو برکیاروق سے کشیدگی ہوگئی تھی۔ سلطان محمد کی فتح یابی کا حال سن کر مع امیر کر بو قوالی موصل چکر مش والی جزیرہ اور سرخاب بن بدر والی کنکوره کے فتیابی کی مبارکباد دینے کو آیا۔ مقام قم میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی۔ عزت و احترام سے پیش آیا حسب مدارج خلعتیں دیں۔ امیر کر بو قوالی اور چکر مش سلطان محمد کے ہمراہ اصفہان کی جانب روانہ ہوئے اور سعد الدولہ گوہر آئین بغداد واپس آیا۔ خلافت مآب سے اجازت حاصل کر کے ۱۵ ذی الحجہ ۴۹۲ھ کو سلطان محمد کا نام خطبہ میں داخل کرایا۔ دربار خلافت سے سلطان محمد کو ”غیاث الدینا والدین“ کا خطاب مرحمت ہوا۔

برکیاروق کی بغداد کو روانگی۔ گذشتہ سنہ میں برکیاروق اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر رے سے خوزستان چلا گیا تھا ان دنوں اس کا امیر لشکر نیال بن انوش کلین حسانی تھا اس کے ہمراہ امراء لشکر کا بھی ایک گروہ تھا ان سب نے خوزستان میں پہنچ کر عراق جانے کی رائے قائم کی چنانچہ برکیاروق نے واسط کی جانب کوچ کیا واسط میں صدقہ بن مزید والی حملہ نے حاضر ہو کر ملازمت کا اعزاز حاصل کیا۔ دو چار روز آرام کر کے برکیاروق نے بغداد کا سفر کیا۔ ۱۵ صفر ۴۹۳ھ کو دار بغداد ہوا اور اسی دن اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ سعد الدولہ گوہر آئین درے مرج بھاگ گیا۔ اس کے ساتھ امیر ایلقازی بن ارتق بھی تھا۔ سلطان محمد اور اس کے وزیر موید الملک کو اس واقعہ سے مطلع کر کے بغداد آنے کی ترغیب دی۔ سلطان محمد نے امیر کر بو قوالی موصل اور چکر مش والی جزیرہ کو بغداد روانہ کیا۔ چکر مش نے سعد الدولہ کے پاس پہنچ کر اپنے دار الحکومت واپس جانے کی اجازت طلب کی اور بعد حصول اجازت اپنے ملک کا راستہ لیا۔

گوہر آئین کی اطاعت۔ گوہر آئین نے یہ رنگ دیکھ کر بافاق رائے امراء لشکر امیر کر بو قوالی موصل کو برکیاروق کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیام دیا کہ آپ تشریف لائیے ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ برکیاروق سوار ہو کر ان امراء کی طرف گیا ان لوگوں نے پیادہ پا استقبال کیا زمین پوسی کی اور اس کے ساتھ ساتھ بغداد آئے برکیاروق نے ابوالمعالی عبد الجلیل بن علی بن محمد ہستانی کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور عمید الدولہ بن جہیر وزیر خلیفہ کو گرفتار کر کے دیار بکر اور موصل کا حساب طلب کیا جو اس کے اور اس کے باپ کی سپردگی اور چارج میں تھا عمید الدولہ کا حساب صاف نہ تھا ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار تاوان دے کر قید کی مصیبت سے جان بچالی۔ خلیفہ مستظہر نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ سے برکیاروق کو سرفراز فرمایا اور برکیاروق استحکام و استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

معبر کہ نہر ابیض: چند دنوں بعد برکیاروق نے (اپنے بھائی) محمد سے جنگ کرنے کی غرض سے بغداد سے شہر زور کی جانب ارادہ کیا۔ ترکمانوں کا ایک عظیم لشکر اس کی رکاب میں تھا۔ والی ہمدان نے تحریک کی کہ آپ اس طرف تشریف لائیے اور جس قدر محمد کے امراء کی جاگیریں ہیں ان کو ضبط کر لیجئے۔ برکیاروق اس سے اعراض کر کے اپنے بھائی محمد سے جا بجز نہر ابیض پر جو ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر ہے میدان کارزار گرم ہوا۔ محمد کے ہمراہ بیس ہزار فوج تھی۔ امیر سرخو شحہ اصفہان محمد کے ساتھ قلب میں تھا مینہ میں ایک دوسرا امیر اور محمد کا بیٹا تھا۔ میسرہ میں موید الملک اور فوج نظامیہ تھی۔ برکیاروق کے ساتھ قلب میں اس کا وزیر ابوالمعالی تھا مینہ میں گوہر آئین صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر میسرہ میں کر بو قوالی وغیرہ برکیاروق کی طرف سے حملہ شروع ہوا سب سے پہلے گوہر آئین نے محمد کے میسرہ پر حملہ کیا محمد کا میسرہ تاب مقاومت نہ لاسکا ہزیمت اٹھا کر بھاگا

گوہر آئین کی رکاب کی فوج نے اس کے کھمپ کو لوٹ لیا اور اس کے بعد محمد کے مہینہ نے برکیاروق کے ہمسرہ پر یلغار کیا امیر کر بوکا نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا مگر محمد کے مہینہ کے پُر زور حملہ کو روک کر سکا مجبوراً پیچھے ہٹا محمد نے مہینہ کی کمزوری محسوس کر کے چند سہ تازہ دم فوج مہینہ کی کمک پر بھیج دی امیر کر بوکا کو شکست فاش ہوئی محمد نے فوراً دوسری جانب سے برکیاروق کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی۔ برکیاروق بھاگ کھڑا ہوا۔ اتنے میں گوہر آئین اپنے منہزم لشکر کو فراہم کر کے میدان جنگ میں پھر واپس آیا اتفاق وقت سے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی گوہر آئین سنبھل نہ سکا زمین پر آ رہا۔ ایک خراسانی سپاہی نے لپک کر سر اُتار لیا سارا لشکر منتشر ہو گیا۔ وزیر ابو المعالی گرفتار کر لیا گیا۔ موید الملک نے عزت و احترام کا برتاؤ کیا۔ اپنے خیمہ میں اُتار دیا اور خاتمہ جنگ کے بعد اس کو دار الخلافہ بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے بغداد میں پہنچ کر ۱۵ رجب ۳۹۳ھ کو بہ اجازت خلیفہ مستظہر سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔

گوہر آئین کے ابتدائی حالات گوہر آئین کا ابتدائی حال یہ ہے کہ یہ خوزستان میں ایک عورت کی خدمت میں رہتا تھا خرید و فروخت یا اور جو مختلف ضرورتیں اس عورت کی ہوتی تھیں وہ سب گوہر آئین انجام دیا کرتا تھا۔ اس عورت کے خاندان والوں کو جہاں گوہر آئین کی ذات سے بہت آرام تھا وہاں گوہر آئین بھی ان کی بدولت عیش و آرام سے بسر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ گوہر آئین ملک ابوکا لیجار بن سلطان الدولہ کے یہاں ملازم ہو گیا اور اپنی نمایاں خدمات کی بدولت اس قدر رسوخ پیدا کیا کہ ملک ابوکا لیجار نے اسے اپنے بیٹے ابونصر کے ہمراہ بغداد روانہ کیا۔ ایک مدت تک ابونصر کے ساتھ بغداد میں رہا یہاں تک کہ سلطان طغرل بک نے ابونصر کو گرفتار کر کے قلعہ طبرک میں قید کر دیا اس کے ساتھ گوہر آئین بھی قلعہ مذکور میں قید کیا گیا پس جب ابونصر نے وفات پائی اور گوہر آئین کو رہائی ملی تو گوہر آئین سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں چلا آیا۔ سلطان الپ ارسلان نے اس کی خدمت گزاری اور خیر خواہی سے خوش ہو کر اس کو واسطہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور بغداد کا شیعہ مقرر کیا جس وقت یوسف خوارزمی نے سلطان الپ ارسلان کو زخمی کیا تھا اس وقت گوہر آئین موجود تھا اسی نے سلطان الپ ارسلان کو یوسف خوارزمی کے ہاتھ سے بچایا تھا بعد انتقال سلطان الپ ارسلان اس کے بیٹے ملک شاہ نے بھی اسے اسی عہدہ پر قائم رکھا چنانچہ گوہر آئین بغداد روانہ ہوا۔ دربار خلافت میں اس کی بڑی آؤ بگھٹ ہوئی خلعت ملی۔ خطاب الامراء مملکت اور رؤساء دربار خلافت نے اس کی بے حد لطاعت کی اور جو عزت و احترام اس کو حاصل تھا کسی کو نصیب نہیں ہوا یہاں تک کہ وہ جنگ مذکور میں مارا گیا۔

معمر کے نوش جان برکیاروق نے اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر رہے ہیں جا کر دم لیا۔ ہوش و حواس بجا ہوئے تو اپنے ہوا خواہوں اور مددگاروں کو طلبی کے خطوط روانہ کئے چند دنوں بعد وہ لوگ اس سے آ ملے اور سب کے سب اسفراین کی جانب روانہ ہوئے امیر داؤد جشی بن تو نطق والی خراسان و طبرستان کو و امغان سے بلا بھیجا۔ امیر داؤد نے حاضری کا وعدہ کیا اور اپنے آنے تک برکیاروق کو نیشاپور میں جا کر قیام کرنے کو لکھا چنانچہ اس رائے کے مطابق برکیاروق نے نیشاپور کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر رؤساء نیشاپور کو گرفتار کر لیا مگر بعد چند ہی ان سب کو رہا کر دیا اور دوبارہ ایک خط امیر داؤد جشی کو طلبی کا روانہ کیا امیر داؤد جشی نے معذرت کی کہ چونکہ سلطان خجری نے لشکر بلخ کو لے کر مجھ پر چڑھائی کی ہے اس وجہ سے حاضری سے قاصر ہوں اور اگر ممکن ہو تو ایسی حالت میں امداد کی جائے برکیاروق کو اس خط کے پڑھنے سے سخت صدمہ ہوا ہوش میں آ کر اسی

وقت ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے امیر داؤد جیشی کی کمک کو روانہ ہو گیا امیر داؤد جیشی کی رکاب میں بیس ہزار فوج تھی مقام نوشجان پر سفر سے مقابلہ ہوا۔ سحر کے چمنہ پر امیر برغش، میسرہ میں کوکر اور قلب میں اس کے ساتھ رستم تھا برکیاروق نے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ رستم شکست کھا کر بھاگا اثناء وادو گیر میں مارا گیا۔ بے ترتیبی کے ساتھ لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔

برکیاروق کی پسائی برکیاروق کی فوج اس کے لشکر گاہ کے لوٹنے میں مصروف ہو گئی۔ بظاہر اس کو فتنائی حاصل ہو چکی تھی اور سحر کا قلب لشکر بھاگ گیا تھا کہ اس اثناء میں برغش اور کوکر نے اپنی اپنی رکاب کی فوجوں کو جمع کر کے برکیاروق کے لشکر پر حملہ کر دیا برکیاروق کی فوج غارت گری میں مصروف تھی اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ برکیاروق بھی جان بچانے کی غرض سے بھاگتا دکھانوں میں سے ایک شخص نے امیر داؤد جیشی کو گرفتار کر لیا۔ بعد خاتمہ جنگ برغش کے رو برو پیش کیا گیا برغش نے اس کو قتل کر ڈالا۔ باقی رہا برکیاروق وہ میدان جنگ سے بھاگ کر جرجان پہنچا اور پھر جرجان سے دامغان میں جا کر دم لیا۔ دامغان میں بھی حفاظت کا کافی انتظام نہ پایا تو براہ خشکی اصفہان روانہ ہوا کیونکہ اہل اصفہان نے اس کو طلی کے خطوط بھیجے تھے مگر اتفاق وقت سے محمد اس کے پہنچنے سے پیشتر اصفہان میں داخل ہو چکا تھا۔ مجبوراً یسرم کو لوٹ آیا۔

وزیر عمید الدولہ کی معزولی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان برکیاروق کا وزیر ابوالحسن پہلی لڑائی میں جو برکیاروق اور محمد میں ہوئی تھی گرفتار کر لیا گیا تھا اور موید الملک بن نظام الملک (محمد کے وزیر) نے اس کو رہا کر کے اپنی طرف سے بغداد روانہ کیا تھا چنانچہ ابوالحسن نے بغداد میں پہنچ کر خلیفہ مستظهر سے اجازت حاصل کر کے سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور نیز موید الملک کی ہدایت کے موافق خلیفہ مستظهر کو وزیر عمید الدولہ کی معزولی پر مجبور کیا اس واقعہ کی عمید الدولہ تک خبر پہنچ گئی۔ عمید الدولہ نے ایک شخص کو ابوالحسن کے قتل پر مامور کر دیا۔ قریب یقیناً ابوالحسن اس شخص سے دو چار ہو گیا جو نبی اس شخص نے حملہ کیا ابوالحسن پیچھے ہٹ گیا حملہ آور تو منہ کے بل زمین پر گر پڑا اور ابوالحسن ایک گاؤں میں جا چھپا۔ حملہ آور کو اپنی جگہ پر پشیمانی ہوئی۔ بظاہر ابوالحسن سے اپنی جسارت کی معافی چاہی اور ملے کی استدعا کی لیکن دماغ میں وہی خیال سنایا ہوا تھا کہ کب موقع ملے اور کب ابوالحسن کا کام تمام کروں ابوالحسن نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا اور اسی وقت امیر ایلیغازی بن ارتق کو بھی بغداد سے طلب کر لیا جو اس کے ہمراہ بغداد آیا تھا اور اس سے پیشتر بغداد پہنچ گیا تھا۔ امیر ایلیغازی کے آجانے سے اس شخص کو اپنی کامیابی سے ناپوسی ہو گئی۔ سارا قصہ از ابتدا تا انتہا ابوالحسن کو کہہ سنایا۔ صبح ہوتے ہی سب کے سب بغداد آئے۔ ابوالحسن نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر عمید الملک کا پیام دوبارہ معزولی عمید الدولہ خلافت مآب تک پہنچا۔ خلافت مآب نے حکم دے دیا۔ چنانچہ ابوالحسن نے ماہ رمضان ۴۹۳ھ میں عمید الدولہ کو مع اس کے بھائیوں کے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ پچیس ہزار دینار جرمانہ بھی کیا اس وقت سے یہ برابر معزول اور قید خانہ ہی میں رہتا آئندہ اسی حالت میں قید حیات سے سبکدوش ہو کر اسی ملک عدم ہو گیا۔

محمد بن ملک شاہ کی شکست و فرار آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جنگ اول میں برکیاروق اپنے بھائی محمد سے شکست اٹھا کر اصفہان کی طرف چلا گیا مگر اہل اصفہان نے اس کو داخل نہ ہونے دیا تب یہ عسکر مکرم ہوتا ہوا خوزستان گیا خوزستان میں امیر زنگی والہی پسران برحق بھی آگے چند روز قیام کر کے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ ہمدان میں پہنچے ہی امیر ایاز بھی آ ملا جو محمد کا قدیمی ہی خواہ اور اس کے سربراہ و زودہ امراء سے تھا اور کسی وجہ سے کشیدہ خاطر ہو گیا تھا اس کے رکاب میں پانچ ہزار

سوار تھے۔ ایاز نے برکیاروق کو محمد سے جنگ کرنے پر دوبارہ ابھارا برکیاروق کے دل میں محمد کی طرف سے غبار تو بھرا ہی تھا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس اثناء میں سرخاب والی کچھرو والی آدھ بھی امن حاصل کر کے برکیاروق سے آ ملا اس کے ملنے سے برکیاروق کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی اور اس کے بھائی محمد کے پاس صرف پندرہ ہزار فوج باقی رہ گئی کیم بھادی الاخر ۳۹۴ھ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ چنگا کا زرار کا گرم ہونا تھا کہ محمد کے امراء لشکر کے بعد دیگر امن قائل کر کے برکیاروق کے پاس چلے آئے بالاخر مجبور ہو کر محمد شام ہوتے ہوتے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے وزیر موید الملک بارسلانی کو ایک غلام نے گرفتار کر کے برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا۔ برکیاروق نے اس کو زبردستی قتل کر کے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ خاتمہ جنگ اور قتل موید الملک کے بعد وزیر ابو الحسن نے ایک شخص کو موید الملک اور اس کے اعزہ و اقارب کے مال و اسباب کے ضبط کرنے کو بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ اس شخص نے بغداد میں پہنچ کر بغداد اور دیگر مقامات ممالک عجم سے جو کچھ مال و اسباب اور زرافہ موید الملک اور اس کے اعزہ و اقارب کا پایا ضبط کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ منجملہ اس اسباب کے جس کو اس شخص نے ضبط کیا تھا ایک ہیرے کا کلڑا تھا جو کتابتیں مشقال (پندرہ تولہ ۲ ماشہ) وزن میں تھا۔

برکیاروق کی رے کو مراجعت۔ برکیاروق اس مہم سے فارغ ہو کر رے کی جانب روانہ ہوا رے میں امیر کر بوقا والی موصل اور نورالدولہ و میں بن صدقہ بن مزید آ ملا رفتہ رفتہ ہر چہار طرف سے فوجیں آ کر جمع ہو گئیں۔ ایک لاکھ سواروں سے جمیعت بڑھ گئی۔ رہائش کی دقت ہونے لگی شہر قصبہ اور گاؤں میں جگہ نہ ملتی تھی۔ برکیاروق نے فوجوں کو ادھر ادھر پھیلا دیا۔ نورالدولہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ امیر کر بوقا مودود بن اسماعیل بن یاقوت سے جنگ کرنے کو ذرا بیجان چلا گیا (اس نے سلطان برکیاروق کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا تھا) اور ایاز نے اپنے اہل و عیال میں ماہ صیام گزارنے کو ہمدان کا راستہ لیا۔ تھوڑی سی فوج کے ساتھ برکیاروق باقی رہ گیا۔

محمد بن ملک شاہ کا ہمدان اور حلوان پر قبضہ۔ محمد شکست اٹھا کر اپنے حقیقی بھائی شجر کے پاس خراسان چلا گیا۔ چندے ہر جان میں مقیم رہا۔ شجر سے مالی اور فوجی مدد طلب کی شجر نے محمد کو ابتداً مالی مدد دی بعد ازاں خود ایک لشکر لئے ہوئے محمد کی کمک کو ہر جان آ پہنچا اور اس کے ساتھ ساتھ دامنغان کو روانہ ہوا اثناء راہ میں جو شہر قصبہ اور گاؤں پڑتے تھے ان کو لشکر خراسان تاخت و تاراج کرنا جاتا تھا تا آنکہ رے کے قریب پہنچا فوج نظامیہ بھی آ ملی جمیعت بڑھ گئی ساتھ ہی اس کے یہ خبر بھی گوش گزار ہوئی کہ برکیاروق نے اپنے لشکر کو ادھر ادھر منتشر کر دیا ہے اس کی رکاب میں اب تھوڑی سی فوج ہے جو تعداد میں تین سو سے زائد نہ ہوگی محمد اور شجر یہ سن کر نہایت تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ برکیاروق کو ان واقعات کی خبر پہنچی۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ آخر ایاز سے ملنے ہمدان کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ معلوم ہوا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کر دی ہے فوراً لوٹ کھڑا ہوا اور خوزستان کا راستہ لیا۔ کوچ و قیام کرنا ہوا اکثر پہنچا۔ امراء عجمی بریق کو بلا بھیجا چونکہ ان امراء نے یہ سن رکھا تھا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کی ہے اس وجہ سے وہ لوگ نہ آئے جواب بھی نہ دیا۔ برکیاروق گھبرا کر عراق کی طرف روانہ ہوا۔ امیر ایاز نے جو خط و کتابت محمد سے کی تھی اور اس کی اطاعت قبول کرنے کا مستعدی ہوا تھا۔ اس کا نتیجہ ایاز کی مرضی کے خلاف ہوا۔ محمد نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا اس وجہ سے ایاز بھی ہمدان کو خیر باد کہہ کر برکیاروق کا سراغ لگاتا ہوا چل کھڑا تھا اتفاق یہ کہ برکیاروق اور ایاز کے بعد دیگرے حلوان میں وارد ہوئے۔ اور دو ایک

نور قیام کر کے پھر دونوں بغداد کی جانب روانہ ہوئے محمد نے ایاز کے بعد ہی ہمدان اور طومان پر قبضہ کر کے مال و اسباب اور زینت جو کچھ پایا ضبط کر لیا ایاز کے مال و اسباب میں بعض ایسی چیزیں ملیں جو نوادرات زمانہ تھیں۔ ایاز کے مصاحبوں پر جو ہمدان میں اس وقت موجود تھے جرمانے کئے۔

برکیاروق کی بغداد میں آمد۔ برکیاروق ۱۵ ذیقعدہ ۴۹۳ھ کو بغداد پہنچا خلیفہ مستظہر نے اپنی طرف سے امین الدولہ بن موصلایا کا تب کو مع فوج کے برکیاروق کے استقبال کو بھیجا برکیاروق مسلسل سفر سے بیمار ہو گیا دربار خلافت میں حاضر نہ ہو سکا اتنے میں عید الاضحیٰ کا دن آ گیا۔ بیماری کی وجہ سے نماز پڑھنے کو عید گاہ نہ جاسکا۔ خلیفہ مستظہر نے اس کے مکان پر نمبر بھیج دیا۔ شریف ابوالکرم نے اس کے نام کا خطبہ پڑھا برکیاروق کا ہاتھ تنگ ہو رہا تھا۔ پریشان تھا۔ خلافت مآب سے مالی مدد طلب کی۔ خلافت مآب نے رد و کد کے بعد پچاس ہزار دینار عنایت کئے مگر اس مقدار قلیل سے برکیاروق اور اس کے لشکر کا کام نہ چلا۔ رعایا کے مال و زر کی طرف ہاتھ بڑھایا طرح طرح کے جائز اور ناجائز تدبیریں روپیہ وصول کرنے کی نکالیں۔ اس سے اہل بغداد کو برکیاروق اور اس کے لشکر سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اس اثناء میں ابو محمد عبد اللہ بن منصور قاضی جبلہ عیسائیوں سے شکست کھا کر بغداد آ گیا تھا۔ برکیاروق نے اس کے بھی مال و زر کو جبراً لے لیا۔

ابو محمد عبد اللہ۔ ابو محمد معروف بہ ابن صلیحہ کا باپ (منصور) رومیوں کے زمانہ حکومت میں جبلہ کا سردار اور قاضی تھا جب مسلمانوں نے جبلہ پر قبضہ کیا اور اس کی تمام حکومت ابوالحسن علی بن عمارہ والی طرابلس کے قبضہ اقتدار میں آ گئی تو اس نے بھی منصور کو اسی عہدہ پر بحال و قائم رکھا تا آنکہ اس نے وفات پائی اور اس کا بیٹا ابو محمد عبد اللہ مذکور اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ چونکہ اس میں مادہ شہامت و مردانگی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا سپاہیانہ زندگی کو پسند کیا اور بہادری کا سرگروہ ہو کر انہی لوگوں میں رہنے لگا ابوالحسن علی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اگر فتنہ کرنے کی تدبیریں کیں۔ ابو محمد نے متاثر ہو کر علم بغاوت بلند کیا اور برسرِ مہر خلفاء عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ابوالحسن، مصری خلافت کا مطیع تھا اور خلفاء مصر کا خطبہ پڑھا کرتا تھا۔

محاصرہ جبلہ اور ابو محمد کی دستبرداری۔ اس واقعہ کے بعد عیسائیوں نے جبلہ پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابوالحسن نے بغاوت کے بعد ابو محمد و قاق بن شیش کو زرقہ دے کر محاصرہ جبلہ پر ابھارا تھا۔ چنانچہ وقاق ایک مدت تک جبلہ کا حصار کے رہا مگر کامیاب نہ ہوا۔ واپس آیا بعد ازاں عیسائیوں نے جبلہ کا محاصرہ کیا۔ ابو محمد نے یہ خبر اڑادی کہ سلطان برکیاروق شام کی طرف آ رہا ہے عیسائی فوجیں محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئیں۔ تھوڑے دنوں بعد عیسائیوں کو یہ معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی پھر دوبارہ جبلہ کے محاصرہ کو آ پہنچے۔ اس مرتبہ ابو محمد نے یہ مشہور کر دیا کہ مصری فوجیں جبلہ کو محاصرہ سے چھڑانے اور عیسائیوں سے لڑنے کو آ رہی ہیں۔ عیسائی فوجیں اپنا دیر غم اٹھا کر چلی گئیں۔ جب اس خبر کی بھی اصلیت معلوم ہو گئی تو پھر بارہ محاصرہ کو بڑھیں۔ ابو محمد نے ان عیسائیوں کی طرف جو اس وقت جبلہ میں سکونت پر تھے محاصرہ عیسائی فوج کو لکھ بھیجا کہ تم شہر کے فلان برج کی طرف آؤ ہم تم کو شہر پر قبضہ دے دیں گے۔ عیسائی افسر اس پیغام کو سن کر سب کو مار ڈالا۔ صبح ہوتے ہی مشغولوں کے سروں کو عیسائی کھمبے میں چھکوا دیا۔ عیسائی فوجیں اس ماجرے کو دیکھ کر سہم گئیں اسی وقت محاصرہ اٹھا کر واپس ہو گئیں چند دنوں کے بعد پھر محاصرہ کا شوق چرایا۔ اس مرتبہ عیسائیوں کا یہ سالہا کندہ طویل گرفتار کر لیا گیا۔ عیسائیوں نے کثیر التعداد زرقہ دے کر اسے رہا کر لیا مگر پھر بھی محاصرہ کی ہوس دماغ سے نہ گئی۔ ابو محمد نے یہ خیال کر کے کہ عیسائی فوجیں چین سے نہ بیٹھیں دیں گی۔ طغشکین اتابک کو لکھ بھیجا کہ آپ کسی کو جبلہ بھیج دیں۔ میں اس کو شہر سپرد کر کے دمشق چلا آؤں۔ چنانچہ طغشکین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو جبلہ روانہ کیا اور ابو محمد نے جبلہ اس کے حوالہ کر کے دمشق کا راستہ لیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۴۹ ص ۱۴۹۔

بالآخر ابو محمد نے محاصرہ کی طوالت سے تنگ آ کر طغٹکین اتابک والی دمشق کو کھلا بھیجا کہ میں عیسائیوں کے محاصرہ اور روزانہ جنگ سے عاجز آ گیا ہوں آپ کسی شخص کو بھیج دیجئے میں اس کو شہر سپرد کر کے دمشق چلا آؤں چنانچہ طغٹکین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو جلد روانہ کیا۔ عیسائی فوجیں یہ خبر پا کر محاصرہ چھوڑ کر چلی گئیں۔ ابو محمد نے تاج الملوک کو شہر سپرد کر کے دمشق کی جانب کوچ کیا۔ ابوالحسن کو اس کی خبر ملی۔ طغٹکین کو لکھ بھیجا ”تم ابو محمد کو میرے حوالہ کر دو میں تم کو تیس ہزار دینار علاوہ اور اسباب و مال کے دیئے کو تیار ہوں۔“ طغٹکین نے انکاری جواب دیا اور ابو محمد کو بحفاظت تمام بغداد بھیج دیا۔ ابو محمد نے بغداد میں پہنچ کر وزیر ابوالمعالی کے توسط سے سلطان برکیاروق سے ملاقات کی۔ سلطان برکیاروق نے خرچ کے لئے تیس ہزار دینار طلب کئے ابو محمد نے عرض کی ”میرا مال انبار میں ہے۔“ برکیاروق نے وزیر السلطنت ابوالمعالی کو انبار بھیج کر ابو محمد کا کل مال و اسباب اور زر نقد منگوا لیا اور اس میں سے ایک جب تک ابو محمد کو نہ دیا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

صدقہ بن منصور کی بغاوت: علاوہ اس کے برکیاروق نے اور بہت سے ناجائز افعال اور حرکات کا ارتکاب شروع کر دیا جس کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بعد ازاں برکیاروق نے وزیر السلطنت کو صدقہ بن منصور بن دہش بن حرید والی حلب کے پاس روانہ کیا اور یہ کھلا بھیجا کہ ایک لاکھ دینار جو تمہارے یہاں خراج کا جمع ہے بھیج دو۔ صدقہ اس رقم کے ادا کرنے سے قاصر ہوا۔ برکیاروق نے دھمکی دی۔ اس پر صدقہ کو بھی جوش آ گیا علم مخالفت بلند کر کے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ برکیاروق نے اس خبر سے آگاہ ہو کر امیر ایاز کے ذریعہ سے صدقہ کو طلب کیا۔ صدقہ نے صاف صاف جواب دیا کہ میں تمہارا مطیع نہیں ہوں میں تمہارے پاس ہر گز نہ آؤں گا صدقہ نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنے ایک امیر کو کوفہ بھیج دیا جس نے صدقہ کی ہدایت کے مطابق برکیاروق کے نائب کو نکال دیا اور صدقہ کے ممالک مقبوضہ میں اس کو شامل کر لیا۔

محمد بن مالک شاہ کا بغداد پر قبضہ: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ سلطان محمد نے اواخر ذی الحجہ ۴۹۲ھ میں ہمدان پر قبضہ کر لیا تھا اس کے ساتھ اس کا بھائی سخر بھی تھا اور برکیاروق حلوان ہوتا ہوا بغداد چلا آیا تھا اور اس پر قابض و مغلوب ہو گیا تھا مگر چند دنوں کے بعد اہل بغداد کو اس کے ناجائز حرکات سے کشیدگی اور پیزاری پیدا ہوئی۔ رفتہ رفتہ محمد تک اس کی خبر پہنچی دس ہزار سواروں کی جمیعت سے ہمدان سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ جس وقت مقام حلوان میں پہنچا۔ ایلخازی بن ارتق شہنہ بغداد نے مع اپنی فوج اور خدم اور خشم کے ملاقات کی۔ سلطان محمد کی جمیعت ایلخازی کے مل جانے سے بڑھ گئی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ برکیاروق شدت مرض سے اس حالت پر پہنچ گیا تھا کہ عام طور سے اس کی زندگی کی امید نہ تھی اس کے امراء اور مصاحبین گھبرا گھبرا کر بغداد کی غربی جانب چلے آئے تھے اس اثناء میں محمد بغداد آ پہنچا و جلے کے دونوں کناروں پر دونوں بھائیوں برکیاروق اور محمد کی فوجیں پڑی تھیں جو ایک دوسرے کو ابھی طرح سے دیکھ سکتی تھیں۔ برکیاروق مع اپنے مصاحبوں اور لشکر کے بغداد کو حسرت آلودہ نگاہوں سے دیکھتا ہوا واسطہ چلا گیا اور محمد فرحان و شاداں بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے بعد خلیفہ مستظہر کا فرمان صادر ہوا۔ جس میں برکیاروق کی بدکرداریوں کی شکایت تحریر تھی اور محمد کے آنے پر اظہار مسرت کیا تھا۔ مجلس شوریٰ اور جامع بغداد کے ممبروں پر محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اہل شہر نے اظہار مسرت کی غرض سے روشنی کی۔ آتش بازی چھڑائی۔ صدقہ بن منصور والی حلب ملنے کو آیا۔ اہل بغداد نے نہایت جوش مسرت سے استقبال کیا۔ سخر نے گوہر آئین کے

مکان میں سکونت اختیار کی۔ موبد الملک کے بعد قلمدان وزارت خطیر الملک ابو منصور محمد بن حسین کو حوالہ کیا گیا۔ یہ واقعہ ۴۹۵ھ کا ہے۔

محمد اور برکیاروق کی مصالحت ۱۵ محرم ۴۹۵ھ کے بعد سلطان محمد اور اس کے بھائی سخر نے بغداد سے اپنی اپنی دارالحکومتوں کی جانب مراجعت کی۔ چنانچہ یہ سخر خراسان کی طرف روانہ ہوا اور محمد نے ہمدان کا راستہ لیا۔ جوں ہی ان دونوں بھائیوں نے بغداد سے کوچ کیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ برکیاروق نے خلافت مآب کو الفاظ نامائیم و قبیح سے یاد کیا ہے اور نیز اس کے عرف خاص سے معترض ہوا ہے۔ خلافت مآب نے محمد کو جنگ برکیاروق کی غرض سے واپس بلا بھیجا۔ چنانچہ محمد نے پھر بغداد کی جانب معاودت کی۔ خلافت مآب کو برکیاروق کی طرف سے اس قدر رنج و غصہ تھا کہ بنفس نفیس میدان جنگ میں چلے کو تیار ہوا۔ سلطان محمد نے گزارش کی کہ امیر المؤمنین کو تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ جاں نثار برکیاروق کی سرکوبی کو کافی ہے۔ خلافت مآب نے یہ سن کر مسرت ظاہر کی اور محمد نے ابوالمعالی مفصل بن عبد الرزاق کو شہنشاہ بغداد مقرر کر کے برکیاروق سے جنگ کرنے کو واسطہ کی طرف کوچ کیا۔ برکیاروق جیسا کہ اوپر بیان کر آئے ہیں محمد کے آئے ہی بغداد سے واسطہ چلا آیا تھا جب کسی قدر اس کو مرض میں افادہ محسوس ہوا تو مشرقی واسطہ میں آ کر قیام پذیر ہوا کیونکہ اہل واسطہ اس کے جور و ظلم سے تنگ آ کر بھاگے جا رہے تھے چند روز کے بعد شرقی واسطہ سے بلاد بنی برق کی طرف کوچ کیا۔ ان لوگوں نے برکیاروق کے علم حکومت کے آگے سراطاعت جھکا دیا اور اس کے ہمراہ رکاب روانہ ہوئے۔ محمد کو روزانہ برکیاروق کی نقل و حرکت کی اطلاع ملتی جاتی تھی اور وہ اس کے تعاقب میں تھا۔ تا آنکہ مقام نہادند میں برکیاروق اور محمد سے مد بھیڑ ہو گئی۔ دو روز تک متواتر دونوں فوجوں نے صف آرائی کی۔ مگر جنگ کی نوبت نہ آئی۔ سردی اور برف کی شدت نے فریقین کو جدال و قتال سے روک دیا۔ بعد ازاں امیر ایاز اور وزیر ابوالحسن برکیاروق کے لشکر سے اور امیر بلداجی وغیرہ محمد کی طرف سے ایک مقام پر جمع ہوئے باہمی نزاع اور خانہ جنگی سے جس قدر نقصانات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا اس پر اظہار خیالات ہوئے۔

صلح نامے کی شرائط بالاخر مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی اور یہ طے پایا کہ برکیاروق کو عراق کی حکومت و سلطنت دی جائے۔ حیرہ آذربائیجان دیار بکر جزیرہ اور موصل کی عمان حکومت محمد کے قبضہ اقتدار میں رہے اور بوقت ضرورت محمد کا یہ فرض ہوگا کہ برکیاروق کو فوجی مدد دے اور اس کے مخالفین کو اس کے ساتھ ہو کر پامال اور زیر کرے غرض ان شرائط پر فریقین نے مصالحت کی۔ صلحنامہ کو کلاء فریقین نے دستخطوں سے مرتب و مکمل کیا اور دونوں بھائیوں نے ماہ ربیع الاول ۴۹۵ھ میں اپنا اپنا راستہ لیا۔ برکیاروق سادہ کی جانب روانہ ہوا اور محمد نے قزدین کی طرف کوچ کیا۔

برکیاروق کے حامی امراء کا قتل مصالحت کے بعد محمد کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جن امراء نے مصالحت کرائی ہے ان لوگوں نے درپردہ برکیاروق سے سازش کر لی تھی اور اس وجہ سے وہ میری مخالفت کرتے تھے۔ اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ رئیس قزدین کو اشارہ کر دیا۔ رئیس قزدین نے دعوت کے بہانے ان امراء کو جو اس مصالحت میں پیش پیش تھے اپنے مکان پر بلایا۔ محمد کو موقع مل گیا۔ بعض کو ان میں سے قتل کر ڈالا اور بعض کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھر وادیں۔ وہ اندھے ہو گئے اس

وجہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ پھر کھل گیا۔ اسی زمانہ میں امیر نیال بن انوش نکین نے برکیاروق سے جب کہ وہ فرقہ باطنیہ سے مصروف جدال و قتال تھا۔ علیحدگی اختیار کر کے محمد سے میل جول پیدا کر لیا اور اس کے ساتھ رہنے کو روانہ ہوا۔

برکیاروق کا محمد پر انتقامی حملہ رفتہ رفتہ اس واقعہ کی خبر برکیاروق تک پہنچی آگ بگولا ہو گیا فوراً لشکر آراستہ کر کے آٹھ شب میں مسافت طے کر کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ گیا۔ نوین روز فریقین نے صف آرائی کی دونوں فریق کے ساتھ دس دس ہزار سواروں کی جمعیت تھی۔ برکیاروق کے لشکر سے سرخاب بن کھسرو دہلوی والی آوہ نے امیر نیال بن انوش نکین پر حملہ کیا جو محمد کے سینہ کا کمان افر تھا۔ امیر نیال مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کر بھاگا امیر نیال کے بھاگتے ہی محمد کا سارا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور اس بے ترتیبی سے بھاگا کہ اس کا کچھ حصہ طبرستان میں جا کر پناہ گزین ہوا اور دو چار دسے قزوین پہنچ گئے ستر سواروں کے ساتھ محمد نے اصفہان میں جا کر دم لیا۔ نیچے اسباب آفات جنگ اور غلہ و رسد وغیرہ لوٹ لیا گیا۔ امیر ایاز اور ایلکی بن برسق قم تک تعاقب کرتا چلا گیا مگر محمد کے گرد کو بھی نہ پہنچا بے نیل مرام واپس آیا۔

برکیاروق کا اصفہان کا محاصرہ اصفہان میں محمد کا ایک نائب رہتا تھا امیر نیال وغیرہ بھی شکست اٹھا کر یہیں چلے آئے تھے۔ محمد نے پہنچتے ہی شہر پناہ کی درستی کا حکم دیا (جس کو علاء الدین بن کاکوی نے ۳۲۹ھ میں سلطان طغرل بک سے جنگ کرنے کو بنوایا تھا) خندقوں کو اس قدر عمیق کر دیا کہ پانی پھوٹ نکلا۔ موقع موقع سے فیصلوں پر تخیلیں نصب کر لیں غرض مضبوطی اور استحکام کا انتظام پورا پورا کیا اور ہر طرح سے اپنے کو برکیاروق کا مقابلہ بنالیا برکیاروق کو اس کی خبر ملی تو اس نے بھی لشکر آراستہ کر کے ماہ جنادی الاولیٰ ۳۹۵ھ میں اصفہان پر پہنچ کر لڑائی کا نینہ گاڑ دیا۔ اس کی رکاب میں چند ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے ایک مدت تک حصار کئے رہا۔ آخر کار محصوروں کو رسد و غلہ کی کمی محسوس ہوئی تا آنکہ لشکر کی بھوکوں مرنے لگے۔ گھوڑوں اور اونٹوں کو ذبح کر کے کھانا شروع کر دیا۔ بدرجہ مجبوری محمد نے شہر کو اپنے امراء لشکر کے سپرد کیا اور صرف ڈیڑھ سو سواروں کو لئے ہوئے بروز عید الاضحیٰ سنہ مذکور شہر کی ایک جانب سے نکل کھڑا وہ اس کے ہمراہ امیر نیال بھی تھا۔ گھوڑے دانہ گھاس نہ پانے کی وجہ سے کمزور ہو رہے تھے ایک ایک قدم ایک ایک منزل کے برابر تھا چند کوس چل کر قیام کر دیا۔

برکیاروق کی مراجعت جاسوسوں نے برکیاروق کو اس اقدام سے مطلع کیا برکیاروق نے امیر ایاز کو تعاقب کا حکم دیا اور ایک دستہ فوجی ہمراہ کیا امیر ایاز نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جلد ہی محمد کو اپنے حلقہ میں کر لیا۔ محمد نے امیر ایاز کو مخاطب کر کے کہا ”اے ایاز میں نے کبھی تیرے ساتھ برائی نہیں کی۔ تیری گردن میں میرے عہد و پیمان کا طوق پڑا ہے جس سے تو بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ میری ایذا رسانی سے تجھ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا“۔ ایاز نے ان دردناک فحروں کو سن کر محاصرہ اٹھا لیا۔ گھوڑے علم اور کچھ مال و اسباب لے کر برکیاروق کے پاس واپس آیا۔ برکیاروق نے محاصرے میں شدت اور سختی سے کام لینا شروع کیا۔ خندقوں کو سستی اور زکل سے پاٹ دیا۔ بیڑھیاں لگا کر فیصلوں پر فوج کو چڑھا دیا۔ اہل شہر بھی باہم عہد و پیمان کر کے سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئے جی توڑ کر لڑے اور محاصرہ کرنے والوں کو مار بھاگایا۔ برکیاروق کے دانت کھٹے ہو گئے۔ اہل شہر کی مردانگی سے اس درجہ متاثر و خائف ہوا کہ ۸ ذی الحجہ سنہ مذکور کو محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی جانب مراجعت کی اور اپنے بیٹے ملک

شاہ کو مع ترک صوابی کے ایک ہزار سواروں کی جمیعت سے شہر قدیم موسوم بہ شہرستان کے محاصرہ پر چھوڑ دیا۔ وزیر ابو الحسن کا قتل زمانہ محاصرہ اصفہان میں برکیاروق کا وزیر ابو الحسن عبد الجلیل بن محمد ہستانی مارا گیا۔ اپنے خیمہ سے سوار ہو کر سلطان برکیاروق کی خدمت میں جا رہا تھا۔ ایک شخص نے لپک کر بیچھے کا وار کیا چکر اگرا۔ خدام خیمہ میں اٹھا لائے دم توڑ دیا۔ وزیر ابو الحسن کریم النفس، وسیع الصدور اور خلیق تھا لیکن اس کے زمانہ وزارت میں تاجروں کو بہت نقصان پہنچا کیونکہ آئے دن قتنہ و فساد کی وجہ سے خراج میں کمی ہو گئی تھی۔ تاجروں سے قرض لے کر کام چلا جاتا تھا اور پھر وہ بوجہ جدال و قتال ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ تجارت پیشہ اصحاب شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے جو باقی رہ گئے تھے۔ وہ داد و ستد کے معاملہ پر مجبور کئے جاتے اور ہجران سے قرض لیا جاتا۔ آخر کار اس کی بے ہنگام موت سے ان لوگوں کے یافتگی مطالبات ڈوب گئے اس کا بھائی حمید مہذب ابو محمد بوقت مصالحت برکیاروق و محمد اس کا نائب ہو کر بغداد گیا ہوا تھا اسے ایلخازی بن ارتق شہنشاہ بغداد نے جو محمد کی طرف سے مامور تھا گرفتار کر لیا۔

ایلخازی بن ارتق کا بغداد سے فرار: ایلخازی بن ارتق کو سلطان محمد نے زمانہ جنگ اول میں شنگی بغداد پر مامور کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں خراسان کی راہ داری پر بھی جلی مامور تھا۔ ایک روز دجلہ عبور کر کے بغداد آ رہا تھا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے ایک سوار نے ایک ملاح کو تیر مارا جس کے صدمہ سے ملاح سر گیا۔ عوام الناس بکڑ گئے۔ قاتل کو گرفتار کر کے دار الخلافت کے باب نو بہ پر لائے۔ اتفاقاً ایلخازی کا لڑکا مع ایک گروہ کھل گیا۔ اس نے قاتل کو ان لوگوں سے چھڑا لیا۔ ان لوگوں نے اس پر تیر باری کی۔ وہ روتا پیٹتا ایلخازی کے پاس پہنچا۔ ایلخازی کو غصہ آ گیا سوار ہو کر ملاحوں کے محلہ کی طرف گیا اور کھڑے کھڑے ان کو لوٹا لیا۔ اوباشوں اور بد معاشوں نے ایلخازی کے ہمراہیوں پر دست درازی شروع کی۔ ایلخازی کے ہمراہی ان کی سرکوبی کی جانب متوجہ ہوئے۔ وہ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے۔ ہمراہیان ایلخازی نے تعاقب کیا جوں ہی یہ لوگ نصف دریا میں پہنچے ملاحوں نے کشتیوں کو گرداب میں چھوڑ دیا۔ خود تو تیر کر نکل آئے اور وہ سب ڈوب گئے۔ ایلخازی نے ترکمانوں کو بغداد کے غربی جانب کولونے کے لئے جمع کیا۔ خلیفہ مستظهر کو اس کی خبر لگ گئی۔ قاضی القضاۃ اور الکیا الہر اسی مدرس نظامیہ کو ایلخازی کے پاس منع کرنے کو بھیجا۔ چنانچہ ایلخازی ان لوگوں کے روکنے سے اپنے اس ارادہ سے ڈک رہا۔

پس جب سلطان محمد کو بمقابلہ برکیاروق شکست ہوئی اور اصفہان سے اپنی جان بچا کر نکل بھاگا اور برکیاروق نے رے پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت برکیاروق نے ہمدان سے کشمکین قیصرانی کو شہنشاہ بغداد مقرر کر کے دار الخلافت کی طرف روانہ کیا۔ ایلخازی نے یہ سن کر اپنے بھائی عثمان کو قلعہ کیف سے کشمکین کی مدافعت کو بلا بھیجا چنانچہ عثمان مکریت ہوتا اور اس کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بغداد پہنچ گیا۔ اسی اثناء میں کشمکین بھی ۱۵ رجب الاول ۳۹۶ھ کو بغداد کے قریب آئے۔ ایلخازی اور اس کے بھائی عثمان نے بغداد سے نکل کر دو ایک گاؤں کو لوٹا۔ کشمکین کا ایک حصہ لشکر تھوڑی دور تک تعاقب کر کے واپس

بعضوں کا یہ بیان ہے کہ قاتل ابوسعید کا غلام تھا۔ وزیر السلطنت نے ابوسعید کو گزشتہ سال میں قتل کر دیا تھا اس وجہ سے اس نے موقع پا کر وزیر کو مار دیا اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ قاتل فرقہ باطنیہ سے تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۹)

آیا۔ ایلغازی اور ستمان تو چلے گئے۔ کششکین اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ داخل بغداد ہوا۔ جامع بغداد سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد کششکین نے خلیفہ مستظہر کی طرف سے سیف الدولہ صدقہ والی حلب کو سلطان برکیاروق کی اطاعت کا پیام بھیجا۔ سیف الدولہ صدقہ نے انکاری جواب دیا اور سامان سفر درست کر کے جلد مصر کی جانب کوچ کر دیا۔ بغداد میں خطبوں سے سلاطین کے نام نکال ڈالے گئے۔ صرف خلافت مآب کی دعا پراکتفا کیا گیا۔

سیف الدولہ اور ایلغازی کا اتحاد۔ سیف الدولہ نے مصر میں پہنچ کر ایلغازی اور ستمان کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہاری امداد کو آتا ہوں ایلغازی اور ستمان یہ سن کر لوٹ پڑے اور سب کے سب مل جل کر دجیل کے تمام چھوٹے بڑے دیہاتوں کو لوٹنے لگے قتل و غارت کی گرم بازاری شروع ہو گئی۔ عربوں اور کردوں نے جو سیف الدولہ کے ہمراہ تھے طوفان اٹھا دیا۔ خلیفہ مستظہر نے سیف الدولہ کو اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام اور امن قائم کرنے کو لکھا مگر کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا۔ دجیل کے دیہاتوں کو تاخت و تاراج کر کے ان لوگوں نے رملہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ عوام الناس تو ان سے برہم ہی تھا۔ حکم ہر کہ جنگ آید جنگ آید جدال و قتال پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا خلافت مآب نے قاضی القضاۃ ابو الحسن دامغانی اور تاج الدولہ بن موصلایا کو سیف الدولہ کے پاس اس ہنگامہ کے روکنے کو روانہ کیا۔ سیف الدولہ وغیرہ نے یہ شرطیں پیش کیں کہ (۱) کششکین قیصرانی کو جو برکیاروق کی طرف سے بغداد کا شہنشاہ ہے نکال دیا جائے (۲) جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا پھر خطبہ پڑھا جائے۔ خلافت مآب نے دونوں شرطوں کو منظور فرمایا۔

کششکین کی امان کی درخواست۔ چنانچہ کششکین نے بغداد سے نکل کر واسط کا راستہ لیا اور سیف الدولہ نے حلب کی جانب معاونت کی۔ ادھر جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ادھر کششکین نے واسط میں پہنچ کر سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ سیف الدولہ اور ایلغازی کو اس کی خبر مگنی فوراً اپنی فوجوں کو مرتب کر کے واسط پر جا اترے کششکین نے واسط چھوڑ دیا۔ سیف الدولہ نے تعاقب کیا بالآخر کششکین نے اس کی درخواست کی اور اسن حاصل کرنے کے بعد سیف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سیف الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ واسط میں بھی سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور سلطان محمد کے بعد سیف الدولہ اور ایلغازی کا نام داخل کیا گیا۔ اس کے بعد تمام امیروں نے اپنے بیٹوں کو اپنا نائب بنایا ایلغازی نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور سیف الدولہ نے حلب کی طرف چونکہ واقعات و حادثات مذکورہ بالا سے خلافت مآب کو سیف الدولہ سے کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے سیف الدولہ نے واسط سے واپسی کے وقت اپنے بیٹے منصور کو بغداد روانہ کیا خلافت مآب نے اس کی معذرت قبول فرمائی اور خوشنودی مزاج کا اظہار فرمایا۔

نیال کی شکست اور بغداد کو روانگی۔ رے میں سلطان برکیاروق کا خطبہ پڑھا جاتا تھا پس جب سلطان محمد کو محاصرہ اصفہان سے فرصت ملی تو نیال بن انوشکین حسانی کو رے کی جانب اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کرنے کو روانہ کیا نیال کے ہمراہ اس مہم میں اس کا بھائی علی بھی تھا۔ ان لوگوں نے رے میں پہنچ کر قبضہ کر لیا اور رعایا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگے سلطان برکیاروق نے برسق بن برسق کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ نیال کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ رے کے باہر ایک میدان میں برسق اور نیال سے معرکہ آرائی ہوئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد ۱۵ ربیع الاول ۴۹۶ھ کو نیال مع اپنے بھائی مع علی کے

ٹھکت کھا بھاگا۔ علی نے قزوین کا راستہ لیا اور نیال پہاڑی راستہ سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ اثناءِ راہ میں اس کے اکثر ہمراہی پہاڑ کے کھدوں میں گر کر مر گئے۔ بہتر اوقات و خرابی بسیار سات سو یا دو سو کے ساتھ بغداد پہنچا۔ خلیفہ مستظہر بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ دو چار روز بعد جب نیال کے ہوش و حواس درست ہوئے اور سفر کی ماندگی دُفع ہوئی تو اس نے ایلخازی اور ستمان پسران ارتق کو مشہد ابو حنیفہ میں جمع کیا اور سلطان محمد کی اطاعت کی قسم کھائی بعد ازاں سب کے سب خیف الدولہ کے پاس گئے اور اس سے بھی سلطان محمد کی اطاعت کا حلف لے کر واپس آئے۔

نیال کے جبر و تشدد کا استیصال۔ نیال نے بغداد میں پہنچ کر ایلخازی کی بہن سے نکاح کیا۔ جو تاج الدولہ تنش کی زوجیت میں تھی اور حسبِ عادت قدیمہ لوگوں پر ظلم و ستم کرنے لگا۔ اراکینِ دولت اور امراء لشکر سے جو سامنے، تاوان وصول کرنے لگا اس کے مصاحبوں اور لشکریوں نے بھی قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھایا۔ جو شخص ان لوگوں کو ذرا بھی غل و مزاحم ہوتا اس کو زندگی و دھرم ہو جاتی۔ خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی کو نیال کے پاس ان افعالِ قبیحہ اور حرکاتِ ظالمانہ کی ممانعت کو بھیجا۔ نیال نے قسم کھائی کہ آئندہ میں ایسے افعال کا جس سے خلافت مآب کو ناراہنگی پیدا ہو، ارتکاب نہ کروں گا۔ مگر عہد پورا نہ کر سکا۔ بدستور اسی طریقہ پر قائم رہا۔ خلافت مآب نے اس قسم کا پیامِ ایلخازی کے پاس بھی بھیجا تھا۔ اس نے بھی خلافت مآب کے حکم کی اطاعت کا اقرار کیا قسم کھائی لیکن اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کے ہاتھ ظلم و ستم سے نہ روک سکے۔ تب خلافت مآب نے سیف الدولہ کو ان لوگوں کے ظلم و ستم اور ظالمانہ حرکات کو روکنے کو بلا بھیجا۔ سیف الدولہ نے ماہ رمضان میں بغداد کی جانب کوچ کیا اور ماہ شوال ۳۹۶ھ میں وارد بغداد ہو کر مقامِ محلی میں خیمہ زن ہوا۔ نیال و ایلخازی کو طلب کر کے نصیحت و نصیحت کی اور ان کو عراق سے کوچ کر جانے پر مجبور کیا۔ نیال نے مہلت مانگی سیف الدولہ نے اس کو مہلت دی اور حلد کی جانب واپس ہوا اس کے بعد کیم ذیقعدہ سنہ مذکور کو نیال نے اوانا کی طرف کوچ کیا اور اہل اوانا کے ساتھ بھی وہی افعالِ قبیحہ اور حرکاتِ ظالمانہ کئے جو اہل بغداد کے ساتھ کر رہا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ ظلم و ستم ڈھانے لگا۔ خلافت مآب نے سیف الدولہ کو پھر اس کی شکایت لکھ بھیجی۔ سیف الدولہ نے ایک ہزار سوار بھیج دیئے جو خلیفہ مستظہر کے مصاحبوں اور ایلخازی شخہ بغداد کے ہمراہ نیال کے پاس گئے۔ نیال ان لوگوں کے رو برو سلطان محمد کے دربار میں حاضر ہونے کو اذریبا بجان کی طرف چلی کھڑا ہوا۔ اور ایلخازی مع اپنی فوج کے بغداد واپس آیا۔

نیال کا رے پر قبضہ۔ گنچہ اور بلاد اران پر سلطان محمد کا قبضہ تھا یہاں پر اس کا ایک لشکر بہ افسری امیر عز علی رہا کرتا تھا۔ سلطان محمد اصفہان میں ایک مدت سے محصور تھا۔ امیر عز علی مع اپنی فوج کے سلطان محمد کی کمک کو اصفہان کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ منصور بن نظام الملک اور محمد بن موید الملک بن نظام الملک بھی تھا۔ ۲۰ ذی الحجہ ۳۹۵ھ کو یہ لوگ رے پہنچے۔ برکیاروق کے لشکر نے رے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سلطان محمد کو محاصرہ اصفہان سے نجات ملی۔ ہمدان میں ان لوگوں کو سلطان محمد کی ملازمت حاصل ہوئی۔ سلطان محمد کے ساتھ نیال اور علی پسران اوشکین بھی تھے۔ چھ ہزار سواروں کی جمعیت سے ان لوگوں کو سلطان محمد نے نیال کو مع اس کے بھائی علی کے رے کی جانب روانہ کیا۔ سلطان برکیاروق کا لشکر نیال کی آمد کی خبر پا کر رے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ نیال نے رے پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھا آئے ہیں اس واقعہ کے بعد ہمدان میں ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ سلطان برکیاروق کا لشکر اہل رے کی حمایت کو آ گیا ہے سلطان محمد نے بلادِ شردان کا قصد کیا۔ رفتہ رفتہ

اور بیل پہنچا۔ مودود بن اسماعیل بن یاقوتی امیر بیلقان (صوبہ آذربائیجان) نے سلطان محمد کو بلا بھیجا۔ سلطان محمد نے بیلقان میں قدم رکھا ہی تھا کہ ۱۵ رجب الاول ۴۹۶ھ میں مودود کا انتقال ہو گیا۔ پس اس کے کل لشکریوں اور امراء فوج نے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی۔ از انجملہ ستمان قبلی والی خلاط و ارمینہ محمد بن باغیان (اس کا باپ والی انطاکیہ تھا) اور الپ ارسلان بن سنج ارمر تھا۔

باب خوی کا معرکہ سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کے اجتماع سے مطلع ہو کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فوج کو آراستہ کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا سلطان محمد کے قریب پہنچ گیا۔ آذربائیجان کے باب خوی پر دونوں سلطانوں کا مقابلہ ہوا۔ مغرب سے عشاء کے وقت تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخر میں سلطان برکیاروق کی طرف سے ایاز نے سلطان محمد کے لشکر پر حملہ کیا سلطان محمد شکست کھا کر خلاط کی جانب بھاگا۔ امیر ستمان بھی اس کے ہمراہ تھا۔ امیر علی والی اردن روم نے اس سے ملاقات کی۔ بعد ازاں آئی کی جانب کوچ کیا۔ منوچہر بردار فضلون روادی اس شہر کا حاکم تھا پھر آئی سے تہریز چلا آیا۔ محمد بن مویہ الملک بن نظام الملک بھی اس جنگ میں سلطان محمد کے لشکر کے ساتھ تھا۔ شکست کے بعد سلطان محمد نے دیار بکر میں جا کر دم لیا۔ چندے دیار بکر میں قیام کر کے بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔

محمد بن مویہ الملک محمد زمانہ حیات مویہ الملک میں مدرسہ نظامیہ کے قریب بغداد میں رہا کرتا تھا ہمسائیوں کے ساتھ کچھ زیادتی کی ہمسائیوں نے اس کے باپ مویہ الملک سے اس کے ظلم و جور کا شکوہ کیا۔ مویہ الملک نے گوہر آئین کو اس کے گرفتار کرنے کو لکھ بھیجا۔ محمد کو خبر لگ گئی دار الخلافہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ بعد ازاں ۴۹۲ھ میں مجد الملک بارسلانی کے پاس چلا گیا۔ ان دنوں اس کا باپ مویہ الملک سلطان محمد کے پاس قتل و دعویٰ سلطنت و بادشاہی گنجہ میں تھا۔ مجد الملک بارسلانی کے مارے جانے کے بعد محمد اپنے باپ مویہ الملک کے پاس جا پہنچا اس وقت مویہ الملک سلطان محمد کی وزارت کر رہا تھا جب اس کا باپ مویہ الملک مارا گیا تب بھی اس نے سلطان محمد کا ساتھ نہ چھوڑا اور ان لڑائیوں میں شریک رہا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ سلطان برکیاروق شکست کے بعد سلطان محمد مابین مراغہ و تہریز ایک پہاڑ پر جا کر مقیم ہوا ایک برس تک وہاں قیام پذیر رہا۔

وزیر سندید الملک کی معزولی خلیفہ مستظہر نے عمید الدولہ وزیر کی معزولی کے بعد سندید الملک ابو المعالی بن عبد الرزاق ملقب بہ عضد الدین کو قلعہ ان وزارت سپرد فرمایا۔ جب ۴۹۶ھ میں اسے گرفتار کر کے منع اس کے اہل و عیال کے دار الخلافہ میں قید کر دیا۔ اس کے اہل و عیال اصفہان سے اتفاقاً آگئے تھے جو اس بلائے ناگہانی میں مبتلا ہو گئے۔ اس کی معزولی کا سبب یہ ہے کہ وزیر سندید الملک مجلس شوری کے قواعد سے ناواقف تھا۔ اس کی ساری عمر سلاطین کی ملازمت میں بسر ہوئی تھی۔ اس قسم کی حکمتوں اور تدابیر کا عادی و خوگر ہو رہا تھا اور مجلس شوری خلافت کا یہ طور اور طریقہ نہ تھا۔

۱۔ مودود کا باپ اسماعیل سلطان برکیاروق کا ناموں تھا۔ شروع زمانہ حکومت برکیاروق میں اس نے برکیاروق کی مخالفت کی برکیاروق نے اس کو قتل کر دیا۔ مودود کو اس وجہ سے برکیاروق سے مخالفت پیدا ہو گئی۔ علاوہ بریں اس کی بہن سلطان محمد سے بیاہی ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے سلطان محمد کو بلا بھیجا تھا۔ منہ

ابو القاسم بن جہیر کا عہدہ وزارت پر تقریر وزیر مذکور کی گرفتاری کے بعد خلافت مناسبت نے امین الدولہ ابوسعید بن موصلیا کو مجلس شوریٰ کا ناظر مقرر کیا اور زعمیم الروسل ابو القاسم بن جہیر کو خطبہ سے طلب فرمایا۔ ارباب دولت اور اراکین سلطنت نے استقبال کیا۔ دربار خلافت سے خلعت وزارت مرحمت ہوئی۔ قوام الدولہ کا خطاب عنایت ہوا۔ زعمیم الروسل ابوالقاسم امین الدولہ ابوسعید مذکور کا ہمیشہ زاوہ تھا۔ چونکہ ابوالحسن وزیر سلطان برکیاروق ابوالقاسم کو سلطان محمد کی طرف داری سے متهم کرتا تھا اور یہ الزام بھی اس کے سر تھو پتا تھا کہ یہ خلیفہ متظہر کو سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھے جانے پر آمادہ کر رہا ہے اس وجہ سے گزشتہ سال میں بخوف سلطان برکیاروق بغداد سے حملہ چلا گیا اور سیف الدولہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا باقی رہا اس کاموں امین الدولہ ابوسعید اس نے بھی مجلس شوریٰ کی نظارت چھوڑ دی اور خانہ نشین ہو گیا۔

ابو القاسم کی معزولی اور بحالی پانچویں صدی کے آخر میں زعمیم الروسل پھر معزول کیا گیا۔ بخوف گرفتاری سیف الدولہ صدقہ بن منصور کے مکان میں جو بغداد میں تھا جا کر پناہ گزیں ہوا۔ سیف الدولہ نے اس کو بحفاظت تمام حملہ بولا لیا۔ یہ واقعہ زعمیم الروسل کی وزارت کے تین برس چھ مہینے بعد وقوع میں آیا تھا۔ قاضی ابوالحسن دامغانی چند روز اس کی قائم مقامی کرتا رہا۔ بعد ابوالمعالی بن محمد بن مطلب ماہ محرم ۵۵۷ھ میں عہدہ وزارت سے ممتاز ہوا۔ پھر ۵۵۷ھ میں باشارہ سلطان محمد معزول کیا گیا مگر اس شرط پر کہ آئندہ عدل و انصاف سے کام لے گا رعایا کے ساتھ ظلم و ستم سے پیش نہ آئے گا اور ذمیوں میں سے کسی کو ذمہ داری کا عہدہ نہ دے گا۔ پھر عہدہ وزارت پر باجارت سلطان مذکور بحال ہوا اور جب ۵۵۷ھ میں پھر معزول کیا گیا۔ اس کے بعد بجائے ابو القاسم بن جہیر عہدہ وزارت پر مامور ہوا۔ ۵۵۹ھ تک وزارت کرتا رہا۔ بعدہ ربیع ابو منصور بن وزیر ابو شجاع محمد بن حسین وزیر سلطان قلدان وزارت کا مستحق قرار پایا۔

برکیاروق و محمد میں مصالحت کئی سال گزر گئے اور دونوں سلطانوں (برکیاروق و محمد) میں جدال و قتال کا سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ خونریزی، قتل و غارت کی کثرت ہی ہوتی گئی، گاؤں قبے اور شہر ویران و خراب ہو گئے۔ امراء و حکام نے اپنی اپنی حکومت کا سکہ جمانا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس سے پیشتر وہ حکومت بطریقہ کے تابع اور مطیع تھے سلطان برکیاروق کا دار الحکومت رہے تھا۔ رہے، جبل طبرستان، خوزستان، فارس، دیار بکر، جزیرہ اور حرمین میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور سلطان محمد نے آذربائیجان کو اپنا مستقر حکومت بنا رکھا تھا۔ آذربائیجان، بلاد ارانیہ، ارمینیہ، اصفہان اور باستثناء نکریت کل عراق میں سلطان محمد کا سکہ چل رہا تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ بطاح کے صوبے میں بعض مقامات پر سلطان برکیاروق کا تسلط تھا اور بعض مقامات پر سلطان محمد کا۔ بصرے میں دونوں سلطانوں (برکیاروق و محمد) کا خطبہ پڑھا جاتا تھا باقی رہا خراسان اس کی کیفیت یہ تھی کہ جرجان سے ماوراء النہر تک ستر بردار سلطان محمد کے قبضے میں تھا اور خطبوں میں سلطان محمد کے سحر کا نام لیا جاتا تھا۔ سلطان برکیاروق ان امور اور نیز امراء و حکام کے حکم و قلت مال و خرابی ملک کا احساس کر کے مصالحت کی جانب مائل ہوا۔ قاضی ابوالمظفر جرجانی خفی اور ابوالفرح احمد بن عبدالغفار ہمدانی معروف بہ صاحب قرانگین کو اپنے بھائی سلطان محمد کے پاس مصالحت کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ مقام مراغہ میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی۔

صلح نامہ کی شرائط ان لوگوں نے پہلے سلطان برکیاروق کا پیام مصالحت پہنچایا بعدہ مصالحت کے فوائد خانہ جنگی کے نقصانات کو وعظ و پند کے پیرایہ میں بیان کیا۔ سلطان محمد ان لوگوں کے وعظ و نصائح سے متاثر ہو کر مصالحت پر آمادہ ہو گیا۔

چنانچہ ان شرائط سے دونوں بھائیوں میں یہ مصالحت ہو گئی۔

- (۱) یہ کہ سلطان برکیاروق سلطان محمد کے علم و طبل سے مزاحم و معترض نہ ہو۔
- (۲) یہ کہ فریقین کے بلاد مقبوضہ میں دونوں سلطانوں کا نام خطبہ میں داخل رہے۔
- (۳) یہ کہ دونوں سلطانوں میں وزیروں کے توسط سے خط و کتابت کی جائے۔ بغیر توسط وزیر کے ایک دوسرے کو خط نہ لکھ سکے گا۔
- (۴) یہ کہ کسی فریق کو مجاز نہ ہوگا کہ وہ کسی لشکری کو روک ٹوک کر لے جس کا جس سلطان کے پاس جی چاہے چلا جائے۔
- (۵) یہ کہ نہر اسید رود سے باب الابواب، دیار بکر، جزیرہ موصل اور شام پر سلطان محمد کا قبضہ و تصرف رہے اور سید الدولہ بن صدقہ کا مقبوضہ صوبہ بھی سلطان محمد کے ماتحت سمجھا جائے۔
- (۶) یہ کہ علاوہ مذکورہ بالا شہر کے کل ممالک اسلامیہ سلطان برکیاروق کو دیئے جائیں۔

محمد کی اصفہان سے دستبرداری: مصالحت ہونے کے بعد سلطان محمد نے اپنے امراء کو جو اصفہان میں تھے کھلا بھیجا کہ سلطان برکیاروق کے امراء کو شہر سپرد اور حوالہ کر کے واپس آؤ۔ سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کو بخوشی اپنی خدمت میں رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن ان لوگوں نے منظور نہ کیا اور حسب ہدایت اصفہان کو سلطان برکیاروق کے ملازموں کے حوالہ کر کے سلطان محمد کی طرف چلے آئے ان لوگوں کے ساتھ سلطان محمد کے اہل و عیال بھی تھے۔ سلطان برکیاروق نے نہایت عزت و احترام سے زکثیر اور بہت سا سامان سفر مرحمت فرما کر اپنے بھائی کے اہل و عیال کو رخصت کیا اور حفاظت و خدمت کی غرض سے ایک فوج کو بھی ان کے ہمراہ متعین کر دیا۔

ایلغازی شہنشاہ بغداد اور سیف الدولہ: اس کے بعد سلطان نے دربار خلافت میں ایک عرضداشت بھیجی جس میں مصالحت اور شرائط صلح کو تحریر کیا تھا ایلغازی شہنشاہ بغداد نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اجازت دی۔ چنانچہ بغداد اور واسطہ کے منابر پر جمادی الاولیٰ ۴۹۸ھ میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ امیر سیف الدولہ صدقہ والی حلب نے اس کی مخالفت کی اور خلافت مآب کو لکھ بھیجا کہ ایلغازی کو بغداد سے نکال باہر کرنے کو معترض آئے والا ہوں۔ امیر سیف الدولہ سلطان محمد کا ہوا خواہ تھا۔ ایلغازی نے یہ خبر پا کر ترکانوں کو جمع کیا اور بغداد کو چھوڑ کر عرقوبہ میں جا ٹھہرا۔ اتنے میں سیف الدولہ اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا۔ تاج کے حضور میں پہنچ کر زمین بوسی کی اور غری بغداد میں جا کر خیمہ زن ہوا۔ ایلغازی نے معذرت کی کہ ”میں نے سلطان برکیاروق کی اطاعت اس وجہ سے کی ہے کہ سلطان محمد نے مصالحت کر لی ہے۔ حلوان جو میری جاگیر ہے۔ باعتبار مصالحت سلطان برکیاروق کا بلاد مقبوضہ تسلیم کیا گیا ہے اور بغداد بھی جہاں کا میں شہنشاہوں سلطان مذکور ہی کے بلاد میں شامل ہوا ہے۔“ سیف الدولہ نے معذرت قبول کر لی اور راضی ہو کر حلب واپس آیا۔ ماہ ذیقعدہ ۴۹۹ھ میں خلافت مآب نے سلطان برکیاروق، امیر یاز اور وزیر السلطنت کو خلعتیں روانہ کیں اور ساتھ ہی اس کے سند حکومت و سلطنت بھی بھیجی۔ سلطان برکیاروق اور اس کے امراء نے خلعت کو آنکھوں سے لگایا۔ سروں پر رکھا اور خلافت مآب کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں۔

برکیاروق کی وفات: سلطان برکیاروق نے مصالحت کے بعد اصفہان میں اقامت اختیار کی۔ کئی مہینے مقیم رہا۔ اس اثناء میں علیل ہو گیا اسی حالت میں بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ مقام یزدجرد پہنچا تھا کہ مرض نے شدت اختیار کی۔ بدرجہ مجبوری قیام کیا۔ نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا۔ چالیس روز تک ٹھہرا رہا۔ جب اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہوئی۔ اپنے بیٹے ملک شاہ کو بلایا۔ اراکین سلطنت بھی حاضر ہوئے۔ دستور شاہی کے مطابق ملک شاہ کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا۔ اس وقت ملک شاہ کی عمر پانچ برس کی تھی اور امیر ایاز کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا۔ اراکین دولت سے امیر ایاز اور ملک شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت لی گئی اور ان لوگوں کو روانگی بغداد کا حکم دیا اور خود بقصد واپسی اصفہان یزدجرد میں ٹھہرا رہا۔

امیر ایاز اور ملک شاہ سلطان برکیاروق سے رخصت ہو کر اٹھارہ کوس کی مسافت طے کر چکے تھے کہ ماہ ربیع الآخر ۴۹۸ھ میں سلطان برکیاروق نے وفات پائی امیر ایاز اور ملک شاہ اس خبر کو سن کر لوٹ پڑے چھینر و عتقین کر کے اصفہان میں لائے اور اس تربت میں جو اس کے لئے بنائی گئی تھی دفن کر دیا۔

ملک شاہ کی بغداد کو روانگی: چھینر و عتقین وغیرہ سے فارغ ہو کر امیر ایاز نے پردے، خیمے، پھریں، چتر اور وہ تمام اسباب جو شاہی شان و شوکت کے لئے ضروری ہوتے ہیں ملک شاہ کے لئے مہیا کئے، امیر ایلاخازی تختہ بغداد مرحوم سلطان برکیاروق کے پاس ماہ محرم میں اصفہان آیا ہوا تھا اور وہی اس کو ابھار کر دار الخلافہ بغداد لئے جا رہا تھا۔ جب اس نے وفات پائی تو اس کے بیٹے ملک شاہ اور امیر ایاز کے ہمراہ بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ چنانچہ ۵ ربیع الآخر مذکور کے بعد یہ لوگ بغداد میں داخل ہوئے۔ چند روز سوار رکاب میں تھے۔ وزیر ابوالقاسم علی بن جمیر نے استقبال کیا۔ مقام دیالی میں ملاقات ہوئی مجلس شوریٰ میں امیر ایلاخازی امیر طغاریک نے حاضر ہو کر ملک شاہ کے نام کا خطیہ پڑھنے کی اجازت چاہی۔ خلافت مآب نے یہ درخواست منظور فرمائی اور وہی خطابات اس کو عطا کئے جو اس کے دادا سلطان ملک شاہ سلجوقی کو دیئے گئے تھے۔ خطبہ کے وقت حاضرین نے جواہرات ہونا اور چاندی ٹاڑ کیا۔

سلطان محمد اور والی موصل چکر مش: چونکہ موصل منجملہ ان بلاد کے تھا جو سلطان محمد کو بروئے مصالحت ملے تھے۔ اس وجہ سے مصالحت کے بعد سلطان محمد نے موصل کی روانگی کا عزم بالجزم کیا (موصل اس وقت تک چکر مش کے قبضہ اقتدار میں تھا) مگر آذربائیجان سے اپنے ہمراہیوں کے آنے کے انتظار میں تہریز میں مقیم رہا۔ جب اس کے ہمراہی آذربائیجان سے تہریز آ گئے تو سلطان محمد نے سعد الملک ابوالحساس کو محافظت اصفہان کے صلہ میں قلدان وزارت سپرد فرمایا اور ماہ صفر ۴۹۸ھ میں بقصد موصل کوچ کیا چکر مش کو اطلاع ہوئی۔ اس نے قلعہ ہمدی کا انتظام کیا شہر کی فصیلوں پر جامجا متعین نصب کرائیں۔ جدید نہریں کھدوائیں۔ دھس باندھے اور بیرونجات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں چلے آنے کا حکم دیا۔ اس اثناء میں سلطان محمد نے موصل پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ آغاز جنگ سے پیشتر اپنے بھائی سلطان برکیاروق کا خط چکر مش کے پاس بھیج دیا تھا جس کی رو سے موصل اور جزیرہ پر حق ملکیت اس کو حاصل ہوا تھا اور نیز وہ صلح نامہ بھی دکھلایا جس پر سلطان برکیاروق کے دستخط تھے۔ ساتھ ہی یہ وعدہ کیا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو گے تو میں تم کو تمہارے عہدے پر بحال رکھوں گا۔ چکر مش نے کہلا بھیجا ”سلطان برکیاروق کا فرمان میرے پاس آیا ہے جو اس مصالحت اور صلح نامے کے خلاف ہے۔“

سلطان محمد یہ سن کر آپ سے باہر ہو گیا محاصرہ میں سختی سے کام لینے لگا لڑائی چھڑ گئی۔ ہزار جانیں جانیں کی تلف ہو گئیں۔ ایک مرتبہ سلطان محمد کی فوج تمام دن لڑتی رہی اور اس قدر متواتر حملے کئے کہ شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ کر فاصل میں روزن کر دیا۔ لڑائی ختم نہ ہونے پائی تھی کئی رات ہو گئی محاصرہ اپنے مورچے میں واپس آئے۔ محصوروں نے رات ہی کے وقت شہر پناہ کی دیوار درست کر لی اور قدر اندازوں کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا۔ صبح ہوتے ہی پھر ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ سپاہیوں نے سرفروشانہ جنگ شروع کر دی ۹ جمادی الاول ۴۹۸ھ تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ دسویں ماہ مذکور کو سلطان برکیاروق کی وفات کی خبر چکر مش کو پہنچی اس نے ارباب شوریٰ کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ رائے یہ قرار پائی کہ سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی جائے۔ چنانچہ چکر مش نے سلطان محمد کے پاس یہ پیام بھیجا ”آپ اپنے وزیر السلطنت کو میرے پاس بھیج دیجئے میں آپ کی اطاعت بخوشی و رغبت قبول کرتا ہوں“۔ سلطان محمد نے اسی وقت اپنے وزیر کو موصل روانہ کیا۔ وزیر نے موصل میں پہنچ کر چکر مش کو بارگاہ سلطانی میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا اور اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے سلطان محمد کی خدمت میں لے آیا۔ سلطان محمد نے اٹھ کر معافہ کیا اور پھر بلاتا خیر اسے موصل واپس کر دیا کیونکہ اہل شہر چکر مش کے چلے آنے سے بے حد پریشان اور گریاں و نالاں تھے۔ اگلے دن چکر مش نے سلطان محمد اور وزیر السلطنت کو پیش بہا تحائف اور نذرانے روانہ کئے۔

سلطان محمد کی بغداد کو روانگی۔ سلطان محمد کو اپنے بھائی سلطان برکیاروق کے انتقال کی خبر ملی تو فوراً بغداد کی جانب کوچ کیا۔ عثمان قطبی اور چکر مش والی موصل وغیرہ امراء دولت سلجوقیہ اس کے ہمراہ تھے اس سے پیشتر سیف الدولہ والی حلب نے بہت بڑی فوج جمع کر لی تھی۔ پندرہ ہزار سوار تھے اور دس ہزار پیادے اور اپنے بیٹوں اور رئیس کو سلطان محمد کے پاس اسے بغداد دلانے کو بھیجا تھا۔ پس یہ دونوں بھی موکب سلطانی کے ساتھ تھے۔ امیر ایاز کو سلطان محمد کے آنے کی خبر ملی۔ لشکر آراستہ کر کے نکل کھڑا ہوا اور بغداد کے باہر آ کر خیمے نصب کرائے امراء اور اراکین دولت کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ سلطان محمد کی اطاعت پر زور دیتے ہوئے ان لوگوں کی رائے کی غلطی اور جنگ کے عواقب کو ظاہر کیا اور یہ طمع دلائی کہ اگر سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی جائے گی تو وہ بڑا دریا دل ہے۔ تم کو انعامات اور جاگیروں سے مالا مال کر دے گا۔ امیر ایاز حیل بیض میں پڑ گیا۔ کبھی مصالحت و اطاعت کی جانب بھٹکا تھا اور کسی وقت جنگ و جدال پر تل جاتا تھا اسی طرف اس کو طبعاً زیادہ میلان تھا۔ کشتیاں بھی جمع کرتا جاتا تھا اور نا کہ بندی بھی کر رہا تھا تا آنکہ سلطان محمد جمادی الآخر ۴۹۸ھ کو بغداد پہنچ گیا۔ غزنی بغداد میں مقیم ہوا اور اس جانب کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ملک شاہ کے نام کا خطبہ شرقی جانب پڑھا جاتا تھا۔ جامع منصور کے خطیب نے خلیفہ مستظهر کی دعا پڑھا اور اللہ صلی علیہ وسلم سلطان العالم کہہ کر خاموش ہو گیا۔

سلطان محمد اور امیر ایاز۔ امیر ایاز نے اپنے ہمراہیوں کو پھر جمع کر کے ملک شاہ کی اطاعت اور سلطان محمد سے جنگ کرنے پر حلف لینے کو کہا ان میں سے بعضوں نے حلف لیا اور بعضوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ دوبارہ حلف لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلا ہی حلف ایفاء عہد و پاس وعدہ کے لئے کافی ہے۔ اس جواب سے امیر ایاز کے کان کھڑے ہوئے۔ اسی وقت وزیر السلطنت ابوالحسن اور اپنے نائب صفی کو سلطان محمد کے کمپ میں مصالحت کی گفتگو کرنے کو بھیجا پہلے ابوالحسن نے سلطان

عثمان قطبی قطب الدولہ اسماعیل بن یاقوتی بن داؤد کی طرف منسوب ہے اور داؤد جعفری یک کا نام تھا جو اب ارسلان کا باپ تھا۔

محمد کے وزیر محمد بن محمد سے ملاقات کی اور اظہار مطلب کیا۔ محمد بن محمد ابو الحسن کو لئے ہوئے سلطانی دربار میں حاضر ہوا۔ ابو الحسن نے امیر ایاز کا پیام پہنچایا اور عہد حکومت سلطان برکیاروق میں جو نادر افعال امیر ایاز سے سرزد ہوئے تھے امیر ایاز کی طرف سے اس کی معذرت کی۔ سلطان محمد نے معذرت قبول فرما کر اس کی کل درخواستیں منظور کر لیں۔

مخالف امراء کو امان اگلے دن قاضی القضاۃ نقیب اور صفی وزیر امیر ایاز شاہی دربار میں حاضر ہوئے۔ صفی نے عرض کیا ”چونکہ ایاز سے خلاف شان ملازمان شاہی ایسے چند افعال سرزد ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ بخوف جان حاضر دربار نہیں ہوا۔ اپنی اور ملک شاہ (جو حضور کا برادر زادہ ہے) اور ان امراء کے لئے امان کا مشدعی ہے جو اس کے ہمراہ ہیں۔“ سلطان محمد نے جواب دیا ”ملک شاہ تو میرا بھتیجا ہے اس میں اور میرے بیٹے میں کوئی فرق نہیں ہے باقی رہا ایاز اور اس کے امراء میں ان کو بھی امان دیتا ہوں لیکن اس رعایت سے نیاں مستثنیٰ ہے۔“ صفی یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ الہر اس مدرس مدرسہ نظامیہ نے اٹھ کر موجودگی حاضرین جلسہ سلطان محمد سے ان لوگوں کو امان دینے کی قسم لی۔ جلسہ برخاست ہوا۔ دوسرے دن ایاز نے حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کی۔ اتفاق سے اسی وقت سیف الدولہ صدقہ بھی آ پہنچا۔ سلطان محمد نے بہ کشادہ پیشانی دونوں امیروں سے ملاقات کی اس کے بعد امیر ایاز نے اپنے مکان پر جو گوبر آئین کا تھا سلطان کی دعوت کی۔ امیر سیف الدولہ بھی اس دعوت میں شریک تھا۔ بعد فراغ دعوت تحائف اور نذرانے پیش کئے از انجملہ وہ ہیرا بھی تھا جو مویہ الملک بن نظام الملک کے متروکہ سے اس کے ہاتھ لگا تھا۔

امیر ایاز کا خاتمہ۔ امیر ایاز نے دعوت کے دن اپنے غلاموں کو سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے انہیں جنگی لباس پہنایا اور آلات حرب سے مسلح کیا تھا۔ اتفاقاً اس وقت ایک صوفی جبہ پوش شخص آ گیا۔ ایاز کے غلاموں نے اس کو پکڑ کر جنگی لباس پہنایا اور اوپر ہی سے وہی جبہ پہنا دیا اور اس سے چھینر چھڑا کرنے لگے۔ وہ شخص گھبرا کر بھاگا اور سلطان محمد کی ایک خواص کے پاس جا کر چھپا۔ سلطان محمد نے اس کو اپنے پاس بلایا جبہ اتروا کر دیکھا تو وہ مسلح تھا۔ دل میں خطرہ پیدا ہوا۔ امیر ایاز کے مکان سے فوراً اٹھ کر چلا آیا۔ چند دنوں کے بعد امیر ایاز کو بلا بھیجا۔ اس کے ساتھ چکر مش بھی تھا۔ علاوہ اس کے اور امراء و اراکین دولت بھی تھے۔ سلطان محمد کے ایک سپہ سالار نے کھڑے ہو کر کہا ”قلج ارسلان بن سلیمان بن قطلش نے دیار بکر پر قبضہ کرنے کے قصد سے فوج کشی کی ہے۔ تم لوگوں کی کیا رائے ہے ہم اس سے جنگ کرنے کے لیے کس کو مامور کریں۔“ حاضرین نے امیر ایاز کی طرف اشارہ کیا۔ امیر ایاز نے گزارش کی ”میرے ساتھ اس مہم پر سیف الدولہ صدقہ بھی متعین کیا جائے۔“ سلطان محمد نے امیر ایاز اور سیف الدولہ کو اپنے قریب بلایا جو غیبی یہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کر سلطان محمد کی طرف چلے شاہی غلاموں میں سے ایک نے لپک کر ایاز کا سر اُتار لیا اور ایک کھال میں لپیٹ کر راستہ پر پھینک دیا۔ ایاز ہی کے لشکر کی ایاز کا مکان لوٹنے لگے سلطان محمد نے اس کی حفاظت کو اپنی فوج بھیجی۔ جس سے لشکر یان ایاز منتشر ہو گئے۔ صفی وزیر ایاز بخوف جان چھپ رہا۔ خدام شاہی پتہ لگا کر اسے وزیر ابو الحسن کے مکان سے گرفتار کر لائے۔ اسی سہ ماہ رمضان میں صفی کو قتل کر دیا گیا۔

ایاز کا وزیر صفی ہمدان کے خاندان ریاست و حکومت کا ایک ممبر تھا اور ایاز سلطان ملک شاہ کا غلام تھا۔ انتقال کے بعد ملک شاہ ایک امیر کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا جس نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا۔ آدی شجاع بڑی مروت اور لڑائیوں میں صاحب الرائے تھا۔

ان واقعات کے بعد سلطان محمد کا قدم حکومت پر جم گیا۔ عدل و انصاف سے کام لینے لگا۔ ٹیکس معوقوف کر دیئے لشکریوں کو جبر و تعدی سے روک دیا اور ان کو بازاروں میں جانے کی ممانعت کر دی۔

ترکمانوں کی سرکوبی: ۳۹۸ھ میں خراسان سے عراق تک ترکمانوں نے غارت گری شروع کر دی فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا سلطان محمد نے بجائے بہرام بن ارتق کے ایلخازی بن ارتق شہنشاہ بغداد کو بلا دیکر ہالہ پر متعین کیا پس اس نے مقصد ترکمانوں کی خاطر خواہ گوشائی کی اور ان کو زیروزر کے قلعہ خانجاری کی طرف بڑھا جو سرخاب بن بدر کے مقبوضات سے تھا چند دنوں کے محاصرے اور جنگ کے بعد ایلخازی کو فتح نصیب ہوئی۔ اسی سنہ میں سلطان محمد نے آقسقر برقی کو عراق کا شہنشاہ مقرر کیا۔ آقسقر برقی وہی شخص ہے جس نے سلطان محمد کا کسی لڑائی میں ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ ہر موقع پر ہر دم میں شریک رہا۔

سلطان محمد کی اصفہان کو مراجعت: اسی سنہ میں سلطان محمد نے امیر قایماز کو کوفہ بطور جائزہ مرحمت فرمایا اور سیف الدولہ والی حلب کو ہدایت کی کہ قایماز اس کے ہمراہیوں کو تنہا کے جور و تعدی سے محفوظ رکھے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں سلطان موصوف اصفہان واپس آیا رعایا کی رفاه کی جانب توجہ فرمائی لشکریوں کے جور و ستم اور جاہلانہ حرکات کی روک تھام کی اور عدل و انصاف سے انکو خوشحال کیا۔

ایوان حکومت کی تعمیر: ۴۵۲ھ میں سلطان محمد نے ابوالقاسم حسین بن عبدالواحد داروغہ اسلحہ خانہ شامی اور ابوالفرج بن رئیس الرؤساء کو گرفتار کر لیا تھا اور پھر بشرط ادا کرنے ایک معینہ رقم کے رہا کر دیا۔ زرمذکور کے وصول کرنے پر مجاہد بن بہروز کو مامور کیا اور نیز اسی کو ایوان حکومت کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے ایوان حکومت کی بنیاد ڈالی۔ رعایا کے ساتھ نہایت عملگی کا برتاؤ کیا۔ جب اس کے بعد سلطان محمد بغداد میں آیا تو عمدہ کارگزاریوں کے صلہ میں اس کو کل عراق کی شہنشاہی عطا کی اور اصفہان واپس آیا۔

سلطان محمد کی وفات: سنین ماضیہ کا دور واقعات بالا پر ختم ہو جاتا ہے جن کو آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں اور خلافت بغداد کی وہی حالت رہتی ہے جو ایک مدت کے پہلے کی ہوئی ہے سلاطین سلجوقیہ کو بھی خانہ جنگی اور اندرونی نزاعات سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ تھوڑا عرصہ نہیں گزرتے نہیں پاتا کہ دفعۃً رات اور دن کے الٹ پھیر سے ایک دوسرا انقلاب پیدا ہو جاتا ہے ماہ شعبان ۵۱۱ھ میں سلطان محمد علیل ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ مرض میں ایک خطرناک حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس اثناء میں ماہ ذی الحجہ آ جاتا ہے اور ماہ مذکور کے آخر میں سلطان مذکور اپنی اسندہ تمناؤں کی حسرت دل میں لئے ملک عدم کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

۱۔ چھپائی کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ۴۵۲ھ میں سلطان محمد کی حکومت کا خیال بھی موجود نہ تھا۔ سلطان ظفر لک بک کا دور حکومت تھا۔ یہ واقعہ جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تحریر کیا ہے ۵۰۲ھ کا ہے۔ مترجم۔

سلطان محمود کی تخت نشینی: سلطان محمد نے اپنی موت سے پہلے اور اپنی مستقل حکومت کے بارہ برس چھ مہینے بعد اپنے بیٹے محمود کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اس وقت یہ ایک جوان شخص تھا۔ ولی عہدی کا اعلان کر کے سلطان محمد نے (جب کہ اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی تھی) محمود کو تخت حکومت پر جلوہ افروز ہونے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ محمود اپنے باپ سے رخصت ہو کر دربار عام میں آیا۔ سر پر تاج رکھا ہاتھوں میں نگین پہنے اور جاہ و جلال کے ساتھ مسند خلافت پر رونق افروز ہوا۔ امراء دولت سلجوقیہ اور اراکین سلطنت نے بیعت کی۔ ابو منصور بن وزیر ابو شجاع محمد بن حسین کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ تکمیل بیعت کے بعد ہی دربار خلافت میں اطلاعی عرضداشت بھیجی گئی اور باجائز خلافت مآب منابر بغداد پر سلطان محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ واقعہ ۵۱۵ ماہ محرم ۵۱۲ھ کا ہے۔

آقسقر برقی سلطان محمد کی وفات سے پیشتر مقام رجبہ میں مقیم تھا۔ اپنے بیٹے مسعود کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے سلطان محمد کی خدمت میں کچھ عرض و معروض کرنے بغداد آ رہا تھا۔ بغداد کے قریب پہنچ کر سلطان محمد کی وفات سے مطلع ہوا۔ بہر و شخہ بغداد نے آقسقر کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبوراً اصفہان کا راستہ لیا۔ چونکہ سلطان محمود کی آنکھوں میں بہر و شخہ کی بے حد وقعت تھی اور یہ امراء و اراکین دولت کی آنکھوں میں کاٹنا سا کھٹک رہا تھا لوگوں نے لگا بچھا کر سلطان محمود کو بہر و شخہ کی طرف سے برہم کر دیا اور اس کو معزول کر کے بجائے اس کے آقسقر برقی کی تقرری کا فرمان لکھوا کر بھجوا دیا سلطان محمود کا یہ فرمان آقسقر کو مقام حلوان میں ملا۔ فرط مسرت سے بھولا نہ سہایا۔ فوراً بغداد کی طرف مراجعت کر دی مجاہد بن بہر و شخہ بغداد آقسقر کی آمد کی خبر پا کر تکریت بھاگ گیا جو اس کا مقبوضہ صوبہ تھا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے آقسقر کو معزول کر کے امیر منکمرس کو شخہ بغداد مقرر فرمایا۔ جو اصفہان کا حاکم تھا۔ پس اس نے اپنی جانب سے امراء اتراک سے حسین بن ازبک کو بغداد روانہ کیا۔ آقسقر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر خلیفہ مستظہر سے یہ درخواست کی کہ خلافت مآب امیر منکمرس کے نائب کو بغداد میں آنے سے روک دیں۔ تا آنکہ سلطان محمود سے خط و کتابت کر کے اس معاملہ کو میں صاف کر لوں۔ خلافت مآب نے آقسقر کی درخواست پر حسین کو بغداد میں داخل ہونے کی ممانعت کی۔ حسین نے کچھ خیال نہ کیا۔ اس بنا پر آقسقر نے فوجیں مرتب کیں اور بھمد جگہ بغداد سے خروج کیا۔ حسین برسر مقابلہ آیا۔ باہم لڑائی ہوئی۔ بالاخر حسین ہلکت کھا کر بھاگا۔ اثناء دارو گیر میں اس کا بھائی مارا گیا اور اس نے سلطانی لشکر میں جا کر دم لیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۵۱۲ھ کا ہے۔

خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات: ان واقعات کے بعد ۵۱۵ ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ ابو العباس احمد بن مقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبد اللہ بن قائم باللہ نے وفات پائی۔ چوبیس برس تین مہینے خلافت کی۔

باب : ۳۲

فضل بن مستظہر مسترشد باللہ

۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ

بیعت خلافت: مستظہر کے بعد اس کا بیٹا المسترشد باللہ ابو منصور فضل مسترشد خلافت پر متمکن ہوا۔ تیس برس ہوئے کہ اس کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا تھا۔ مسترشد خلافت پر جلوہ افروز ہونے پر اس کے بھائی ابو عبد اللہ محمد ابو طالب عباس اور اس کے اعمام (چچاؤں) پسران مقتدی وغیرہ نے بیعت کی۔ بعد ازاں فقہاء قضاۃ اراکین دولت اور امراء سلطنت سے بیعت لی گئی۔ بیعت لینے پر قاضی ابوالحسن دامغانی مامور ہوا اور یہی ان دنوں قلعہ ان وزارت کا بھی مالک تھا۔ خلیفہ مسترشد نے اس کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔ قاضیوں میں سے نوائے قاضی ابوالحسن کے کہ اس نے خلیفہ مسترشد کے لئے اور قاضی احمد بن ابوداؤد نے دائن کے لئے اور قاضی ابوعلی اسماعیل بن اسحاق نے معتصد کے لئے بیعت لی تھی اور کوئی قاضی بیعت لینے کا متولی اور منصرم نہیں ہوا۔

ابوشجاع محمد کا عہدہ وزارت پر تقرر: بعد چندے خلیفہ مسترشد نے قاضی ابوالحسن دامغانی کو عہدہ وزارت سے معزول کر کے سلطان محمود کے وزیر ابوشجاع محمد بن ربیع ابو منصور کو مامور کیا۔ ۵۱۶ھ میں اس کو بھی معزول کر کے جلال الدین حمید الدولہ ابوعلی بن صدقہ کو قلعہ ان وزارت مرحمت کیا۔ یہ شخص جلال الدین ابوالراضی بن صدقہ وزیر راشد کا چچا تھا۔

امیر ابوالحسن کا فرار: جس وقت اراکین سلطنت کے خلیفہ مسترشد کی بیعت کر رہے تھے خلیفہ کا بھائی امیر ابوالحسن تین آدمیوں کے ساتھ گشتی پر سوار ہو کر مدائن چلا گیا اور مدائن سے حلقہ جا پہنچا۔ دبیس نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ خلیفہ مسترشد کو اس سے تردد پیدا ہوا۔ دبیس کے پاس کہلا بھیجا کہ ”امیر ابوالحسن کو علی بن طراوزی قیب کے ہمراہ دار الخلافہ بغداد بھیج دو“۔ دبیس نے معذرت کی ”مجھے تعمیل ارشاد والا میں کچھ عذر نہ تھا۔ لیکن چونکہ امیر ابوالحسن میرے مہمان ہیں اس وجہ سے میں ان کو کسی ایسے امر پر مجبور نہیں کر سکتا جو ان کی طبیعت کے خلاف ہو“۔ قیب مذکور نے جب یہ دیکھا کہ خلافت مآب کے نام و پیام سے کام نہ چلا تو خود امیر ابوالحسن سے ملا اور اس کو خلافت مآب کی خدمت میں چلنے کی رائے دی امیر ابوالحسن نے

معذرت کی ”مجھے دربار خلافت کی حاضری میں کوئی عذر نہیں ہے، لیکن خوف جان میں اس سے قاصر ہوں ہاں اگر مجھے امان دی جائے تو مجھے کچھ عذر نہ ہوگا۔“ نفیب مذکور نے دربار خلافت میں اس کی رپورٹ کی، خلافت مآب نے امیر ابوالحسن کی درخواست منظور فرمائی۔ لیکن برستی اور دبیس کے واقعات کچھ ایسے ایسے پیش آ گئے کہ جس کی وجہ سے امیر ابوالحسن ۱۲ صفر ۳۵۱ھ تک دبیس کے پاس ٹھہرا رہا، برستی اور دبیس کے واقعات ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

امیر ابوالحسن کی گرفتاری اور معافی اس کے بعد امیر ابوالحسن بن مستظہر حله سے واسطی کی طرف گیا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اسی اثناء میں خلیفہ مسترشد نے اپنے ولی عہد ابو جعفر منصور بن خلیفہ مسترشد کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا (اس وقت ابو جعفر کی عمر بارہ برس کی تھی) اور تمام ممالک اسلامیہ میں گشتی فرامین مشعر مضمون بالا روانہ کئے۔ دبیس کو لکھ بھیجا ”چونکہ امیر ابوالحسن اب تمہارے مہمان نہیں رہے لہذا جہاں تک جلد ممکن ہو انہیں میرے پاس بھیج دو۔“ چنانچہ دبیس نے ایک فوج امیر ابوالحسن کی گرفتاری کو واسطہ بھیجی امیر ابوالحسن کو خبر لگ گئی۔ بھاگ کھڑا ہوا فوج نے تعاقب کیا صبح ہوتے ہوتے امیر ابوالحسن کو جا کر گھیر لیا۔ سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ کرد اور ترک بھاگ گئے۔ امیر ابوالحسن گرفتار کر لیا گیا۔ دبیس کے روبرو پیش ہوا۔ دبیس نے اس کو عزت و احترام دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ خلافت مآب نے بھی اس کی عزت کی۔ امان دی اور اپنے خاص مجلس میں ٹھہرایا۔

ملک مسعود کی بغداد کو روانگی مسعود بن سلطان محمد مرغ جیوش بک (انابک) بحکم اپنے پدر بزرگ موصل میں ٹھہرا ہوا تھا کہ سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اور محمود سلطان محمد کے بعد مسند آرائے حکومت ہو گیا اسی زمانہ میں خلیفہ مسترشد نے بھی اپنے باپ کے بعد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ دبیس والی حله اس وقت مسترشد کا مطیع تھا اور آقسقر برستی کی طرف سے عراق کا شخصہ تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ آقسقر برستی نے ماہ جمادی الاولیٰ ۳۵۱ھ میں ہضد حله خروج کیا۔ دبیس کو خبر لگی تو اس نے بھی فوجیں جمع کیں۔ عرب اور کردوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر ملک مسعود تک پہنچی اور یہ بھی مسترذرائع سے معلوم ہوا کہ اس وقت عراق اپنے مددگاروں اور حامیوں سے خالی ہے۔ مصاحبوں اور ارباب شوریٰ نے رائے دی کہ موقع اچھا ہے عراق پر چل کر قبضہ کر لیجئے، کوئی مانع نہ ہوگا۔ ملک مسعود کے دل میں یہ بات آ گئی۔ فوجیں آراستہ کر کے عراق کا راستہ لیا۔ اس کے ہمراہ اس کا وزیر فخر الملک ابو علی بن عمار والی طرابلس، شیم الدولہ زنگی بن آقسقر (الملک العادل سلطان نور الدین زنگی کا دادا) والی سنجار ابو الہیاء والی اربیل اور کربادی بن خراسان ترکمانی والی بوازج تھا۔ سفر و قیام کرتے ہوئے جس وقت یہ لوگ عراق کے قریب پہنچے آقسقر برستی کو خوف پیدا ہوا۔ کیونکہ چوش بک ملک مسعود کی ناک کا بال ہو رہا تھا مگر چاروں چار لشکر عرب کے مقابلہ پر آیا۔ ملک مسعود اور جیوش بک کو اس کی خبر لگی۔ گھبرا گئے امیر کربادی کو مصالحت کا پیام دے کر بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ ہم لوگ تمہاری مدد کو دبیس کے مقابلے پر آئے ہیں نہ کہ تم سے جنگ کرنے کو۔ آقسقر برستی نے اس عذر کو تسلیم کر لیا۔ فریقین میں اتحاد قائم رکھنے کا معاہدہ ہوا۔ ملک مسعود نے بغداد میں داخل ہو کر دارالملکت میں قیام کیا اور آقسقر برستی امیر عماد الدین منکبرس سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔

امیر منکبرس اور ملک مسعود میں مصالحت امیر منکبرس نے یہ خبر یا کر دجلہ کو عبور کیا اور دبیس بن صدقہ سے سازش کر کے آقسقر برستی سے مقابلہ کرنے پر تل گیا۔ اس کے بعد ملک مسعود نے مع اپنے ہمراہیوں کے ہضد جنگ دبیس و منکبرس

مدائن کی جانب کوچ کیا لیکن یہ خبر پا کر وہیں اور امیر منکبرس کے ساتھ عظیم لشکر ہے ملک مسعود آقسفر برتقی اور جیوش بک وغیرہ لوٹ کھڑے ہوئے۔ نہر صرصر کو عبور کر کے گھاٹوں اور پایاب مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کیں۔ فریقین کے لشکریوں نے اطراف و جوانب بلاد کی غارت گری شروع کر دی۔ نہر ملک، نہر صرصر، نہر صلی اور بعض مقامات و جیل کے تاخت و تاراج کر ڈالے گئے۔ خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور آقسفر برتقی کے نام تاراضگی کا فرمان بھیجا۔ امیر برتقی نے واقعات بالا کا انکار کر کے بغداد کی جانب معاونت کا قصد کیا اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ وہیں اور منکبرس نے ایک عظیم لشکر بہ افسری منصور بردار وہیں اور امیر حسین بن ازبک ربیب منکبرس، بغداد کی جانب روانہ کیا ہے۔ آقسفر برتقی نے اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو بجائے اپنے امیر لشکر بنا کر صرصر میں چھوڑا، عماد الدین زنگی بن آقسفر کو ہمراہ لیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بغداد پہنچا۔ اور منکبرس وہیں کے لشکر کو آگے بڑھنے سے روک دیا بعد ازاں منکبرس اور ملک مسعود میں مصالحت ہو گئی۔

ملک مسعود اور امراء کا بغداد میں اجتماع: آقسفر برتقی یہ خبر پا کر ملک مسعود کے لشکر میں آیا۔ اپنا مال و اسباب لے کر بغداد کی جانب لوٹا اور بغداد میں پہنچ کر ایک سمت میں پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد ملک مسعود اور جیوش بک نے بھی بغداد میں داخل ہو کر دوسری جانب اپنے اپنے خیمے نصب کرائے۔ اسی اثناء میں وہیں اور منکبرس بھی پہنچ گئے انہوں نے ایک قطعہ زمین قیام کے لئے منتخب کیا۔ چونکہ آقسفر برتقی اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے اہل بغداد میں محبوب تھا اس وجہ سے جوئی آقسفر برتقی بغداد میں داخل ہوا، ہوا خواہوں اور ہمراہیوں کا شکوہ ہوا گیا ایک مدت تک یہ سب بغداد میں مقیم رہے ہر طرف چہل پہل رہی، دلوں کی صفائی ہوئی۔ غبار جاتا رہا۔ چند روز کے بعد منکبرس کو بغداد کی جنگی عطا ہوئی۔ وہیں نے حلد کی جانب مراجعت کی۔ منکبرس نے ظلم و تعدی کا آغاز کیا۔ اہل بغداد سے سختی سے پیش آنے لگا۔ اس کے ہمراہیوں اور مصاحبوں نے بھی فتنہ و فساد کے دروازے کھول دیے تا آنکہ رعایا میں رہی پیدا ہو گئی۔ سلطان مسعود کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو اس نے منکبرس کو بلا بھیجا۔ پس وہ سلطان مسعود کی طرف روانہ ہوا اور لوگوں کو اس کے ظلم و ستم سے نجات ملی۔

ملک طغرل اور سلطان محمود میں کشیدگی: ملک طغرل کو اس کے باپ سلطان محمد نے ۵۰۴ھ میں سادہ اور زنجان کی حکومت عنایت فرمائی اور امیر شیرگیر کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا تھا تھوڑے دنوں میں اس نے فرقہ اسماعیلیہ کے کثیر قلععات مفتوح کر لئے جس سے ملک طغرل بک کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا پس جب سلطان محمد کا انتقال ہوا تو سلطان محمود نے امیر کتغری کو ملک طغرل کا اتابک مقرر کر کے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ ملک طغرل کو جس طرح ممکن ہو میرے پاس بھیج دینا امیر کتغری نے ملک طغرل کے پاس پہنچ کر سلطان محمود کا پیام ملک طغرل تک پہنچا دیا مگر درپردہ ملک طغرل کو اس کے بھائی سلطان محمود کی طرف سے بدظن کر دیا۔ اسی وجہ سے ملک طغرل نے ۵۱۰ھ میں سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کیا۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی۔ امیر شرف الدین نو شیردان بن خالد کو تیس ہزار دینار اور گراں بہا تحائف اور خلعت دے کر ملک طغرل کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے پاس چلے آؤ گے تو میں تم کو خاطر خواہ حکومت عنایت کروں گا۔ امیر شرف الدین ملک طغرل سے ملنے بھی نہ پایا تھا کہ امیر کتغری نے یہ جواب دے دیا ”ہم لوگ سلطان کی اطاعت و فرمانبرداری میں بجان و دل موجود ہیں۔ فوج بھی ہمارے ساتھ ہے جس طرف سلطان کا قصد ہو ہم آگے بڑھنے کو

تیار ہیں۔ سلطان محمود اس جواب پر قصد زنجان بھدان سے ماہ جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں دس ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا۔ پرچہ نو بیسوں نے کتبغری کو سلطان محمود کی روانگی سے مطلع کیا پس کتبغری مع ملک طغرل کے قلعہ سر جہان چلا گیا اور سلطان محمود نے زنجان پہنچ کر لشکر گاہ لوٹ لیا۔ ملک طغرل کے خزانے سے تین لاکھ دینار ہاتھ لگے۔ چند روز قیام کر کے رے کی جانب کوچ کیا اور کتبغری مع ملک طغرل کے سر بھان سے گچھ چلا آیا۔ یہ خبر پا کر ہوا خواہوں اور مہراہیوں نے بھی گچھ کا قصد کیا۔ چند دنوں میں ملک طغرل کی قوت و شوکت بڑھ گئی اور دونوں بھائیوں کی منافرت اور کشیدگی میں اور اضافہ ہو گیا۔

والی خراسان ملک سنجر: ملک سنجر زمانہ حکومت سلطان محمد سے خراسان اور ماوراء النہر کی کرسی حکومت پر متمکن تھا پس جس وقت سلطان محمد نے وفات پائی تو سنجر کو اپنے بھائی کے انتقال سے بے قصد مدہ ہوا۔ کئی روز تک بازار اور شہر بند رکھا۔ خطبوں کو سلطان محمود کے نحاس و آثار قتال باطنیہ اور نکس وغیرہ موقوف کرنے کے واقعات کو ذکر کرنے کا حکم دیا۔ بعدہ یہ خبر اڑنے لگی کہ سلطان محمد کے بعد اس کا بیٹا محمود مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوا ہے اور امراء اور کین دولت کا اس پر غلبہ ہے۔ ملک سنجر کو اس خبر کو سننے سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ بلاد جبل اور عراق کا قصد کیا۔ جو اس کے پیچھے سلطان محمود کے قبضہ میں تھے۔ ملک سنجر پہلے اپنے کو ناصر الدین کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ بعد انتقال سلطان محمد کے معز الدین کا لقب اختیار کیا جو اس کے باپ سلطان ملک شاہ کا لقب تھا۔

سلطان محمود کی مصالحت کی کوشش: سلطان محمود نے یہ سن کر کہ میرا بچا سنجر بقصد عراق اور بلاد جبل آ رہا ہے شرف الدین انوشیرواں بن خالد اور فخر الدین طغاریک بن الیزن کو تحائف و نذرانے دے کر سنجر کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا 'آپ مازندان چھوڑ کر چلے جائیے اس کے معاوضہ میں دو لاکھ سالانہ ادا کیا کروں گا۔ سنجر نے اس پر کچھ التفات نہ کیا اور رے کا قصد کیا اور محمود کے سفیر کو یہ جواب دیا "محمود ابھی صاحبزادہ ہے اس پر اس کا وزیر ابو منصور اور علی بن امیر حاجب حکومت کر رہا ہے اور مجھے یہ گوارا نہیں ہے"۔ شرف الدین اور فخر الدین اپنا سامنے لے کر رہ گئے اور سنجر نے روانگی کا حکم دے دیا۔ اس کے مقدمہ انجیش پر اتر و تھا۔ سلطان محمود نے بھی یہ خبر پا کر مقابلہ کی تیاری کی۔ علی بن عمر کو (جو اس کا اور نیز اس کے باپ کا امیر حاجب تھا) دس ہزار سواروں کی جمعیت سے سنجر کی روک تھام کو روانہ کیا اور خود رے میں مقیم رہا۔

علی بن عمر کی دانشمندی: جس وقت علی بن عمر مقام جرجان میں سنجر کے مقدمہ انجیش کے قریب پہنچا (جس کا سردار امیر اتر و تھا) سردار لشکر سے بہ نرمی و ملاطفت کہلا بھیجا "امیر اتر و تم کو سلطان محمد کی وصیت یاد ہوگی اس نے یہ سمجھ کر کہ میرا بھائی سنجر میرے بیٹے محمود اور اس کی سلطنت کی حفاظت کرے گا۔ ہم نے لوگوں سے سنجر کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حلف لیا تھا اور ہم اس وقت تک اس عہد و پیمان پر قائم رہیں مگر جب اس نے ہماری حکومت و سلطنت کے زوال پر کمر باندھی ہے تو ہم اس عہد و پیمان کو پورا نہ کر سکیں گے تم کو یہ معلوم ہے کہ ہمارے لشکر کی تعداد تمہارے لشکر سے دو چند سے چند ہے باعتبار قوت و مردانگی اور تجربہ کاری کے بھی ہماری فوج تمہاری فوج سے بدرجہا زیادہ ہے"۔ امیر اتر و اس پیام سے ایسا متاثر ہوا کہ بلا جدال و قتال جرجان سے لوٹ کھڑا ہوا۔ سلطان محمود کے لشکریوں نے کچھ دور تک مشایعت کی۔ بعد ازاں علی بن عمر بھی سلطان محمود کی خدمت میں واپس آیا، کل حالات عرض کئے سلطان محمود نے علی بن عمر اور اس کے لشکریوں کا شکریہ ادا کیا۔

ابوطالب سمیری کا عہدہ وزارت پر تقریر علی بن عمر نے بظہر مصلحت سلطان محمود کورے میں قیام کرنے کی رائے دی۔ سلطان محمود نے منظور نہ کیا سامان سفر درست کر کے جرجان کا راستہ لیا۔ جرجان میں پہنچے ہی امیر منکسر شہنشاہ بغداد عراق سے دس ہزار سواروں کی جمیعت سے آپہنچا۔ امیر منصور بن صدقہ برداردین اور امراء بلخی بھی آ گئے۔ سلطان محمود نے ان لوگوں کے آنے کے بعد ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ ان میں اس کا وزیر ربیب مر گیا اس کی جگہ پر ابوطالب سمیری کو قلعہ دین وزارت سپرد کر دیا۔

معرکہ ساوہ اور سلطان محمود کی شکست۔ سلطان محمود کے رے سے روانہ ہونے کے بعد ہی ملک سنجہ میں ہزار سے رے پر آ اڑا۔ علاوہ اور سامان جنگ اس کے پاس اٹھارہ جنگی ہاتھی بھی تھے۔ امراء کبار سے ابن امیر ابو الفضل والی جھٹان خوارزم شاہ محمد امیر انزد اور امیر قماج تھا۔ علاء الدولہ کر ساسف بن فرامر زبن کا کویہ والی یزد بھی آ ملا۔ یہ سلطان محمود سنجہ کی بہن کا داماد تھا۔ مگر سلطان محمد کے ساتھ اس کو اختصاص ذاتی حاصل تھا۔ بعد وفات سلطان محمد سلطان محمود نے اس کو طلب کیا کسی وجہ سے حاضری میں تاخیر ہوئی۔ سلطان محمود نے اس کے صوبہ کو قراقرج ساسی کے حوالہ کر دیا (جو بعد میں فارس کا حکمران ہوا) اس اثناء میں علاء الدولہ ملک سنجہ کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود کا سب حال بتلایا۔ اس کے ہمراہیوں کے اختلافات اور باہمی نفاق سے آگاہ کیا۔ رعایا اور ملک کی تباہی کے حالات ظاہر کئے۔ چنانچہ سنجہ نے ہمدان سے سلطان محمود پر فوج کشی کی تیس ہزار فوج سلطان محمود کی رکاب میں تھی۔ امراء کبار سے علی بن عمر امیر حاجب، امیر منکسر بن غزلی اتالیق بن برحق سنقر بخاری اور قراقرج ساسی وغیرہ ہمراہ تھے ان لوگوں کے ساتھ نو سو مسلح جنگ آور تھے۔ مقام ساوہ پر جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں سلطان محمود اور سنجہ (یعنی چچا بھتیجا) کا مقابلہ ہوا۔ ابتداً ملک سنجہ کا لشکر شکست کھا کر بھاگا مگر ملک سنجہ مع اپنے مصاحبوں کے ہاتھیوں کی صف میں کھڑا ہوا لڑتا رہا۔ ادھر سلطان محمود اپنی فوج کو لئے ہوئے بڑھا آتا تھا۔ جوں ہی ملک سنجہ نے ہاتھیوں کو بڑھایا اس کے شکست خوردہ لشکر نے یہ خیال کر کے کہ سلطان محمود کو شکست ہو گئی پلٹ کر سلطان محمود کے لشکر پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سلطان محمود کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ غزلی اتابک گرفتار ہو گیا۔ ملک سنجہ نے کامیابی کے بعد ہمدان کی جانب معاودت کی۔

ملک سنجہ کا پیام مصالحت۔ اس واقعہ کی خبر دار الخلافت بغداد میں پہنچی۔ امیر دبیس بن صدقہ خلیفہ مسترشد سے سلطان سنجہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی تحریک کی۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی۔ ۶ جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر سلطان سنجہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سلطان محمود نے شکست اٹھا کر اصفہان جا کر دم لیا اس کے ہمراہ اس کا وزیر ابوطالب سمیری، امیر علی بن عمر اور قراقرج ساسی وغیرہ تھے۔ رفتہ رفتہ محمود کا لشکر بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا جس سے اس کے قوائے مضحل میں توانائی اور ہمت پھر عود کر آئی ملک سنجہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے اپنی کئی فوج سے خائف ہو کر سلطان محمود سے دوبارہ مصالحت کے لئے خط و کتابت شروع کی۔ اس مصالحت کی محرک ملک سنجہ کی ماں سلطان محمود کی وادی تھی۔ گفتگوئے مصالحت شروع ہونے کے بعد آقسفر برستی شہنشاہ بغداد آپہنچا۔ یہ ملک مسعود کے پاس آذربائیجان میں اس وقت سے تھا جب وہ بغداد سے واپس آیا تھا۔ اس اثناء میں سلطان محمود کے پاس وہ قاصد واپس آیا جو پیام مصالحت لے کر

گیا ہوا تھا۔

ملک سنجر اور سلطان محمود میں مصالحت : سلطان محمود کے امراء نے یہ شرط پیش کی کہ ملک سنجر خراسان کی جانب معاودت کر جائے تو مصالحت کی جائے گی۔ ملک سنجر نے اس شرط کو منظور نہ کیا سہا بن سفر دربت کر کے ہمدان سے کرج کی طرف کوچ کیا۔ تھوڑی دور گیا ہوگا کہ سلطان محمود کا قاصد یہ پیام لے کر آیا کہ مصالحت اس شرط سے کی جاتی ہے کہ آپ مجھے اپنا ولی عہد بنا لیجئے۔ ملک سنجر نے اس شرط کو منظور کر لیا۔ فریقین نے آئندہ اتحاد و مراسم قائم رکھنے کی قسمیں کھائیں۔ اس کے بعد سلطان محمود اپنے چچا ملک سنجر سے ملنے آیا اور اس کی ماں یعنی اپنی دادی کے مکان پر فروکش ہوا۔ بیش بہا نذرانے اور تحائف پیش کئے۔ ملک سنجر نے بھی اپنے تمام ممالک و محروسہ خراسان غزنی اور ماوراء النہر وغیرہ میں کشتی خرابیوں اس مضمون کے بھیج دیئے کہ خطبوں میں میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام دعا کے ساتھ لیا جائے۔ اسی مضمون کی عرضی دار الخلافت بغداد میں روانہ کی اور کل شہر جن پر زمانہ جنگ میں قبضہ حاصل کر لیا تھا سلطان محمود کو لوٹا دیئے۔ صرف رے پر اس خیال سے کہ مبادا سلطان محمود پھر سرکشی نہ کر لے اپنا قبضہ و اقتدار قائم رکھا۔

امیر منکبرس کو سزائے موت : ان واقعات کے بعد سلطان محمود نے امیر منکبرس شہنشاہ بغداد کو موت کی سزا دی۔ امیر منکبرس سلطان محمود کے ہمراہیوں میں سے تھا اور یہ بھی سلطان محمود کے ساتھ ملک سنجر کی لڑائی میں شکست کھا کر بغداد کی طرف بھاگا تھا لیکن دمیس بن صدقہ نے بغداد میں داخل ہونے سے روکا، مجبوراً لوٹ کھڑا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دونوں بچا بچتے (یعنی ملک سنجر و سلطان محمود) میں مصالحت ہو گئی تھی اس کے بعد امیر منکبرس ملک سنجر کے پاس گیا، امان کی درخواست کی ملک سنجر نے امان دینے سے انکار کیا اور اس کو اپنے ایک معتمد ملازم کے ساتھ سلطان محمود کے پاس بھیج دیا۔ چونکہ سلطان محمود اس کی ناپسندیدہ حرکات اور خود سری سے ناراض تھا اور وہ اس کے خلاف مرضی شنگی بغداد پر چلا گیا تھا اس وجہ سے منکبرس کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور سزائے موت کا حکم دے دیا۔

علی بن عمر کا خاتمہ : اسی ۵۱۳ھ میں ملک سنجر نے مجاہد بن بہروز کو شنگی عراق پر مامور فرمایا اس سے پہلے دمیس بن صدقہ کا نائب اس عہدے پر مامور تھا جو مجاہد بن کی تقرری سے معزول کیا گیا۔ سلطان محمود کا حاجب ”علی بن عمر“ اسی سنہ میں مارا گیا یہ اپنے کار نمایاں کی وجہ سے سلطان محمود کی ناک کا بال بنا ہوا تھا، سارا لشکر اس کا مطیع تھا، سرداروں اور امیر کو یہ شاق گذرا۔ علی بن عمر کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ خوف جان قلعہ برجین کو بھاگ گیا۔ جو یزدجرد اور کرج کے درمیان میں تھا اور یہیں اس کے اہل و عیال اور مال و اسباب تھا۔ دو چار روز قیام کر کے خوزستان کا راستہ لیا۔ خوزستان پر اقپوری بن برحق قابض تھا۔ علی اس سے اپنے امان کا عہد و پیمان لے کر خوزستان کے حدود میں داخل ہوا، جس وقت تشر میں پہنچا اقپوری نے ایک فوج علی کی گرفتاری کو بھیج دی۔ علی نے مستعدی سے مقابلہ کیا۔ انجام یہ ہوا کہ اقپوری کی فوج نے علی کو گرفتار کر لیا۔ اقپوری نے سلطان محمود سے علی کی بابت استفسار کیا۔ سلطان محمود نے علی کے قتل کا حکم بھیج دیا۔ چنانچہ اقپوری نے علی کا سر اتار کر سلطان محمود کے پاس روانہ کر دیا۔

دمیس بن صدقہ کی ریشہ و انیاں : جس وقت سے سلطان محمود نے اپنے بھائی ملک مسعود سے مصالحت کر لی تھی۔ اسی

زمانہ سے ملک مسعود نے آذربائیجان اور موصل کو اپنا مستقل حکومت قرار دیا تھا۔ آقسنقر برستی شنگی بغداد سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے پاس آ گیا تھا ملک مسعود نے اس کو علاوہ رجبہ کے مراغہ جاگیر میں عنایت کیا تھا مگر وہیں بن صدوق کو یہ مصالحت پسند نہ تھی اس کی تفرقہ انداز طبیعت یہ چاہتی تھی کہ ملک مسعود اور سلطان محمود میں کچھ نہ کچھ چھیڑ چلی جائے تو اسے عزت و تسلط حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آئے۔ اس مقصود کے حاصل کرنے کی غرض سے جیوش بک انا بک سے خط و کتابت شروع کی اور اس خط و کتابت کو سلطان محمود کی طرف منسوب کیا اکثر یہ لکھنے لگا ”برستی کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو اس خدمت کے صلہ میں بے حد روپیہ میں تم کو دوں گا۔“ کسی ذریعہ سے برستی کو اس کی خبر لگ گئی تو وہ ملک مسعود کی رفاقت ترک کر کے سلطان محمود کی خدمت میں آ رہا۔ سلطان محمود نے اس کی اس درجہ عزت افزائی فرمائی کہ اسی کی رائے سے امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ وہیں کا مقصود جب اس سے حاصل نہ ہوا تو اس نے جیوش بک سے اس امر کی سلسلہ جنابی شروع کی کہ تم ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کرو میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ مقصود اس سے یہ تھا کہ جس طرح میرے باپ (صدقہ) نے دونوں سلطانوں برکیاروق اور محمد پسران ملک شاہ کی باہمی نزاعات سے فائدہ حاصل کیا تھا اسی طرح میں بھی ان دونوں بھائیوں ملک مسعود و سلطان محمود کی مخالفت و خانہ جنگی سے مستفید ہوں۔

ملک مسعود کی شاہی کا اعلان: ابوالمعدی محمد بن اسماعیل حسین بن علی اصفہانی سلطان محمود کا سیکرٹری تھا اور یہی فرامین شاہی کی پیشانی پر شاہی طغرسے لکھا کرتا تھا انہی دنوں اس کا باپ ابوالاسماعیل حسین اصفہان سے بہ تلاش معاش ملک مسعود کی خدمت میں پہنچا۔ ملک مسعود نے اپنے وزیر ابوعلی بن عمار دوائی طرابلس کو معزول کر کے اس کے بجائے ۵۱۳ھ میں ابوالاسماعیل کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ یہ تقرری ہونے پر سہاگہ تھی۔ دہیس جس امر کی تحریک ایک مدت سے کر رہا تھا وہ نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام پذیر ہو گیا۔ وہیں اور ابوالاسماعیل نے متفقہ ملک مسعود کی پیٹھ ٹھونکی۔ رفتہ رفتہ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی وہیں اور ابوالاسماعیل کو تہدید آمیز خط لکھا۔ اپنی سطوت و جاہ سے ڈرایا۔ ان لوگوں نے ذرہ بھر بھی اس کی پرواہ نہ کی علم بغاوت بلند کر کے ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کیا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ سلامتی کی نویتیں بجنے لگیں۔ یہ واقعہ ۵۱۳ھ کا ہے۔

معمر کہ استر آباد: سلطان محمود کا لشکر ان دنوں بلاد مختلفہ میں منتشر و متفرق تھا۔ ان لوگوں کو طبع دامنگیر ہوئی۔ موقع مناسب تصور کر کے فوج کشی کر دی۔ استر آباد میں ۱۵ ربیع الاول ۵۱۳ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان محمود کے مقدمہ الحیش کا افسر برستی تھا۔ اس معرکہ میں برستی نے بڑے کار نمایاں انجام دیئے کئی بار خطرناک حالتوں میں مبتلا ہوا اور پھر اپنی جان توڑ کوششوں سے حیات پائی۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ شب ہوتے ہوئے ملک مسعود کا لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ جس میں ملک مسعود کا وزیر استاد ابوالاسماعیل طغرانی بھی تھا۔ سلطان محمود نے اس الزام میں کہ اس شخص کا عقیدہ فاسد ہے قتل کا حکم دے دیا۔ ایک برس اس نے وزارت کی۔ ادیب شاعر اور صاحب تصانیف کثیرہ تھا۔ علم الکیمیاء میں اس کی متعدد تصانیف ہیں۔

ملک مسعود اور سلطان محمود میں مصالحت: ملک مسعود نے شکست کھانے کے بعد ایک پہاڑ پر جا کر پناہ لی جو میدان جنگ سے اٹھارہ کوس کے فاصلے پر تھا اور اپنے بھائی سلطان محمود کے پاس امان کا پیام بھیجا۔ سلطان محمود نے برستی کو امان نامہ

دے کر ملک مسعود کو دربار شاہی میں حاضر کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اس اثناء میں اس کے بعض امراء بھی اس سے ملے ان لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ موصل میں چل کر قیام کیجئے اور دیس نے امداد لے کر سلطان محمود کے مقابلے میں پھر آئیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی گئی ہوئی حکومت و سلطنت واپس آ جائے گی۔ ملک مسعود نے عاقبت اندیشی سے اس مشورہ کے مطابق موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ اس کے بعد برہنہ پہنچا ملک مسعود کو نہ پایا۔ دریافت کر کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا سینا لیس کوں سفر طے کر کے مسعود سے ملا۔ سلطان محمود کا امان نامہ دیا اور سمجھا بچھا کرواپس لایا۔ جونہی سلطان محمود کے لشکر قریب پہنچا۔ سلطان محمود نے مع اپنے لشکر کے استقبال کیا، گلے لگایا۔ پیشانی پر بوسہ دیا۔

جیوش بک کو امان: جیوش بک اتا بک بھی شریک جنگ تھا بوقت شکست ملک مسعود سے چھڑ گیا۔ بھاگ کر موصل پہنچا فوجیں فراہم کیں اتنے میں ملک مسعود اور سلطان محمود کی مصالحت کی خبر مسوع ہوئی۔ موصل سے زاب کی طرف کوچ کیا۔ اس عرصہ میں سلطان محمود بھی میدان میں آتزا۔ جیوش بک اتا بک نے امان کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے امان دی اور بحر و احترام پیش آیا۔

دیس کی سرکشی: باقی رہا دیس وہ اس وقت عراق میں تھا جس وقت اس کو ملک مسعود کی شکست کا حال معلوم ہوا، قتل و غارت گری شروع کر دی۔ شہر کے شہر ویران کر ڈالے خلیفہ مسترشد نے ممانعت کی، دیس نے کچھ توجہ نہ کی تب خلیفہ مسترشد نے سلطان محمود کو دیس کے حالات لکھ بھیجے۔ سلطان محمود نے اس کو ان افعال و حرکات سے باز آنے کی ہدایت کی۔ دیس اس پر بھی باز نہ آیا بلکہ لشکر آراستہ کر کے اس جہانے کہ میں اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں بغداد پر دھاوا کر دیا اور دار الخلافہ کے سامنے پہنچ کر خیمہ نصب کر آیا۔ خلافت مآب کو دھمکی دینا شروع کی، مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر دار الخلافہ سے لوٹ کھڑا ہوا اس کے بعد ماہ رجب میں سلطان محمود دار الخلافہ بغداد میں وارد ہوا دیس نے براہ حملت و چالپوسی سلطان محمود کو رام کرنے کی غرض سے اپنی بیوی دختر عمید الدولہ بن حمیر کو تحائف و نذرانے دے کر شاہی دربار میں بھیجا مصالحت کا پیام دیا۔ سلطان محمود نے اس کی تنبیہ کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے ماہ شوال ۵۵۱ھ میں چڑھائی کر دی۔ دریا عبور کرنے کو ایک ہزار کشتیاں اپنے ہمراہ لیں، دیس کو اس کی خبر لگی گھبرا گیا امان کی درخواست کی معذرت کی عرضداشت بھیجی۔ سلطان محمود نے اس کی درخواست منظور فرمائی۔ چونکہ دیس کو وقت مالا اور سلطان محمود کو دھوکا دینا مقصود تھا۔ بعد حصول امن اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو بطحہ بھیج دیا اور بذات خاص ایلغازی کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ دیس کی روانگی کے بعد سلطان جلد میں داخل ہوا ایک قنفص بھی نظر نہ آیا۔ شب بھر قیام کر کے مراجعت کر دی۔

منصور بردار دیس کی نظر بندی: دیس نے چند روز بعد اپنے بھائی منظور کو اطراف و جوانب کے امراء کے پاس بھیجا اور ان لوگوں کے ذریعہ سے سلطان محمود سے مصالحت کرنے کی خواہش ظاہر کی، مگر اس کی آرزو پوری نہ ہوئی تب منصور نے اپنے بھائی دیس کو عراق میں بلا بھیجا۔ چنانچہ دیس نے ۵۵۱ھ میں قلعہ ہمبر سے حملہ کی طرف کوچ کیا اور باآسانی اس پر قابض و متصرف ہو گیا دربار خلافت اور سلطان محمود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا۔ آئندہ اطاعت اور فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ جس کو خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا اور نہ حکومت پناہ نے قبولیت کی نظر سے دیکھا بلکہ لشکر آراستہ و مرتب کر کے بہ افسری سعد

الدولہ بن تمش حملہ کی جانب روانہ کر دیا۔ جونہی یہ لشکر حملہ کے قریب پہنچا۔ دہلیس حملہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ بعد الدولہ نے حملہ میں داخل ہو کر اپنی رکاب کی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کیا۔ ایک حصہ کو حملہ میں ٹھہرایا دوسرے حصہ کو کوفہ میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ اس ناکہ بندی سے دہلیس سخت چپقلش میں گرفتار ہو گیا۔ مجبور ہو کر پھر معافی کا خواستگار ہوا اطاعت و فرمانبرداری کا عہد و بیان کیا۔ رد و کد کے بعد اس کا بھائی منصور بطور ضمانت کے شاہی لشکر میں نظر بند کر لیا گیا۔ چنانچہ ۵۱۶ھ میں شاہی لشکر نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔

آقسقہ برستی کی عزت افزائی: چونکہ آقسقہ برستی گذشتہ جنگوں میں سلطان محمود کے ہر کام میں تھا اور اس نے ملک مسعود کو سمجھا بھجا کر نہ صرف شاہی اطاعت پر ناکل اور آمادہ کیا تھا بلکہ شاہی دربار میں لا کر حاضر کر دیا اس وجہ سے سلطان محمود آقسقہ برستی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا جس وقت جیوش بک (ملک مسعود کا وزیر) موصل سے محمود کی خدمت میں آ گیا اور صوبہ موصل کی امارت خالی ہوئی۔ سلطان محمود نے آقسقہ برستی کو ۵۱۵ھ میں موصل کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ ایک مدت دراز تک آقسقہ اور بنی آقسقہ اس خدمت کو انجام دیتے رہے ان کے حالات علیحدہ بیان کے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایلخازی بن ارتق کو جاگیر کا عطیہ: اس کے بعد امیر ایلخازی بن ارتق نے اپنے بیٹے حسام الدین ترمناش کو سلطان محمود کی خدمت میں دہلیس بن صدقہ کی سفارش کے لئے روانہ کیا۔ حسام الدین ترمناش نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر تحائف اور نذرانے پیش کئے دہلیس کی طرف سے ایک ہزار دینار یومیہ اور چند اس گھوڑے پیش کرنے کا اقرار کیا مگر اتفاق سے معاملہ طے نہ ہوا۔ بوقت مراجعت سلطان نے حسام الدین کے باپ امیر ایلخازی کو شہر میافارقین جاگیر میں عنایت کیا۔ میافارقین امیر سقمان والی خلاط کے قبضہ میں تھا۔ امیر ایلخازی نے میافارقین کو اسی کے قبضہ میں رہنے دیا۔ پس یہ اس شہر اس وقت سے اس کے اور اس کے بیٹوں ہی کے قبضہ میں رہا۔ تا آنکہ سلطان صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب نے ۵۵۰ھ میں ان کے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

ملک طغرل اور سلطان محمود کی مصالحت: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ملک طغرل نے سامرہ اور زنجان میں بساؤں تحریک اپنے تا بک کتغری سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کیا تھا اور یہ کہ سلطان محمود نے جب زنجان کا قصد کیا تو ملک طغرل اور اتابک کتغری نے زنجان کو چھوڑ کر گنجر کا راستہ لیا۔ گنجر میں اس کے بچھڑے ہوئے ہمراہی بھی آئے۔ فوجیں بھی اکٹھی ہو گئیں جس سے ان کا شوق ملک پھر ترقی پذیر ہو گیا۔ چنانچہ سلسلہ فتوحات کے آغاز کرنے کی غرض سے آذربائیجان کی طرف کوچ کیا اس اثناء میں اس کا اتابک کتغری ماہ شوال ۵۱۵ھ میں وفات پا گیا۔ آقسقہ احمدیلی والی مراغہ کو کتغری کی قائم مقامی کی طمع دامن گیر ہوئی۔ سلطان محمود سے اپنے صوبہ مقبوضہ کی طرف جانے کی اجازت حاصل کی اور بغداد سے نکل کر ملک طغرل کے پاس جا پہنچا۔ دم پٹی دے کر ملک طغرل کو مراغہ کی جانب لے چلا۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے اردبیل پہنچے۔ والی اردبیل نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبوراً تہریز کا راستہ لیا۔ تہریز پہنچ کر یہ خبر معلوم ہوئی کہ سلطان محمود نے جیوش بک کو آذربائیجان مرحمت فرما کر مع ایک عظیم فوج کے روانہ کیا ہے اور جیوش بک مع اپنی رکاب کی فوج کے مراغہ تک پہنچ گیا ہے یہ

سننے ہی فتح عزیمت کر کے قیام کر دیا۔ والی زنجان سے دوبارہ اعانت و امداد و خط و کتابت کی والی زنجان نے امداد کا وعدہ کیا اور اس کے ہمراہ ابہر کی جانب روانہ ہوا مگر ان مواعید اور عہد کی خواب و خیال سے زیادہ وقت نہ تھی جس قصد سے یہ سب متفق ہو کر روانہ ہوئے تھے ایک بھی پورا ہوتا نظر نہ آیا۔ بدرجہ مجبوری سلطان محمود کو معذرت کا خط تحریر کیا اور مصالحت کی درخواست کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی چنانچہ اوائل ۵۱۶ھ میں دونوں بھائیوں میں صفائی ہو گئی۔

جیوش بک کا خاتمہ: جیوش بک جو سلطان محمود کی طرف سے فوج لے کر ملک طغرل کے مقابلہ پر آیا ہوا تھا اس پر یہ گزری کہ اس سے اور اس کے امراء لشکر سے ان بن ہو گئی۔ رفتہ رفتہ یہ منافرت و کشیدگی اس حد تک پہنچی کہ امراء لشکر نے سلطان محمود کو اس کی جانب سے بدظن کر دیا چنانچہ سلطان محمود نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں بہ مقام تبریز اس کی زندگی کا اپنی تلوار سے خاتمہ کر کے موت کی آغوش میں سلا دیا۔ جیوش بک ترک النسل سلطان محمد کا غلام تھا۔ عادل، منکسر المزاج، عاقل اور سیاست و آئین ملک داری سے بخوبی واقف تھا جس وقت اس کو موصل و جزیرہ کی حکومت ملی تھی ان دنوں اس صوبہ میں کردوں نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا، راہ چلنا دشوار تھا۔ دن دہاڑے مسافر لوٹ لئے جاتے تھے۔ امن و امان کا کہیں نشان نہ تھا۔ اکثر قلعوں پر انہی کردوں کا قبضہ تھا۔ رعایا سخت مصیبت میں گرفتار تھی۔ جیوش بک نے موصل کی کرسی حکومت پر متمکن ہوتے ہی کردوں پر فوج کشی کر دی۔ ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا تو ھوڑے ہی دنوں بہت سے قلعے شہر ہکاریہ، شہر وزان، شہر نسویہ اور شہر خشمہ کے بزور فتح مفتوح کر لئے کردوں پر اس کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا۔ مسافر امن و عافیت کے ساتھ سفر کرتے لگے۔ خلق اللہ کو آسائش ملی۔

معمر کہ جلد اور دبیس کی شکست: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ لشکر بصرہ برقی برقی کر کوئی ۵۱۴ھ میں دبیس کی سرکوبی کی غرض سے بھیجا گیا تھا پھر باہم مصالحت ہو جانے اور دبیس کا اپنے بھائی منصور کو بطور ضامن برقی کے پاس قید کر دینے اور برقی کا مع منصور کے ۵۱۶ھ میں بغداد واپس آنے کا حال بھی تحریر کر چکے تھے خلیفہ مسترشد کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اسے ایک آنکھ بھی یہ نہ بھایا۔ سلطان محمد کو لکھ بھیجا۔ دبیس سے کسی طرح مصالحت نہ کی جائے کیونکہ وہ اپنے باپ کا بدلہ لینے بغداد آیا تھا۔ مناسب یہ ہے کہ اس کی سرکوبی کو آقسقر برقی موصل سے طلب کر کے بغداد عراق کا شہ مقرر کیا جائے۔ سلطان محمود نے اس تحریک کی بنا پر آقسقر برقی کو موصل سے طلب کر کے بغداد کا شہ مقرر کیا اور دبیس سے صف آرائی کا بھی حکم دیا اس مرتبہ سلطان کا قیام بغداد میں بین مہینے رہا۔ جو نبی سلطان محمود نے بغداد سے کوچ کیا وہیں اور کھل کھلا۔ خلافت مآب نے حکم صادر فرمایا کہ آقسقر برقی فوراً فوج لے کر حلد کی جانب روانہ ہو اور دبیس سرکش کو حلد سے نکال باہر کرے۔ آقسقر برقی اس حکم کے مطابق اپنی فوج کو موصل سے طلب کر کے حلد کی جانب روانہ کیا۔ دبیس بھی یہ خبر پا کر مقابلے پر آیا۔ ایک دوسرے سے ٹکے گئے آخر کار لشکر موصل شکست کھا کر ماہ رجب ۵۱۶ھ میں بغداد واپس آیا۔ اس مہم میں نصر بن مہذب الدولہ احمد بن ابوالخیر والی بطیمہ اور اس کا چچا مظفر بن عماد بن ابوالخیر بھی شریک تھا۔ چونکہ دونوں میں پہلے سے عداوت تھی اس وجہ سے انہماک لشکر کے وقت مظفر نصر کو قتل کر کے بطیمہ جا پہنچا اور اس پر قابض و منصرف ہو کر دبیس کی اطاعت قبول کر لی۔

خلیفہ مسترشد کی دبیس سے مشروط مصالحت: اس واقعہ کے بعد دبیس نے خلافت مآب کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے عرض داشت روانہ کی اور یہ لکھ بھیجا کہ ”خلافت مآب کا میں اسی طرح مطیع ہوں جیسا کہ اس سے پیشتر

تھا۔ اگر اس تابعداری میں کچھ بھی انحراف و سرکشی کا مادہ ہوتا تو آقسقہ برستی کا لشکر بغداد سے صحیح و سلامت واپس نہ جاتا۔ خلافت مآب اپنے صرف خاص کے بلاؤ پر قبضہ کرنے اور ان پر تصرف جاری و نافذ کرنے کے لئے عمال روانہ فرمائیں مگر شرط یہ ہے کہ وزیر جلال الدین بن علی بن صدقہ گرفتار و قید کر لیا جائے۔ خلیفہ مسترشد نے اس شرط مصالحت کے مطابق اپنے وزیر جلال الدین کو گرفتار کر لیا۔ اس کا بردار زادہ جلال الدین ابوالراضی موصل بھاگ گیا۔ اس واقعہ اور شکست کی خبر سلطان محمود تک پہنچی تو اس نے دہلیس کے بھائی منصور کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

دہلیس کے خلاف مظفر کی اہل واسطہ سے سازش انہی دنوں دہلیس نے اپنے ہمراہیوں کو ان کی جاگیروں کی طرف جانے کا حکم دیا جو واسطہ میں تھیں ترکوں نے مزاحمت کی۔ اس بناء پر ادھر دہلیس نے ایک فوج بہاؤری مہملہ بن العسکر ترکوں کی سرکوبی کو واسطہ کی جانب روانہ کی مظفر بن عماد والی بطیخہ کو مہملہ کی کمک کو لکھ بھیجا۔ ادھر اہل واسطہ کی کمک پر آقسقہ برستی نے ان کے حسب درخواست ایک لشکر بغداد سے بھیج دیا۔ مہملہ نے بلا انتظار مظفر اہل واسطہ سے لڑائی چھیڑ دی۔ اہل واسطہ نے پہلے ہی حملہ میں مہملہ کو شکست فاش دے کر گرفتار کر لیا۔ علاوہ اس کے ایک گروہ سرداران لشکر کا گرفتار ہو گیا۔ مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہو گئی اس کے بعد بطیخہ سے مظفر قتل و غارت و تاراج کرتا ہوا واسطہ کے قریب پہنچا۔ مہملہ کی شکست کا حال سن کر اٹنے پاؤں لوٹ کھڑا ہوا۔ اہل واسطہ کو اس کی آمد واپسی کی خبر ملی تو انہوں نے دہلیس کا وہ خط مظفر کے پاس بھیج دیا جو مہملہ کے اسباب سے برآمد ہوا تھا دہلیس نے بدستخط خاص اس خط میں مہملہ کو مظفر کے گرفتار کر لینے کو لکھا تھا۔ مظفر کو اس خط کے دیکھنے سے سخت حیرت دامن گیر ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب کسی قدر طبیعت کو سکون ہوا تو اس نے بھی اہل واسطہ سے سازش کر لی اور دہلیس سے منحرف و باغی ہو گیا۔

دہلیس کی بغاوت: دہلیس کو جب یہ خبر لگی کہ اس کے بھائی منصور کو سلطان محمود نے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا ہے اور اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں چھروادی ہیں تو وہ بھی علم مخالفت بلند کر کے باغی ہو گیا۔ اس کے صوبہ میں جس قدر خلافت مآب کے گاؤں اور املاک تھے سب کو لوٹ کر تاخت و تاراج کر دیا۔ چاروں طرف ہنگامہ حشر برپا ہو گیا۔ امن و عافیت کا نام باقی نہ رہا۔ اہل واسطہ نے بھی مہملہ کو گرفتار کر کے نعمانیہ کی جانب قدم بڑھایا اور بات کی بات میں دہلیس کے ہوا خواہوں کو نعمانیہ سے نکال باہر کیا۔ خلافت مآب نے آقسقہ برستی کو جنگ دہلیس پر روانہ ہونے کا حکم دیا پس اس نے فوجیں مرتب کیں اور سامان جنگ درست کے کے جنگ دہلیس پر روانہ ہوا۔ جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔

ان واقعات کے بعد سلطان محمود نے آقسقہ برستی کو موصل کی گورنری کے علاوہ واسطہ کی گورنری کی سند حکومت بھی عطا کی۔ برستی نے عماد الدین زنگی بن آقسقہ کو اپنی طرف سے واسطہ روانہ کیا۔

وزارت کی تبدیلی: ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں کہ دہلیس نے اپنی شرائط مصالحت میں وزیر السلطنت جلال الدین ابن علی بن صدقہ کی گرفتاری کو بھی شامل کیا تھا چنانچہ خلافت مآب نے اس کو ماہ جمادی الاول ۵۱۶ھ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں گرفتار کر لیا بجائے اس کے شرف الدین علی بن طراد نے بھی وزارت کا کام نبایہ کرنے لگا۔ جلال الدین ابوالراضی بردار زادہ وزیر السلطنت جلال الدین بن خوف گرفتار و قتل موصل بھاگ گیا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر لگی تو اس نے نظام الدولہ ابو نصر احمد بن نظام الملک کی وزارت کی سفارش کی اس تعلق سے کہ اس کا بھائی شمس الملک عثمان بن نظام الملک دربار سلطان

میں قلمدان وزارت کا مالک تھا۔ خلافت مآب نے سلطان محمود کی سفارش پر نظام الدولہ کو عہدہ وزارت عطا کیا نظام الدولہ وہی شخص ہے جو ۵۵۰ھ میں سلطان محمد کا وزیر تھا مگر سلطان محمد نے کسی وجہ سے اس کو معزول کر دیا تھا۔ پس یہ اس زمانہ سے بغداد میں خانہ نشین تھا۔ جب اس کو قلمدان وزارت عطا ہوا تو معزول وزیر جلال الدین نے یہ خیال کر کے اب آئندہ یہ عہدہ مجھے نصیب نہ ہوگا۔ خلافت مآب سے سلیمان بن مہارش کے پاس حدیث غانہ جانے کی اجازت چاہی۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی چنانچہ جلال الدین بغداد کو خیر باد کہہ کر حدیث غانہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثناءِ راہ میں رہزنوں نے سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور قید بھی کر لیا مگر چند روز بعد ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے اس کو قید سے رہائی ملی گئی بعدہ ۵۵۷ھ میں سلطان محمود نے اپنے وزیر شمس الملک کو گرفتار کر کے اسے قید حیات سے آزاد کر دیا خلیفہ مسترشد نے بھی اس کے بھائی نظام الدولہ ابو نصر احمد کو اپنی وزارت سے معزول کر کے سابق وزیر جلال الدین کو عہدہ وزارت پر بحال کر دیا۔

دہلیس کی سرکوبی کے لئے خلیفہ کی روانگی: دہلیس نے جنگ برہمچی میں حقیف خادم خلیفہ کو گرفتار کر لیا تھا بعد ازاں ۵۵۷ھ میں اس کو رہا کر دیا اور ایک خط خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا جس میں برہمچی کو جنگ پر بھیجنے اور سلطان محمود نے جو اس کے بھائی منصور کی آنکھیں میں گرم سلائیاں پھردائیں اس کے انتقام میں بغداد کے لوٹنے کی دھمکی دی تھی۔ خلافت مآب کو اس غیر مہذب تحریر دیکھنے سے سخت برہمی اور غصہ پیدا ہوا۔ اسی وقت آقسقر برہمچی کو دہلیس کی سرکوبی پر روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ آقسقر برہمچی اسی سنہ کے ماہ رمضان میں دہلیس سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے بھی سامان سفر جنگ درست کر کے دار الخلافہ بغداد سے دہلیس کی سرکوبی کی غرض سے کوچ فرمایا اور اطراف و جوانب ممالک محروسہ سے فوجیں طلب کیں۔ سلیمان بن مہارش والی حدیث مع بنی عقیل کے اور قیر و اش بن مسلم وغیرہ اپنی اپنی فوجیں لے کر آپہنچے دہلیس نے یہ خبر پا کر نہر ملک کو جو خلیفہ کے صرف خاص کا تھا لوٹ لیا۔ خلافت مآب اس خبر کے سننے سے بہت ناراض اور برہم ہوئے اور دار الخلافہ بغداد میں منادی کرائی، ”کوئی لشکر بغداد میں ہرگز ٹھہرانہ رہے۔ سامان سفر و جنگ درست کر کے میدان جنگ روانہ ہوئے۔ علاوہ لشکریوں کے رعایا اور عوام الناس جس کا جی چاہے شاہی لشکر میں شریک ہو۔ سامان جنگ اور سفر خرچ خلافت پناہی عطا فرمائیں گے۔“ اہل بغداد منادی سن کر شاہی کیمپ میں جوق جوق آنے لگے۔ خلافت مآب نے ان لوگوں کو آلات حرب اور سامان سفر دینا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ کل اہل بغداد شاہی کیمپ میں آ گئے۔

معرکہ مبارکہ: ۲۰ ذی الحجہ سنہ مذکور کو خلافت مآب نے بیرون بغداد فوجیں مرتب کیں اور اس چوتھے دن بقصد جنگ دہلیس دجلہ کو عبور کیا۔ سر پر سیاہ عمامہ تھا بدن پر سیاہ قبا دوش پر چادر اور ہاتھ میں چھتری، کمر بندھی ہوئی تھی جس پر عمدہ نقیص بنی لگی ہوئی وزیر السلطنت نظام الدولہ، نقیب المطالین، نقیب القبا علی بن طراد اور شیخ الشیوخ صدر الدین اسماعیل وغیرہ جلو میں تھے۔ آقسقر کو اس کی خبر لگی سنتے ہی خلافت مآب کے لشکر میں چلا آیا۔ خلافت مآب نے حدیث میں پہنچ کر قیام فرمایا۔ اراکین دولت اور امراء لشکر کو ایک جگہ خاص میں جمع کر کے جنگ دہلیس کی بیعت لی۔ اگلے دن کوچ کر کے مبارکہ میں پڑاؤ کیا۔ آقسقر برہمچی اپنی فوج کو بقصد جنگ مرتب کرنے لگا۔ خلیفہ مسترشد مع اپنے مصاحبوں کے لشکر کے پیچھے رونق افروز تھا۔ دہلیس بھی اپنی فوج کی صف آرائی کر رہا تھا۔ اس کے لشکر کے آگے عورتیں اور محنت (بھجورے) کا بجا رہے تھے اور خلافت مآب کی فوج میں حفاظ اور قاری قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے شاہی پھیریوں کے ساتھ امیر کربادی بن خراسان، سادات

بن سلیمان بن مہارش اور میمنہ میں برستی ابو بکر بن الیاس اور امراء بلخ مع اپنی اپنی فوجوں کے موجود تھے۔

دہلیس کی شکست و فرار: پہلے دہلیس کے لشکر سے عمر بن ابوالعسر نے میمنہ پر حملہ کیا ابو بکر بن الیاس امیر میمنہ کے پاؤں اکھڑ گئے اس کا بھتیجا مارا گیا ابو بکر ہنوز سنبھلنے نہ پایا تھا کہ عمر نے دوسرا حملہ کر دیا قریب تھا کہ ابو بکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوتا مگر عماد الدین زنگی بن آقسفر نے یہ محسوس کر کے لشکر واسطہ کو یلغار کا اشارہ کر دیا پھر کیا تھا عمر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ساری فوج جو اس کی رکاب میں تھی ہتر ہتر ہو گئی۔ عمر مع اپنے اسٹاف کے سرداروں کے گرفتار ہو گیا اب جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی صفوں کی ترتیب میں انتشار پیدا ہو گیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گیا خلافت مآب کے لشکر کا ایک حصہ جس میں تقریباً پانچ سو سپاہی تھے کین گاہ میں چھپا ہوا تھا۔ جس وقت گھمسان کی لڑائی ہونے لگی باواز بلند نکیر کہتا ہوا بڑھا۔ دہلیس کا لشکر تاب مقابلہ نہ لاسکا بھاگ کھڑا ہوا فتح مند گروہ نے سپاہیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا خاتمہ جنگ کے بعد قیدی دربار خلافت میں پیش کئے گئے۔ مرد تو خلافت مآب کے روبرو قتل کر ڈالے گئے۔ عورتیں اور بچے لوٹ لی غلام بنائے گئے اور یوم عاشورہ ۵۱۵ھ کو خلیفہ مسترشد مظفر منصور بغداد واپس آیا۔

دہلیس کا بصرہ پر قبضہ: دہلیس نے شکست کھا کر عرب کے ایک گروہ کے پاس جا کر دم لیا اور ان لوگوں سے امداد کا خواستگار ہوا۔ ان لوگوں نے یہ خیال نادرانگی مسترشد و سلطان محمود اعات سے انکار کیا تب دہلیس نے مشرق (مضافات بحرین) میں جا کر قیام کیا اور اہل مشرق سے امداد کا خواہاں ہوا۔ اہل مشرق دہلیس کے بھرے میں آ گئے امداد کا وعدہ کر لیا۔ دہلیس نے اہل مشرق کو جمع کر کے بصرہ پر دھاوا کر دیا امیر بصرہ کو اس کی خبر کچھ نہ تھی تاہم مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی بالآخر امیر بصرہ مارا گیا اور بصرہ دہلیس کے ہاتھوں ناخت و تاراج ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر لگی۔ آقسفر برستی کو غفلت پر سخت دست کہہ کر دہلیس کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ دہلیس نے یہ سن کر بصرہ چھوڑ دیا آقسفر برستی نے عماد الدین زنگی کو بصرہ کی آبادی و حمایت پر مامور کیا۔ عماد الدین نے نہایت مستعدی سے بصرہ کی حفاظت کی۔ اس کے اطراف و جوانب سے سرکش اور باغی غریبوں کو منتشر کر دیا۔

دہلیس کا محاصرہ حلب: دہلیس نے جہم میں پہنچ کر عیسائیوں سے سازش کر لی اور ان کے ساتھ ہو کر حلب کے محاصرہ پر آیا لیکن عیسائیوں نے کامیابی کی صورت نہ دیکھی ۵۱۸ھ میں وہ محاصرہ حلب سے دستکش ہو کر چلے گئے اور دہلیس ملک طغرل بن سلطان محمد کے پاس چلا گیا۔ ماشاء اللہ طبیعت خیر و طرار پائی تھی ملک طغرل کو قبضہ عراق کا لالچ دیا اور اپنی چرب زبانی سے اس کو اس پر آمادہ کر لیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

برقیش کی تقریری: واقعات متذکرہ بالا کے بعد اتفاقات سے خلافت مآب کو آقسفر برستی شجرہ بغداد سے معاشرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی سلطان محمود کو لکھ بھیجا ”آقسفر برستی حکومت عراق سے معزول کر کے موصل کی حکومت پر بھیج دیا جائے مابعد دولت و اقبال اس کی صورت دیکھنے کے روادار نہیں ہیں۔“ سلطان محمود نے اس تحریک و تحریر کے مطابق برستی کو عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے موصل کی روانگی کا حکم صادر کر کے اپنی اولاد میں سے ایک کسمن بچہ کو اس کے ہمراہ کر دیا اور بغداد کی منجھکی پر نقش زکوی کو مامور فرمایا جس وقت برقیش زکوی کا نائب دار الخلافہ بغداد میں آیا۔ برستی نے اس کو چارج دے کر مع

شہزادہ کے موصل کا راستہ لیا اور عماد الدین زنگی والی بصرہ کو موصل بلا بھیجا مگر عماد الدین زنگی بجائے موصل آنے کے سلطان محمود کے پاس اصفہان جا پہنچا۔ سلطان محمود اس سے بڑے تپاک سے ملا اور بصرہ کو بطور جاگیر عنایت فرما کر پھر بصرہ کی جانب واپس فرمایا۔

دہلیس کا عراق پر قبضہ کرنے کا منصوبہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ وہیں جن صدقہ محاصرہ حلب کے بعد ملک طغرل کے پاس چلا گیا تھا۔ ملک طغرل نے دہلیس کی عزت افزائی کی اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ دہلیس نے ملک طغرل کو قبضہ پر ابھارنا چاہا اور جب ملک طغرل پس و پیش کرنے لگا تو دہلیس نے قبضہ عراق کا بیڑہ اٹھالیا۔ چنانچہ ملک طغرل ۵۱۹ھ میں فوجوں کو آراستہ کر کے عراق کی طرف بڑھا۔ دوقامیں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ مجاہدین بہروز نے ٹکڑیت سے خلافت مآب کو ملک طغرل اور دہلیس کی آمد اور عزیمت سے مطلع کیا۔ خلافت مآب نے ان دونوں سرکشوں اور باغیوں کی مدافعت کی غرض سے سفرو جنگ کی تیاری کا حکم دیا پر نقش زکوی شخبہ بغداد کو یہ اشارہ ہوا کہ تم فراہمی لشکر میں مصروف اور ہر وقت جنگ پر مستعد رہنا اہل بغداد کے علاوہ بارہ ہزار فوج مزید جمع ہو گئی۔ ۵ صفر ۵۱۹ھ میں خلافت مآب نے دارالخلافہ بغداد سے نکل کر صحرا شامیہ میں قیام فرمایا۔

ملک طغرل کی غارت گری: ملک طغرل نے یہ سن کر راہ خراسان کی جانب قدم اٹھائے۔ اس کے لشکریوں نے غارت گری شروع کر دی۔ ریاط جلولا میں پہنچ کر ملک طغرل نے پڑاؤ کیا۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدوق نے اپنی فوج کو اس کی طرف بڑھایا اور دسکرہ میں پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اتنے میں خلیفہ مسترشد کا موکب ہمالیوں بھی آ گیا اور وہ بھی دسکرہ ہی میں اتر پڑا۔ ملک طغرل اور دہلیس نے ریاط جلولا سے نکل کر ہارونیہ میں قیام کیا۔ ملک طغرل اور دہلیس میں یہ رائے قرار پائی کہ پہلے دونوں متفق ہو کر حمر نہروان کو عبور کریں بعد ازاں دہلیس تو پایاب مقامات اور گھاتوں کی محافظت و نگرانی کرتا رہے اور ملک طغرل اپنی فوج کو دارالخلافہ بغداد کی طرف بڑھائے مگر اتفاقاً یہ مواقع ایسے پیش آئے کہ وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ زور کی بارش ہوئی ملک طغرل تپ شدید میں مبتلا ہوا۔ رسد غلہ کی کمی سے فوج میں فاقہ کشی کی فوج بچتی۔ دہلیس پل عبور کرنے کی غرض سے نہروان پر آیا۔ بھوک سے برا حال ہو رہا تھا۔ اتفاق سے چند اونٹ مل گئے جن پر کپڑے اور مختلف قسم کے کھانے تھے یہ اونٹ دارالخلافہ بغداد سے خلافت مآب کی خدمت میں جا رہے تھے دہلیس نے ان کو لوٹ لیا۔ خلیفہ کے لشکر گاہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ دہلیس نے دارالخلافہ بغداد پر قبضہ کر لیا۔ خبر کا مشہور ہونا تھا کہ تمام لشکر میں ایک ہلچل مچ گئی، لشکر کی مال و اسباب چھوڑ کر نہروان کی طرف بھاگے۔

دہلیس کا اظہار اطاعت: خلافت مآب نے بھی دسکرہ سے نہروان کی جانب کوچ کیا نہروان میں پہنچے تو دہلیس اور اس کے ہمراہیوں کو سوتے ہوئے پایا شور و غل سے دہلیس کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ خلافت مآب علم خلافت کے نیچے رونق افروز ہیں۔ آنکھیں ملتا ہوا اٹھا زمین بوسی کی، تملق اور خوشامد سے اظہار محروا طاعت کرنے لگا۔ خلیفہ مسترشد اس سے مصالحت کرنے پر مائل ہو گیا۔ اس عرصہ میں وزیر السلطنت جلال الدین پہنچ گیا اس نے خلافت مآب کی اس رائے کو بدل دیا۔ اس کے بعد خلافت مآب کا موکب ہمالیوں نہروان کے پل کو عبور کر کے اپنی روانگی کے پیچوسوں روز بغداد پہنچا اور دہلیس نے ملک

طغرل کی جانب معاودت کی۔

ملک طغرل اور دبیس کی خراسان کو مراجعت: اس کے بعد ملک طغرل اور دبیس نے باتفاق رائے ملک سخر کی طرف کوچ کیا۔ ہمدان ہو کر گزرے۔ اطراف و جوانب کے شہر اور قصبات کو لوٹ لیا۔ عمال شای سے تاوان اور جرمانے وصول کئے سلطان محمود نے یہ خبر پا کر ملک طغرل اور دبیس کا تعاقب کیا چونکہ ملک طغرل اور دبیس میں مقابلہ کرنے کی قوت نہ تھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ خراسان میں ملک سخر کے پاس جا کر دم لیا۔ خلیفہ مسترشد اور برتقش شہنشاہ بغداد کی شکایات کے دفتر کھولے۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود میں کشیدگی: ۵۲۰ھ میں برتقش زکوی شہنشاہ بغداد اور خلیفہ مسترشد کے مابین چل گئی۔ خلیفہ مسترشد نے برتقش زکوی کو تہدید کا خط تحریر کیا۔ برتقش کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا۔ ماہ رجب سنہ مذکور میں بغداد کو خیر باد کہہ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ مسترشد نے فوجیں مرتب کر لی ہیں سامانی جنگ بھی کافی طور سے فراہم کر رہا ہے۔ مالی قوت بھی ایک گونہ قابل اطمینان ہے اگر حکومت چناہ دار خلافت بغداد کے قبضہ سے ذرا بھی تساہلی فرمائیں گے تو خلیفہ مسترشد کی بڑھی ہوئی طاقت کا مقابلہ کرنے دشوار ہوگا اور پھر وہ آپ کے قبضہ اقتدار سے باہر ہو جائے گا۔ سلطان محمود نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور سامان سفر درست کر کے عراق کی جانب کوچ کیا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر لگی کہلا بھیجا ”چونکہ دبیس کی بغاوت اور سرکشی کی وجہ سے ممالک محروسہ میں امن و عافیت معدوم ہو رہے ہیں اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ تم عراق کو واپس جاؤ۔ جس قدر روپے کی ضرورت ہو مابعد دولت اقبال دینے کو تیار ہیں۔“ اس پیام سے سلطان محمود کے شکوک نے یقین کی صورت اختیار کر لی اور وہ خیالات جو برتقش نے محمود کے ذہن میں جمادیئے تھے مجسم ہو کر رو برد آ گئے۔ نہایت تیزی سے مسافت طے کر لے گا۔

خفیف اور عماد الدین میں معرکہ آرائی: خلیفہ مسترشد نے ناراض ہو کر بغداد کے غربی ساحل کو اس اعلان کے ساتھ عبور کیا کہ اگر سلطان محمود نے ذرا بھی قدم آگے بڑھائے تو میں بغداد چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر لگی اپنی جسارت و دلیری کی معافی چاہی بغداد میں واپس آنے کی درخواست کی خلافت مآب نے انکار کر دیا۔ سلطان محمود کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ غضبناک ہو کر بغداد کی طرف بڑھا اور خلیفہ مسترشد غربی بغداد میں ٹھہرا رہا اپنے خادم خاص عقیف نامی کی افسری میں ایک لشکر واسط کی جانب سلطان محمود کی مزاحمت کے لئے روانہ کیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن قسغر کو اس کے مقام پر بھیجا۔ عماد الدین حکومت بصرہ پر تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ الغرض عقیف اور عماد الدین نے صف آرائی کی۔ خوب خوب لڑائیاں ہوئی آخر کار عقیف کے لشکر کو شکست ہوئی۔ ایک گروہ کثیر اس کے لشکر کا مارا گیا۔ بہتر اصرار خفیف بھاگ کر خلافت مآب کی خدمت میں پہنچا۔ خلافت مآب نے کشتیاں جمع کرائیں اور محل سرائے خلافت کل دروازے باستثناء باب نوبی بند کرادیئے اسنے میں سلطان محمود ۱۵ ذی الحجہ ۵۲۰ھ کو بغداد میں داخل ہوا اور باب شامیہ پر اتر پڑا۔ لشکریوں کو لوگوں کے مکانات میں قیام کرنے سے منع کر دیا۔ خلیفہ مسترشد نے واپس جانے اور مصالحت کرنے کا پیام بھیجا۔ سلطان محمود نے مصالحت اور معاودت سے انکار کیا بعد اس کے سلطانی لشکر کا ایک حصہ موقع پاکر یکم محرم ۵۲۱ھ میں

مجلسر اے خلافت میں گھس پڑا اور تاج کو لوٹ لیا اس سے عوام الناس کو بے حد اشتعال پیدا ہوا۔ سب جمع ہو کر خلیفہ مسٹر شد کی خدمت میں پہنچے۔

خلیفہ مسٹر شد اور سلطان محمود کی جنگ۔ خلیفہ مسٹر شد طیش میں آ کر نکل آیا۔ شمسہ سر پر تھا۔ وزیر السلطنت آگے آگے تھا نقارے بج رہے تھے بانسریاں بجائی جا رہی تھیں اور خود مابدولت آواز بلند ”بالہاشم“ پکار رہے تھے۔ کشتیوں کا پل بنائے جانے کا ارشادہ فرمایا۔ بات کی بات میں بن کر تیار ہو گیا ایک ہی بار میں کل ہزار ہیاں خلیفہ عبور کر گئے اس وقت خلافت مآب کے مکان میں پردوں کی آڑ میں ایک ہزار جنگ آور روپوش تھے سلطانی لشکر بے خوف و ہراس غارت گری میں مصروف تھا۔ خلافت مآب کے ہمراہیوں نے پہنچ کر ان کو قتل و قید کرنا شروع کیا اور عوام الناس نے سلطانی امراء کے مکانات لوٹ لئے۔ خلیفہ مسٹر شد نے مع تیس ہزار جنگ آور ان اہل بغداد کے شرقی ساحل کو عبور کیا۔ دمے خندقیں اور مورچوں کے بنانے کا حکم صادر فرمایا۔ رات بھر بغداد کی حفاظت کا انتظام کامل کر لیا گیا۔ لڑائی کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ ہر روز کنارہ و دجلہ پر خون کا دریا بہایا جاتا تھا۔

خلیفہ مسٹر شد اور سلطان محمود کی مصالحت۔ اس اثناء میں عماد الدین زنگی ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بصرہ سے آ پہنچا اور دریا اور خشکی کو گھیر لیا سلطان محمود کے حوصلے بڑھ گئے مجموعی قوت سے اہل بغداد پر حملہ کرنے کی تیاری کی خلافت مآب نے اپنی کمزوری کو محسوس کر کے صلح کا پیام دیا۔ چونکہ سلطان محمود بھی روزانہ جنگ سے تنگ آ گیا تھا اس وجہ سے فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ مصالحت کے بعد سلطان محمود ماہ ربیع الآخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں مقیم رہا۔ بعد ازاں بیمار ہو گیا۔ اطباء نے بغداد چھوڑ دینے کی رائے دی چنانچہ ماہ مذکور کی کسی تاریخ میں سلطان محمود نے بغداد سے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ روانگی کے وقت خلافت مآب نے نذرانے تحائف اور انعامات دیئے جس کو سلطان نے بسر و چشم قبول کیا اور تنگکی عراق پر بعد غورو فکر عماد الدین زنگی کو متعین فرمایا۔

وزیر ابو القاسم کی معزولی۔ جب سلطان محمود نے بغداد سے کوچ کیا اپنے وزیر ابو القاسم علی بن ناصر نشانابادی کو بالائرام سازش خلیفہ مسٹر شد گرفتار کر کے شرف الدین انوشیرواں بن خالد کو قلعہ ان وزارت کا مالک بنایا۔ شرف الدین بوقت گرفتاری وزیر ابو القاسم بغداد میں تھا سلطان محمود کی طلبی پر ماہ شعبان میں بغداد سے روانہ ہو کر اصفہان پہنچا۔ دربار سلطانی میں حاضر ہو کر خلعت وزارت سے سرفراز ہوا۔ اس عہدہ سے سرفراز کئے جانے پر امراء و رؤساء نے نذریں گزاریں۔ خلافت مآب نے بھی چند تحفے دئے چنانچہ اس نے دس ماہ تک وزارت کی۔ اس کے بعد استعفاء دے کر بغداد لوٹ آیا۔ وزیر السلطنت ابو القاسم اس زمانہ سے برابر مقید اور محبوس رہا تا آنکہ آئندہ سنہ میں سلطان شجر رے آیا اور اس کو رہا کر کے سلطان کی وزارت پھر دلوائی۔

دہیس اور ملک سنجر۔ جس وقت دہیس ملک سنجر کے پاس پہنچا ملک طغرل بھی اس کے ہمراہ تھا ان دونوں نے ملک سنجر کو خلیفہ مسٹر شد اور سلطان محمود کی طرف سے بدظن کرنا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ ان دونوں کی مخالفت کا خیال سنجر کے دماغ میں جا گزین کر دیا اور عراق پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی چنانچہ ملک سنجر سامان سفر و جنگ درست کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچا۔ سلطان

محمود اس وقت ہمدان میں تھا ملک سخر نے سلطان محمود کو اس آزمائش کے لئے کہ آیا وہ میرا مطیع ہے یا نہیں بلا بھیجا۔ سلطان محمود کا دل تو صاف ہی تھا چچا سے ملنے کو روانہ ہوا۔ جس وقت ملک سخر کے لشکر گاہ کے قریب پہنچا۔ ملک سخر نے کل فوج کو استقبال کا حکم دیا اور خود بھی بعزت ملک محمود سے ملا اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ سلطان محمود ایک مدت تک ملک سخر کے پاس مقیم رہا۔ بعد ازاں ملک سخر نے ۱۵ ذیقعدہ کو خراسان کی جانب کوچ کیا۔ روانگی کے وقت دہلیس کو سلطان محمود کے سپرد کر کے یہ ہدایت کی کہ اس کو اس کے شہر واپس کر دینا۔

دہلیس اور سلطان محمود ملک سخر کی روانگی کے بعد سلطان محمود نے بھی ہمدان کی طرف مراجعت کی دہلیس اس کے ہمراہ تھا۔ ہمدان میں چندے قیام کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ ۹ محرم ۵۲۳ھ کو دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ دربار خلافت میں دہلیس کو پیش کر کے عنوققصیر کی سفارش کی۔ خلافت مآب نے اس شرط سے اس کی تقصیر معاف فرمائی کہ اس کو حلقہ کی بجائے اور کسی صوبہ کی حکومت دی جائے چنانچہ دہلیس نے ایک لاکھ دینار صرف کر کے حکومت موصل کی سند حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عماد الدین زنگی کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ تحائف اور نذرانے لے کر چپکے سے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا ایک لاکھ دینار بطور نذر پیش کئے۔ سلطان محمود نے اس کو پھر حکومت موصل پر واپس کیا اور بہرہ روز کو بغداد کی تختگی عنایت کی حلقہ کی نگرانی بھی اسی کے متعلق کی گئی۔

دہلیس کی سرکشی اور فرار اس کے بعد ماہ جمادی الاول ۵۲۳ھ میں سلطان محمود نے ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ اتفاق وقت سے ہمدان میں پہنچ کر علیل ہو گیا۔ دہلیس کو موقع مل گیا۔ عراق جا پہنچا۔ خلیفہ مسترشد نے اس کے مقابلہ اور مدافعت کی تیاری کی۔ دہلیس سے اعراض کر کے حلقہ کا راستہ لیا۔ بہرہ روز نے یہ سن کر حلقہ چھوڑ دیا۔ پس دہلیس نے ماہ رمضان ۵۲۳ھ میں حلقہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود نے اس کے بعد ہی امیر کزلی اور امیر احمد ملی کو حلقہ کی طرف روانہ کیا۔ جنہوں نے دہلیس کی عنایت اور اس کی آئندہ سرکشی نہ کرنے کی ذمہ داری لی تھی۔ دہلیس نے یہ خبر پا کر خلیفہ مسترشد کو اپنے موافق بنانے کی کوشش کی۔ عذر خواہی کی عرضی بھیجی۔ خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ساتھ ہی دہلیس اپنی تدبیر اور حکمت عملیوں سے غافل نہ تھا۔ فوجیں اسباب جنگ اور روپیہ فراہم کرتا جاتا تھا تا آنکہ اس کی فوج کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ اس عرصہ میں احمد ملی ماہ شوال میں بغداد پہنچا اور فوراً دہلیس کے تعاقب میں روانہ ہوا بعد ازاں ماہ ذیقعدہ میں سلطان محمود بھی دار الخلافت بغداد پہنچا دہلیس نے نذرانے اور تحائف پیش کر کے معافی تقصیر کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے عنوققصیر سے انکار کیا۔ دہلیس نے حلقہ کو خبر یاد کر کے بہرہ کار راستہ لیا اور جس قدر بصرہ میں خلافت مآب اور سلطنت پناہ کا مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا سلطان محمود یہ خبر پا کر آگ بگولا ہو گیا۔ اسی وقت اس کے تعاقب پر ایک فوج متعین کی۔ دہلیس نے یہ خبر پا کر بہرہ چھوڑ دیا جنگل اور پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں میں جا چھا۔

سلطان داؤد کی تخت نشینی ماہ شوال ۵۲۵ھ میں سلطان محمود نے اپنی حکومت کے تیرہویں برس وفات پائی۔ با اتفاق رائے وزیر السلطنت ابوالقاسم شہاب الدین اور اتابک آقسنقر احمد ملی سلطان محمود کا بیٹا داؤد مند حکومت پر متمکن کیا گیا۔ تمام بلاد جبل اور آذربائیجان میں اس کے نام کا خطیہ پڑھا گیا۔ جدید سلطان کی تخت نشینی کی وجہ سے ہمدان اور اس کے اطراف و

جوانب میں ہنگامے اور فسادات برپا ہوئے مگر اکثر فرو بھی ہو گئے۔ وزیر السلطنت اس خیال سے کہ آئندہ کسی خطرہ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ سارا مال و اسباب لے کر سلطان سنجہ کے پاس رہے چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان داؤد نے ماہ ذیقعدہ ۵۲۵ھ میں ہمدان سے زنجان کی جانب کوچ کیا اور دربار خلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔

سلطان داؤد اور ملک مسعود کی جنگ و مصالحت۔ اس اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ داؤد کا چچا ملک مسعود جرجان سے تہریز چلا آیا ہے اور اس پر قبضہ کر لیا ہے اس خبر کا سننا تھا کہ فوج کو تیاری کا حکم دے دیا اور یہ جگہ تہریز پہنچ کر آخر ماہ محرم ۵۲۶ھ میں شہر کا محاصرہ کر لیا۔ چچا اور بھتیجے میں لڑائی شروع ہوئی آخر الامر دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ داؤد نے تہریز سے محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی جانب کوچ کیا اور ملک مسعود تہریز سے باہر آ کر فراہی لشکر میں مصروف ہوا۔ تھوڑے دنوں میں جب ایک عظیم لشکر جمع ہو گیا تو سلطان داؤد کی مخالفت کا علم بلند کر کے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ خلیفہ مسٹرشد سے کہلا بھیجا ”میرے نام کا خطبہ جامع مسجد میں پڑھے جانے کی اجازت دی جائے۔“ دربار خلافت سے جواب آیا ”بالفعل سلطان سنجہ والی خراسان کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو شخص مستحق سمجھا جائے گا اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔“ اس جواب کے ساتھ ہی ملک سنجہ کے پاس بھی ایک یادداشت بھیج دی گئی کہ خطبہ تمہارے ہی نام کا پڑھا جانا مناسب ہے اور سزا وار ہے کسی دوسرے کو اس کا حق نہیں پہنچتا ہے اس یادداشت سے ایک خاصا موقع ہاتھ آ گیا اس کے بعد ملک مسعود نے عماد الدین زنگی والی موصل سے اعانت طلب کی۔ عماد الدین زنگی نے امداد و اعانت کا اقرار کیا اور لشکر تیار کر کے ملک مسعود کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ مشوق تک پہنچا۔

ملک سلجوق کی بغداد میں آمد۔ اس عرصہ میں قراجاساتی والی فارس و خوزستان بھرا ہی ملک سلجوق شاہ ابن سلطان محمد ایک عظیم لشکر لے ہوئے بغداد پہنچ گیا اور دار الخلافہ میں جا پڑا۔ خلافت مآب نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور ذات خاص کے لئے اس سے قسم لی۔ اس کے بعد ملک مسعود نے عباسیہ پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ ملک سلجوق نے یہ خبر پا کر مقابلہ کی غرض سے لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ اسے میں عماد الدین زنگی کے آنے کی خبر ملی۔ قراجاساتی نے زنگی کی روک تھام کرنے کو ساحل غربی کو عبور کیا۔ زنگی اور قراجاساتی میں لڑائی چھڑ گئی۔ ایک خوزیز جنگ کے بعد زنگی کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ زنگی اپنی جان بچا کر تکریت کی طرف بھاگا۔ ان دنوں قلعہ تکریت کا حاکم نجم الدین ایوب پدر سلطان صلاح الدین یوسف تھا اس زنگی کو عبور کرنے کو کشتیاں فراہم کر دیں۔ پل بند ہوا دیا۔ زنگی نے جیوں تیوں دریا کو عبور کیا اور باطنینان تمام اپنا راستہ لیا۔

ملک مسعود اور خلیفہ کے مابین معاہدہ۔ اس کے بعد ملک مسعود عباسیہ سے اپنے بھائی ملک سلجوق کے مقابلہ کو آیا اور اسی مقام پر مورچے قائم کئے تھے مگر یہ سن کر کہ زنگی میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا ہے۔ بلا جدال و قتال لوٹ کھڑا ہوا اور خلافت مآب کو یہ دھمکی دینا شروع کی کہ سلطان سنجہ بقصد قبضہ عراق رہے آ گیا ہے اگر خلافت مآب اور سلجوقی شاہ و قراجاساتی مجھ سے مصالحت کر لیں اور میرے ہم آہنگ ہو جائیں تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ سلطان سنجہ عراق کا رخ نہ کرے گا۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ عراق پر خلافت مآب کا قبضہ و تصرف جاری و نافذ رہے گا خلافت پناہی کے عمال

۱۔ ملک طغرل دہش کے ہمراہ ملک سنجہ کے پاس قبل تخت نشینی ملک داؤد چلا گیا تھا اور اس وقت وہ اس کے پاس مقیم تھا۔

و نواب اس پر جس طرح چاہیں اپنا تصرف جاری کریں مگر زمام حکومت میرے قبضہ اقتدار میں رکھی جائے اور سلجوق شاہ کی بابت یہ قرار دیا جائے کہ میرے بعد وہ وارث تاج و تخت ہوگا۔ خلافت مآب اور سلجوق شاہ نے اس دم پٹی میں آ کر شرائط مصالحت منظور کر لیں۔ چنانچہ تکمیل معاہدہ کی غرض سے ملک مسعود ماہ جمادی الاولیٰ ۵۲۶ھ میں پھر بغداد آیا صلح نامہ لکھا گیا اور مصالحت ہو گئی۔

ملک سنجر اور سلطان مسعود کی جنگ۔ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان مسعود کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا داؤد مسند حکومت پر متمکن ہوا تھا۔ یہ امر اس کے چچا ملک سنجر کو ناگوار گزرا۔ فوجیں مرتب کر کے ملک داؤد کو زیر کرنے کو بلا دخیل کی جانب کوچ کیا اس کے ہمراہ اس کا دوسرا برادر زادہ ملک طغرل بن سلطان محمد بھی تھا۔ رفتہ رفتہ ملک سنجر رے پہنچا۔ دو چار روز قیام کر کے ہمدان کا رخ کیا۔ سلطان مسعود کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے مع اپنے بھائی سلجوق شاہ اور قراچاساتی کے ملک سنجر کی روک تھام کو بڑھا۔ خلیفہ مسترشد بھی حسب وعدہ اس مہم میں شریک ہونے کو سلطان مسعود کی روانگی کے بعد روانہ ہوا۔

ملک سنجر نے ہمدان پہنچ کر وہیں کو حلقہ عنایت فرما کر بغداد کی جانب بڑھنے کا اشارہ کیا دہلیس نے اپنی جانب سے جھنجکی بغداد پر عماد الدین زنگی کو مامور کر کے بغداد کی روانگی کا حکم دیا اور اس کی روگنی کے بعد آپ بھی روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد نے یہ خبر پا کر کہ زنگی اور دہلیس بغداد کی طرف بڑھ رہے ہیں ان دونوں سرکش اور باغیوں کی مدافعت کی غرض سے دارالخلافت کی جانب مراجعت فرمائی اور سلطان مسعود مع اپنے امراء اور لشکر کے ملک سنجر سے جنگ کرنے کو آگے بڑھا۔ ملک سنجر مقام استرآباد میں ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ سلطان مسعود کا لشکر حریف کی کثرت سے گھبرا کر بلا جہال و قتال چار منزل پیچھے ہٹ آیا۔ جاسوسوں نے ملک سنجر کو اس کی خبر کر دی۔ اس وقت فوج کو تیاری کا حکم دے کر تقاب میں اٹھ کھڑا ہوا۔

دینور کا معرکہ۔ ۸ رجب ۵۲۶ھ کو دونوں حریفوں کا مقام دینور میں مقابلہ ہوا۔ سلطان مسعود کے میمنہ پر قراچاساتی اور امیر کزل تھا۔ میسرہ پر برکش بازدار اور یوسف جاروش۔ پہلا حملہ قراچاساتی نے دس ہزار فوج کی جمعیت سے ملک سنجر کے قلب لشکر پر کیا۔ ملک سنجر مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا۔ حملہ آور گر دھ جوش مردانگی میں بڑھنے لگا۔ ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ نے میدان خالی دیکھ کر قراچاساتی کو دونوں طرف سے گھیر لیا۔ گھامھی کی لڑائی ہونے لگی۔ قراچاساتی زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا۔ ملک سنجر کے سپاہیوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود اور اس کے ہمراہی اس غیر متوقع شکست سے پریشان ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اثناء دارو گیر میں بعض امراء قتل ہوئے اور بعض گرفتار کر لئے گئے، مقتولوں میں یوسف جاروش بھی تھا۔ قیدیان جنگ کی بعد خاتمہ جنگ ملک سنجر نے لوگوں کی زبردستی کی اور پھر قتل کا حکم دے دیا۔

ملک سنجر اور سلطان مسعود میں مصالحت۔ اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں عذر خواہی کی غرض سے حاضر ہوا ملک سنجر عزت و توقیر سے پیش آیا گلے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ اپنے خاص خیبر میں ٹھہرایا اونچ نیچ سمجھائی۔ خود رانی اور مخالفت پر ناراضگی ظاہر کی اور سند امارت عطا فرما کر گنجہ کی جانب روانہ کیا۔ باقی رہا دوسرا برادر

زادہ ملک طغرل اس کو مسند حکومت پر متمکن کر کے وزارت کا قلمدان ابوالقاسم نیشاپوری کو مرحمت کیا جو اس سے پہلے سلطان محمود کا وزیر تھا۔ چنانچہ ملک طغرل اپنے چچا ملک سنجر سے رخصت ہو کر خراسان کی جانب لوٹا۔ ۲۰ رمضان ۵۲۶ھ کو نیشاپور پہنچا۔

دہلیس کی شکست اور فرار خلافت مآب نے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں دہلیس اور زنگی کی مدافعت کی غرض سے بغداد کی طرف مراجعت کی تھی بغداد پہنچے یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ سلطان محمود کو بمقابلہ ملک سنجر شکست ہو گئی۔ خلافت مآب نے یہ سنتے ہی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور غربی ساحل کو عبور کر کے عباسیہ کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۷ رجب ۵۲۶ھ کو قلعہ براکہ پر زنگی اور دہلیس سے مدد بھیجی ہوئی، خلافت مآب کے مہمہ پر جمال الدولہ اقبال تھا اور میسرہ پر مطر خادم۔ زنگی نے خلافت مآب کے مہمہ پر حملہ کیا۔ اقبال کے رکاب کی فوج مقابلہ میں کمزور پڑی تو میدان جنگ سے بھاگنے کا قصد کیا۔ مطر نے یہ دیکھ کر حملہ آور گروہ پر پشت سے حملہ کیا۔ خلافت مآب بھی نعرہ اللہ اکبر بلند کر کے حملہ آور ہوئے دہلیس شکست کھا کر بھاگا۔ زنگی نے کمال استقلال سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن فوج میں بھگدڑ مچ جانے سے ایک لمحہ بھی خلافت مآب کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہر نہ سکا۔ میدان کارزار اپنے مقابل حریف کے سپرد کر کے چلتا پھرتا نظر آیا۔

دہلیس اور اقبال کی جنگ: دہلیس نے شکست اٹھا کر حلہ میں جا کر دم ڈالا۔ حلہ اور اس کے کھل مضامات پر اقبال کا قبضہ و دخل تھا اقبال نے یہ خبر پا کر دار الخلافہ بغداد سے ایک تازہ دم فوج اپنی کمک پر طلب کر لی اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے دہلیس کے سر پر پہنچا۔ دہلیس مقابلہ پر آیا۔ باہم لڑائیاں ہوئیں آخر کار میدان جنگ اقبال کے ہاتھ رہا۔ دہلیس نے بڑی جدوجہد سے اپنی جان بچائی بھاگ کر واسط پہنچا۔ تھوڑے دنوں میں اس کے لشکر بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ انہی واقعات پر ۵۲۷ھ ختم ہو جاتا ہے۔ برتیش بازدار اور اقبال اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے دہلیس کی سرکوبی کو آ جاتے ہیں دریا اور خشکی لڑائی چھڑ جاتی ہے۔ اہل واسط دہلیس کے ہمراہ مقابلہ پر آتے ہیں لیکن شکست فاش اٹھا کر بھاگ جاتے ہیں۔

ملک داؤد کی پسپائی: ملک طغرل کے مسند حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ملک سنجر نے بوجہ بغاوت و سرکشی احمد خان والی ماوراء النہر خراسان کی جانب معاودت کی ان دنوں ملک داؤد بلاد آذربائیجان اور گنجد میں تھا اس واقعہ سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں اور پیش مرتب اور مسلح کر کے ہمدان کی طرف بڑھا۔ ملک طغرل بھی یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے مہمہ پر ابن بریق تھا۔ میسرہ پر کزل، مقدمہ الحیش پر آقسقر اور ملک داؤد کے مہمہ پر یرتقش زکونی۔ ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں ہمدان کے قریب ایک قریہ میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ یرتقش نے کسی مصلحت سے جنگ کے شروع کرنے میں تاخیر کی۔ ترکوں کو اس سے کچھ شبہ پیدا ہوا جمع ہو کر اس کے خیمہ کو لوٹ لیا اس سے ملک داؤد کے لشکر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ تمام لشکر میں ہلچل مچ گیا اتنا کہ آقسقر احمد ملی بخوف جان بھاگ گیا ساری فوج میں بھگدڑ مچ گئی حریف نے اس امر کا احساس کر کے حملہ کر دیا یرتقش زکونی گرفتار کر لیا گیا ملک داؤد موقع پا کر نکل بھاگا ایک مدت تک ادھر ادھر مارا مارا پھر بعد ازاں مع اپنے آقا آقسقر کے وارد بغداد ہوا۔ خلافت مآب نے شاہی مجلس میں عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

سلطان مسعود اور سلطان داؤد کا آذربائیجان اور ہمدان پر قبضہ: سلطان مسعود نے یہ سن کر کہ ملک داؤد کو

بمقابلہ ملک طغرل شکست ہوئی ہے اور وہ شکست کھا کر بغداد چلا گیا ہے۔ بغداد کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ قریب بغداد پہنچا۔ ملک داؤد نے بغداد سے نکل کر استقبال کیا۔ ایک دوسرے سے انگلیں ہوا پھر دونوں ساتھ ساتھ بغداد آئے سلطان مسعود نے بغداد میں پہنچ کر ایوان شاہی میں قیام کیا۔ دار الخلافہ بغداد کے ممبروں پر اس کے نام کا اور اس کے بعد ملک داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بعدہ سلطان مسعود اور ملک داؤد دربار خلافت میں حاضر ہوئے با اتفاق رائے خلافت مآب یہ طے پایا کہ سلطان مسعود اور ملک داؤد ذریعہ بائجان پر فوج کشی کریں۔ دربار خلافت سے ان لوگوں کو مالی اور فوجی مدد دی جائے گی۔ چنانچہ اس رائے کے مطابق سلطان مسعود اور ملک داؤد ذریعہ بائجان کی طرف روانہ ہوئے اور پہنچتے ہی کل صوبہ پر قابض و متصرف ہو گئے۔ مقام اور بتل میں ملک طغرل کے چند امراء تھوڑی سی فوج کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کو بھی ان لوگوں نے جا گھیرا۔ بعض ان میں سے چھپ کر بھاگ گئے اور بعض قتل کر ڈالے گئے۔ بعد ازاں ان دونوں حملہ آور سلطانوں نے ہمدان کا رخ کیا۔ ملک طغرل فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا۔ سلطان مسعود نے ہمدان میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسی اثناء میں آقسقر کو ایک شخص نے جو فرقہ باطنیہ سے تھا قتل کر ڈالا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قاتل نے سلطان مسعود کی سازش سے آقسقر کو قتل کیا تھا۔

معرکہ رے اور ملک طغرل کی شکست: ملک طغرل نے شکست کھانے کے بعد رے کا قصد کیا۔ رفتہ رفتہ تم پہنچا یہاں بھی اس کو امن کی صورت نظر نہ آئی تو اصفہان کی جانب مراجعت کی۔ اس غرض سے کہ اس کو سلطان مسعود اور ملک داؤد کے منہ غضب سے بچائے۔ سلطان مسعود بھی یہ خبر پا کر اصفہان کے محاصرے کو بڑھا۔ چونکہ طغرل کو اہل اصفہان کے قول و فعل کا اعتبار نہ تھا اس وجہ سے اس نے اصفہان کو چھوڑ کر بلاد فارس کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے اصفہان سے اعراض کر کے ملک طغرل کا تعاقب کیا۔ ملک طغرل کے بعض امراء لشکر نے گھبرا کر سلطان مسعود سے امان حاصل کر لی جو باقی رہ گئے ان میں سے ملک طغرل مشکوک ہو گیا۔ ان لوگوں نے پیچھا چھڑا کر اقامت و خیزاں ماہ رمضان ۵۲۷ھ میں رے پہنچا۔ سلطان مسعود تو تعاقب ہی میں تھا۔ وہ بھی سراغ لگاتا ہوا رے آ پہنچا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ ملک طغرل کو شکست ہوئی ایک گروہ اس کے سرداران لشکر کا گرفتار کر لیا گیا۔ سلطان مسعود نے مظفر و منصور ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

جس وقت ملک طغرل فارس سے رے آ رہا تھا۔ اثناء راہ میں اس کا وزیر ابو القاسم نسابادی میں مار ڈالا گیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۲۷ھ کا ہے۔

خلیفہ مسترشد کا محاصرہ موصل اور مراجعت بغداد: جس وقت عماد الدین زنگی کو بمقابلہ خلیفہ مسترشد شکست ہوئی۔ جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں تو عماد الدین زنگی نے موصل میں جا کر دم لیا اور سلاطین سلجوقیہ ہمدان میں بوجہ مخالفت باہمی اور خانہ جنگی باہم مصروف جدال و قتال ہو گئے اس وقت امراء سلجوقیہ آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے بغداد چلے آئے۔ ان لوگوں کے آجانے سے خلیفہ مسترشد کے مشعل و کمزور قوائے حکمرانی میں توانائی عود کر آئی۔ خلیفہ مسترشد نے ایک بزرگ کو جو اس وقت سربراہ درہ افراہ سے تھے۔ عماد الدین زنگی کے پاس سمجھانے کو روانہ کیا۔ اس بزرگ سفیر نے زنگی کے پاس پہنچ کر افہام تنہیم کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ بلکہ چند موعظت میں سختی اور درشتی سے بھی کام لیا۔ زنگی نے ان کی بے توقیری کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس بناء پر خلیفہ مسترشد نے محاصرہ موصل کا قصد فرمایا۔

سلطان مسعود کو بھی اس کی تحریک کی۔ چنانچہ نصف ماہ شعبان ۵۲۸ھ میں بغداد سے تیس ہزار فوج کی جمعیت سے کوچ کیا۔ جس وقت موصل کے قریب پہنچا۔ زنگی نے موصل کو چھوڑ دیا اس کا نائب نصیر الدین چتر موصل میں ٹھہرا ہوا شہر کی حفاظت اور محاصرین کی مدافعت کرتا رہا۔ زنگی نے موصل سے نکل کر سنجہ کے پاس جا کر قیام کیا اور ایسی ہوشیاری سے باہر ہی باہر نہ کہ بندی کر لی کہ غلیفہ مسٹر شد کی امداد و رسد کا سلسلہ منقطع ہو گیا جس سے خلافت مآب کو بہت سے امور میں صدمہ ہوا۔ اٹھانا پڑیں مگر پھر بھی تین ماہ کامل موصل کا محاصرہ کیے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی ہو تو محاصرہ اٹھا کر دار الخلافہ بغداد کی جانب مراجعت کی کوچ و قیام کرتا ہوا اسی سنہ کے یوم عرفہ کو بغداد میں پہنچ گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مطر خادم نے سلطان مسعود کے لشکر گاہ سے حاضر ہو کر یہ گزارش کر دی تھی کہ سلطان مذکور عراق کا قصد کر رہا ہے اس وجہ سے خلافت مآب نے موصل کا محاصرہ چھوڑ کر دار الخلافہ کی جانب معاودت فرمائی تھی۔

سلطان مسعود اور طغرل کی جنگ: جس وقت سلطان مسعود نے طغرل کی شکست کے بعد ہمدان کی طرف مراجعت کی۔ یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ملک داؤد بن محمود (سلطان مسعود کا بھتیجا) آذربائیجان میں باغی ہو گیا ہے۔ فوراً لشکر کو از سر نو مرتب کر کے کوچ کر دیا اور آذربائیجان کے ایک قلعے پر پہنچ کر اسے اپنے محاصرے میں لے لیا۔ ملک طغرل کو موقع مل گیا۔ میدان خالی دیکھ کر بلاد جہل کی طرف قدم بڑھائے۔ رفتہ رفتہ فوجیں بھی جمع ہو گئیں بلاد جہل کے اکثر شہروں کو مفتوح بھی کر لیا پھر کیا تھا حوصلے بڑھ گئے۔ سلطان مسعود سے جنگ کرنے کی غرض سے قزوین پہنچا۔ سلطان مسعود بھی یہ خبر پا کر ملک طغرل کی سرکوبی کو آیا۔ چونکہ مقابلہ ہونے سے پہلے ملک طغرل نے سلطان مسعود کی فوج کے ایک حصہ کو ملا لیا تھا اس وجہ سے بوقت مقابلہ سلطان مسعود کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی اس کے نتیجے میں سلطان مسعود کو آخری ماہ رمضان ۵۲۸ھ میں اپنے باغی بھتیجے سے شکست اٹھانا پڑی۔

سلطان مسعود کی بغداد کو روانگی: سلطان مسعود نے میدان جنگ سے شکست کھا کر بغداد کا راستہ لیا اور خلافت مآب دار الخلافہ میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ ان دنوں اس کا نائب نقش سلاوی مع اس کے بھائی سلجوق شاہ کے اصفہان میں تھا۔ اس ناگہانی شکست کا حال سن کر یہ لوگ بھی بغداد چلے آئے تھے سلجوق شاہ نے بغداد پہنچ کر محسّر اے شاہی میں قیام کیا۔ خلافت مآب نے دس ہزار دینار خرچ کے لئے بھیج دیئے اس کے بعد سلطان مسعود بغداد میں داخل ہوا۔ اثناء راہ میں اس نے بڑے بڑے مصائب اٹھائے۔ اس کے ہمراہیوں کے پاس کافی سواریاں نہ تھیں کچھ لوگ سوار تھے اور کچھ پیادے۔ خیمے بھی نہ تھے مال اور اسباب کی بھی کمی تھی۔ کسی کے بدن پر کپڑے ثابت نہ تھے۔ خلافت مآب نے نئے خیمے مرحمت فرمائے۔ مال و اسباب اور روپیہ دیا اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

سلطان مسعود کو خلیفہ کی اعانت: غرض ۱۵ شوال ۵۲۸ھ کو سلطان مسعود نے بغداد میں داخل ہو کر دار الحکومت میں قیام کیا اور ملک طغرل اپنی کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے ہمدان میں ٹھہرا رہا۔ دار الخلافہ بغداد میں پہنچ کر سلطان مسعود کے ہوش و حواس بجا ہوئے دربار خلافت میں خلافت مآب کی دست بوسی کو حاضر ہوا خلافت مآب نے تسلی و تشفی دی اور یہ ارشاد فرمایا ”تم ناگہانی شکست سے برداشتہ خاطر نہ ہو کمر ہمت باندھ کر پھر اپنے بھائی طغرل سے لڑنے کو اٹھو مابعد ولت و اقبال اس مہم میں بہ نفس نفیس تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں“۔ سلطان مسعود نے خلافت مآب کا شکریہ ادا کیا اور دربار خلافت سے

اٹھ کر خوش خوش اپنے دارالحکومت میں آیا۔

ملک طغرل کی وفات: امراء سلجوقیہ کا ایک گروہ جو خوف فتنہ اور آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے خلافت مآب کی خدمت میں آ گیا تھا وہ سلطان مسعود کا ہم آہنگ و پی خواہ ہو گیا۔ ملک طغرل نے ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی اور آہستہ آہستہ سب کو ملا لیا۔ اتفاق یہ کہ ملک طغرل کا ایک خط جو اسی گروہ کے ایک شخص کے پاس آیا ہوا تھا خلیفہ مسترشد کے ہاتھ لگ گیا۔ خلیفہ مسترشد کو سب کی طرف سے شک پیدا ہو گیا۔ مگر صرف اسی شخص کو جس کے نام خط آیا تھا گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب کو لٹوا لیا۔ جو باقی رہے اور امراء سلجوقیہ وہ سلطان مسعود کے پاس بھاگ گئے خلیفہ مسترشد نے ان کو بلا بھیجا۔ سلطان مسعود نے ممانعت و مزاحمت کی۔ اس سے باہم کسی قدر کشیدگی پیدا ہوئی۔ اس کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد سے ملک طغرل سے جنگ کرنے کے لیے چلنے کی درخواست کی، ہنوز کوئی امر طے نہ ہوا تھا کہ ماہ محرم ۵۲۹ھ میں ملک طغرل کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی، سلطان مسعود نے یہ سنتے ہی ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ فوجوں نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔ رؤساء ملک و ملت نے حاضر ہو کر فرمانبرداری و اطاعت کے عہد کئے۔ غرض ملک طغرل کا مرنا تھا کہ سلطان مسعود نے صوبہ ہمدان پر قبضہ حاصل کر لیا اور قلعہ ابن و زارت شرف الدین انوشیرواں خاند کو مرحمت کیا۔ یہ مع اپنے اہل و عیال کے سلطان مسعود کے ہمراہ گیا تھا۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان مسعود میں کشیدگی: ہمدان پر سلطان مسعود کے قابض ہونے پر امراء سلجوقیہ کے چند سربراہ آوردہ اشخاص کو سلطان مسعود سے منافرت و کشیدگی پیدا ہوئی۔ از انجملہ برتقش، کزل مسقر والی ہمدان اور عبدالرحمن بن طغرل بک وغیرہ تھے انہی لوگوں کے ساتھ دبیں بن صدقہ بھی تھا ان سب نے سلطان مسعود سے علیحدگی اختیار کر کے خلافت مآب سے اس کی درخواست کی اور خراسان پہنچ کر برسق سے خلیفہ مسترشد کی اطاعت و فرمانبرداری کا باہم معاہدہ کیا چونکہ خلیفہ مسترشد کی طرف سے بدظنی تھی اس لئے خلافت مآب نے سدید الدولہ بن انباری کو دبیں اور کل امراء کا امان نامہ مرحمت فرما کر ان لوگوں کے پاس روانہ کیا چنانچہ دبیں سلطان مسعود کے پاس واپس آیا اور امراء نے بغداد کا راستہ لیا خلافت مآب نے ان لوگوں سے بہت و احترام ملاقات کی اس سبب سے مابین خلافت مآب اور سلطان مسعود منافرت و کشیدگی بڑھ گئی۔

خلیفہ مسترشد کی بغرض جنگ بغداد سے روانگی: رفتہ رفتہ یہ منافرت اس حد تک پہنچی کہ خلافت مآب نے بقصد جنگ سلطان مسعود ۲۰ رجب ۵۲۹ھ میں بغداد سے خروج فرمایا۔ مقام شفع میں پہنچ کر پڑاؤ کیا والی بصرہ سے امداد طلب کی اس نے بمقابلہ سلطان مسعود امداد دینے سے انکار کیا مگر امراء سلجوقیہ جو خلافت مآب کے ہمراہ تھے وہ خلافت مآب کو سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو ابھارتے اور امداد کا وعدہ کر رہے تھے۔ خلافت کا مقدمہ انہیں کوچ و قیام کرتا ہوا حلوان تک پہنچا۔ اس کے بعد ماہ شعبان سنہ مذکور میں خود خلافت مآب نے بھی عراق میں اقبال خادم کو تین ہزار سواروں کی جمیعت سے چھوڑ کر کوچ فرمایا۔ اس اثناء میں برسق بن برسق بھی آ ملا جس کی وجہ سے اس فوج کی تعداد سات ہزار تک پہنچ گئی۔ امراء عرب، خلافت مآب کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے خطوط لکھ رہے تھے سلطان مسعود کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے ان لوگوں

کی تالیف قلوب کی اور اپنا ہم آہنگ بنالیا اور ان لوگوں کے کل جانے سے اس کے لشکر کی تعداد چندہ ہزار تک پہنچ گئی۔

معرکہ دینور: خلیفہ مسترشد کی فوج کے بھی بہت سے جنگ آور سپاہی سلطان مسعود کے لشکر میں آگئے تا آنکہ خلافت مآب کی رکاب میں صرف پانچ ہزار فوج باقی رہ گئی۔ ملک داؤد بن محمود نے آذربائیجان سے کہلا بھیجا ”آپ سلطان مسعود کے لشکر سے مقابلہ کرنے کو دینور کا قصد فرمائیے“ چنانچہ خلافت مآب نے بقصد جنگ سلطان مسعود دینور کی جانب کوچ کیا۔ بر نقش بردار کورالدولہ سنقر، کزل اور برسق بن برسق میمنہ میں تھا۔ جادلی برسقی، شراب سالار اور اعلک میسرہ میں۔ اعلک وہ شخص ہے جس کو خلیفہ مسترشد نے امراء بلوچیہ سے بہ الزام سازش سلطان مسعود گرفتار کیا تھا۔

خلیفہ مسترشد کی گرفتاری: ۱۰۰ رمضان ۵۲۹ھ کو دونوں حریف معرکہ آرا ہوئے اثناء جنگ میں خلیفہ مسترشد کا میسرہ کمزور پڑا سلطان مسعود نے اپنے میمنہ کو بڑھنے اور متواتر حملے کرنے کا اشارہ کیا۔ خلیفہ مسترشد نے قلب لشکر کو میسرہ کی کمک پر بھیجا۔ سلطان مسعود تاز گیا فوراً قلب لشکر پر حملہ کر دیا۔ خلافت مآب کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی، خلیفہ مسترشد مع اسراف کے گرفتار کر لئے گئے جس میں وزیر شرف الدین علی بن طراد زنجی، قاضی القضاۃ، خطیب، فقہاء اور شہود تھے خلیفہ مسترشد ایک خیمہ میں اتارا گیا باقی قلعہ سرخاب میں قید کر دیئے گئے۔ بعدہ سلطان مسعود نے میدان جنگ سے ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

خلیفہ کی گرفتاری پر اہل بغداد کا ماتم اور خوئریزی: اس کامیابی کے بعد سلطان مسعود نے امیر بک آئے محمدی کو شخصہ مقرر کر کے بغداد کی جانب روانہ کیا اس کے ہمراہ حمید بھی تھا۔ آخری ماہ رمضان سنہ مذکور کو دار بغداد ہوا۔ خلیفہ مسترشد کے جس قدر اہلاک تھے سب کو ضبط کر لیا۔ مجلس اے خلافت کو لوٹ لیا اس سے اہل بغداد کو سخت صدمہ ہوا۔ وہ اپنے خلیفہ کی گرفتاری پر روئے عورتوں نے واویلا کیا۔ عوام الناس منبر کی طرف دوڑ پڑے اور اس کو توڑ ڈالا۔ خطیب کو خطبہ نہ پڑھنے دیا۔ بازاروں میں کہرام مچ گیا۔ لوگ سروں پر خاک اڑاتے شور و غل مچاتے، تختہ بغداد کی فوج سے جا بھڑے۔ کشت و خون کا ہنگامہ گرم ہوا۔ خوئریزی کے دروازے کھل گئے والی اور حاجب شہر چھوڑ کر بھاگ نکلے جس طرف نظر اٹھتی تھی سوائے قتل و فساد کے امن و عافیت کی صورت نہ دکھائی دیتی تھی۔ اسی عرصہ میں ماہ شوال سنہ مذکور میں یہ خبر مسعود ہوئی کہ ملک داؤد ابن سلطان محمود نے مراغہ میں علم بغاوت بلند کیا ہے۔ چنانچہ سلطان مسعود فوجیں مرتب کر کے ملک داؤد سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا اور مقید خلیفہ مسترشد اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ یہیں سے باہم مصالحت کے نامہ و پیام شروع ہوئے۔

سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد میں مصالحت: ہم اوپر بیان کرتے ہیں کہ سلطان مسعود مع خلیفہ مسترشد کے مراغہ کی جانب روانہ ہو گیا ہے اور خلیفہ مسترشد کو ایک علیحدہ خیمہ میں نظر بند کر دیا گیا ہے جس کی حفاظت پر ایک دستہ فوج متعین ہے روانگی مراغہ کے وقت سے سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد میں مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی آخر کار ان شرائط پر باہم صلح ہوئی:

(۱) خلیفہ مسترشد سلطان مسعود کو چار لاکھ دینار سالانہ ادا کیا کرے۔

(۲) خلیفہ مسترشد کو بحیال جنگ اور فتنہ فوج رکھنے کا اختیار نہ ہوگا۔

(۳) کسی غرض سے کسی وقت میں خلیفہ مسترشد دارالخلافت سے باہر نہ نکلے۔ صلح نامے لکھے جانے کے بعد فریقین کے وکلاء نے صلح نامہ کو اپنے دستخطوں سے مرتب کیا۔

خلیفہ کا قتل: خلیفہ مسترشد بقصد واپسی بغداد سامان سفر درست کرنے لگا۔ ردائے خلافت رو برو لائی گئی، اتنے میں یہ خبر ملی کہ ملک سنجر کا قاصد آیا ہے اس وجہ سے خلیفہ مسترشد کی روانگی میں تاخیر ہوئی اور سلطان مسعود ملک سنجر سے ملنے کو سوار ہو گیا، خلیفہ مسترشد کا خیمہ شامی کمپ کے باہر ایک میدان میں علیحدہ نصب ہوا۔ تقریباً بیس نفر یا اس سے کچھ زیادہ باطنی دفعۃً خلافت مآب کے خیمہ میں گھس پڑے اور اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ سرکات کر صلیب پر چڑھایا۔ یہ واقعہ ۷ اذیقعدہ ۵۲۹ھ کا ہے ساڑھے سترہ سال خلافت کی قاتل گرفتار کئے گئے اور قتل کر ڈالے گئے۔

باب: ۳۳

منصور مسترشد باللہ ۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ
محمد بن مستنصر الامر باللہ ۵۳۰ھ تا ۵۵۵ھ

بیعت خلافت: اس کے بعد اس کا بیٹا ابو جعفر بہ ولیعہدی اپنے باپ کے مندر خلافت پر رونق افروز ہوا بغداد میں بحاضری اراکین ملک و ملت بیعت خلافت کی تجدید کی گئی۔ اقبال (خلیفہ مسترشد کا خادم) اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ جب یہ حادثہ پیش آیا تو ساحل غربی کو عبور کر کے عکرت کا راستہ لیا اور مجاہدین بہروز کے پاس جا کر قیام کیا۔

دبیس کا قتل: خلیفہ مسترشد کے قتل کے چند دنوں بعد دبیس بن صدقہ بھی شہر خوی کے باہر سراقہ دروازہ پر مارا گیا۔ سلطان مسعود نے ایک ازمنی غلام کو اس کے قتل پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ اس نے راہ چلتے میں اس کا سر اُتار لیا۔ دبیس کے قتل کے بعد اس کا لشکر اس کے خدام اس کے باپ صدقہ کے پاس حلقہ میں جا کر جمع ہوئے قتل تکین بھی امن حاصل کر کے اس کے پاس چلا گیا۔ سلطان مسعود نے امیر یک شہنہ بغداد کو حلقہ پر قبضہ کر لینے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ امیر بک نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو حلقہ کی جانب روانہ کیا۔ صدقہ نے مقابلہ سے کنارہ کشی کی۔ تا آنکہ ۵۳۱ھ میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا۔ اس وقت صدقہ نے حاضر ہو کر مصالحت اور صفائی کر لی اور اسی کے ہمراہ رہا۔

خلیفہ راشد اور یرتقش کی جنگ: مندر خلافت پر خلیفہ راشد کے متمکن ہونے کے بعد یرتقش زکوی سلطان مسعود کے پاس سے راشد سے وہ زرقند وصول کرنے کو بغداد آیا۔ جس کا اقرار اس کے باپ خلیفہ مسترشد نے کیا تھا اور جو چار لاکھ کی رقم تھی۔ خلیفہ راشد نے جواب دیا ”پدر بزرگوار ایک جبہ خزانہ میں نہیں چھوڑ گئے۔ جو کچھ مال و اسباب اور زرقند تھا وہ سب کا سب لٹ گیا۔“ یرتقش یہ سن کر خاموش رہا۔ اس کے بعد لوگوں نے خلیفہ راشد سے یہ جڑ دیا کہ ”یرتقش مجلسائے خلافت پر دفعۃً قبضہ کرنے کی فکر میں ہے اور اسی غرض سے سامان اور روپیہ میا کر رہا ہے۔“ خلیفہ راشد یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں فراہم کر لیں۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی۔ موقع موقع سے دھس اور دم سے بندھوائے بعد اس کے یرتقش مع امراء بلخیہ کے سوار ہو کر مجلسائے خلافت کے لوٹنے کو نکلا۔ عوام الناس اور خلافت مآب کے لشکر نے مقابلہ کیا گھسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار خلافت مآب کے لشکر نے یرتقش کی فوج کو میدان جنگ سے مار بھاگایا۔ یرتقش نے دارالخلافت سے نکل کر خراسان کا راستہ لیا۔

خلیفہ راشد اور سلطان مسعود میں کشیدگی: امیر بک شیعہ بغداد بھی خراسان کی جانب بھاگا۔ یرتقش نے بحال پریشان بندھن میں جا کر دم لیا عوام اور لشکریوں نے سلطان کے مکان اور دیوان خاص و عام کو خاطر خواہ لوٹا۔ اس واقعہ سے مابین سلطنت پناہ اور خلافت مآب منافرت و کشیدگی بڑھ گئی۔ اراکین سلطنت اور امراء مملکت سلطان کی اطاعت سے منحرف ہو گئے خلافت مآب کے آگے سر اطاعت جھکا دیا۔ ملک داؤد بن سلطان محمود مع لشکر آذربائیجان بغداد کی جانب روانہ ہوا ماہ صفر ۵۲۰ھ میں وارد بغداد ہو کر محل سرائے سلطانی میں قیام کیا۔

جلال الدین ابوالرضا کا عہدہ وزارت پر تقرر: عماد الدین زنگی موصل سے یرتقش بازدار والی قزدین قزدین سے یرتقش کبیر والی اصفہان اصفہان سے صدقہ بن دہش والی حلب سے اور ابن برسق اور احمد ملی وغیرہ بھی آپہنچے ملک داؤد نے یرتقش بازدار کو بغداد کی شخصی عنایت کی اور خلیفہ راشد نے ناصر الدولہ ابو عبد اللہ حسن بن جبر استاد دار اور جمال الدین اقبال کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ جمال الدین اقبال حکمریت سے بغداد آیا تھا۔ زنگی کی سفارش سے اقبال کو رہا کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد وہ زنگی ہی کے پاس رہا۔ وزیر السلطنت جلال الدین ابوالرضا بن صدقہ زنگی سے ملنے کو آیا اور چند سے اس کے پاس مقیم رہا۔ زنگی نے اس کی سفارش کر دی۔ خلافت مآب نے پھر اس کو عہدہ وزارت عطا فرمایا۔ قاضی القضاۃ زنبی بھی زنگی کے پاس آ گیا تھا اور پھر اس کے ہمراہ موصل روانہ ہوا۔ اسی اثناء میں سلجوق شاہ واسطہ پہنچ گیا اور امیر بک آئی کو گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ زنگی یہ خبر پا کر واسطہ جا پہنچا اور دونوں میں مصالحت اور صفائی کرا کے بغداد واپس آیا۔

سلطان مسعود کا بغداد کا محاصرہ: ان واقعات کے بعد ملک داؤد نے بقصد جنگ سلطان مسعود طریق خراسان کی طرف کوچ کیا زنگی بھی اس کے رکاب میں تھا خلیفہ راشد بھی اپنی فوج آراستہ کر کے یکم رمضان ۵۲۰ھ کو بغداد سے طریق خراسان کی جانب روانہ ہوا مگر تیسرے ہی روز لوٹ آیا اور ملک داؤد اور کل امراء کو واپس بلا بھیجا چنانچہ ملک داؤد اور کل امراء و اراکین دولت واپس آئے اور اس امر پر اتفاق کر لیا کہ شہر پناہ کے اندر سے ملک مسعود سے جنگ اور معرکہ آرائی کی جائے اتنے میں سلطان مسعود کا خط بایں مضمون صادر ہوا ”میں بدل و جان خلافت مآب کی اطاعت پر آمادہ ہوں مجھ سے معرکہ آرائی کی کیا ضرورت ہے“۔ خلافت مآب نے اس خط کو اراکین دولت کے روبرو پیش کیا ان لوگوں نے سلطان مسعود سے مصالحت کرنا منظور نہ کیا۔ چاروٹا چار خلافت مآب نے بھی ان لوگوں کی رائے سے اتفاق کیا سلطان مسعود نے جواب با صواب نہ پا کر بغداد کا قصد کیا اور مسافت طے کر کے بغداد پہنچا اور شہر کا محاصرہ کر لیا، اوباشوں اور جرائم پیشوں کی بن آئی۔ دن دہائے لوٹ مار شروع کر دی۔ تقریباً پچاس دن تک سلطان مسعود بغداد کا محاصرہ کئے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔

سلطان مسعود کا بغداد پر قبضہ: اس عرصہ میں طرطائی والی واسطہ ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا لئے ہوئے آپہنچا۔ سلطان مسعود نے اسی وقت پھر بغداد کی جانب معاودت کی بغدادی لشکر نے عبور کرنے سے روکا مگر سلطان مسعود کا لشکر نہ رکا۔ وجہ

کو ساحل غربی سے عبور کیا اس سے خلیفہ راشد کے امراء اور سرداران لشکر میں ہل چل مچ گئی۔ سب نے یوریا بندھنا سنبھال اپنے اپنے ملکوں کی راہ لی۔ زنگی اس وقت ساحل غربی پر سلطان مسعود کی فوج سے مصروف جدال و قتال تھا۔ خلیفہ راشد نے اس کے پاس جا کر کل حالات بتلائے۔ زنگی اکیلا کیا کرتا اس نے بھی میدان جنگ اپنے حریف کے حوالہ کر کے مع خلافت مآب کے موصل کا راستہ لیا۔

خلیفہ راشد کی معزولی: ۱۵ ذیقعدہ ۵۳۰ھ کو سلطان مسعود مظفر و منصور بغداد میں داخل ہوا، امن و امان کی منادی کرادی قضاۃ، فقہاء اور شہود کو طلب کر کے خلیفہ راشد کا حلف نامہ دکھلایا جس میں بخط خاص لکھا تھا ”جس وقت میں سلطان مسعود کے مقابلہ پر لشکر آرائی کا قصد کروں یا سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو خروج کروں یا سلطان مسعود کے کسی امیر سے مصروف جدال و قتال ہوں تو اس وقت میں معزول سمجھا جاؤں گا میں خود اپنے آپ کو بار خلافت سے سبکدوش کر لوں گا۔“ قضاۃ اور فقہاء نے خلیفہ راشد کی خلع خلافت اور معزولی پر فتویٰ دیا۔ اراکین دولت اور امراء مملکت نے اس رائے پر موافقت ظاہر کی اور خلیفہ کے معایب بیان کرنے پر سب کے سب متفق ہو گئے۔ سلطان مسعود نے حکم صادر کیا کہ خلیفہ راشد کی معزولی کا اعلان کر دیا جائے اور آج کی تاریخ سے اس کے نام کا خطبہ موقوف کیا جائے۔ چنانچہ ماہ ذیقعدہ میں بغداد اور کل بلاد اسلامیہ میں اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ خلیفہ راشد نے ایک سال خلافت کی۔

مقتضی الامر اللہ کی خلافت: خلیفہ راشد کی معزولی اور اس کے نام کا خطبہ موقوف ہونے کے بعد سلطان مسعود نے اراکین دولت اور مشیران سلطنت کو انتخاب خلیفہ کا حکم دیا ان لوگوں نے متفق ہو کر محمد بن مستظہر کو منتخب کیا۔ سلطان مسعود نے خلیفہ راشد کی معزولی کا محضر لکھوایا۔ محضر میں ظلم غصب اور کل ان افعال کو تحریر کیا۔ جو منافی شان امامت اور خلافت تھے اخیر محضر میں یہ عبارت لکھوائی کہ جس شخص میں ایسی صفات ہوں وہ امامت و خلافت کی قابلیت نہیں رکھتا۔ قاضی ابو ظاہر بن کرنی کی موجودگی میں محضر پر شہادت لکھی گئی اور قاضی صاحب نے خلیفہ راشد کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور قاضیوں نے بھی اس حکم کی تعمیل کی۔ قاضی القضاۃ ان دنوں دار الخلافہ میں موجود نہ تھا۔ زنگی والی موصل کے پاس گیا ہوا تھا۔ سلطان مسعود دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت شرف الدین زنبی اور صاحب مخزن ابن عسقلانی ساتھ ساتھ تھے۔

بیعت خلافت: ابو عبد اللہ بن مستظہر کو مجلس اے شاہی سے طلب کر کے مسند خلافت پر متمکن کیا سلطان مسعود اور جدید خلیفہ نے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان مسعود نے ہاتھ بڑھا کر حسب دستور بیعت کی۔ بعد ازاں اراکین دولت ارباب مناصب، فقہاء اور قضاۃ نے بیعت کی۔ ۱۲ ذی الحجہ ۵۳۰ھ کو یہ رسم انجام پائی۔ خلیفہ ”مقتضی الامر اللہ“ کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ شرف الدین علی بن طراز بنی کو قلدان وزارت سپرد ہوا۔ معزول خلیفہ کی معزولی اور خلع خلافت کا گشتی فرمان تمام بلاد اسلامیہ میں بھیجا گیا۔ قاضی القضاۃ ابو القاسم علی بن حسین کو موصل سے طلب کر کے بدستور قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور کیا اور کمال الدین حمزہ بن طلحہ صاحب مخزن کو بھی اس کے سابق عہدہ پر بحال رکھا۔

سلطان مسعود اور ملک داؤد کی جنگ: خلیفہ مقتضی کی بیعت خلافت لینے کے بعد سلطان مسعود نے اپنی فوج کے ایک

حصہ کو ملک داؤد کی تعاقب اور سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مقام مراغہ میں ملک داؤد سے مدد بھیڑ ہوئی۔ دو چار ہاتھ لڑ کر ملک داؤد بھاگ کھڑا ہوا۔ قراستقر نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور ملک داؤد خوزستان پہنچ کر فوجیں اکٹھی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں ترکمانوں کا ایک لشکر فراہم ہو گیا جس کی تعداد دس ہزار جوانوں سے کم نہ تھی ملک داؤد نے ان کو مرتب اور مسلح کر کے تشر پر محاصرہ ڈالا۔ سلجوق شاہ اس وقت واسط میں تھا۔ اپنے بھائی سلطان مسعود کو اس واقعہ سے آگاہ کر کے امداد کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے ایک فوج سلجوق شاہ کی کمک پر بھیج دی۔ سلجوق شاہ اس امدادی فوج کی مدد سے تشر بچانے کو روانہ ہوا۔ ملک داؤد نے کمال مردانگی اور ہوشیاری سے مقابلہ کیا۔ سلجوق شاہ کو شکست ہوئی۔

سلطان مسعود کا بغداد میں قیام: ان دنوں سلطان مسعود اس خوف سے کہ مبادا معزول خلیفہ راشد موصل سے عراق کا قصد نہ کر بیٹھے بغداد ہی میں مقیم تھا اور اسی زمانہ قیام میں سلطان مسعود نے زنگی کو مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی بابت تحریر کیا چنانچہ زنگی نے ماہ رجب ۵۳۱ھ میں خلیفہ راشد کا خطبہ موقوف کر کے جدید خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ خلیفہ راشد کو زنگی کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ موصل کو چھوڑ کر چل کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنے امراء لشکر کو ان کے بلاد کی طرف مراجعت کرنے کا حکم دیا۔ صدقہ بن دینس والی حلب نے اپنی بیٹی کا سلطان مسعود سے نکاح کر کے حلب کی جانب معاودت کی۔

بلقش سلامی کا عہدہ شہنہ پر تقرر: اس اثناء میں ایک گروہ اُن امراء کا جو ملک داؤد کے ساتھ تھا سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں بلقش سلامی برسن بن برسن والی تشر اور سقتر خوارنکین شہنہ ہمدان تھا۔ سلطان مسعود نے ان لوگوں سے بکمال خندہ پیشانی سے ملاقات کی۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ خوشنودی مزاج کا اظہار فرمایا اور بلقش سلامی کو دارالخلافت بغداد کی شہنکی عنایت کی اور انجام کار اس نے رعایا کو اپنے ظلم و ستم سے پریشان کرنا شروع کیا۔

امراء کا خلیفہ راشد کی اطاعت کا عہدہ: خلیفہ راشد موصل سے نکل کر آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مراغہ پہنچا۔ چونکہ بوزایہ والی خوزستان امیر عبدالرحمن طغرل بک والی غلخال اور ملک داؤد سلطان مسعود سے خائف اور اس کے مخالف تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے امیر منکمرس والی فارس کے پاس جمع ہو کر متفق و متحد رہنے کی قسمیں کھائیں اور اس امر کا بھی عہد و پیمان کیا کہ خلیفہ راشد کی خلافت کی بیعت دوبارہ کرنا چاہے چنانچہ اس رائے کے مطابق خلیفہ راشد کے پاس ایک خط روانہ کیا۔ خلیفہ راشد نے ان لوگوں کی درخواست کو منظور فرمایا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ خلیفہ راشد تک نہ پہنچ سکا اور اس کی خبر سلطان مسعود کو پہنچ گئی۔

امراء کی سرکوبی: سلطان مسعود نے لشکر آراستہ کر کے بغداد سے ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں ان لوگوں کی طرف کوچ کیا۔ خوزستان کے قریب مقابلہ ہوا۔ ایک خوزیر جنگ کے بعد سلطان مسعود نے ان لوگوں کو شکست دی۔ امیر منکمرس والی فارس گرفتار کر لیا گیا سلطان مسعود نے اس کو اپنے روبرو قتل کر دیا۔ سارا لشکر اس کا تہرہ تر ہو گیا لوٹ مار کرتا ہوا ادھر ادھر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود نے اپنی فوج کو جھگڑوں کے تعاقب پر روانہ کیا۔ بوزایہ اور عبدالرحمن نے سلطان مسعود کی فوج کی کمی محسوس کر کے دوبارہ لڑائی کی ٹھان لی۔ ہنگامہ کارزار پھر گرم ہو گیا۔ سلطان مسعود کے امراء لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا۔

از انجملہ صدقہ بن دہیس ابن قراستقر اتابک والی آذربائیجان اور عمر بن ابوالعسر بھی تھا۔

جانبین کے امراء کا قتل: اس جنگ میں میدان جنگ بوزایہ اور عبدالرحمن کے ہاتھ رہا ملک مسعود کے لشکر کو شکست ہوئی۔ جس وقت بوزایہ کو یہ معلوم ہوا کہ سلطان مسعود نے امیر منکمرس کو قتل کر ڈالا ہے اسی وقت اُس نے ان سب قیدیوں کو جو سلطان مسعود کی طرف سے قید کئے گئے تھے تہ تیغ کر دیا۔ اس لڑائی میں یہ عجیب اتفاق پیش آیا کہ دونوں فریق کو شکست ہوئی اور دونوں فوجیں میدان جنگ سے ہٹ گئیں۔ اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود نے آذربائیجان کا قصد کیا اور ملک داؤد نے ہمدان کی جانب قدم بڑھائے اتنے میں خلیفہ راشد آ پہنچا۔ بوزایہ نے جو اس گروہ کا سردار تھا فارس پر قبضہ کرنے کی رائے دی چنانچہ ان لوگوں نے فارس پر پہنچ کر قبضہ حاصل کر لیا اور رفتہ رفتہ اپنے دائرہ حکومت کو خوزستان تک بڑھالیا۔

سلجوق شاہ کا بغداد پر ناکام حملہ: انہی واقعات کے اثناء میں سلجوق شاہ بن سلطان مسعود کو بغداد کے قبضہ کی طمع دامن گیر ہوئی۔ لشکر آراستہ کر کے دار الخلافہ بغداد کی جانب بڑھا، بقیہ شہنشاہ بغداد اور مطر خادم امیر حجاج اس کی مدافعت کی طرف متوجہ و مصروف ہوئے۔ بازار یوں اور اوباشوں کی بن آئی۔ بغداد میں قتل و غارت گری کی گرم بازاری ہو گئی۔ شرفاء اور رؤساء شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تا آنکہ سلجوق شاہ نے بے نیل و مرام مراجعت کی۔ بقیہ سلامی نے بغداد میں واپس آ کر لوٹ مار کرنے والوں کو چن چن کر قتل و قید کرنا شروع کر دیا اور لوگوں کو سخت مزائیں دیں۔

صدقہ بن دہیس کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے حلب پر اس کے بھائی محمد بن دہیس کو مامور کیا اور انتظام و سیاست کی غرض سے مہملہ برادر عمر بن ابوالعسر کو اس کے ساتھ بھیجا۔

خلیفہ راشد کا قتل: خلیفہ راشد اور ملک داؤد نے فارس اور خوزستان پر قبضہ کرنے کے بعد جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں عراق کا قصد کیا۔ خوارزم شاہ بھی انہی لوگوں کے ہمراہ تھا جس وقت یہ لوگ جزیرہ کے قریب پہنچے سلطان مسعود تلوار اور نیزہ لئے ہوئے ان کے استقبال کو نکلا یہ لوگ اس خبر کو سن کر متفرق و منتشر ہو گئے ملک داؤد فارس چلا گیا خوارزم شاہ اپنے مستقر حکومت کی جانب لوٹا۔ خلیفہ راشد تنہا رہ گیا۔ مجبوراً اصفہان کا راستہ اختیار کیا اثناء راہ میں چند خراسانی غلاموں نے جو اس کے ہمراہ تھے ۱۵ رمضان ۵۳۲ھ میں (جس وقت کہ راشد کھانا کھا کر قیلولہ کر رہا تھا) دفعۃً حملہ کر کے مار ڈالا۔ مقام شہرستان میں اصفہان کے باہر دفن کیا گیا۔

غلاف خانہ کعبہ: انہیں واقعات پر ۵۳۲ھ کا دور تمام ہو جاتا ہے اور اسی طوائف الملوکی اور آئے دن تبدیلی حکومت کی وجہ سے زمانہ کارنگ و دگرگوں نظر آتا ہے فتنہ و فساد کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ غلاف کعبہ جو منجانب سلاطین دار الخلافہ بغداد سے جایا کرتا تھا اس سہ میں نہیں جاتا ہے ایک سوداگر فارسی النسل جس کی آمد و رفت یہ سلسلہ تجارت ہند میں رہا کرتی تھی وہ اس خدمت کو انجام دیتا ہے۔ غلاف خانہ کعبہ کی تیاری میں اٹھارہ ہزار دینار مصری صرف کرتا ہے اوباشوں کی لوٹ مار اس سہ میں حد سے تجاوز ہو جاتی ہے یہاں تک کہ یہ لوگ جمع ہو کر دار الخلافہ بغداد کو آ گھیرتے ہیں اور اس کا سردار اپنے نام کا سکہ انبار میں چلا دیتا ہے۔ شہنشاہ بغداد اور وزیر السلطنت اس گروہ کے قلع قمع پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور گروہ کے

سردار کو قتل کر دیا جاتا ہے عوام الناس اور رعایا ان اوباشوں کے ظلم و ستم اور تمام بے جا کارروائیوں کو بخش شخہ بغداد کی طرف منسوب کر دیتی ہے اس عداوت سے کہ اس نے پہلے بھی ان لوگوں کو ستایا تھا۔

بخش شخہ بغداد کا قتل۔ پس سلطان مسعود بخش شخہ بغداد کو گرفتار کر کے تکریت کے جیل میں ڈال دیتا ہے اور بعد چندے مجاہدین بہروز والی تکریت کے پاس اس کے قتل کا حکم بھیج دیتا ہے اور مجاہدین بخش کو قتل کر ڈالتا ہے اس اثناء میں ۵۳۳ھ کا دور آ جاتا ہے سلطان مسعود ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں وارد بغداد ہوتا ہے سلطان مسعود موسم سرما ہمیشہ عراق میں بسر کیا کرتا تھا اور ایام گرما میں پہاڑوں پر چلا جایا کرتا تھا اس مرتبہ جب دار الخلافہ بغداد میں آیا تو متعدد لیکن معاف کر دیئے اور معافی کا حکم لکھوا کر بازاروں اور جامع مسجد کے دروازوں پر چسپاں کرادیا۔ عوام الناس اور رعایا سے لشکر کا بھی ٹیکس معاف کر دیا۔ اس سے لوگوں نے اس کو دعا اور ثناء سے یاد کرنا شروع کیا۔

وزرائے خلافت کی تبدیلیاں۔ ۵۳۳ھ میں مابین خلیفہ متقی اور وزیر السلطنت علی بن طراد زنبی میں ان بن ہو گئی اس وجہ سے کہ وزیر السلطنت خلافت مآب کے کاموں پر اکثر معترض ہو جاتا تھا۔ وزیر السلطنت کو اپنی اس حرکت پر خوف پیدا ہوا۔ سلطان مسعود کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا سلطان مسعود نے وزیر السلطنت کی سفارش کی مگر خلافت مآب نے اس کو عہدہ وزارت پر بحال نہ فرمایا بلکہ اس کے نام کو سرناموں سے خارج کر دیا اور بجائے اس کے قاضی القضاۃ زنبی کو جو بردار زادہ وزیر تھا مامور فرمایا بعد چندے اس کو معزول کر کے سدید الدولہ انباری کو یہ عہدہ عنایت کیا۔ بعد ازاں ۵۳۶ھ میں سلطان مسعود دار الخلافہ بغداد میں آیا۔ معزول وزیر کو اپنے دار الحکومت میں موجود پایا اپنے وزیر کو خلافت مآب کی خدمت میں وزیر السلطنت کی عفو تقصیر کرانے اور اس کو اس کے مکان پر جانے کی اجازت دلوانے کو بھیجا۔ چنانچہ خلافت مآب نے سلطان مسعود کی درخواست پر وزیر السلطنت کو اس کے مکان پر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

شنگی بغداد پر مجاہدین بہروز کی تقرری۔ ۵۳۶ھ میں مجاہدین بہروز شخہ بغداد معزول کیا گیا سلطان مسعود کے خدام میں سے امیر کزل جو حکومت بصرہ پر تھا اس عہدہ پر مامور ہوا۔ اس تبدیلی سے اوباشوں نے بے حد فائدہ اٹھایا لیکن جب سلطان مسعود دار الخلافہ بغداد میں وارد ہوا تو اس نے اس نقصان کا خیال کر کے مجاہدین بہروز کو پھر شنگی بغداد پر متعین کیا مگر اس مرتبہ مجاہدین کی شنگی سے لوگوں کو نفع نہ پہنچا اس وجہ سے کہ اوباشوں نے ابن وزیر اور ابن قاروت سے جو سلطان مسعود کا سالہا تھا ساز باز کر لی تھی جو مال غارت گری سے ہاتھ آتا اس میں سے یہ دونوں بھی حصہ لیا کرتے تھے۔ ۵۳۸ھ میں سلطان مسعود نے مجاہدین شخہ بغداد کے نائب کو اوباشوں اور جرائم پیشہ لوگوں کا انکسار کرنے پر سخت تنبیہ کی۔ نائب نے عرض کی ”حضور ہم خانہ زادوں کا اس میں کچھ قصور نہیں ہے ابن وزیر اور ابن قاروت نے اوباشوں سے ساز باز کر لی ہے اس وجہ سے اس کا انکسار نہیں ہو سکتا۔“ سلطان مسعود نے قسم کھائی کہ تحقیق و تفتیش کے بعد سخت الزام میں ان دونوں کو صلیب پر چڑھاؤں گا چنانچہ اپنے سالے ابن قاروب کو گرفتار کر کے صلیب دے دی۔ ابن وزیر ہاتھ نہ آیا۔ بھاگ گیا۔ اکثر اوباش گرفتار کر لئے گئے اور کچھ بھاگ گئے۔ رعایا اور خلق اللہ کو ان کے ظلم و ستم سے پناہ ملی۔

سلطان مسعود کے خلاف امراء کی بغاوت: ۵۵۷ھ میں یوزابہ والی فارس خوزستان مع اپنی فوج کے قاتلان کی جانب روانہ ہوا، ملک محمد بن سلطان محمود بھی اس کے ہمراہ تھا، ملک سلیمان شاہ بن سلیمان شاہ سلیمان محمد بھی ان لوگوں سے آ ملا۔ ابوزابہ نے امیر عباس والی رے سے ملاقات کی اور دونوں نے متفق ہو کر سلطان مسعود کی مخالفت پر کمر بستہ باندھی اور سلطان مسعود کے اکثر بلاد مقبوضہ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود اس واقعہ سے مطلع ہو کر بغداد سے روانہ ہوا۔ امیر مہملہ اور مطر خادم مع ایک گروہ غلامان بہروز کے آپہنچا۔ اس مہم میں عبدالرحمن طغرل بک حاجب بھی شریک تھا۔ یہ شخص نہایت چالاک اور صاحب اقتدار تھا۔ سلطان مسعود سے جو چاہتا بزرگرا لیتا تھا اس کے باوجود عبدالرحمن کا میلان طبع ان دونوں بادشاہوں کی طرف تھا جو سلطان مسعود کے مخالف تھے سلطان مسعود اور امیر عبدالرحمن نے اپنے حریف کے لشکر کے قریب پہنچ کر مورچہ قائم کیا نامہ و پیام شروع ہوا۔ سلیمان شاہ اپنے بھائی سلطان مسعود سے ملے آیا۔ باتوں باتوں میں صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ امیر عبدالرحمن دونوں فریق کی تنبیہ و تادیب کر رہا تھا۔ آخر کار فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ امیر عبدالرحمن کو علاوہ ان شہروں کے جو اس کے زیر حکومت تھے آذربائیجان اور ارمنیہ کی سند حکومت بھی عنایت ہوئی ابوالفتح بن دراست کو سلطان مسعود کی وزارت دی گئی۔ یہ یوزابہ کا وزیر تھا۔

امیر عبدالرحمن کا قتل: ان لوگوں نے سلطان کو بہ حکمت عملی ایسا دبا لیا کہ وہ اپنے تفرقات اور احکام جاری و نافذ نہ کر سکتا۔ بظاہر یہ لوگ اس کے ساتھ تھے مگر حقیقت میں اس سے علیحدہ تھے بک ارسلان بن بلنکری معروف بہ خاص بک کو بھی ان لوگوں نے ملا لیا جو سلطان کا خاص ملازم اور اس کا پروردہ تھا۔ اس کی سازش سے ان لوگوں نے خاصا فائدہ اٹھایا۔ سلطان مسعود کی ہر خواہش میں یہ لوگ دخل در معقولات کر بیٹھتے تھے اور سلطان مسعود دم نہ مارتا تھا۔ غرض جب عبدالرحمن والی غلخال اور بعض امراء آذربائیجان کا حکم استیلاء اس درجہ بڑھ گیا کہ سلطان مسعود صرف نام کا سلطان رہ گیا اور زمام حکومت عبدالرحمن کے قبضہ اقتدار میں آ گئی تو سلطان مسعود نے خاص بک کو طلب فرما کر اپنے حالات بتلائے اور عبدالرحمن کے مار ڈالنے کا اشارہ کیا۔ خاص بک نے اگرچہ ان امراء سے سازش کر لی تھی جو صورتاً سلطان مسعود کے ہوا خواہ تھے اور معتدا مخالف۔ مگر سلطان مسعود کے حالات سن کر خاص بک کا دل بھر آیا۔ رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا اور چند امیروں کو عبدالرحمن کے قتل کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے عبدالرحمن کے سر پر جب کہ وہ اپنی فوج میں تھا ایک گرز رسید کیا۔ عبدالرحمن چکر اکر زمین پر گرا اور تڑپ کر فوراً دم توڑ دیا۔

امیر عباس کا خاتمہ: یہ خبر سلطان مسعود کو بغداد میں ملی۔ عباس والی رے اس کے ہمراہ تھا والی کا لشکر سلطانی لشکر سے بدرجہا زیادہ تھا۔ اس خبر سے عباس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ سلطان مسعود نے اس کو محسوس کیا اور عباس سے نرمی و ملاطفت سے پیش آنے لگا ایک روز موقع پا کر عباس کو اپنے مجلس امین بلا بھیجا۔ جس وقت اپنے باڈی گارڈ سے علیحدہ ہو کر مسند سلطانی کی طرف بڑھا۔ سلطان مسعود نے اشارہ کر دیا۔ غلاموں نے لپک کر سر اُتار لیا۔ عباس سلطان مسعود کا غلام تھا۔ خلیق عادل رعایا پر ور امور سیاست سے واقف اور فرقہ باطنیہ کا جانی دشمن تھا اس فرقہ پر عباس ہمیشہ جہاد کیا کرتا تھا اس معاملہ میں اس نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے۔ ماہ ذیقعدہ ۵۵۷ھ میں اس کا قتل وقوع میں آیا۔

معمر کے مرج قراتکین اور امیر بوزاہ کا خاتمہ: عبدالرحمن اور عباس کے مارے جانے کے بعد سلطان مسعود نے اپنے بھائی سلیمان شاہ کو تکریت میں نظر بند کر دیا۔ شدہ شدہ ان دونوں امیروں کے قتل کی خبر بوزاہ والی فارس تک پہنچی۔ اس نے فارس اور خوزستان سے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ بعد چندے اصفہان سے محاصرہ اٹھا کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ مقام مرج قراتکین میں مقابلہ ہوا۔ دونوں لشکر جی توڑ توڑ کر لڑے۔ اثناء جنگ میں بوزاہ مارا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک تیر اس کو آگیا تھا۔ جس کے صدمہ سے گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ زندہ گرفتار ہو گیا تھا۔ سلطان مسعود نے اس کا قتل کرایا۔ الغرض بوزاہ کے قتل ہوتے ہی اس کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی کوئی بھد ان کی طرف بھاگا اور کسی نے خراسان میں جا کر دم لیا۔

امیر خاص بک کا عروج: سلطان مسعود اپنے امیروں میں سے جن جن کو قتل کرنا تھا قتل کر چکا تو امیر خاص بک کو اپنے مصاحبوں اور خاص مشیروں میں شامل کر لیا چونکہ امیر خاص بک میں قابلیت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ تھوڑے دنوں میں سلطان مسعود کی ناک کا بال ہو گیا۔ تمام ممالک محروسہ میں اسی کے احکام جاری و ساری ہونے لگے۔

امراء میں بے چینی: اراکین دولت کو یہ تا گوار گزرا۔ امیر خاص بک کو حسد کی نگاہوں سے دیکھنے لگے مگر چارہ کار کچھ نہ تھا خاموش رہے پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ہم لوگوں کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جائے جو عباس، عبدالرحمن اور بوزاہ کے ساتھ برتا گیا۔ اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سلطان مسعود کی ترک رفاقت کر کے عراق کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ ایلدکڑ مسعودی والی گنجه وارانیه و قیصر بقتش کون والی صوبجات جبل، حاجب یعنی مسعودی، طرناطی محمودی، شحنة واسطہ اور ابن طغاریک وغیرہ نامی امیر بنخوف جان نکل بھاگے، کوچ و قیام کرتے ہوئے حلوان پہنچے۔ اہل بغداد اور عراق کو خطرہ پیدا ہوا۔ خلیفہ منکشی شہر پناہ کی مرمت کرنے لگا اور ان لوگوں سے کہلا بھیجا ”آپ لوگ دارالخلافت بغداد میں نہ آئیے“۔ ان لوگوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ چلتے چلتے ماہ ربیع الاول ۵۴۳ھ میں بغداد پہنچے۔ ملک محمد بن سلطان محمود انہی لوگوں کے ہمراہ تھا۔ بغداد کے مشرقی جانب یہ لوگ مقیم ہوئے۔ مسعود جلال شحنة بغداد چھوڑ کر تکریت بھاگ گیا اس سے لوگوں پر اور بدحواسی چھا گئی۔

بغداد پر سلجوقی امراء کا حملہ: اسی اثناء میں علی بن دبیس والی حلب آ گیا اور جانب غربی بغداد میں قیام کیا۔ خلیفہ متقی نے شہر کی محافظت کی غرض سے متعدد فوجیں مرتب کیں۔ بغداد کے عوام الناس اور امیروں میں لڑائی چھڑ گئی۔ کئی بار لڑائی ہوئی۔ کبھی امراء عوام الناس کے مقابلہ سے بھاگ کھڑے ہوتے عوام الناس دور تک ان کا تعاقب کرتے چلے جاتے بعد ازاں وہ دفعۃً لوٹ کھڑے ہوتے اور عوام الناس کو نہایت بے رحمی سے قتل اور پامال کرتے۔ اس قسم کے واقعات بد فحاشات و فوج میں آئے غارت گری اور قتل کے ہنگامہ پر پار ہے۔ چند دنوں بعد کل امراء مجتمع ہو کر تاج کے مقابل گئے۔ زمین بوسی کی جسارت اور دلیر کاغذ رکھا۔ خلافت مآب اور ان لوگوں سے خط و کتابت شروع ہوئی۔ آخر کار ان لوگوں نے بغداد کو چھوڑ کر نہروان کا راستہ لیا۔ مسعود جلال شحنة بغداد و تکریت سے بغداد واپس آیا۔ دیہاتوں، قصبات اور شہروں کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے ان لوگوں نے عراق کو چھوڑ دیا اور خود بھی متفرق و منتشر ہو گئے۔

سلطان مسعود اور ملک سنجر کی ملاقات: باوجودیکہ تمام ملک میں ہلچل مچی ہوئی تھی مگر سلطان مسعود بلاد جبل ہی میں

مقیم رہا اس سے اور اس کے چچا ملک بنجر سے برابر ملاقات ہوتی رہی اور یہ اس کو خاص بک کے بڑھانے اور اراکین و دولت کی علیحدگی پر نصیحت و نصیحت کر رہا تھا۔ اتنے میں ۵۴۳ھ کا دور آ گیا۔ ملک بنجر نے رے کی جانب کوچ کیا۔ سلطان مسعود یہ خبر پا کر اپنے چچا سے ملنے آیا۔ معذرت کی۔ عذرات معقول تھے ملک بنجر نے قبول کر لئے۔

بقش کی نہروان میں غارت گری اس کے بعد رجب ۵۴۳ھ میں اراکین دولت کا ایک گروہ جس میں بقش کون طر نطائی اور ابن دہیس وغیرہ تھے عراق کی جانب واپس آیا۔ ملک شاہ بن سلطان محمود انہی لوگوں کے ہمراہ تھا۔ ان لوگوں نے خلافت مآب سے ملک شاہ کے خطبہ کی بابت خط و کتابت کی مگر خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا۔ فوجیں فراہم کر کے دار الخلافہ کی قلعہ بندی کر لی۔ سلطان مسعود کو ان لوگوں کے آنے کا حال لکھ بھیجا۔ سلطان مسعود نے آنے کا وعدہ کیا لیکن اپنے چچا ملک بنجر کی وجہ سے نہ آ سکا۔ رے میں ٹھہرا رہا۔ بقش کو جب یہ خبر لگی کہ خلافت مآب نے سلطان مسعود کو طبلی کا خط لکھا تھا تو اس نے جی کھول کر لوٹ لیا۔ علی بن دہیس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ طر نطائی نعمانیہ بھاگ گیا۔ اس کے بعد نصف ماہ شوال ۵۴۳ھ میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا۔ بقش نے یہ سن کر نہروان چھوڑ دیا اور روانگی کے وقت علی بن دہیس کو رہا کر گیا۔

یحییٰ بن ہبیرہ کا عہدہ وزارت پر تقرر ۵۴۳ھ میں خلیفہ متقی نے یحییٰ بن ہبیرہ کو قلعہ دار وزارت سپرد فرمایا چونکہ زمانہ محاصرہ بغداد میں یحییٰ نے بڑی جانفشانی اور نہایت کفایت شعاری سے کام لیا تھا اس وجہ سے اس کے صلہ میں خلافت مآب نے عہدہ وزارت عطا فرمایا۔

ملک شاہ کی تخت نشینی یکم ماہ رجب ۵۴۳ھ میں سلطان مسعود نے اپنی حکومت کے اکیسویں سال اور اپنے بھائی کی منازعت کے بیسویں برس مقام ہمدان میں وفات پائی۔ امیر خاص بک بن بلکری نے جو اس کے عہد حکومت میں پیش پیش تھا اس کے برادر زاد ملک شاہ بن سلطان محمود کو مستند خلافت پر بٹھایا۔ حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چنانچہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

سلطان مسعود ملک سلجوقیہ کا آخری بادشاہ تھا جس نے بغداد میں حکومت کی۔ اس کے مرنے سے خاندانی سلجوقی کی سعادت اور نیک نامی مفقود ہو گئی اس کے بعد کوئی شخص ایسا نہ ابھرا جس کی طرف التفات کی جاتی۔ خلیق، کثیر المزاج، عادل اور نماز روزے کا پابند تھا۔

مسعود جلال کا حلقہ پر قبضہ اور فرار سلطان ملک شاہ نے تخت نشینی کے بعد ایک فوج ہر گروہی امیر سالار کرد و حلقہ پر قبضہ کرنے کو روانہ کی۔ امیر سالار کرد نے پہنچتے ہی حلقہ پر قبضہ کر لیا۔ مسعود جلال شجہ بغدادیہ خبر پا کر حلقہ چلا آیا۔ امیر سالار کرد کی اس کارروائی پر شام و صفت کی اور اتفاق رائے کا اظہار کیا۔ دو ہی چار روز بعد موقع پا کر امیر سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈلوادیا اور خود حلقہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ خلافت مآب کو اس کی خبر لگی ایک لشکر مرتب کر کے بہ افسری وزیر السلطنت عون الدولہ بن ہبیرہ، مسعود جلال کی سرکوبی کو روانہ فرمایا۔ مسعود جلال نے بھی لشکر آراستہ کر کے دریائے فرات کو

عبور کیا اور کمال مردانگی سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اہل حلد نے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی اور کسی باغی و سرکش کو شہر میں گھسنے نہ دیا۔ مجبوراً تکریت کی طرف لوٹا اور وزیر السلطنت مظفر و منصور حلد میں داخل ہوا۔

وزیر ابن ہبیرہ کا کوفہ اور واسطہ پر قبضہ: بعد ازاں وزیر السلطنت نے ایک دستہ فوج کوفہ کی طرف اور ایک دستہ فوج واسطہ کی جانب روانہ کی چنانچہ ان فوجوں نے کوفہ اور واسطہ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ہی ملک شاہ کی فوج واسطہ کی جانب آئی۔ خلافت مآب کی فوج نے واسطہ چھوڑ دیا۔ خلافت مآب یہ سن کر یہ نفس نفیس ایک فوج کے ساتھ واسطہ پر آ پہنچے اور سلطانی لشکر کے قبضہ سے اس کو نکال لیا۔ دو چار روز قیام کر کے حلد کی طرف کوچ فرمایا۔ بعدہ اذیقعدہ ۵۲۸ھ کو دار الخلافہ بغداد واپس آئے۔

امیر خاص بک کا قتل: ان واقعات کے بعد امیر خاص بک جو سلطان ملک شاہ کو شکست عملی دباے ہوئے تھا اس طرح میں کہ خود مستقل حکمران ہو جائے۔ سلطان ملک شاہ سے کشیدہ خاطر اور قہر ہو گیا۔ ملک محمد سلطان محمود کو خوزستان سے ۵۲۸ھ میں بلا بھیجا اور کم صفر سنہ مذکور میں اس کے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کی۔ نفس نفیس تحائف قیمتی قیمتی نذرانے پیش کئے مگر دل میں یہ سائی ہوئی تھی کہ کسی طرح سے اس کو بھی گرفتار کر کے اپنی حکومت و سلطنت کی بیعت لینا چاہئے بیعت و تخت نشینی کے دوسرے روز امیر خاص بک ملک محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک محمد اس کے تیور سے تازہ گیا کہ اس کی نیت اچھی نہیں۔ فوراً تلوار کھینچ کر اس کی گردن اتار لی۔ ابدغدی ترکمانی عرف شملہ نے جو امیر خاص بک کے مصاحبوں سے تھا خاص بک کو ملک محمد کے پاس جانے سے منع کیا تھا لیکن خاص بک نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ پس جب یہ مارا گیا تو شملہ نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کر خوزستان میں جا کر دم لیا۔ امیر بک ایک ترکمان کا لڑکا تھا۔ تیز ذہین اور ہوشیار تھا۔ سلطان مسعود کی ملازمت کی رفتہ رفتہ اس کو اس قدر عروج ہوا کہ کل اراکین دولت اس سے دب گئے۔

محاصرہ تکریت: ۵۲۸ھ میں خلیفہ مقتدی نے ایک فوج ہر افری پسر وزیر عون الدولہ اور امیر ترشک جو خلافت پناہی کا خاص مصاحب تھا، تکریت کے محاصرہ کو روانہ فرمائی اتفاق وقت سے مابین پسر وزیر اور ترشک ان بن ہو گئی امیر ترشک نے اس خوف سے کہ مبادا پسر وزیر مجھے گرفتار کر لے مسعود جلال شہنہ والی تکریت سے مل کر پسر وزیر اور ان امیروں کو جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر کے والی تکریت کے حوالہ کر دیا والی تکریت نے ان کو جیل میں ڈال دیا اس سے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ لشکر کا حصہ کثیر دریا میں ڈوب گیا ترشک اور شہنہ نے طریق خراسان کا قصد کیا۔ اثناء راہ میں جس قدر آبادیاں پڑیں ان کو تاخت و تاراج کرنے لگے خلافت مآب نے ان دونوں باغیوں اور نمک حراموں کا تعاقب کیا۔ یہ دونوں باغی بھاگ کھڑے ہوئے خلافت مآب نے تکریت پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا چند دن محاصرہ کئے رہا۔ بعد ازاں دار الخلافہ کی جانب مراجعت فرمائی اس کے بعد ۵۲۹ھ میں خلافت مآب نے پسر وزیر وغیرہ قیدیوں کی غرض سے ایک قاصد تکریت روانہ کیا اہل تکریت نے قاصد کو بھی گرفتار کر لیا۔ تب خلافت مآب نے ان کی سرکوبی کو ایک فوج روانہ کی اہل تکریت نے مقابلہ کیا۔ خلافت مآب کی فوج شہر پر قبضہ نہ کر سکی۔ خلافت مآب کو اس کی خبر لگی لشکر مرتب فرما کر ماہ صفر سنہ مذکور میں بذاتہ اس مہم پر تشریف لے گئے شہر

تکریت پر پہنچتے ہی قبضہ کر لیا رہ گیا قلعہ تکریت وہ فتح نہ ہوا۔ محاصرہ کر لیا چند روز محاصرہ کر کے آخری ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کو بے نیل و مرام بغداد کی طرف مراجعت کی۔

قلعہ تکریت کا محاصرہ: بغداد پہنچ کر وزیر السلطنت کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ محاصرہ تکریت پر روانہ کیا۔ قلعہ شکن منجیقیں آلات حصار اور بے حد سامان جنگ مرحمت فرمایا۔ ربیع الثانی کو وزیر السلطنت نے قلعہ تکریت کا حصار کیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر کے اہل قلعہ کو تنگ کرنے لگا۔ اس اثناء میں یہ خبر گئی کہ مسعود جلال شخہ اور ترشک ایک عظیم لشکر لئے ہوئے تکریت میں آ گئے ہیں۔ انہیں لوگوں کے ساتھ بقیعش کون بھی ہے۔ انہی لوگوں نے ملک محمد کو قبضہ عراق پر ابھارا تھا۔ اگرچہ اس پر وہ آمادہ نہیں ہوا مگر یہ لشکر اس نے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا۔ علاوہ اس کے ترکمانوں کا ایک گروہ کثیر اس لشکر میں آ ملا ہے۔

معرکہ عقربا بل: خلیفہ عقیقی یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور لشکر آ راستہ کر کے مقابلہ کی غرض سے کوچ کر دیا مسعود جلال شخہ ایک چلتا پرزہ تھا یہ سمجھ کر کہ میں خلیفہ کے لشکر کا مقابلہ نہ کر سکوں گا۔ ملک ارسلان بن سلطان طغرل بن سلطان محمد کو جو ایک مدت سے تکریت میں قید تھا۔ خلافت مآب کے مقابلہ پر تیار کیا اور اپنی فوج اور نیزہ لشکر کو یہ دم پٹی دی کہ یہ تمہارا سلطان ابن سلطان ہے اس کے ساتھ ہو کر مدعی خلافت سے لڑو جو درحقیقت سزاوار خلافت نہیں ہے۔ مقام عقربا بل میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ اٹھارہ دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی آخر کار آخری رجب کو خلافت مآب کا مینہ شکست کھا کر بغداد کی جانب بھاگا۔ فتح مند گروہ نے خزانہ لوٹ لیا۔ بڑی گھسان کی لڑائی ہوئی، کشتوں کے پستے لگ گئے خلافت مآب کے لشکر کا حصہ کثیر اگرچہ بھاگ گیا تھا۔ مگر خلافت مآب نہایت استقلال اور مردانگی سے مقابلہ کرتے اور اپنی بقیہ فوج کو لڑاتے رہے۔

اس استقلال اور ثابت قدمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ عجی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ خلافت مآب کو فتح نصیب ہوئی۔ ترکمانوں کا کل مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ عورتیں لوٹ لیں، لڑکے غلام بنائے گئے۔ بقیعش کون مع ارسلان بن طغرل کے قلعہ مہاکین بھاگ گیا اور خلافت مآب نے یکم شعبان سنہ مذکور کو دار الخلافہ بغداد کی جانب مراجعت فرمائی۔

مسعود جلال اور ترشک کی سرکوبی: اس واقعہ کے بعد مسعود جلال شخہ اور ترشک نے پھر فوجیں فراہم کیں اور بہ قصد غارت گری واسطہ کی طرف بڑھے خلافت مآب نے وزیر السلطنت ابن ہبیرہ کو مسعود جلال کی سرکوبی پر متعین فرمایا چنانچہ وزیر السلطنت نے ان باغیوں اور سرکشوں کو پہلے ہی معرکہ میں میدان جنگ سے مار بھاگایا اور مظفر منصور بہت سا مال قیمت لے کر دار الخلافہ بغداد واپس آیا۔ خلافت مآب نے خوش ہو کر ”سلطان العراق“ کا لقب عنایت کیا۔

ارسلان بن طغرل: ارسلان بن طغرل جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ بقیعش کون کے ساتھ قلعہ مہاکین چلا گیا تھا۔ سلطان محمد نے یہ خبر پا کر بقیعش کو ارسلان کے حاضر کرنے کو لکھ بھیجا اتفاق یہ کہ بقیعش کون نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں وفات پائی اور ارسلان بقیعش کے بیٹے اور حسن خازن دار کے قبضہ میں رہ گیا۔ یہ دونوں اس کو بلاد جبل لے کر چلے گئے۔ پھر وہاں سے ابو الہوان شہر مادر سلطان محمد کے پاس جا پہنچے۔ جس طغرل کو خوارزم شاہ نے قتل کیا تھا وہ ارسلان کا بیٹا تھا اور وہی سلاطین سلجوقیہ کی آخری یادگار تھا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتدی نے ۵۵۰ھ میں دوقا پر فوج کشی کی۔ چند روز تک اس پر محاصرہ کئے رہا بعد ازاں یہ خبر پا کر لشکر موصل اس کی مدافعت کو آ رہا ہے۔ دار الخلافہ بغداد واپس آیا۔

شملہ کا خوزستان پر قبضہ۔ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ شملہ ترکمانی نسل کا تھا اس کا نام ایذ عدی تھا اور امیر خاص بک ترکمانی کے خاص مصاحبوں سے تھا جس روز سلطان محمد نے اس کے آقائے نعمت امیر خاص بک کو قتل کیا اسی روز بخوف جان خوزستان کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔ ملک شاہ بن سلطان محمد ان دنوں خوزستان کا حکمران تھا خلیفہ مقتدی نے یہ خبر پا کر کہ شملہ خوزستان کی جانب جا رہا ہے ایک فوج اس کے تعاقب میں روانہ کی۔ شملہ نے اس فوج کا مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے اس کو شکست دے کر اس کے سرداروں کو قید کر لیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد ان کو رہا کر کے خلافت مآب کی خدمت میں بھیج دیا اور اپنی جسارت و دلیری کی معافی چاہی۔ خلافت مآب نے اس کا عذر منظور فرما لیا۔ شملہ خوزستان کی طرف بڑھا اور اس کو ملک شاہ بن سلطان محمد کے قبضہ سے نکال کے خود حکمرانی کرنے لگا۔

سلطان سنجر کا زوال۔ سلطان سنجر سلطان ملک شاہ کا صلی لڑکا تھا جس وقت سلطان برکیاروق بن ملک شاہ نے ۵۹۰ھ میں خوزستان پر اپنے چچا ارسلان ارغو سے قبضہ حاصل کیا جیسا ہم ان کے حالات کے ضمن میں تفصیل بیان کریں گے تو اپنے بھائی سنجر کو خوزستان پر مامور کیا اور محمد بن اوشکین کو امیر داؤد حبشی بن یوساق کی جانب سے خوارزم پر متعین فرمایا۔ پھر جب سلطان محمد نے علم حکومت بلند کیا اور سلطان برکیاروق سے حکومت و سلطنت کی بابت جھگڑ پڑا اور یہ فساد ایک مدت تک برابر جارہا اس وقت ملک سنجر کو خراسان کی حکومت سلطان محمد نے عطا کی کیونکہ وہ اس کا حقیقی بھائی تھا چنانچہ اس زمانہ سے سلطان سنجر خراسان پر حکمرانی کرتا آ رہا تھا تا نکہ سلطان محمد کے بعد اس کی اولاد میں اختلاف پیدا ہوا۔ اس وقت یہ ان لوگوں کا مشیر اور معتمد علیہ تھا ہر کام میں اس سے مشورہ لیا جاتا جو شخص دار الخلافہ بغداد کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لیتا اس کو "سلطان العراق" کے لقب سے یاد کرتا۔ بعد ازاں ترکوں میں سے خطا کار گروہ درہائے کوہستان چین سے نکلا اور اس نے ماوراء النہر وغیرہ کو سلاطین خانیہ ۱ ملوک ترکستان سے ۵۳۶ھ میں چھین لیا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات میں ان واقعات کو بالتفصیل بیان کریں گے سلطان سنجر نے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے لشکر آرائی کی۔ ترکان خطا نے شکست دے کر اس کے لشکر کے حصہ کثیر کو قتل کر ڈالا۔ اس سے اس کے قوائے حکمرانی میں اضمحلال پیدا ہو گیا۔

بنی خوارزم شاہ کی حکومت کا آغاز۔ خوارزم شاہ کو اپنی فوت بڑھانے کا موقع مل گیا ترکان خطا کا یہ دستور تھا کہ جب یہ بلاد ترکستان پر قابض ہوتے تو غر کو جو وہاں پر یادگار بقیہ سلجوقیہ تھے تنگ کر کے خراسان کی طرف نکال دیتے تھے سلجوقیہ نے اپنی شروع حکومت میں خراسان کو اپنا مستقر حکومت بنا لیا تھا اور اس پر قابض و متصرف ہوئے تھے اور ان کے بقیہ خلاف جو غر کے نام سے موسوم تھے اطراف ترکستان میں باقی رہ گئے تھے وہ ترکان خطا کی عنایتوں سے خراسان آ رہے اور وہیں انہوں نے اپنی حکومت کا سکہ جمایا پھلے پھولے اوز بڑھے۔ بعد ازاں جب ان کا شور و شر بڑھا تو سلطان سنجر نے ۵۴۸ھ میں ان پر

۱۔ سلاطین خانیہ افراسیاب ترک نسل تھے اور مسلمان تھے ان کا مورث اعلیٰ شین فراخا قان دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا۔ ابن کامل اشیر جلد ۳ صفحہ ۳۰۔

فوج کشی کی۔ ان لوگوں نے سلطان بنجر کو شکست دی اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اس کو قید بھی کر لیا۔ کل بلاد خراسان پر قابض و متصرف ہو گئے امراء و اراکین دولت منتشر و متفرق ہو گئے جو جس شہر میں پہنچا اُس کو داب بیٹھا۔ ترکان خطا کو بھی زیر و زبر کرنے لگے۔ سلطان بنجر کو نظر بند کئے ہوئے تمام ممالک کو لوٹنے پھرتے تھے۔ یہی ذریعہ ان کے لوٹ لینے اور تاخت و تاراج کرنے کا تھا۔ رفتہ رفتہ اکثر شہروں پر قابض ہو گئے تا آنکہ سلطان بنجر ان کی حراست سے ۵۵۵ھ میں نکل بھاگا اور ۵۵۲ھ میں ترکان خطا کی مدافعت کی تمنا لئے ہوئے فوت ہو گیا۔ اس وقت خراسان ان کے امیروں پر تقسیم ہو گیا جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کے ذیل میں تحریر کریں گے۔ بعد ازاں بنی خوارزم شاہ نے ان کل بلاد پر اور نیز اصفہان رے اور صوبجات غزنہ پر بنی سبکتگین سے قبضہ حاصل کر لیا اور بجائے سلاطین سلجوقیہ کے حکمرانی کرنے لگے یہاں تک کہ چنگیز خان بادشاہ تاتار نے اوائل ساتویں صدی میں ان کے دولت و حکومت کا خاتمہ کر دیا جیسا کہ ہم آئندہ جہاں پر ان لوگوں کے حالات علیحدہ و جدا گانہ تحریر کرنے والے ہیں ضبط تحریر میں لائیں گے۔

سلیمان شاہ اور خوارزم شاہ: سلیمان شاہ بن محمد برسوں سے اپنے چچا ملک بنجر کے پاس خراسان میں مقیم تھا ملک بنجر نے اس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور منابر خراسان پر اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھوایا تھا پس جب ترکان غزنہ نے ملک بنجر کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا تو سلیمان شاہ اس کے لشکر پر حکومت کرنے لگا۔ بعد ازاں ترکان غزنہ سے مغلوب ہوا بھاگ کر خوارزم شاہ کے پاس پہنچا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنی بھتیجی سے اس کا نکاح کر دیا لیکن بعد چندے کسی وجہ سے ناراض ہو گیا۔ سلیمان شاہ نے اصفہان کا راستہ لیا۔ فوج اصفہان نے داخل نہ ہونے دیا۔ تب سلیمان شاہ نے قاشان کی جانب کوچ کیا۔ سلطان محمد نے یہ خبر پا کر ایک فوج بھیج دی۔ جس نے غریب سلیمان شاہ کو قاشان میں بھی داخل نہ ہونے دیا۔ بدرجہ مجبوری خوزستان کا رخ کیا وہاں ملک شاہ نے رد کا۔ غرض جب کسی طرف سے خیر مقدم کی آواز سنائی نہ دی اور تلواروں اور نیزوں ہی سے استقبال ہوتا نظر آیا تو نجف چلا گیا اور سید محسن کے پاس قیام پذیر ہوا۔

سلیمان شاہ کی بغداد میں آمد: خلافت مآب سے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور اس غرض سے کہ آئندہ خلافت مآب کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا رہوں گا، اپنی بیوی اور بچوں کو دربار خلافت میں بھیج دیا۔ حصول اجازت کے بعد تھوڑی سی فوج کے ساتھ جس کی تعداد تین سو سے زیادہ نہ تھی دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ وزیر السلطنت کے بیٹے قاضی القضاۃ اور اراکین دولت نے استقبال کیا چنانچہ سلیمان شاہ نے ماہ محرم ۵۵۵ھ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ قاضی القضاۃ اراکین دولت اور خاندان عباسیہ کے نامی نامی افراد موجود تھے۔ سلیمان شاہ نے دستور کے مطابق اطاعت اور فرمانبرداری کی قسم کھائی اور اس امر کا اقرار کیا کہ آئندہ عراق سے معترض نہ ہوگا۔ خلافت مآب نے خوش ہو کر خلعت دی۔ جامع بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا اور اس کو دو ہی خطابات اور القاب عنایت فرمائے جو اس کے باپ کے تھے اور لشکر بغداد سے تین سو سوار مرحمت فرمائے امیر قویدان والی حلد کو طلب فرما کر اس کا امیر حاجب مقرر کیا۔

سلیمان شاہ اور سلطان محمد میں جنگ: ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں سلیمان شاہ نے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا اور خلافت مآب کا موکب ہمایوں حلوان کی جانب روانہ ہوا۔ ملک شاہ بن سلطان محمود بردار سلیمان شاہ والی خوزستان کو خلافت

مآب نے طلب کر کے سلیمان شاہ کی موافقت اور اپنی اطاعت کی قسم لی اور اس امر کا عہد کیا کہ سلیمان کے بعد ملک شاہ وارث تخت و تاج ہوگا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے دونوں کو مال و اسباب، زرفند اور آلات حرب سے مدد دی۔ سب کے سب جمع ہو کر ہمدان اور اصفہان کی طرف بڑھے ایلدکز والی بلاد اران بھی انہی لوگوں میں آ ملا جس سے ان کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ سلطان محمد کو ان لوگوں کے اجتماع اور روانگی کی خبر لگی۔ گھبرا کر قطب الدین مودود زنگی والی موصل اور اس کے نائب زین الدین کو خط لکھا اور امداد طلب کی ان لوگوں نے نہایت خوشی سے یہ درخواست منظور کی چنانچہ سلطان محمد نے مع ان لوگوں کے سلیمان شاہ سے مقابلہ کرنے کو خروج کیا۔ ماہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں صف آرائی کی۔ کئی روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی آخر کار سلیمان شاہ کو شکست ہوئی۔ سارا لشکر متفرق و منتشر ہو گیا۔ ایلدکز اپنے شہر بھاگ گیا۔ سلیمان شاہ نے بغداد کا راستہ اختیار کیا شہر زور ہو کر گزرا۔ زین الدین کو چک (یہ قطب الدین کا نائب تھا) نے چھیڑ چھاڑ کی، امیر بزان نے جو زین الدین کی طرف سے شہر زور پر حکمرانی کر رہا تھا۔ آگے بڑھ کر راستہ روک لیا اور پیچھے سے زین الدین نے حملہ کر دیا سلیمان شاہ سے کچھ بین نہ آئی گرفتار ہو گیا۔ زین الدین نے موصل میں لاکر قلعہ میں نظر بند کر دیا۔ اور ایک عرض داشت کے ذریعہ سے سلطان محمد کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔

محاصرہ بغداد: سلطان محمد نے دربار خلافت میں یہ درخواست دی تھی کہ میرے نام کا بغداد کی مساجد میں خطبہ پڑھا جائے خلافت مآب نے اس سے انکار کیا تھا طرہ یہ ہوا کہ سلیمان شاہ سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا حلف لے کر اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں سلطان محمد کو یہ امر ناگوار گزرا لشکر آراستہ کر کے ہمدان سے عراق کی جانب کوچ کیا ماہ ذی الحجہ ۵۵۵ھ میں عراق پہنچا۔ قطب الدین اور اس کے نائب زین الدین کی طرف سے لشکر موصل بھی سلطان محمد کی کمک پر آیا ہوا تھا۔ بغداد میں اس سے بے حد اضطراب پیدا ہو گیا۔ خواص اور عوام کے ہوش و حواس جاتے رہے خلافت مآب نے بھی فراہمی فوج کی جانب توجہ فرمائی۔ خطلو برس والی واسط ایک لشکر لے کر آ پہنچا۔ مہملہل نے حلقہ پر قبضہ کر لیا وزیر السلطنت ابن مہیرہ قلعہ بندی میں مصروف ہوا۔ موقع موقع سے دھس بندھوائے نہریں کھدوائیں، مورچے قائم کئے، پلوں کو تڑوا دیا اور کل کشتیاں حکومت کے لئے جمع کر لیں، اہل بغداد غربی جانب سے وسط بغداد میں آ رہے۔ مال و اسباب محل سرائے خلافت میں رکھوا دیا گیا۔ بعد ازاں خلیفہ مقتدی لشکر اور عوام الناس کو مسلح اور سامان جنگ سے آراستہ کر کے محاصرین کی مدافعت کو نکلا۔ ایک مدت تک سلسلہ جنگ جاری رہا۔ سلطان محمد نے دجلہ کے ساحل شرقی پر ایک پل بندھوا کر عبور کیا اور اس جانب سے بھی ہنگامہ کار زر ارگرم کر دیا۔

سلطان محمد کی مراجعت: اب بغداد میں دو طرف سے لڑائی پھڑی ہوئی تھی۔ محصوروں پر عرصہ حیات تنگ ہو رہا تھا۔ رسد و غلہ کی کمی محسوس ہو چلی تھی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ محاصروں نے ناکہ بندی کر لی تھی باہر کی آمد و رفت بند ہو گئی تھی۔ لشکر موصل آنے کو تو میدان جنگ میں آ گیا تھا لیکن چونکہ سلطان نور الدین محمود زنگی نے جو قطب الدین کا بڑا بھائی تھا زین الدین کو خلافت مآب سے جنگ کرنے پر ملامت آمیز خط لکھ کر بھیجا تھا۔ جنگ کرنے سے جی چاہتا تھا، اثناء جنگ میں یہ خبر لگی کہ ملک شاہ اور ایلدکز والی بلاد اران اور ارسلان بن ملک طغرل بن سلطان محمد نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمد یہ سنتے

ہی محاصرہ سے دست کش ہو کر آخری ماہ ربیع الاولیٰ ۵۵۲ھ میں ہمدان کی طرف کوچ کر گیا اور زین الدین نے موصل کی جانب معاودت کی۔

ملک شاہ اور ایلدکز کی پسپائی: سلطان محمد نے جس وقت ہمدان کا قصد کیا تھا ملک شاہ اور ایلدکز مع اپنے رفقاء اور ہمراہیوں کے رہے چلے آئے تھے ایانج شہرے نے مزاحمت کی، لڑائی ہوئی۔ ان لوگوں نے اپناج کو شکست دے دی۔ سلطان محمد نے یہ خبر پا کر امیر سقمان بن قایماز کو بسرا فری ایک فوج کے ایانج کی کمک پر روانہ ہوا۔ امیر سقمان ہنوز رہے نہ پہنچے پایا تھا کہ ملک شاہ اور ایلدکز رہے سے لوٹ کھڑے ہوئے تھے اور بقصد محاصرہ بغداد جا رہے تھے اثناء راہ میں امیر سقمان سے ٹکرائے اور بھیڑ ہو گئی ایک خونریز جنگ کے بعد امیر سقمان کو شکست ہوئی، سلطان محمد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ملک شاہ اور ایلدکز کے تعاقب میں خوزستان کی جانب کوچ کیا حلوان میں پہنچ کر یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ایلدکز تو اس وقت دینور میں ٹھہرا ہوا ہے اور ایانج نے بعد روانگی دو ایسی ملک شاہ و ایلدکز ہمدان میں پھر داخل ہو کر قبضہ کر لیا ہے اور بدستور سابق سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے اس خبر کی استماع سے سلطان محمد کے تن مردہ میں جان سی پڑ گئی اسی وقت ہمدان کی جانب معاودت کا حکم دے دیا۔ باقی رہ گئے ملک شاہ اور ایلدکز، ان کے رفقاء متفرق و منتشر ہو گئے۔ شملہ والی خوزستان نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ ملک شاہ اور ایلدکز کے چھکے چھوٹ گئے۔ چارو ناچار اپنے اپنے شہروں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

سفر ہمدانی کی سرکشی و اطاعت: سفر ہمدانی والی طغ نے ان جھگڑوں اور نزاعات سے سواد بغداد کو تاخت و تاراج کیا تھا اور ایک خاصا لشکر بھی مرتب اور تیار کر لیا تھا۔ خلیفہ مقتدی کو جب ایک گونہ فراغت حاصل ہوئی تو اس نے سفر ہمدانی کی سرکوبی کی جانب توجہ کی۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۵۵۲ھ میں لشکر آراستہ کر کے سفر کی طرف بڑھا۔ طغ کے قریب پہنچ کر امیر خطلو برس نے گزارش کی ”خلافت مآب یہیں قیام فرمائیں یہ خادم اس مہم کو سر کر لے گا۔“ خلیفہ مقتدی نے اس رائے کو پسند فرما کر امیر خطلو برس کو روانگی کا حکم دیا چنانچہ امیر خطلو برس نے سفر کے پاس جا کر سمجھایا بجھایا اور اس کو علم خلافت کا مطبوع بنا کر خلافت مآب کی خدمت میں واپس آیا اور مکمل حالات عرض کئے خلافت مآب نے خوش ہو کر امیر خطلو برس اور امیر ارغش کو بلاد طغ میں جاگیریں عنایت فرما کر دار الخلافہ کی جانب مراجعت کی۔

سفر کی بغاوت اور شکست: واپسی کے بعد خلافت مآب اور امیر ارغش نے بلاد طغ کا قصد کیا سفر امیر ارغش کو بلاد طغ سے نکال باہر کر کے تنہا حکومت کرنے لگا اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ امیر خطلو برس یہ خبر پا کر دار الخلافہ بغداد سے ایک لشکر لے کر روانہ ہوا۔ سفر مقابلہ پر آیا گہما گہمی کی لڑائی ہوئی میدان امیر خطلو برس کے ہاتھ رہا۔ سفر کو شکست ہوئی۔ چار سو سواروں کی جمیعت سے قلعہ مابکی کی طرف بھاگ گیا جو امیر قایماز عمیدی کے قبضہ و تصرف میں تھا اس کے بعد ۵۵۴ھ میں اپنی فوج کو آراستہ اور درست کر کے پھر بلاد طغ کا قصد کیا۔ امیر ارغش نے مقابلہ کیا لڑائیاں ہوئیں آخر کار امیر ارغش کو شکست ہوئی کمال اتھری سے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلافت مآب نے یہ خبر پا کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے اپنی فوج کو آراستہ کر کے نعمانہ کی جانب کوچ فرمایا اور بطور مقدمہ انجیش ایک فوج بسرا فری ترغش سفر کی

سرکوبی کو روانہ کی۔ سفر نے یہ سن کر پہاڑوں کا راستہ لیا۔ ترشک نے اس کے پس ماندہ مال و اسباب کو لوٹ کر قلعہ مائیکہ پر محاصرہ کر لیا۔ چندے محاصرہ کر کے بند تھکین کی طرف مراجعت کی اور ایک عرض داشت اطلاعی دار الخلافت بغداد میں بھیج دی۔

سفر کی اطاعت: سفر بحال پریشان ملک شاہ کے پاس پہنچا ملک شاہ نے پانچ سو سواروں سے اس کی مدد کی۔ سفر نے پھر اپنے قلعہ اور شہر کا قصد کیا۔ ترشک نے بھی یہ سن کر خلافت مآب سے امداد طلب کی۔ خلافت مآب نے ایک فوج امدادی بھیج دی۔ سفر نے ایک سفیر صلح کی گفتگو کرنے کو ترشک کے پاس بھیجا ترشک نے اس کو قید کر لیا اور لشکر تیار کر کے حملہ کر دیا۔ سفر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سارا لشکر پامال ہو گیا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ سفر نے زخمی ہو کر بلاد عجم میں جا کر دم لیا ایک مدت تک ٹھہرا رہا بعد ازاں اسی ۵۵۴ھ کے اخیر میں پوشیدہ طور سے بغداد آیا اور تاج کے زور و اپنے کو ڈال دیا۔ خلیفہ متقی نے خوش ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔

شملہ کا فرار: ہاں ۵۵۳ھ میں شملہ اور قایماز سلطانی نے اطراف بادریا میں لشکر آرائی کی تھی، لڑائی سخت اور خوریز تھی، قایماز کو اس جنگ میں شکست ہوئی اثناء دارو گیر میں مارا گیا خلیفہ متقی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک فوج شملہ کے سر کرنے کو روانہ کی۔ شملہ یہ خبر پا کر ملک شاہ کے پاس بھاگ گیا۔

سلطان محمد کی وفات: سلطان محمد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ محاصرہ بغداد کی واپسی کے بعد سہل کے مرض میں مبتلا ہوا۔ مرض نے اس قدر طول پکڑا کہ اسی عارضہ میں مقام ہمدان ماہ ذی الحجہ ۵۵۴ھ میں اپنی حکومت کے سات برس چھ مہینے بعد وفات پائی۔ بوقت وفات آقسنقر احمد ملی کو طلب کر کے اپنے بیٹے کو سپرد کیا اور یہ کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ میرے بعد میرے اراکین دولت اس لڑکے کی اطاعت نہ کریں گے تم اس کو اپنے ملک لے کر چلے جاؤ چنانچہ بعد وفات سلطان محمد آقسنقر اس کے بیٹے کو لے کر مراغہ چلا گیا۔

سلیمان شاہ کی تخت نشینی: انتقال کے بعد سلطان محمد کے اراکین دولت میں اختلاف پڑا ایک گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد کے چچا) کو تخت نشین کیا چاہتا تھا اور ایک گروہ سلطان محمد کے بھائی ملک شاہ کو تخت و تاج کا مالک بنانے کا قصد رکھتا تھا اور کچھ لوگ ارسلان بن سلطان طغرل کی طرف مائل تھے جو ایلدکز کے ساتھ بلاد اران میں مقیم تھا۔ اراکین دولت اسی جیس بیض میں پڑے ہوئے تھے کہ ملک شاہ مع شملہ ترکمانی اور وکلانے والی فارس کے خوزستان سے اصفہان آ پہنچا ابن خجندی نے سر اطاعت جھکا دیا۔ رسد وظہ فراہم کر دیا اور لشکر ہمدان کو اطاعت کا پیام بھیجا۔ لشکر ہمدان نے انکاری جواب دیا بعد ازاں ہمدان کے بڑے بڑے امراء نے قطب الدین مودود دین زنگی والی موصل کے پاس اوائل ۵۵۵ھ میں یہ پیام بھیجا کہ سلیمان شاہ کو قید سے رہا کر کے ہمدان روانہ کر دو ہم لوگ بدل و جان اس کی حکومت و سلطنت کے خواہاں ہیں چنانچہ قطب الدین نے اس شرط سے سلیمان شاہ کو رہا کر کے اپنے نائب زین الدین علی کو چک کے ہمراہ موصل کے ایک دستہ فوج کے ساتھ ہمدان روانہ کیا کہ تخت و تاج کا ملک سلیمان شاہ جو اسکی اتالیقی قطب الدین مودود زنگی کو دی جائے اور جمال الدین کو جو قطب الدین کا وزیر ہے عہدہ وزارت عطا ہو۔ جون ہی سلیمان شاہ بلاد جبل میں داخل ہوا چاروں طرف سے فوجیں جوق جوق

آنے لگیں۔ زین الدین کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ بلا اطلاع سلیمان شاہ موصل کی جانب مراجعت کر دی۔ زین الدین کی واپسی سے سلیمان شاہ کا شیرازہ انتظام درہم برہم ہو گیا جس قصد سے خروج کیا تھا وہ پورا نہ ہو سکا لیکن اسے ہمت نہ ہاری۔ ہمدان میں داخل ہوا۔ اہل ہمدان نے اسکی سلطنت و حکومت کی بیعت کی۔ دار الخلافت بغداد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ملک شاہ کا خاتمہ : اس اثناء میں ملک شاہ کی جمعیت بھی اصفہان میں بڑھ گئی۔ دار الخلافت بغداد میں کہلا بھیجا۔ سلیمان شاہ کا خطبہ موقوف کر کے میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور جو قوانین عراق پہلے تھے پھر جاری کئے جائیں ورنہ میں پھر فوج کشی کر دوں گا۔ وزیر عون الدین ہبیرہ نے حکمت عملی سے کام لیا۔ ایک لوٹڈی ملک شاہ کے پاس بھیج دی جس نے زہر دے کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۵۵ھ کا ہے۔

سلیمان شاہ اور شرف الدین میں کشیدگی : ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان کے ملک شاہ کے کل امیروں اور مصاحبوں کو نکال دیا اور سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا شہد نے خوزستان کی جانب معاودت کی اور ان کل بلاد پر قبضہ کر لیا جن پر ملک شاہ متصرف اور قابض تھا غرض اس طرح سے سلیمان شاہ کی حکومت کا سکہ ان شہروں میں چلنے لگا تھوڑے دنوں بعد لہو و لعب میں منہمک ہو گیا۔ کاروبار سلطنت چھوڑ کر ناچ و رنگ میں اپنی اوقات صرف کرنے لگا۔ دن رات شراب نوشی کا شغل رہنے لگا۔ امراء اور اراکین دولت کی طرف ملتفت نہ ہوتا تھا۔ مسخروں، گویوں اور نقالوں سے دربار بھرا رہتا تھا امور سلطنت شرف الدین کرد باز جو مشائخ سلجوقیہ سے تھا انجام دے رہا تھا یہ شخص نہایت دین دار صاحب عقل اور باتدبیر تھا۔ امراء اور اراکین دولت اس سے اکثر سلیمان شاہ کی شکایت کیا کرتے تھے ایک روز یہ سلیمان شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نصیحتاں کچھ عرض و معروض کرنے لگا۔ سلیمان شاہ اس وقت نشہ میں تھا۔ مسخروں کو اشارہ کر دیا۔ انہوں نے شرف الدین کو بیٹا شروع کر دیا۔ شرف الدین ناراض ہو کر اٹھ کر چلا آیا۔

سلیمان شاہ کا قتل : سلیمان شاہ کو جب ہوش آیا تو شرف الدین سے عذرخواہی کی شرف الدین نے سلیمان شاہ کا عذرتو قبول کر لیا مگر آنا جانا ایک قلم بند کر دیا۔ سلیمان شاہ کو اس سے کچھ خطرہ پیدا ہوا۔ ایٹانچ والی رے کو اپنی کمک پر بلا بھیجا ایٹانچ ان دنوں علیل تھا۔ معذرت کی کہ صحت کے بعد میں مع اپنی فوج کے حاضر ہوں گا۔ اتفاق یہ کہ اس کی خبر شرف الدین تک پہنچ گئی اس سے سخت ناراضگی اور بے حد کشیدگی بڑھ گئی۔ ایک روز دعوت کے بہانہ سے سلطان سلیمان شاہ کو مع اس کے حاشیہ نشینوں کے اپنے مکان پر مدعو کیا اراکین دولت تو اس سے تنگ آ ہی رہے تھے۔ شرف الدین کا اشارہ پا کر سلیمان شاہ کو مع اس کے مصاحبوں اور وزیر ابوالقاسم محمود بن عبدالعزیز حامدی کے ماہ شوال ۵۵۶ھ میں گرفتار کر لیا گیا۔ وزیر اور مصاحبوں کو تو اسی وقت قتل کر ڈالا اور سلیمان شاہ کو چندے قید میں رکھا۔ بعد ازاں ایک شخص کو اشارہ کر دیا۔ اس نے گلا گھونٹ کر سلیمان شاہ کو مار ڈالا۔

ایلدکز اور ایٹانچ کا اتحاد : ایٹانچ والی رے کو اس کی خبر گیری فوجیں مرتب کر کے غارت گری کرتا ہوا ہمدان پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ شرف الدین نے اتابک اعظم ایلدکز کو اس واقعہ سے مطلع کر کے ارسلان شاہ بن طغرل کو بیعت کرنے کی غرض سے

بلا بھیجا۔ چنانچہ ایلدکوز میں ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمدان آ پہنچا۔ ایٹانچ محاصرہ سے دست کش ہو کر چلا گیا۔ ایلدکوز نے ہمدان میں داخل ہو کر ارسلان شاہ بن طغرل کے نام کا خطبہ پڑھا اس کی حکومت و سلطنت کی اہل ہمدان سے بیعت لی۔ ایلدکوز اس کا اتابک مقرر کیا گیا اور بہلولان بن ایلدکوز اس کا حاجب بنایا گیا۔ دربار خلافت میں اس واقعہ کی اطلاعی عرضداشت بھیجی گئی اور یہ درخواست کی گئی کہ ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا جائے اور جیسا کہ سلطان مسعود کی عہد حکومت میں عراق کا انتظام تھا ویسا ہی اب پھر جاری کیا جائے۔ خلافت مآب نے سفیر کو جواب نہ دیا اور دربار خلافت سے نہایت بے عزتی سے نکلوا دیا۔ باقی رہا ایٹانچ والی رے اس نے ایلدکوز سے سازش کر لی اور اپنی بیٹی کا عقد بہلولان بن ایلدکوز سے کر کے ہمدان چلا آیا۔ ایلدکوز سلطان مسعود کے خادموں سے تھا۔ اس کو اران اور بعض مقامات آذربائیجان کی حکومت دی گئی تھی وہ سلاطین سلجوقیہ کی کسی خانہ جنگی میں شریک نہیں ہوا۔ اس نے مادر ارسلان شاہ یعنی زوجہ طغرل سے انتقال کے بعد ملک طغرل سے نکاح کر لیا تھا جس سے بہلولان محمد اور قزل ارسلان عثمان پیدا ہوئے۔

معمر کہ نہر البسود: ایلدکوز اور ایٹانچ میں مصالحت ہو جانے کے بعد ایلدکوز نے آقسقر احمد ملی والی مراغہ کو ارسلان شاہ کی اطاعت کو لکھ بھیجا۔ آقسقر نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ ایک لڑکے کا نام کا خطبہ پڑھنے اور اس کی بیعت کرنے کی دھمکی بھی دی۔ یہ لڑکا اس کے پاس موجود تھا یعنی محمود بن ملک شاہ۔ اصل یہ ہے کہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے اس نوعمر لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے اور اس کی بیعت کرنے کی تحریک کی تھی۔ اس بناء پر ایلدکوز نے ایک فوج بسرا فری اپنے بیٹے بہلولان کے لئے روانہ کی۔ یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہوئی مراغہ کی جانب بڑھی آقسقر نے یہ خبر پا کر ساہر مز والی خلاط سے امداد طلب کی چنانچہ ساہر مز نے ایک فوج بن آقسقر کی کمک پر بھیج دی ابن آقسقر اور بہلولان کا نہر البسود پر مقابلہ ہوا۔ بہلولان نے شکست کھا کر ہمدان کی طرف مراجعت کی اور آقسقر مظفر و منصور مراغہ لوٹ آیا۔

محمود بن ملک شاہ کی رہائی: جس وقت ملک شاہ بن محمود نے اصفہان میں زہر سے وفات پائی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو اس کے مصاحبوں کا ایک گروہ مع اس کے بیٹے محمود کے پاس بلاد فارس کی طرف چلا گیا۔ زنگی بن وکلاء سفیری والی فارس نے محمود بن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین کے قلعہ اصطر میں لے جا کر نظر بند کر دیا پس جب ایلدکوز نے بغداد میں اپنے ربیب ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا پیام بھیجا تو وزیر السلطنت عون الدین ابوالمظفر یحییٰ بن ہبیرہ نے گرد و نواح کے امراء اور والیان ملک سے سازش شروع کر دی۔ زنگی بن وکلاء کو یہ کہلا بھیجا ”ایلدکوز پر میں فوج کشی کرنے والا ہوں اگر اس کے مقابلہ میں مجھے فتح یابی حاصل ہو گئی تو بہتر ہوگا کہ تم محمود بن ملک شاہ کی حکومت و سلطنت کی بیعت کر کے اس کے نام کا خطبہ اپنے ممالک محروسہ میں پڑھنا“۔ چنانچہ زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو رہا کر کے حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بنو قتیبہ اس کے دروازہ پر نوبت پہنچنے لگی۔ ایٹانچ والی رے کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اتفاق رائے کی درخواست کی۔ ایٹانچ نے اقراری جواب دیا اور ساتھ ہی اس کے دس ہزار فوج کی جمعیت سے زنگی کی طرف کوچ کیا۔

ایلدکوز اور ایٹانچ کی جنگ و مصالحت: آقسقر احمد ملی نے بھی یہ خبر پا کر پانچ ہزار سوار زنگی کے پاس بھیج دیئے۔ رفتہ رفتہ ایلدکوز کو ان واقعات کی خبر گئی ایک لشکر عظیم مرتب اور مجتمع کر کے بقصد بلاد فارس اصفہان کی جانب روانہ ہوا اور زنگی

بن دکلہ والی فارس کے پاس ارسلان کی اطاعت و فرمانبرداری اور حاضری کا پیام بھیجا زنگی نے رکھائی سے جواب دے دیا اور یہ کہلا بھیجا ”مجھے ملنے کی فرصت نہیں ہے میں اس وقت اپنی جاگیر پر جا رہا ہوں جو حال میں دربار خلافت سے مجھے عطا ہوئی ہے“ خفیہ طور سے خلافت مآب اور وزارت پناہ سے امداد بھی طلب کی خلافت مآب اور وزارت پناہ نے امداد و ملک کا وعدہ کیا اور ان امراء کو عتاب آمیز خطوط بھی تحریر کئے جو ایلدکز کے ہمراہ اور اس کے مطیع تھے۔ ایلدکز نے پہلے ایانج سے چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ اتنے میں یہ خبر مسوع ہوئی کہ زنگی نے سیرم اور اس کے مضافات کو لوٹ لیا ہے۔ فوراً دس ہزار سواروں کو زنگی سے مزاحمت کرنے اور مقابلہ کرنے کو روانہ کیا۔ زنگی نے ان کو پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی تب ایلدکز نے آذر بایجان کی فوج کو طلب کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اس کا بیٹا کزل ارسلان آذر بایجان کی لشکر لئے ہوئے آ پہنچا۔ زنگی نے بھی یہ سن کر ایانج کی کمک پر فوجیں روانہ کر دیں مگر بذات خود اس خوف سے کہ مبادا شملہ والی خوزستان معرض زوال میں نہ آ جائے اس ہم میں شریک نہ ہو سکا۔ ماہ شعبان ۵۵۰ھ میں ایلدکز اور ایانج نے صف آرائی کی۔ متعدد معرکے ہوئے آخر کار ایانج شکست کھا کر بھاگا اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا ایلدکز نے تعاقب کر کے ایانج کا محاصرہ کر لیا بعد ازاں دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ مصالحت کے بعد ایلدکز نے ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

مستعجد خلیفہ مستعجد خلیفہ بنی عباس کا پہلا خلیفہ ہے جس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی جس وقت کہ شیرازہ حکومت و خلافت مابین موصل واسطہ بصرہ اور حلوان منتشر ہو گیا تھا اور حکمرانی کی مشین کے پرزے ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

خلیفہ مقتدی کی وفات خلیفہ مقتدی لا مر اللہ ابو عبد اللہ محمد بن مستظہر نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں اپنی خلافت کے چوبیس برس چار مہینے بعد وفات پائی۔ خلفاء بنی عباسیہ کا یہ پہلا شخص ہے جس نے بلا شرکت کسی سلطان کے عراق پر جب سے کہ دہلیوں کا دور دورہ ہوا تنہا حکمرانی کی۔ لشکریوں اور مصاحبوں کو اپنے قابو میں رکھا جس قدر بلاؤ گورنران صوبجات کے دست برد اور تغلب سے باقی رہ گئے تھے ان پر بیدار مغزی اور ہوشیاری سے حکومت کی جس وقت اس کے مرض میں اشد ادکی کیفیت پیدا ہوئی اور زندگی سے ایک گونہ مایوسی محسوس ہوئی اسی وقت سے اس کے حرموں کو اپنے اپنے لڑکوں کی تحت نشی کی فکر پیدا ہو گئی۔ مادر مستعجد اپنے بیٹے کی خلافت کی فکر میں لگی ہوئی تھی اس کے بھائی علی کی ماں اپنے لڑکے کو مسند خلافت پر متمکن کرانے کی تدبیر میں تھی بلکہ اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے مستعجد کے قتل کا قصد کر لیا تھا۔

مستعجد کے قتل کا منصوبہ چنانچہ بیمار خلیفہ مقتدی کے دیکھنے کے بہانہ سے مستعجد کو بلا بھیجا اور درپردہ یہ تدبیر کر رکھی کہ مجلس اے خلافت کی لونڈیوں کو چھریاں دے دیں اور وہ خود اور اس کا بیٹا شمشیر بکف ہو بیٹھا تھا کہ جو نبی مجلس اے خلافت میں قدم رکھے چاروں طرف سے یورش کر کے قتل کر ڈالا جائے۔ اتفاق یہ کہ اس کی خبر مستعجد تک پہنچ گئی۔ اپنے باپ کے خواجہ سر کو طلب کر کے اس واقعہ سے اس کو آگاہ کیا اور اپنے ہمراہیوں اور فرماؤں کو مسلح کر کے مجلس اے خلافت میں داخل ہوا اس کے داخل ہوتے ہی ایک لونڈی نے بڑھ کر حملہ کیا۔ مستعجد کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے لپک کر گرفتار کر لیا۔ دوسری لونڈیاں یہ ماجرا دیکھ کر بھاگ کھڑی ہوئیں۔ مستعجد نے اپنے بھائی علی اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔ لونڈیوں میں سے بعض کو قتل کر ڈالا اور بعض کو دجلہ میں ڈبو دیا۔ اتنے میں خلیفہ مقتدی نے وفات پائی۔

باب: ۳۷

یوسف بن مقتضی باللہ ۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ
الحسن مستنجد باللہ مستنقش بامر اللہ ۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ

بیعت خلافت: مستنجد نے بیعت خلافت لینے کو دربار عام منعقد کیا اولاً خاندان خلافت کے افراد نے بیعت کی سب کے پہلے اس کے چچا ابوطالب نے بیعت کرنے کو ہاتھ بڑھایا بعد ازاں وزیر السلطنت عون الدین بن سمیرہ اور قاضی القضاۃ نے بیعت کی۔ بعدہ اراکین دولت اور علماء بیعت کرنے کی غرض سے پیش کئے گئے۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ عون الدین کو بدستور سابق عہدہ وزارت عطا ہوئی گورنران صوبجات اپنے اپنے صوبہ پر بحال رکھے گئے۔ تخت نشینی کی خوشی میں ٹیکس اور محصول معاف کیا گیا۔ رئیس الرؤساء اور استاد دار کو خلعتیں عنایت ہوئیں قاضی القضاۃ ابو الحسن علی بن احمد دامغانی معزول ہو کر ابو جعفر عبدالواحد ثقفی عہدہ قضا پر مامور کیا گیا۔

امیر ترشک کا خاتمہ: ۵۶۶ھ میں ترکمانوں نے اطراف بند شہین میں سر اٹھایا جن کی سرکوبی کو مستنجد نے امیر ترشک کو بلاد الجح سے طلب فرمایا۔ امیر ترشک نے حاضری بغداد سے معافی چاہی اور یہ گزارش کی کہ یہ خادم ترکمانوں سے لڑنے کو بند شہین جانے کو تیار ہے شاہی لشکر سے میری مدد کی جائے خلافت مآب کو ترشک کا یہ عذر ناگوار گزارا۔ کچھ فوجیں امراء کی افسری میں ترشک کی سرکوبی کو روانہ کیں پس ان امراء نے ترشک کے پاس پہنچ کر اس کو مار ڈالا اور سر اُتار کر دار الخلافہ بغداد میں بھیج دیا۔

قلعہ مابکی کی حوالگی: ۵۶۷ھ میں خلافت مآب نے قلعہ مابکی کو سقر ہمدانی کے ملوک کے قبضہ سے نکال لیا۔ سقر ہمدانی اس قلعہ کا والی تھا اس قلعہ کو اپنے ایک مملوک کے حوالہ کر کے ہمدان چلا گیا تھا۔ سقر کے جانے کے بعد قرب و جوار کے ترکمانوں اور کردوں نے بغاوت کر دی۔ فتنہ و فساد کے دروازے کھول دیئے سقر کا مملوک ان کی مدافعت نہ کر سکا خلافت مآب کو اس کی اطلاع ہوئی پندرہ ہزار دینار دے کر قلعہ مابکی کو سقر کے ملوک سے لے لیا۔ سقر کا مملوک بغداد میں آ کر قیام پذیر ہوا یہ قلعہ زمانہ خلافت مقتدر ترکمانوں اور کردوں کے قبضہ میں تھا۔

خفاجہ کی سرکوبی اور اطاعت: ۵۶۶ھ میں خفاجہ (عربوں کا ایک قبیلہ ہے) حلقہ اور کوفہ میں جمع ہوا اور دستور کے مطابق کھانا وغیرہ طلب کیا۔ ارغش جاگیر دار کوفہ اور قیصر شہنہ (یہ دونوں خلیفہ مستنجد کے غلام تھے) معترض ہوئے۔ خفاجہ نے اس بناء

پر غارت گری شروع کر دی۔ ارغش اور قیصر نے فوجیں آراستہ کر کے خفاجہ کا تعاقب کیا۔ رجب تک پیچھا کرتے چلے گئے خفاجہ نے مصالحت کی درخواست کی ارغش اور قیصر نے انکاری جواب دیا۔ تب خفاجہ بھی مقابلہ پر تل گئے گھسان کی لڑائی ہوئی انجام کار شاہی لشکر شکست اٹھا کر بھاگا، قیصر اثناء دار و گیر میں مارا گیا۔ ارغش نے رجب میں جا کر پناہ لی۔ شحہ رجب نے اس کو امن دیا اور بہ حفاظت دار الخلافہ بغداد روانہ کر دیا۔ اس واقعہ میں اکثر حصہ لشکر شاہی کا شدت فشگی سے میدان میں تباہ ہو گیا۔ باقی ماندہ کسی طرح جان بچا کر بغداد پہنچے۔ وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ کو خفاجہ کی اس حرکت ناشائستہ پر طیش آ گیا لشکر آراستہ کر کے خفاجہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ خفاجہ یہ سن کر جنگ اور پہاڑوں میں چلے گئے وزیر السلطنت نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خفاجہ رفتہ رفتہ بصرہ پہنچے اور معذرت نامہ لکھ کر دربار خلافت میں روانہ کیا۔ مصالحت کی درخواست کی خلافت مآب نے منظور فرمائی۔

بنی اسد کا عراق سے اخراج چونکہ بنی اسد ساکنان حلہ نے اس سے پیشتر بے حد شورش مچا رکھی تھی علاوہ بریں زمانہ محاصرہ بغداد میں ان لوگوں نے سلطان محمد کا ساتھ بھی دیا تھا۔ یہی باعث تھا کہ خلیفہ مستجد کے دل میں ان لوگوں کی طرف سے ناراضگی اور کشیدگی تھی۔ چنانچہ ۵۵۸ھ میں خلیفہ مستجد نے امیر یزدان بن قماح کو ان لوگوں کی جلا وطنی اور سرکوبی پر مامور فرمایا۔ یہ لوگ حلہ کے تمام اطراف میں پھیلے ہوئے تھے امیر یزدان فوجیں آراستہ کر کے دار الخلافہ بغداد سے حلہ کی طرف روانہ ہوا اور ابن معروف کو بصرہ سے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ چنانچہ ابن معروف براہ دریا جنگی کشتیاں لئے ہوئے مع ایک عظیم لشکر کے آیا۔ ایک زمانہ تک امیر یزدان بنی اسد کا محاصرہ کئے رہا۔ خلیفہ مستجد کو جنگ کا طول کھینچنا ناگوار گزرا۔ بذریعہ عتاب آمیز شقہ کے امیر یزدان کو شیعیت سے مہتم کیا اور یہ دھمکی دی کہ اگر اب جنگ میں طوالت کچھ ہوئی تو تیری خیر نہیں ہے امیر یزدان اس عتاب آمیز شقہ کو پڑھ کر چونک پڑا۔ ابن معروف کو بلا کر خلافت مآب کا خط دکھلایا۔ دونوں نے باتفاق رائے لشکر آراستہ کر کے چاروں طرف سے بنی اسد پر حملہ کر دیا پانی رسد اور غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ مجبوراً بنی اسد بھی تلوار کھینچ کر نکل پڑے چار ہزار بنی اسد مارے گئے باقی ماندگان کی نسبت یہ کارروائی کی گئی کہ بذریعہ منادی یہ اعلان کیا گیا کہ آج کے بعد جو شخص بنی اسد کا حلہ میں نظر آئے گا وہ بلا تفتیش کسی امر کے قتل کر ڈالا جائے گا جو میں گھنہ کے اندر جس کو جہاں جانا ہو چلا جائے چنانچہ بقیہ السیف بنی اسد عراق چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے ایک تنفس بھی بنی اسد کا عراق میں باقی نہ رہ گیا۔ حلہ اور کل بلاد بنی اسد ابن معروف کو دے دیئے گئے۔

واسط میں بغاوت بصرہ امیر نمکرس کی جاگیر میں تھا جو خلیفہ مستجد کا آزاد غلام تھا۔ ۵۵۹ھ میں خلافت مآب نے اس کو قتل کر کے بجائے اس کے کشمکین کو مامور فرمایا۔ ابن سنکار بردار زادہ شملہ والی خوزستان نے اس کو مقدمات سے شمار کر کے بصرہ پر چڑھائی کر دی اس کے اطراف و جوانب کے دیہاتوں اور قصبوں کو تاخت و تاراج کرنے لگا۔ دربار خلافت سے کشمکین کے نام ابن سنکا سے جنگ کرنے کا فرمان صادر ہوا۔ کشمکین نہ تو فوجیں فراہم کر سکا اور نہ ابن سنکا کے طوفان بے تمیزی کو روک سکا اس سے ابن سنکا کے حوصلے بلند ہو گئے وہ واسط کی طرف بڑھا اور اس کے اطراف و مضافات کو لوٹنے لگا۔ امیر حلو بریں اس صوبہ کا جاگیر دار تھا۔ اس نے فوجیں فراہم کر ابن سنکا سے مزاحمت کی ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ اثناء جنگ

میں ابن سنکا نے اُن امراء کو ملا لیا جو امیر خطلو برس کے ہمراہ تھے پس یہ لوگ عین لڑائی کے وقت امیر خطلو برس کو حریف کے مقابل لاکر خود دائیں بائیں ہو گئے امیر خطلو کو ابن سنکا کے ہمراہیوں نے گرفتار کر لیا اس کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد ابن سنکا نے امیر مذکور کو ۵۱۱ھ میں قتل کر دیا بعد ازاں ۵۱۲ھ میں ابن سنکا نے پھر بصرہ کا قصد کیا اور اس کے شرقی حصہ کو لوٹ لیا۔ کھشکین نے ابن سنکا کی روک تھام کرنے کو خروج کیا۔ دونوں حریف میں لڑائی ہوئی بالآخر ابن سنکا نے جنگ سے اعراض کر کے واسط کی جانب کوچ کیا اہل واسط بخوف آبرو جان کا پٹھے مگر ان کی خوش قسمتی سے ابن سنکا واسط نہ پہنچ سکا۔

شملہ کی شورش ۵۱۲ھ میں شملہ والی خوزستان نے بقصد عراق کوچ کیا۔ سفر و قیام کرتا ہوا قلعہ باہکی تک پہنچا خلافت مآب سے صوبجات اسلامیہ کی گورنری کی درخواست کی اور درخواست میں ادب کا پہلو بھی ترک کر دیا۔ خلافت مآب نے اس کے طوقان بے تمیزی کی روک تھام کو ایک فوج بھیج دی اور بغاوت و سرکشی کے عواقب امور سے ڈرایا۔ شملہ نے معذرت کی کہ ”ایلدکز اور سلطان ارسلان شاہ نے ان بلاد کی حکومت مجھے عطا کی ہے جو اس وقت میرے پاس ہے اور ارسلان شاہ ملک شاہ کا بیٹا ہے جو بصرہ واسط اور حلب کا مالک و حکمران ہے۔ مجھے اور کسی شہر سے کوئی غرض نہیں ہے میں انہی تین شہروں کی حکومت پر اکتفا کرتا ہوں ملاحظہ کی غرض سے سلطانی فرمان بھی پیش کرتا ہوں“ خلافت مآب کو شملہ کی جسارت ناگوار گزری حکم صادر فرمایا ”شملہ کا شمار اس وقت سے خوارج میں ہے“ علانیہ ممبروں پر اس پر لعن کی جائے اور اسی وقت ارغش مسترشدی کے پاس نعمانیہ میں اور شرف الدین ابو جعفر بلدی ناظر واسط کے پاس حکم بھیجا جائے کہ بہت جلد فوجیں فراہم و مرتب کر کے اس سرکش و باغی کو گوشمالی دیں۔“

شملہ کی مراجعت اسی زمانہ میں شملہ نے اپنے بردار زادہ ملیح کو چند دستہ فوج کے ساتھ کردوں سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا اتفاق سے ارغش کو اس کی خبر لگ گئی۔ حملہ کر کے ملیح کو اور نیز اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ شملہ نے یہ سن کر مصالحت کی درخواست کی جس کا انکاری جواب ملا۔ اس واقعہ کے بعد ارغش گھوڑے سے گر کر مر گیا اس کا لشکر وہیں مقیم رہا اور شملہ نے آغاز سفر کے چوتھے ماہ اپنے شہر کی جانب مراجعت کی۔

شرف الدین کا عہدہ وزارت پر تقرر جمادی الاول ۵۱۰ھ میں وزیر السلطنت عون الدین یحییٰ بن محمد بن مظفر بن میرہ نے وفات پائی۔ خلیفہ مستجد نے اس کے پس ماندگان خاندان کو گرفتار کر لیا چند عہدے وزارت کا کام نائب وزیر انجام دیتا رہا۔ بعد ازاں خلافت مآب نے ۵۱۳ھ میں شرف الدین ابو جعفر احمد بن محمد سعید معروف ابن بلدی ناظر واسط کو قلعہ ان وزارت سپرد فرمایا چونکہ عضد الدین ابوالفرج بن دین رکیس الرؤساء امور سلطنت میں حد سے زیادہ ذلیل اور پیش پیش ہو گیا تھا اس وجہ سے خلافت مآب نے وزیر السلطنت کو حکم دیا کہ عضد الدین اور اس کے ہمراہیوں کو معمولی معمولی فروگزاشتوں پر معقول چشم نمائی کی جائے اور عضد الدین کے کل اختیارات سلب کر لئے جائیں چنانچہ وزیر السلطنت نے اس کے بجائی تاج الدین سے نہر الملک کا حساب عہد خلافت مقتدی سے اس وقت تک کا طلب کیا۔ اسی قسم کی کارروائی اور عمال کے ساتھ جو بھی عضد الدین کے آوردہ اور ہوا خواہ تھے کی اس سے اراکین دولت کے کان کھڑے ہو گئے ہوشیاری اور دیانت داری سے

کام ہونے لگا۔ بد نظمی اور خود سری جاتی رہی۔

عضد الدین اور خلیفہ میں کشیدگی خلیفہ مستجد کے کے عہد خلافت میں عضد الدین ابو الفرج ابن دبیس رئیس الرؤساء جو دار الخلافہ بغداد کے امیروں میں اعلیٰ درجہ کا شخص تھا امور سلطنت میں ذیل اور ہر کام میں کچھ ایسا پیش پیش ہو گیا تھا کہ حقیقتاً زمام حکومت اس کے قبضہ اقتدار میں تھی قطب الدین قایماز مظفری اس معاملہ میں اس کا ہم سفر اور ہم آہنگ تھا جس وقت خلافت مآب نے عہدہ وزارت سے شرف الدین جعفر کو سرفراز فرمایا اور وزیر السلطنت کو عضد الدین کے کاموں پر اعتراض اور اس کے اختیارات سلب کرنے کا اشارہ کیا اسی وقت سے مابین وزیر السلطنت اور عضد الدین میں عداوت اور مخالفت کی بنا پڑی بات بات پر وزیر السلطنت عضد الدین اور اس کے عمال سے الجھتا تھا۔ خلافت مآب بھی عضد الدین اور اس کے ہم صفیر قطب الدین کو بری نگاہوں سے دیکھتے تھے عضد الدین اور قطب الدین اس معاملہ میں وزیر السلطنت متہم کیا کرتے اور خلافت مآب کی ناراضگی کا باعث وزیر السلطنت کو بتایا کرتے تھے۔

خلیفہ مستجد کا قتل ۵۶۰ھ میں خلافت مآب بیمار پڑے۔ رفتہ رفتہ مرض میں شدت پیدا ہوئی عضد الدین اور قطب الدین خلافت مآب کی بیدار مغزی سے تنگ آ ہی رہے تھے شایطین طیب سے سازش کر لی اس نے خلیفہ کی موت کی یہ تدبیر نکالی کہ خلافت مآب کو حمام میں داخل کر کے دروازہ بند کر لیا خلافت مآب کا دم گھٹ گیا تھوڑی دیر میں جان بحق تسلیم ہوا۔ بعض مؤرخین عضد الدین اور قطب الدین کی مخالفت اور عداوت کا سبب یہ تحریر کرتے ہیں کہ خلافت مآب نے وزیر السلطنت شرف الدین کو عضد الدولہ اور قطب الدین کے قید و قتل کی بابت ایک خفیہ تحریر بھیجی تھی اتفاق سے یہ تحریر عضد الدین کے ہاتھ پڑ گئی۔ عضد الدین نے قطب الدین یزدان اور اس کے بھائی تیماش کو بلا کر وہ تحریر دکھائی ان لوگوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلافت مآب کو کسی حیلہ سے مار ڈالنا چاہئے چنانچہ یہ لوگ مجلس اے خلافت میں آئے اور جبراً خلافت مآب کو حمام میں لے جا کر باہر سے دروازہ بند کر لیا خلافت مآب چلا رہے تھے مگر کوئی سنا نہ تھا۔ یہ واقعہ ۹ ربیع الآخر ۵۶۰ھ کا ہے دس سال خلافت کی ماہ ربیع الثانی ۵۵۰ھ میں پیدا ہوا۔ چھپن برس کی عمر پائی۔

خلیفہ مستضیٰ بامر اللہ کی بیعت خلافت جس وقت خلیفہ مستجد کی موت کی ہولناک خبر مشہور ہوئی اور ہنوز اس نے دم توڑا نہ تھا کہ وزیر السلطنت امراء لشکر اور کل فوجیں مسلح ہو کر مجلس اے خلافت کے دروازہ پر آ گئیں عوام الناس کا بھی جم غفیر ان کے ساتھ تھا قل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ عضد الدین نے اس خوف سے کہ مبادا وزیر السلطنت خلافت مآب کی موت کا یقین کر کے میرا خاتمہ کر دے بلند آواز سے پکارا ”امیر المؤمنین کو غش آ گیا تھا اب بفعلہ اس سے نجات مل گئی ہے۔“ وزیر السلطنت نے اس خیال سے کہ عوام الناس اور لشکر مجلس اے خلافت میں گھس پڑیں۔ دارالوزارت کی جانب معاودت کی امراء لشکر اور نیز عوام الناس منتشر و متفرق ہو گئے عضد الدین اور قطب الدین نے جھٹ پٹ مجلس اے خلافت کے دروازے بند کر لئے اور خلیفہ مستجد کے بیٹے ابو محمد حسن کو طلب کر کے فوراً خلافت کی بیعت کر لی ”المستضیٰ بامر اللہ“ کا لقب دیا۔ ابو محمد کو مسند خلافت پر متمکن کرنے کے وقت اس سے یہ اقرار لے لیا کہ قلمدان وزارت عضد الدین کو سپرد کیا جائے اس کا بیٹا کمال

الدین استاد و دار مقرر ہوا اور عساکر اسلامیہ کی سرداری قطب الدین قایماز کو دی جائے۔ جدید خلیفہ نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق ان کل درخواستوں کے منظور فرمایا۔ بعد ازاں خاندان خلافت سے بیعت خاصہ لی گئی۔ اس کے بعد خلیفہ مستعجد کی وفات واقع ہوئی۔ اگلے دن دربار عام میں بیعت عامہ ہوئی۔

وزیر شرف الدین کا قتل۔ خلیفہ مستعفی مسند خلافت پر متمکن ہو کر عدل و انصاف سے کام لینے لگا لوگوں کو انعامات دیے جاگیریں دیں اور مستحقین کو صلے دیے وزیر السلطنت کو جدید خلیفہ کی تخت نشینی کی خبر گئی تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ہوش و حواس جاتے رہے اپنی غفلت اور واپسی پر نادم ہوا مگر اب یہ سب لا حاصل تھا بیعت کرنے کو بلایا گیا جس وقت حاضر ہوا غلاموں نے عضد الدین کے اشارے سے سر قلم کر دیا اسی زمانہ میں خلیفہ مستعفی نے قاضی ابن مزاحم کو گرفتار کر کے جیل خانہ میں ڈال دیا یہ شخص بڑا ظالم خود سر اور غاصب تھا۔ خلیفہ مستعفی نے اس کے مال و اسباب کو ضبط کر کے جن لوگوں نے اس پر مال وغیرہ چھین لینے کے دعوے کئے تھے ان کو ان کے حقوق دے دیئے ابو بکر بن نصر بن عطار کو وزیر خزانہ مقرر کیا اور ظہیر الدین کا لقب مرحمت فرمایا۔

فاطمی خلافت کا خاتمہ۔ خلیفہ مستعفی کے شروع زمانہ خلافت میں دولت علویہ کا ٹٹمٹا ہوا چراغ مصر میں گل ہوا خلفاء بنی عباس سے خلیفہ مستعفی کا خطبہ ماہ محرم ۵۶۷ھ میں قبل یوم عاشورہ جامع مسجد مصر میں پڑھا گیا۔ ان دنوں مصر میں خلفاء عبید بن کاسب سے پچھلا اور آٹھواں تاجدار عضد الدین اللہ حکومت کر رہا تھا جو حافظ الدین اللہ عبد المجید علوی کے اعتقاد و نسل سے تھا اس کا وزیر اس درجہ متغلب و متصرف ہو گیا تھا کہ یہ نام کا خلیفہ تھا زمام حکومت اس کے وزیر کے قبضہ اقتدار میں تھی اس وقت کرسی وزارت پر شاہ و جلوہ افروز تھا جو چاہتا کر گزرتا را کہین دولت امراء مملکت اور سرداران لشکر اس کے مطیع تھے خلیفہ حاضر اس کے ہاتھ کی کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔ اتفاق وقت سے ابن سوار نامی ایک شخص اہل دولت اسکندریہ سے مصر پر چڑھ آیا۔ شاہ نے اپنے میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر شام میں الملک العادل نور الدین محمود زنگی کے پاس جا کر پناہ لی۔

وزیر شاہ کی بحالی اور بدعہدی۔ الملک العادل نور الدین محمود سلاطین سلجوقیہ کے ممالک اور ان امراء میں تھا جو اس وقت خلافت عباسیہ کے رکن اور عماد تھے صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب بن شاری مع اپنے باپ نجم الدین اور چچا اسد الدین شیرکوہ کے الملک العادل نور الدین کی خدمت میں اعزازی عہدوں پر مامور تھا پس جس وقت شاہ نے دربار نوریہ میں حاضر ہو کر امداد کی درخواست کی الملک العادل نور الدین نے ایک فوج بے افسری امراء ابو عبیدہ مصر روانہ فرمائی جس کا افسر اعلیٰ اسد الدین شیرکوہ تھا چنانچہ اسد الدین نے مصر میں پہنچ کر ضرغام (ابن سوار) کو جس نے شاہ کے قبضہ سے اختیارات و وزارت چھین لئے تھے قتل کر کے شاہ کو دوبارہ وزارت کی کرسی پر متمکن کیا لیکن اس بدعہد احسان فراموش نے اُس وعدہ کا ایقانہ کیا جو شام سے بوقت روانگی مصر دربار نوریہ میں کیا تھا۔

شاہ کی عیسائیوں سے سازش۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عیسائیوں (فرانسیسیوں) نے سواہل مصر و شام پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے قرب و جوار کے صوبہ جات کو بھی دبا لیا تھا مصر اور قاہرہ کو آہستہ آہستہ دباتے چلے آتے تھے بلطیس اور ایلہ متصل

عقبہ پر انہی کا سکہ جما ہوا تھا بعض بعض محاصل اور ٹیکس بھی دولتِ علویہ سے وصول کر لیتے تھے غرض دولتِ علویہ کا چراغ عیسائیوں کی ہوس رانی کی تیز ہوا سے جھلملا رہا تھا ان امور میں عیسائیوں کو جرأت دلانے والا اور ان کے ارادوں کا محرک وہی احسان فراموش شاور تھا اس خیال سے کہ مبادا اسد الدین شیر کوہ جس سے بد عہدی کی ہے عہدہ وزارت پر مستولی اور مستغلب ہو جائے۔

خلیفہ عاضد کا خاتمہ۔ خلیفہ عاضد کو شاور کی ان حرکات کا پتہ چلا گیا بظاہر عیسائیوں کی زیادتیوں کی شکایت کرنے اور ان کے مقابلہ میں امداد طلب کرنے کو شیر کوہ کی خدمت میں روانہ کیا لیکن حقیقت میں شاور کی سازشوں کو دور کرنے اور سرکوبی کی غرض سے شیر کوہ بلا بھیجا۔ چنانچہ شیر کوہ دربارِ نوریہ سے رخصت ہو کر مصر آیا۔ خلیفہ عاضد نے اس کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور سوائے درود دولت کے کل کاموں کے سیاہ و سفید کا اختیار دیا۔ اس رد و بدل میں شاور نے کچھ سر اٹھایا جو بہت جلد کچل دیا گیا۔ شیر کوہ نے اس کی زنجیر کا خاتمہ کر کے اس کی کل پیاریوں کا علاج معقول کر دیا لیکن افسوس ہے کہ شیر کوہ نے اپنی وزارت کے ایک ہی برس بعد وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ پچاس ہی دن بعد یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

صلاح الدین یوسف کا عہدہ وزارت پر تقرر۔ بہر کیف شیر کوہ کی وفات کے بعد خلیفہ عاضد نے شیر کوہ کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب کو مامور فرمایا صلاح الدین نے عہدہ وزارت پر متمکن ہو کر اصلاح حال رعایا اور انتظام امور سلطنت کی طرف توجہ کی اور اس کا چچا اسد الدین شیر کوہ کو اپنے الملک العادل نور الدین محمود کا نائب تصور کرتا تھا جس نے اس کو نیز اس کے چچا کو مصر میں بھیجا تھا اور مصر میں قیام کرنے کی ہدایت کی تھی پس جب صلاح الدین کا قدم استقلال کے ساتھ مصر میں جم گیا مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور خلیفہ عاضد کے بھی قوائے حکمرانی مضحل ہو گئے، کل امور کے سیاہ و سفید کا اس کو اختیار کلی حاصل ہو گیا اس کا خادم قراوش خلیفہ عاضد کے محل سرانے خلافت پر بھی قابض و متصرف ہو گیا۔

مصر میں عباسی خطبہ کا اجراء۔ اس وقت الملک العادل نور الدین محمود زنگی نے شام سے یہ پیام بھیجا کہ خلیفہ عاضد کا خطبہ موقوف کر کے دولتِ عباسیہ کے نامور تاجدار خلیفہ مستضیٰ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ صلاح الدین نے اس حکم کی تعمیل اہل مصر کی مخالفت کی وجہ سے ڈرتے ڈرتے کی خلیفہ مستضیٰ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا کہ دولتِ علویہ کے آثار نیست و نابود ہو گئے اور خلافتِ عباسیہ کا پھریرہ کامیابی کی فضا میں اڑنے لگا اسی زمانہ سے مصر میں دولتِ ابویہ کی حکومت کی بنا پڑتی ہے بعد ازاں تاجدارانِ بنی ایوب نے شام میں الملک العادل نور الدین کے ممالک مقبوضہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ شام اور طرابلس غرب

وغیرہ تک ان کی حکومت پھیل گئی جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔ جس وقت مصر میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا گیا نور الدین محمود زنگی نے دمشق سے دار الخلافہ بغداد میں نامہ بشارت روانہ کیا خلافت مآب نے شادمانی کی نوبت بجوائی سارے بغداد میں چراغاں کیا گیا نور الدین اور صلاح الدین کو عماد الدین صندل کی معرفت خلعیں روانہ کیں۔ عماد الدین صندل خلیفہ مستضیٰ کا خادم خاص اور خلیفہ مستضیٰ کے مجلس رائے خلافت کا داروغہ تھا۔ دمشق میں صندل کے پہنچنے پر نور الدین نے بھی بہت بڑی مسرت ظاہر کی صلاح الدین اور مصر کے خطیبوں کو خلعیں روانہ کیں۔ سیاہ پھریرے بھیجے۔ اسی وقت سے مصر میں خلافت عباسیہ کا جھنڈا اگڑا جاتا ہے جو ایک مدت تک قائم رہتا ہے۔

نور الدین محمود کی سفارت ان واقعات کے بعد نور الدین محمود نے دربار خلافت میں قاضی کمال الدین ابوالفضل محمد بن عبد اللہ شہر زوری کو روانہ کیا (جو مالک مقبوضہ نوریہ کا قاضی القضاۃ تھا) اور صوبجات مصر شام جزیرہ موصل نور الدین کے قبضہ اقتدار میں تھے اور دیار بکر خلاط بلاد روم قلعہ ارسلان جو اس کے مطیع تھے ان کی سند حکومت کی درخواست کی اور دربار ہارون بلاد سواد عراق کو بطور جاگیر طلب کیا جیسا کہ اس کے باپ کو ملا ہوا تھا خلافت مآب نے نور الدین محمود کے سفیر کی بڑی آؤ بھگت کی۔ عزت و احترام سے ملا اور بہ طیب خاطر نور الدین محمود کی کل درخواستیں منظور فرمائیں۔

بنو حزن کی غارت گری: خلیفہ مستضیٰ نے امیر یزدون کو حلقہ کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور ختاجہ کو اس کی محافظت و حمایت کا ذمہ دار کیا تھا بنو حزن اور بنو کعب ختاجہ کے دونوں گروہ حلقہ میں رہتے تھے۔ امیر یزدون نے حلقہ پر متصرف ہونے کے بعد بنو کعب کو حلقہ کی حکومت سپرد کی اس پر بنو حزن بگڑ کھڑے ہوئے اور سواد عراق میں غارت گری شروع کر دی امیر یزدون نے اپنی فوج آراستہ کر کے بنو حزن پر چڑھائی کی۔ غضبان سردار بنو کعب مع بنو کعب کے امیر یزدون کے ہم رکاب تھا ایک روز شب کے وقت سفر کر رہے تھے کہ کسی نے غضبان کو ایک تیر مارا جس کے صدمہ سے غضبان مر گیا۔ غضبان کے مرتے ہی لشکر بغداد کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور محافظت سواد بدستور سابق بنی حزن کرنے لگے۔ اس واقعہ کے بعد یزدون نے ۵۶۸ھ میں انتقال کیا۔ واسطہ اس کی جاگیر میں تھا خلافت مآب نے اس کے بیٹے انباش کو مرحمت فرمایا اور ”علاء الدین“ کا لقب عنایت کیا۔

سنگا بن احمد کا قتل: ہم اوپر عہد خلافت مستعجد میں سنگا بن احمد اور اس کے بچا شملہ والی خوزستان کی فتنہ پردازی اور آئے دن سرکشی کے حالات تحریر کر آئے ہیں اسی زمانہ میں سنگا قلعہ باہکی طرف آیا اور اس کے مقابلہ میں ایک قلعہ اس غرض سے تعمیر کرایا کہ اس میں قیام کر کے قرب و جوار کے شہروں پر متصرف و قابض ہو جائے اتنے میں خلیفہ مستضیٰ کی خلافت کا دور آ گیا خلافت مآب نے یہ خبر پا کر دار الخلافہ بغداد سے ایک فوج سنگا کی سرکوبی کو روانہ فرمائی سنگا نے جی توڑ کر مقابلہ کیا لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر سنگا کو شکست ہوئی اثناء دارو گیر میں سنگا مارا گیا اس کا سر اتار کر بغداد بھیج دیا گیا جو ایک مدت تک عبرت کی غرض سے دجلہ کے کنارے لٹکا رہا اور قلعہ جو اس نے بنوایا تھا مسمار کر دیا گیا۔

عضد الدین کی معزولی: قطب قایماز کا حال آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ اس نے خلیفہ مستضیٰ کی بیعت کی تھی خلیفہ مستضیٰ نے اس کو اپنا کمانڈر انچیف بنایا تھا اور عضد الدین ابوالفرج ابن رئیس الرؤساء کو عہدہ وزارت عطا کیا تھا۔ بعد چندے جب قایماز کی حکومت کا سکہ جم گیا اور کل امور کے سیاہ و سفید کا اختیار رکھ لی حاصل ہو گیا تو اس نے خلیفہ مستضیٰ کو عضد الدین ابوالفرج وزیر السلطنت کی معزولی پر ابھارنا شروع کیا۔ خلافت مآب سے کچھ عرصہ پہلے ۵۶۸ھ میں وزیر السلطنت کو معزولی کر دیا۔ ۵۶۹ھ میں پھر خلافت مآب نے اس کی بحالی کا قصد کیا قایماز نے اس کی مخالفت کی اور خلیفہ کے خلاف کارروائی کرنے کی غرض سے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور سوار ہو گیا۔ خلافت مآب نے مجلس رائے خلافت کے دروازے پر جو شہر بغداد سے متصل تھے بند کروائے اور قایماز کے پاس بزمی و ملاطفت کہلا بھیجا ”تم واپس جاؤ فتنہ و فساد سے باز آؤ میں تمہارے کہنے کے مطابق عضد الدین کو وزارت بندوں گا“۔ قایماز نے جواب دیا ”میں اس وقت تک اپنے ارادے سے باز نہ آؤں گا جب تک عضد الدین کو بغداد سے باہر نہ کر دیا جائے گا“۔ خلافت مآب نے بجوری عضد الدین کو بغداد سے نکل جانے کا حکم

دیا عضد الدین نے شیخ الشیوخ صدر الدین عبدالرحیم بن اسماعیل سے امن کی درخواست کی شیخ موصوف نے اس کو پناہ دے کر اپنے رباط میں داخل کر لیا چنانچہ یہ وہیں مقیم ہو گیا۔

قطب الدین قایماز کی بغاوت: اس کے بعد قایماز اپنی چیرہ دستی سے دولت عباسیہ پر مستولی و مغلوب ہو گیا۔ علاء الدین تیمش کی بہن سے عقد کر لیا۔ تیمش اور قایماز نے متفق ہو کر دولت و حکومت کی رہی سہی قوت بھی سلب کر لی۔ تھوڑے دنوں بعد قایماز نے ظہیر الدین بن عطار وزیر خزانہ سے ناراض ہو کر اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ مکانات کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا (ظہیر الدین خلافت مآب کا خاص آوردہ تھا) قایماز نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ ظہیر الدین یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ تب قایماز نے اپنے امیروں اور سرداروں کو جمع کر کے خلیفہ مستضیٰ سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اس امر کا ان لوگوں سے اقرار لیا کہ مجلس اے خلافت پر حملہ کر کے ظہیر الدین کو نکال لائیں گے خلیفہ مستضیٰ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی مجلس اے خلافت کی چھت پر تشریف فرما ہوا۔ خدام دولت وادیا و مصیحا کا شور کر رہے تھے خلافت مآب نے بآواز بلند عوام الناس کو مخاطب کر کے ارشاد کیا ”قطب الدین کا مال و اسباب تمہارا اور اس کا خون ہمارا ہے دیکھو جانے نہ پائے اس کا گھرا لوٹ لو“ اس کو میرے پاس گرفتار کر لاؤ۔

قایماز کا خاتمہ: عوام الناس یہ سنتے ہی قطب الدین کے گھر کی طرف دوڑ پڑے قطب الدین پشت مکان سے نکل بھاگا۔ عوام الناس نے اس کا گھرا بار اور مال و اسباب لوٹ لیا اس غارت گری عام میں کچھ کشت و خون بھی ہوا قایماز بھاگ کر حلقہ پہنچا اس کے امراء بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے گئے خلیفہ مستضیٰ نے اس خیال کے ماتحت کہ مبادا قایماز پھر بغداد کا قصد کرے اور اہل بغداد لحاظ و پاس سے اس کا ساتھ دے دیں شیخ الشیوخ عبدالرحیم کو حلقہ اس غرض سے روانہ کیا کہ قایماز کو محکمات عملی حلقہ سے موصل روانہ کر دیا جائے چنانچہ شیخ الشیوخ کی عافلانہ تدبیر سے قایماز موصل چلا گیا۔ اثناء راہ میں اس کو اور اس کے ہمراہیوں کو پیاس کی بے حد تکلیف اٹھانا پڑی۔ قایماز اور اکثر ہمراہیان قایماز شدت عطش سے مر گئے یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۷۵۰ھ کا ہے۔

علاء الدین تیمش کا انجام: باقی رہا علاء الدین تیمش۔ وہ مدتوں موصل میں قیام پذیر رہا تا آنکہ خلافت مآب نے اس کو دار الخلافہ بغداد میں بلا بھیجا اور وہیں کمال عسرت سے تنگ دستی کی حالت میں مر گیا۔ اسی نے قایماز کو ان حرکات پر آمادہ و براہیختہ کیا تھا جو اس سے سرزد اور ظہور پذیر ہوئے ورنہ قایماز ایسا نہ تھا۔ خلافت مآب نے اپنے مجلس اے خلافت کا داروغہ خیر مقفوی کو مقرر کیا پھر اگلے ہی دن اس کو معزول کر کے بجائے اس کے ابوالفضل بن علی بن صاحب کو متعین فرمایا۔

والیٰ خوزستان کی سرکشی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ملک شاہ بن محمود بن سلطان محمد نے خوزستان میں قیام کیا تھا اور شملہ والی خوزستان کی بغاوتوں کا ذکر بھی ہم اوپر کر آئے ہیں جو آئے دن خلفاء کے عہد میں مختلف اوقات میں کرتا آیا تھا اس کے بعد شملہ نے ۷۵۰ھ میں فوت ہو گیا بجائے اس کے اس کا بیٹا متین ہوا۔ اتنے میں ملک شاہ بن محمود کا بھی انتقال ہو گیا۔ ملک شاہ کا بیٹا دستور خوزستان میں ٹھہرا رہا۔ ۷۵۳ھ میں عراق کی جانب آیا۔ بند خنجن پر شب خون مارا غارت گری کے

دروازے کھل گئے وزیر عضد الدین ابوالفرج شاہی لشکر لئے کر مقابلہ پر آیا۔ حملہ اور واسط کی فوجیں بھی تاشکین امیر حجاج اور عز علی کے ہمراہ آ پہنچیں۔ اگرچہ ابن ملک شاہ کے ہمراہ ترکمان کا بہت بڑا گروہ تھا مگر لشکر بغداد کی آمد کی خبر پا کر انہوں نے اپنا لشکر گاہ چھوڑ دیا لشکر بغداد نے اس کو لوٹ لیا۔ ابن ملک شاہ کو اس سے بے حد صدمہ ہوا اپنے ہمراہیوں کو سمجھا بھجا کر پھر اسی مقام پر واپس لایا اور شاہی لشکر سے بھڑ گیا ایک مدت تک لڑائی ہوتی رہی انجام کار بغیر آخری فیصلہ کے ابن ملک شاہ اپنے مستقر حکومت کو لوٹ گیا اور شاہی فوجیں بغداد کی جانب واپس ہوئیں۔

وزیر عضد الدین کا قتل: ہم اس سے پیشتر وزیر السلطنت عضد الدین ابوالفرج محمد بن عبد اللہ بن ہبہ اللہ بن مظفر بن رئیس الرؤساء ابوالقاسم بن مسلمہ کے حالات تحریر کر آئے ہیں اس کا باپ عبد اللہ خلیفہ مقتضی کے محلسر اے خلافت کا وار و غنہ تھا جب وہ مر گیا تو اس کے بجائے اس کا بیٹا محمد مقرر کیا گیا اور جب خلیفہ مقتضی نے وفات پائی اور خلیفہ مستجد مستند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو اس نے محمد کو اس کے عہدے پر بحال رکھا اور توقع سے زیادہ قدر افزائی کی پس جب مستضی کا دور خلافت آیا تو اس نے محمد کو وزارت کے عہدہ عطا کیا اتفاق یہ کہ اس سے اور قایماز سے ان بن ہو گئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اسی وجہ سے وہ معزول کیا گیا مگر بعد چند ع خلافت مآب نے پھر اس کو عہدہ وزارت پر بحال فرمایا ۳۵۶ھ میں خلافت مآب سے اجازت حاصل کر کے حج کو روانہ ہوا دریائے دجلہ کو عبور کر کے ایک بہت بڑے قافلہ کے ساتھ جس میں ارباب مناصب بکثرت تھے سرزمین حجاج کی طرف کوچ کیا۔ اثناء راہ میں ایک شخص فریادی صورت بنائے ہوئے ”فریاد فریاد“ چلاتا ہوا وزیر السلطنت کے قریب آیا جو نبی وزیر السلطنت نے اس کی طرف توجہ کی اس شخص نے چھری بھونک دی۔ وزیر السلطنت گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ ابن معوذ دربان شور و غل کی آوازیں کر فوراً حالات دریافت کرنے کو پہنچا۔ قاتل نے اس کو بھی ایک چھری رسید کی۔ یہ بھی زخمی ہو کر گر پڑے دونوں اپنے مکان پر اٹھالائے گئے اور اسی صدمہ سے مر گئے۔

ظہیر الدین بن عطار کا عہدہ وزارت پر تقرر: وزیر السلطنت کے مارے جانے کے بعد ظہیر الدین ابو منصور ابن نصر معروف بہ ابن عطار قلعہ ان وزارت کا مالک ہوا۔ پس اس نے اراکین دولت کو اپنی حکمت عملیوں سے دبا لیا اور من مانی حکمرانی کرنے لگا۔

خلیفہ مستضی کی وفات: ماہ ذی قعدہ ۵۶۵ھ میں خلیفہ مستضی بامر اللہ ابو محمد حسن بن یوسف مستجد نے جب کہ خلافت کو نو برس چھ مہینے گزر چکے تھے اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔

باب : ۳۵

احمد بن مستفی الناصر الدین اللہ ۵۷۵ھ تا ۶۲۲ھ

محمد بن ناصر طاہر بامر اللہ ۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ

ظہیر الدین بن عطار کا انجام: ظہیر الدین بن عطار نے اس کے بیٹے ابو العباس احمد کو مسجد خلافت پر متمکن کیا اور ”الناصر الدین“ کا لقب دیا جدید خلیفہ نے پچھل بیعت کے بعد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی ظہیر الدین بن عطار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ دس دن بعد ۸ اذی قعدہ کو وہ جیل خانے سے نکالا گیا تو وہ مردہ تھا۔ لاش کو ایک مزدور کے سر پر رکھ کر جیل سے باہر لائے۔ عوام الناس ٹوٹ پڑے ہاتھوں ہاتھ لاش کو لے لیا اور کمال بے توقیری سے وجہ میں لے جا کر بہا دیا اس کے بعد مجد الدین ابو الفضل بن صاحب استاد دار حکمرانی کرنے لگا۔

بیعت خلافت: خلیفہ ناصر کی بیعت لینے میں ابن عطار کے ساتھ یہ بھی شریک تھا ممالک محروسہ اسلامیہ میں جدید خلیفہ کی بیعت لینے کو قاصد روانہ کئے گئے چنانچہ صدر الدین شیخ الشیوخ کو بہلوان والی ہمدان، اصفہان اور رے کے پاس روانہ کیا۔ بہلوان نے بیعت کرنے سے انکار کیا صدر الدین کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آیا۔ صدر الدین نے اس کے ہمراہیوں کو ابھار دیا۔ ان لوگوں نے اعلانیہ کہہ دیا ”اگر تم خلافت مآب کی بیعت نہ کرو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہ دیں گے تم سے منحرف اور باغی ہو جائیں گے“۔ بہلوان یہ سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ گجوری بیعت کی اور خلافت مآب کے نام کا خطبہ پڑھا۔

عبید اللہ بن یونس کا عروج: ۵۸۳ھ میں خلافت مآب نے استاد دار مجد الدین ابو الفضل بن صاحب کو اس وجہ سے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا کہ اس نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اس کی موجودگی میں خلافت مآب کی کچھ نہ چلتی تھی علاوہ بریں اس کی ثروت اور مال داری اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ خلافت مآب کے خزانہ کی اس کے مقابلہ میں کچھ بھی وقعت نہ تھی یہ آگ لگائی ہوئی عبید اللہ بن یونس کی تھی جو مجد الدین کے مصاحبوں سے تھا۔ خلافت مآب نے بعد قتل مجد الدین عبید اللہ بن یونس کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اور ”جلال الدین“ کا لقب دیا اس کی کنیت ابوالمظفر تھی اس کا جاہ و جلال اس حد تک بڑھا کہ کل اراکین دولت یہاں تک کہ قاضی القضاۃ بھی اس کی دربار داری کرتا تھا۔

سلجوقی حکومت کا خاتمہ: جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں ہم نے ملوک ارسلان شاہ بن طغرل ربیب ایلدز کے مستولی

ہونے اور ایٹانج والی رے کی لڑائیوں کے حالات اور نیز ایلدکز کے واقعات کسی قدر تفصیل سے تحریر کئے ہیں بعد ازاں ۵۶۲ھ میں ایلدکز والی رے کو قتل کر کے رے پر قبضہ کر لیا تھوڑے دنوں بعد ایلدکز اتابک بھی ۵۶۸ھ میں مقام ہمدان میں انتقال کر گیا۔ بجائے اس کے اس کا بیٹا محمد بہلوان جانشین ہوا اس کا بھائی سلطان ارسلان بھی طغرل بدستور اس کی کفالت کرتا رہا۔ ۵۷۳ھ میں جب یہ مر گیا تو بہلوان نے اس کے بجائے اس کے بیٹے طغرل کو جانشین کیا۔ بعد ازاں ۵۸۳ھ میں بہلوان نے بھی وفات پائی ہمدان رے اصفہان آذربائیجان اور ارانیہ وغیرہ اسی کے زیر حکومت تھے اور سلطان طغرل بن ارسلان اسی کی کفالت اور نگرانی میں تھا بہلوان کے مرنے پر اس کا بھائی کزل ارسلان موسوم بہ عثمان حکمرانی کرنے لگا چونکہ اس میں مادہ حکمرانی و سیاست قدرتی طور سے کم تھا طغرل اس سے علیحدہ ہو کر نکل آیا۔ امراء دارالکین دولت اور لشکریوں کو ملا کر ایک خاصہ گروہ بنالیا اور آہستہ آہستہ بعض شہروں پر قبضہ بھی کر لیا۔ اسی بناء پر اس سے اور کزل سے متعدد لڑائیاں ہوئیں انجام یہ ہوا کہ طغرل کی قوت اور جمعیت یوٹائیوٹا بڑھتی گئی۔ کزل نے دربار خلافت میں عرض داشت بھیجی۔ جس میں طغرل کی بڑھتی ہوئی قوت کا ذکر کرتے ہوئے آئندہ کے خطرات سے خلافت مآب کو ڈرایا تھا اس کے مقابلہ پر دربار خلافت سے امداد طلب کی گئی اور اطاعت اور فرمانبرداری کا حسب مرضی خلافت مآب سے وعدہ کیا تھا۔

معمر کہ ہمدان : طغرل نے بھی یہ خبر پا کر ایک سفیر دربار خلافت میں روانہ کیا اور دارالسلطنت کی تعمیر اور مرمت کی اجازت طلب کی۔ اس سے پیشتر سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کا سکہ بغداد اور عراق میں چل رہا تھا مگر عہد خلافت حقیقی سے یہ تعلق جاتا رہا تھا دارالسلطنت بے مرمت ہو گیا تھا خلافت مآب نے کزل کے قاصد کی عزت و توقیر کی امداد دینے کا وعدہ کیا اور طغرل کے سفیر کو بلا جواب واپس کر دیا ان قاصدوں کی واپسی کے بعد خلافت مآب نے سلاطین سلجوقیہ کے دارالسلطنت کے انہدام کا حکم صادر فرمایا جس پر نہایت تیزی سے عمل درآمد کیا گیا اس کے بعد دربار خلافت سے وزیر السلطنت جلال الدین ابوالنظر عبید اللہ بن یونس بسرا فری ایک لشکر عظیم کے کزل کی کمک پر ماہ صفر ۵۸۴ھ میں روانہ کیا گیا مقام ہمدان میں کزل کے اجتماع سے پیشتر طغرل سے مقابلہ ہوا ۱۸ ربیع الاول ۵۸۴ھ کو طغرل اور عبید اللہ سے سخت و خونریز لڑائی ہوئی میدان جنگ طغرل کے ہاتھ رہا لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا وزیر السلطنت گرفتار کر لیا گیا۔

طغرل کا قتل : بعد ازاں کزل کو طغرل پر فتح نصیب ہوئی کزل نے طغرل کو گرفتار کر کے ایک قلعہ میں نظر بند کر دیا اور استحکام و استقلال کے ساتھ کل صوبجات پر حکمرانی کرنے لگا اپنے نام کا ممبروں پر خطبہ پڑھوایا۔ دروازہ پر بیچ وقتہ نوبت بجوائی۔ تھوڑے دنوں بعد ۵۸۷ھ میں طغرل اپنی خواب گاہ میں قتل کر ڈالا گیا۔ یہ معلوم ہوا کہ کس نے اس کو قتل کیا۔ اس کے قتل سے دولت سلجوقیہ کا چراغ گل ہو گیا۔

خلیفہ ناصر کا تکریت اور عاصہ پر قبضہ ۵۸۵ھ میں امیر عسائی والی تکریت کو اس کے بھائی نے قتل کر کے قبضہ کر لیا تھا خلافت مآب کو اس کی اطلاع ہوئی ایک فوج تکریت پر قبضہ کے لئے روانہ فرمائی چنانچہ اس فوج نے تکریت پہنچ کر محاصرہ کر لیا متعدد لڑائیوں کے بعد امان کے ساتھ تکریت مفتوح ہوا امیر عسائی کے بھائی گرفتار کر کے بغداد لائے گئے ان لوگوں نے وہیں سکونت اختیار کی خلافت مآب نے ان لوگوں کو جاگیریں عنایت کیں۔ اس کے بعد ۵۸۶ھ میں دربار خلافت سے ایک

لشکر عاتہ پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا گیا۔ ایک مدت تک محاصرہ اور جنگ جاری و قائم رہی بالآخر محصوروں نے امان حاصل کر کے شہر کو محاصرہ کرنے والوں کے حوالہ کر دیا۔ خلافت مآب نے بھی حسب شرائط ان لوگوں کو جاگیریں دیں۔

بصرہ کا تاراج ہونا: بصرہ کی زمام حکومت طغرل مملوک خلیفہ ناصر کے قبضہ اقتدار میں تھی بصرہ اس کی جاگیر میں تھا طغرل کی طرف سے محمد بن اسماعیل نیاۓ حکومت کر رہا تھا۔ ۵۸۸ھ میں بنی عامر بن صعصعہ بصرہ کو ہی عمیرہ جمع ہو کر غارت گری کے ارادے سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے محمد بن اسماعیل نے ان کی مدافعت کی غرض سے ماہ صفر سنہ مذکور میں خروج کیا تمام دن لڑائی ہوتی رہی اگلے دن رات کے وقت عربوں نے شہر پناہ کی دیوار میں روزن کر دیا اور شہر میں گھس کر غارت گری شروع کر دی محلے کے محلے ویران ہو گئے۔ اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ خفاجہ اور متفق بہت بڑی جمیعت کے ساتھ بصرہ کے قریب پہنچ گئے ہیں بنی عامر یہ سنتے ہی بصرہ کو چھوڑ کر خفاجہ اور متفق سے لڑنے کو نکل کھڑے ہوئے فریقین میں گھسان کی لڑائی ہوئی طرفین کی ہزاروں جانوں کا فیصلہ ہو گیا۔ آخر خفاجہ اور متفق کو شکست ہوئی بنی عامر نے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور مظفر اور منصور بصرے کی جانب لوٹے اس عرصہ میں امیر بصرہ نے اہل سواد کو مجتمع کر لیا تھا مگر عرب کے مقابلہ پر نہ ٹھہر سکے شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے عربوں نے بصرہ میں داخل ہو کر شہر کو لوٹ لیا اور کوچ کر آئے۔

موید الدین ابن قصاب کا عہدہ وزارت پر تقرر: خلیفہ ناصر نے گرفتاری کے بعد ابن یونس، قلمدان وزارت موید الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی معروف بہ ابن قصاب کو عنایت فرمایا تھا اور صوبہ خوزستان وغیرہ بعض بعض شہروں کی سند حکومت بھی عطا کی تھی جس وقت شملہ والی خوزستان نے وفات پائی اور اس کے لڑکوں میں نزاع پیدا ہوئی۔

وزیر موید الدین کا خوزستان پر قبضہ: وزیر السلطنت نے خوزستان پر قبضہ کرنے کی غرض سے لشکر کشی کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے اجازت دے دی۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے فوجیں آراستہ کر کے ۵۹۱ھ میں خوزستان کی طرف کوچ کیا اہل خوزستان مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں آخر کار وزیر السلطنت نے شہر تشر پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کیا بعد ازاں ان کل قلعہات اور شہروں پر قابض و متصرف ہو گیا اور طوک بنی شملہ کو گرفتار کر کے دار الخلافہ بغداد روانہ کر دیا۔ خلافت مآب نے انتظاما طاش تکین مجیر الدین امیر الحاج کو خوزستان پر مامور فرمایا۔ وزیر السلطنت نے خوزستان کو طاش تکین کے حوالہ کر کے سند مذکور میں رہے کا قصد کیا اس وقت رہے پر خوارزم شاہ کا قبضہ تھا اس نے اس واقعہ سے قبل زنجان کے قریب قطلغ بن بہلولان کو شکست دے کر رہے پر قبضہ کر لیا تھا۔

وزیر ابن قصاب کا ہمدان پر قبضہ: قطلغ نے وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہو کر کل حالات عرض کئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمدان کی طرف گیا جہاں پر خوارزم شاہ کا بیٹا ایک عظیم لشکر لئے ہوئے مقیم تھا۔ وزیر السلطنت کی آمد کی خبر پا کر وہ رہے کی طرف کوچ کر گیا وزیر السلطنت نے بلا مزاحمت و محاصرت ہمدان پر قبضہ حاصل کر کے ابن خوارزم شاہ کا تعاقب کیا جن جن شہروں کی طرف ہو کر گزرا فتح کرتا گیا تا آنکہ رہے کے قریب پہنچا۔ ابن خوارزم شاہ نے رہے کو بھی چھوڑ کر دامغان کا اور دامغان کو خیر باد کہہ کر بسطام کا راستہ لیا اور جب بسطام میں بھی عافیت کی صورت نظر نہ آئی تو ہرجان میں جا کر دم لیا وزیر السلطنت نے ابن خوارزم شاہ کے ملنے سے مایوس ہو کر رہے کی جانب مراجعت کی اور رہے میں پہنچ کر

چندے قیام پذیر رہا۔

قطلع کی سرکشی و شکست اسی اثناء میں قطلع کو حکومت و سلطنت کی طمع نے وزیر السلطنت سے باغی ہونے پر مجبور کیا رے کی ناکہ بندی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیا وزیر السلطنت نے اپنی فوج کو محاصرہ کا حکم دیا۔ قطلع نے مجبوری رے سے نکل کر شہر آوہ کا راستہ لیا شہنشاہ آوہ نے جو وزیر السلطنت کی طرف سے مامور تھا قطلع کو آوہ میں داخل نہ ہونے دیا اور وزیر السلطنت کو اس کی خبر کر دی وزیر السلطنت نے قطلع کے تعاقب میں رے سے آوہ کی جانب کوچ کیا اتنے میں یہ خبر پہنچی کہ قطلع نے شہر کرج کا قصد کیا ہے۔ فوراً کرج پر پہنچ کر قطلع سے بھڑ گیا۔ ایک سخت خونریز جنگ کے بعد قطلع کو شکست دے کر ہمدان واپس آیا۔

خوارزم شاہ کا ہمدان پر قبضہ واپسی کے تیسرے مہینے خوارزم شاہ کا قاصد محمد تنش وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہوا ان بلاد پر قبضہ کرنے کی شکایت کی اور واپسی کی درخواست دی۔ وزیر السلطنت نے انکاری جواب دیا اس بناء پر خوارزم شاہ نے ہمدان پر فوج کشی کی انہی واقعات کے اثناء میں وزیر السلطنت کا ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں انتقال ہو چکا تھا مگر اس کی رکاب کی فوج جو اس وقت ہمدان میں موجود تھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئی اور خوب جی کھول کر لڑی مگر میدان جنگ خوارزم شاہ کے ہاتھ رہا بغدادی فوج شکست کھا کر بھاگی خوارزم شاہ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

سیف الدین طغرل کا ہمدان پر قبضہ ہمدان پر خوارزم شاہ نے قبضہ حاصل کرنے کے بعد اصفہان میں ایک عظیم فوج کے ساتھ اپنے بیٹے کو ٹھہرایا چونکہ اہل اصفہان خوارزمیوں سے خوش نہ تھے اس وجہ سے صدر الدین محمدی رئیس شافعیہ نے دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ خلافت مآب تھوڑی سی فوج اصفہان روانہ فرمائیں ہم لوگ بہ طیب خاطر شہر حوالہ کر دیں گے چنانچہ خلافت مآب نے ایک لشکر بہ افسری سیف الدین طغرل جاگیردار بلاد کھف اصفہان کی جانب روانہ فرمایا۔ سیف الدین نے اصفہان پر قبضہ کر کے اس کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر دیا۔

کوکچہ کو سند امارت قبل اس واقعہ کہ کے خراسان کی جانب سے خوارزم شاہ کی مراجعت کرنے کے بعد بھلوان کے خادموں نے مجتمع ہو کر رے پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنے سرداروں میں سے کوکچہ نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنالیا تھا کوکچہ یہ خبر پا کر کہ اصفہان میں خوارزم شاہ کا قبضہ و دخل ہے مع اپنے لشکر کے اصفہان کی طرف بڑھا آ رہا تھا قریب اصفہان پہنچ کر یہ معلوم ہوا کہ خوارزمی لشکر اصفہان چھوڑ کر چلا گیا ہے اور خلافت مآب کی فوج اس پر قابض و متصرف ہے یہ سن کر ٹھہر گیا دار الخلافہ بغداد میں عرضداشت مشعر اطاعت و فرمانبرداری روانہ کی اور یہ درخواست کی کہ رے سادہ تم اور قاضیان کی حکومت اس تابعدار کو عطا ہو اور اصفہان ہمدان زنجان اور قزوین پر خلافت مآب کا قبضہ و دخل رہے۔ خلافت مآب نے یہ درخواست منظور فرمائی جس سے کوکچہ کے قوائے عکرائی مضبوط ہو گئے اور اس کی حکومت و شوکت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔

امیر ابو الہیجا والی بیت المقدس کی معزولی ۵۹۳ھ میں الملک العزیز اور الملک العادل نے شہر دمشق کو الملک الفضل بن سلطان صلاح الدین سے چھین لیا اور امیر ابو الہیجا سیمیں کو جو امراء بنی ایوب کا ایک نامور شخص اور بیت المقدس کا والی تھا معزول کر دیا ابو الہیجا ملک شام کو خیر باد کہہ کر دار الخلافہ بغداد میں حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اس کی عزت افزائی کی

اور ایک لشکر مرمت فرما کر ہمدان کی روانگی کا حکم دیا امیر ابو الہیجاء نے ہمدان میں پہنچ کر ازبک بن بہلوان، امیر علم اور سطلمش سے ملاقات کی ان لوگوں نے دربار خلافت کی مجلس شوریٰ سے خط و کتابت کر کے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی تھی لیکن امیر ابو الہیجاء نے امیر علم کے ورغلانے سے ازبک اور ابن سطلمش کو گرفتار کر لیا۔ دربار خلافت سے امیر ابو الہیجاء پر ڈانٹ اُگی اور ازبک و ابن سطلمش کی رہائی کا حکم صادر ہوا۔ ساتھ ہی رہائی پانے والوں کی تالیفِ قلوب کے لئے خلعتیں بھی آئیں لیکن اس سے ان لوگوں کے دل نہ بدلے اور انہوں نے امیر ابو الہیجاء کی رفاقت ترک کر دی۔ ابو الہیجاء کو خلافت مآب کی جانب سے خطرہ پیدا ہوا ہمدان چھوڑ کر اپنے مولد قدیم اربل کا راستہ لیا اور قبل اس کے اربل تک پہنچتا۔ اثناءِ راہ میں جاں بحق ہو گیا۔

کو کجہ کا خاتمہ: کو کجہ نے دربار خلافت سے سند حکومت حاصل کرنے بعد بلاد جبل میں قیام اختیار کیا اس کا رفیق اید غمش امور سیاست و حکومت کی نگرانی کرتا تھا چند دنوں بعد چھٹی صدی کے آخر میں اید غمش نے اپنے خاص خادموں کی ایک معقول جمعیت تیار کر لی اور کو کجہ کی مخالفت کا علم بلند کر کے باغی ہو گیا کو کجہ نے اس کی گوشمالی کی جانب توجہ کی مگر کامیاب نہ ہوا اثناء جنگ میں مارا گیا۔ اید غمش نے اس کے کل مقبوضات بلاد پر قبضہ کر لیا اور ازبک بن بہلوان کو برائے نام بادشاہ بنا کر درحقیقت خود حکمرانی کرنے لگا۔

سنجر کا جبال ترکستان پر حملہ ۶۱۲ھ میں تاش تکین امیر خوزستان نے وفات پائی خلیفہ ناصر نے اس کی جگہ پر اس کے داماد سنجر کو متعین فرمایا سنجر ۶۱۲ھ میں سنجر نے جبال ترکستان کا قصد کیا یہ عظیم الشان پہاڑ فارس، عمان، اصفہان اور خوزستان کے درمیان واقع ہیں یہاں کا والی ابو طاہر نامی ایک شخص تھا اس نے خلافت مآب کے خادم قشمر کو پناہ دے دی تھی اور اپنی بیٹی سے اس کا عقد کر دیا تھا۔ قشمر وزیر السلطنت کی چشم نمائی سے برداشتہ ہو کر جبال ترکستان چلا آیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد ابو طاہر مر گیا اس وقت اہل ترکستان نے قشمر کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور یہ ان پر حکمرانی کرنے لگا رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی۔ خلافت مآب نے سنجر والی خوزستان کو قشمر پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ سنجر نے لشکر آراستہ کر کے جبال ترکستان پر حملہ کیا۔ قشمر نے یہ خبر پا کر کہلا بھیجا ”علم خلافت کا مطیع ہوں آپ مجھ پر حملہ آور نہ ہوں“۔ سنجر نے کچھ توجہ نہ کی قشمر نے مجبوری اطراف و جوانب سے فوجیں فراہم کر کے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی اتفاق یہ کہ میدان قشمر کے ہاتھ رہا اور سنجر شکست کھا کر بھاگا اس سے قشمر کی جرأت اور قوت بڑھ گئی۔ ابن وکلاء والی فارس اور اید غمش والی اصفہان رے وغیرہ سے خط و کتابت کر کے ان کو اپنا ہم آہنگ بنا لیا۔ چنانچہ ابن وکلاء اور اید غمش خلیفہ ناصر کے مقابلہ میں قشمر کے حامی و مددگار بن گئے۔ اس سے قشمر کی حالت کچھ سے کچھ ہو گئی۔

وزیر نصیر الدین کی معزولی نصیر الدین ناصر مہدی علوی رے کے بہت بڑے خاندان کا ایک نامور رکن تھا جس وقت وزیر السلطنت مویب الدین ابن قصاب نے رے پر قبضہ حاصل کیا تھا اسی زمانہ میں نصیر الدین رے سے دار الخلافہ بغداد چلا آیا تھا خلافت مآب نے براہِ قدر افزائی اس کو وزیر السلطنت کی نیابت عطا فرمائی۔ بعد چند رے اس کو وزارت عطا کی اور اس کے بیٹے کو وزیر خزانہ مقرر کیا۔ نصیر الدین نے عہدہ وزارت پا کر حکمت عملی کل اراکین دولت کو دبا لیا اور خلیفہ ناصر کے خدام کے ساتھ کج ادائیگی کرنے لگا۔ مظفر الدین سنقر معروف بہ وجہ السیاح امیر حاج سنہ ۶۱۷ھ میں حج کرنے کو جا رہا تھا مقام مرحوم میں

پہنچ کر حاجیوں کا قافلہ چھوڑ کر شام چلا گیا اور دربار خلافت میں کہلا بھیجا ”چونکہ وزیر السلطنت بحکمت عملی خدام خلافت کو دربار خلافت سے علیحدہ کرنا چاہتا ہے اور اس ذریعہ سے درپردہ خلافت و حکومت پر قبضہ حاصل کرنے کی فکر کر رہا ہے اس وجہ سے یہ خدام تعمیل ارشاد سے معذور ہے۔“ اس بناء پر خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کو معزول کر کے خانہ نشین رہنے کا حکم دیا اور کل مال و اسباب وزیر کا اس کے پاس بھیج دیا وزیر السلطنت نے مشہد میں جا کر قیام پذیر ہونے کی اجازت طلب کی۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی اور یہ تحریر فرمایا ”میں تم کو نہایت خوشی سے امان دیتا ہوں۔ میں نے تم کو کسی خطا و تقصیر کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ تمہارے مخالفوں اور دشمنوں کے کہنے سننے سے یہ امر وقوع میں آیا تم اپنے جان بچانے کو جہاں چاہو جا کر قیام کرو۔“ چنانچہ وزیر السلطنت نے خلافت مآب کے سایہ عاطفت میں مخالفوں اور دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہنے کے خیال سے قیام کرنا پسند اور اختیار کیا۔

فخر الدین ابوالبرکات کی معزولی: وزیر السلطنت کی معزولی کے بعد ہی مظفر الدین امیر حجاج اور قشعر وغیرہ واپس آئے فخر الدین ابوالبرکات محمد بن احمد بن اسماء واسطی بطور نائب وزیر وزارت کا کام انجام دینے لگا لیکن اس کو کسی قسم کا حکم و غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ اسی زمانہ میں ابوالفراس نصر بن ناصر بن کلی بدائی وزیر خزانہ نے بغداد میں وفات پائی بجائے اس کے ابوالفتح مبارک بن عضد الدین ابوالفرج بن ریکس الرؤسا ماہ محرم ۶۰۵ھ میں متعین کیا گیا اور تھوڑے دنوں اس کی بڑی قدر و منزلت رہی لیکن آخری سہ مذکور میں بوجہ نالافتی معزول کیا گیا۔ ماہ ربیع الاول ۶۰۶ھ میں فخر الدین ابوالبرکات نیابت وزارت سے معزول ہو کر خانہ نشین ہوا پھر بجائے اس کے کلین الدین محمد بن بدر القمصر کا نائب وزیر مقرر کیا گیا اور موید الدین کا لقب دیا گیا۔

سنجر کی بغاوت: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سنجر خدام ناصر کو تاش کلین امیر الحاج کے بعد خوزستان کی حکومت دی گئی تھی ۶۰۶ھ میں اس کی طرف سے خلافت مآب کو کشیدگی پیدا ہوئی طلبی کا فرمان بھیجا سنجر نے حاضری سے انکار کیا خلافت مآب نے برہم ہو کر ایک لشکر بسر افرسی موید الدین نائب وزیر اور عز الدین بن حجاج شرابی خواص خلیفہ سنجر کی سرکوبی کو روانہ فرمایا جس وقت شاہی لشکر خوزستان کے قریب پہنچا سنجر خوزستان چھوڑ کر اتابک سعد بن وکلاء والی فارس کے پاس چلا گیا۔ اتابک سعد نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور حمایت و امداد پر آمادہ و مستعد ہو گیا۔ اتنے میں شاہی لشکر ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور میں خوزستان پہنچ گیا اور سنجر کو واپسی اور علم خلافت کی اطاعت قبول کرنے کا پیام دیا سنجر نے انکاری جواب دیا تب شاہی لشکر بقصد اتابک سعد والی شیراز جان کی طرف بڑھا خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا والی شیراز سنجر کی سپردگی اور واپس کرنے سے انکار کر رہا تھا ماہ شوال سنہ مذکور میں موکب ہمایوں نے شیراز کی جانب کوچ کیا۔ اتابک سعد نے موید الدین اور عز الدین کے پاس سنجر کی سفارش کا خطر روانہ کیا اور امان دینے کی درخواست کی موید الدین اور عز الدین نے اتابک سعد کی درخواست اور سفارش منظور کر لی چنانچہ اتابک سعد سنجر کو مع اس کے مال و اسباب اور اہل و عیال کے موید الدین اور عز الدین سنجر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے ماہ محرم ۶۰۸ھ میں دار الخلافہ بغداد کی جانب لوٹ کھڑے ہوئے۔ چند دنوں کے بعد سنجر کو پایہ زنجیر و زبار خلافت میں لا کر حاضر کیا۔ خلافت مآب نے اپنے دوسرے خدام یا قوت نامی کو خوزستان پر مامور فرمایا بعد اس کے ماہ صفر سنہ

ذکور میں سب کو قید سے رہا کر کے خلعت عنایت کیا۔

منکلی اور اید غمش: امراء بہلوانیہ میں سے اید غمش کی دست درازی اور بلا دجلہ ہمدان، اصفہان اور رے وغیرہ پر قابض و متصرف ہو جانے کا واقعہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں ان علاقوں پر متصرف اور قابض ہو جانے سے اید غمش کی قوت و حکومت بڑھ گئی آذربائیجان اور اراکیہ کی طرف قدم بڑھایا اس کے ہمراہی ازبک بن بہلوان نے آگے بڑھ کر ان شہروں کو محاصرے میں لے لیا۔ اسی اثناء میں امراء بہلوانہ سے ایک دوسرا امیر منکلی نامی ۶۵۸ھ میں اٹھ کھڑا ہوا اور حکومت و سلطنت کے حاصل کرنے کی غرض سے اید غمش سے لڑ پڑا۔ افواج بہلوانہ نے اس کی بڑھتی ہوئی قوت کو برائے الحین دیکھ کر اطاعت و انقیاد کی گردنیں جھکا دیں جس سے منکلی نے ان کل صوبجات پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا شمس الدین اید غمش منکلی کا مقابلہ نہ کر سکا دار الخلافہ بغداد بھاگ گیا خلیفہ ناصر نے اراکین دولت کو اید غمش کے استقبال کا حکم دیا یہ دن بڑی چہل پہل کا تھا۔

اید غمش کا قتل: منکلی کو اید غمش کے بغداد چلے جانے سے خطرہ پیدا ہوا اپنے بیٹے محمد کو چند امراء لشکر کے ساتھ بطور وفد دار الخلافہ بغداد روانہ کیا اس وفد کے پہنچنے سے پیشتر خلیفہ ناصر نے اید غمش کی امداد کا وعدہ کر لیا تھا چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۶۶۱ھ میں ایک فوج عنایت کی اید غمش دربار خلافت سے رخصت ہو کر ہمدان کی جانب روانہ ہوا رفتہ رفتہ سلیمان ابن برجم ترکمانی ایوبی کے ملک میں پہنچا۔ خلافت مآب نے سلیمان کو کسی وجہ سے اس قوم کی سرداری سے معزول کر کے اس کے چھوٹے بھائی کو مامور کیا تھا سلیمان نے منکلی کو اید غمش کے آنے کی خبر کر دی منکلی نے ایک فوج اید غمش کی گرفتاری کو متعین کی۔ اس فوج نے اید غمش کو گرفتار کر کے سر آٹا کر لیا سارا لشکر منتشر و متفرق ہو گیا۔ خلافت مآب کو اس کی خبر گئی۔ ازبک بن بہلوان والی آذربائیجان و اراکیہ کو منکلی کی سرکوبی کو لکھا حالانکہ اس سے خلافت مآب کو بے حد ناراضگی تھی جلال الدین والی قلعات اسماعیلیہ (بلادعجم) کو ازبک کی امداد کی تاکید کی اور یہ تحریر فرمایا کہ کامیابی کے بعد بلا دجلہ کو باہم تقسیم کر لیتا۔ اس انتظام پر بھی جب اس کو تشفی نہ ہوئی تو موصل، جزیرہ اور بغداد سے شاہی لشکر فراہم کر کے اپنے خادم مظفر الدین وجہ السبع کو کمان افسر بنا کر منکلی کی سرکوبی کو روانہ فرمایا اور مظفر الدین کو کبریٰ بن زین الدین کو چک والی صوبہ ارمل اور شہر زور کو مع ان کے لشکر کے منکلی کے مقابلہ پر جانے کو لکھ بھیجا اور یہ تحریر کیا کہ جب یہ سب فوجیں فراہم ہو جائیں تو اس کی کمان تم اپنے ہاتھ میں لے لینا۔

منکلی کا انجام: پس جب یہ لشکر ہمدان کے قریب پہنچا منکلی پہاڑ پر بھاگ گیا جو کرج سے ملا ہوا تھا شاہی لشکر نے اس پہاڑ کو جا کر گھیر لیا دونوں محاصرے کا سلسلہ قائم رہا۔ ایک روز منکلی نے پہاڑ سے اتر کر ازبک کے لشکر پر حملہ کیا اس لڑائی میں ازبک کو شکست ہوئی میدان جنگ سے اپنے کیمپ میں بھاگ گیا دوسرے دن منکلی کو فتح یابی کی طمع پھر دامن گیر ہوئی فوج کو تیاری کا حکم دے کر پھر دھاوا کر دیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ شاہی فوجوں نے ہر چار طرف سے جنگ چھیڑ دی۔ آخر کار منکلی شکست کھا کر بھاگا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ شاہی لشکر نے اس کے کل شہروں پر قبضہ کر لیا جلال الدین والی قلعات اسماعیلیہ نے حسب قرارداد سابق منکلی کے مقبوضات کو حصہ بخیرہ کر لیا جو باقی رہا اس پر ازبک بن بہلوان قابض و متصرف ہوا۔

فوجیں اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹیں اور منکلی بھاگتا ہوا سادہ پہنچا شہنشاہ نے گرفتار کر کے سرتار لیا۔ ازبک نے اس سرکوخ کے بشارت نامہ کے ساتھ دار الخلافہ بغداد بھیج دیا یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۶۱۲ھ کا ہے۔

ولی عہد کا انتقال: خلیفہ ناصر کا ایک چھوٹا لڑکا تھا جس کا نام علی اور کنیت ابو الحسن تھی خلیفہ ناصر کو اس سے بہ نسبت اور لڑکوں سے محبت زیادہ تھی اسی باعث سے اپنے بڑے لڑکے کو ولی عہدی سے معزول کر کے اسی کو اپنا ولی عہد بنایا تھا لیکن بقضائے الہی ۲۰ ذیقعدہ ۶۱۲ھ میں اس کا انتقال ہو گیا خلافت مآب کو اس کی وفات سے اس درجہ صدمہ ورنج ہوا کہ جس کا پایاں نہیں عام اور خواص سبھی اس کی ناگہانی اور غیر متوقع موت سے مغموم اور ملول ہوئے مرحوم نے وقت وفات دلوں کے یادگار چھوڑ تھے ایک کالقب موبد تھا اور دوسرے کا موفق خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو ماہ محرم ۶۱۳ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ تشر (ملاقات خوزستان) کی طرف سند امارت عطا فرما کر روانہ کیا اور موبد الدین نائب وزیر اور عز الدین کو تالیفی اور نگرانی کی غرض سے ساتھ کر دیا۔ ایک مدت تک یہ لوگ وہاں مقیم رہے بعد ازاں موقع مع نائب وزیر اور شر کے رنج الاخر سنہ مذکور میں بغداد واپس آیا اور موبد تشر ہی میں مقیم رہا۔

خوارزم شاہ کا بلا و جیل پر قبضہ: قبل اس کے غمگینی نے بزور تیغ و حکمت عملی بلا و جیل پر قبضہ حاصل کر لیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اس کی مدبرانہ چالوں سے اس کے قدم استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت و سلطنت کے زینہ پر جم گئے تھے اس کے بعد ۶۱۳ھ میں فرقہ باطنیہ میں سے کسی شخص نے اس کو قتل کر ڈالا۔ خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تگش جانشین سلاطین سلجوقیہ کو جو صوبہ خراسان و ماوراء النہر پر مستولی ہو رہا تھا ان بلا پر قبضہ ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ لشکر آراستہ کر کے اس پر فوج کشی کر دی ادھر اتنا بک سعد بن وکلا والی فارس کو بھی غمگینی کے قتل ہو جانے پر یہی طمع دامگیر ہوئی فوجیں فراہم کر کے اصفہان پر چڑھ آیا۔ اہل اصفہان نے اطاعت قبول کر لی۔ اتنا بک سعد اصفہان پر قبضہ کر کے آگے بڑھا اس وقت تک اس کو خوارزم شاہ کی شکست اور آمد کی خبر نہ تھی مقام رے میں ایک دوسرے سے متصادم ہو گیا ایک سخت خونریز جنگ کے بعد اتنا بک کو شکست ہوئی خوارزم شاہ نے اس کو گرفتار کر لیا۔ بعدہ ساوہ کی جانب بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے فردین زنجان اور اوسر پر قبضہ کرتا ہوا ہمدان پہنچا۔ اہل ہمدان نے سر اطاعت جھکا دیا۔

خوارزم شاہی فوج کی پامالی: تب اصفہان کا رخ کیا اور اس پر بھی بلا جلال و قتال قابض و مستولی ہو کے تم اور قاشان کو بھی لے لیا۔ والی آذربائیجان اور ارانیہ نے بغیر کسی تحریک کے دب کر اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے۔ اب اس کے حوصلے بڑھ گئے تھے دار الخلافہ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا نامہ و پیام کر رہا تھا مگر دربار خلافت سے براہر انکاری جواب آ رہا تھا خوارزم شاہ کو طیش آ گیا دار الخلافہ پر حملہ کرنے کا قصد کر لیا چنانچہ ایک امیر کو حلوان سند امارت عطا کر کے پندرہ ہزار سواروں کی جمعیت سے بغداد کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس کے بعد ایک دوسرے امیر کو بھی روانہ کیا جو یہی یہ لوگ ہمدان سے چلے اس قدر برف پڑی کہ تقریباً ساری فوج ہلاک ہو گئی جو باقی رہ گئے ان کو بنو برجم (ترکی) اور بنو سکار (گردوں) نے لوٹ مار کر کے پامال کر دیا۔ معدودے چند جان بچا کر خوارزم شاہ کے پاس واپس آئے۔ خوارزم شاہ نے اس سے بدقالی لی اور خراسان کی جانب واپسی کا حکم دیا۔ ہمدان پر طالپوں کو مامور کر کے ان کل

شہروں کی امارت اپنے بیٹے رکن الدین کو دی، عماد الملک ساوی کو اس کی دولت و حکومت کا ناظم اور متولی بنایا اور اپنے ممالک مقبوضہ سے خلیفہ ناصر کا خطبہ موقوف کر کے ۶۱۵ھ میں خراسان کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔

بنی معروف کا اخراج بنی معروف قبیلہ ربیعہ سے تھے ان کا سردار معلیٰ نامی ایک شخص تھا۔ جنگل جھاڑیوں کے قریب غریب فرات میں یہ لوگ رہتے تھے جب ان کا ظلم فساد اور دن دھاڑے لوٹ مار حد سے متجاوز ہو گئی اور قافلہ کے قافلہ بچاہ ہونے لگے تو متعدد شہروں کے باشندوں نے دربار خلافت میں شکایت کی دربار خلافت سے شریف سعد والی واسطہ کے نام ان لوگوں کی سرکوبی اور جلا وطن کرنے کا حکم آیا چنانچہ شریف سعد نے نکدریت، ہیبت، حدیث، انبار، حله، کوفہ واسطہ اور بصرہ سے فوجیں فراہم کر کے بنی معروف پر چڑھائی کر دی اور ان کو نہایت تیزی سے ہزیمت دے کر پامال کر دیا۔ کچھ قتل کر ڈالے گئے کچھ قید کر لئے گئے اور کچھ دریائیں غرق کر دیئے گئے جو اس عالم گیر پامالی سے بچے وہ جلا وطن کر دیئے گئے اور مقتولوں کے سر ماہ ذیقعدہ ۶۱۶ھ میں بغداد بھیج دیئے گئے۔

تاتاریوں کی یلغار تاتاری ترکوں میں سے ہیں ۱۱۱۶ھ میں اس گروہ نے بلاد اسلامیہ کی جانب سے خروج کیا سرزمین چین میں طمغاج کے پہاڑوں پر یہ گروہ رہتا تھا جو بلاد ترکستان سے چھ مہینے کی مسافت پر واقع ہے اس کے بادشاہ کا نام چنگیز خاں تھا جو ترکوں کے قبیلہ تترجی سے تھا اس نے بلاد ترکستان اور باوراء النہر پر فوج کشی کی اور اس کو خطا کے قبضہ سے نکال کر خود قابض و متصرف ہو گیا بعد ازاں خوارزم شاہ سے جا بھڑاتا آ نکدہ اس کو زیر کر کے اس کے مقبوضہ شہروں صوبہ خراسان اور بلاد جبل پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ بعدہ اراغیہ کی جانب بڑھا اور اس پر قبضہ کر کے شران لان اور لنگر کے شہروں کی جانب رخ کیا اور مختلف گروہوں پر مستولی ہو کر بلاد قفقاز کو بھی لے لیا۔ انہی تاتاریوں کا ایک گروہ غزنی اور ان شہروں کی طرف نکل گیا جو ہندوستان، بھتان اور کرمان سے ملحق و متصل تھے چنانچہ ایک ہی سال کے یا کچھ زائد زمانہ میں تاتاری دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک کے مالک بن بیٹھے، خوزیری، لوٹ اور عارت گری کی کوئی حد نہ تھی وہ ظلم و ستم ان کے ہاتھوں سے وقوع میں آئے کہ جن سے عالم کے کان سلف سے اس وقت تک آشنا نہیں ہوئے تھے۔

خوارزم شاہ کی وفات خوارزم شاہ نے ان تاتاریوں سے شکست کھا کر طبرستان کے جزیرہ میں جا کر دم لیا اور وہیں ۶۱۶ھ میں اپنی حکومت کے اکیسویں برس جاں بحق تسلیم ہوا۔ خوارزم شاہ کی شکست کے بعد اس کے بیٹے جلال الدین کو تاتاریوں نے غزنی میں شکست دی۔ چنگیز خان دریائے سندھ تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جلال الدین دریائے سندھ کو عبور کر کے ہندوستان میں داخل ہو گیا اور بہزار خرابی ان کے پیچھے مضرب سے بچ گیا ایک مدت تک ہندوستان میں ٹھہرا ہوا بعد ازاں ۶۱۲ھ میں خراسان اور عراق کی جانب معاودت کی آذربائیجان اور ارمینیا پر قابض ہو گیا تا آنکہ اس کو مظفر نے قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم ان کے واقعات کو بنی مظفر اور بنی خوارزم شاہ کے حالات میں جداگانہ یادوں حکومتوں میں کرر بیان کریں گے پس وہ مقام ان واقعات کی تفصیل کا ہوگا۔

خلیفہ ناصر کا کردار آخر ماہ رمضان ۶۱۲ھ میں اپنی خلافت کے سینتالیس برس خلیفہ ابو العباس احمد الناصر الدین اللہ بن خلیفہ مستضیٰ نے وفات پائی موت سے تین برس پہلے نقل و حرکت سے مجبور ہو گیا۔ ایک آنکھ جاتی رہی تھی تھی۔ دوسری آنکھ کی

بصارت کمزور ہو گئی تھی۔ کاروبار اور لہو لعب میں اس کی حالتیں مختلف تھیں۔ ذی علم اور صاحب فنون مختلف تھا۔ متعدد فنون میں اس کی تالیفات ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ اسی نے تاتاریوں کو قبضہ عراق پر آمادہ کیا تھا وجہ یہ تھی کہ اس سے اور خوارزم شاہ سے ان بن ہو گئی تھی اور آئے دن منازعات ہو رہی تھی۔ خلیفہ ناصر اکثر لہو لعب میں مصروف رہتا کسی وقت غلہ لگایا کرتا اور کبھی کبوتر بازی میں مشغول رہتا۔ پکڑے اس قسم کے پہنتا تھا جیسے بغداد کے غنڈے پہنتا کرتے تھے اور اس قسم کے پکڑوں کے پہننے کی عام طور سے ممانعت تھی مگر یہ کہ اجازت خلیفہ سے حاصل کی جاتی یہ سب اس امر کی دلیل ہے کہ سلطنت و حکومت عالی دماغ عالی حوصلہ صاحب تدبیر اور ذی ہوش آدمیوں سے خالی تھی اور یہی امر دولت و سلطنت کے ضعیف اور کمزور ہونے کا باعث ہوتا ہے۔

خلیفہ ناصر کی وفات: خلیفہ ناصر کے مرنے پر اس کے بیٹے ابونصر کی خلافت کی بیعت لی گئی اور ”الظاہر بامر اللہ“ کا لقب دیا گیا پہلے اسی کو ۵۸۵ھ میں خلیفہ ناصر نے اپنا ولی عہد بنایا تھا بعد ازاں ولی عہدی سے اس کو معزول کر کے بوجہ میلان طبعیت اس کے چھوٹے بھائی ابوالحسن علی کی ولی عہدی کا اعلان کیا۔ اتفاق یہ کہ ۶۱۲ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ جب خلیفہ ناصر نے مجبوراً ابونصر کو پھر اپنا ولی عہد بنایا۔

ظاہر بامر اللہ کی بیعت خلافت: خلیفہ ظاہر نے بحکیم بیعت کے بعد عدل انصاف سے اس حد تک کام لیا کہ جس حد تک اس کے شایان شان تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جس سال خلیفہ ظاہر مسند خلافت پر متمکن ہوا تھا اس سال کی شب عید میں ایک لاکھ دینار علماء کو دیئے۔

اس چہل پہل کے نو مہینہ پندرہ یوم بعد خلیفہ ظاہر ابونصر محمد نے ۱۵ رجب ۶۲۳ھ کو وفات پائی اس کا رویہ نہایت سیدھا سادہ تھا اس کے عدل و انصاف اور اس کی داد و دہش کے تذکرے اس وقت تک عوام اور خواص کی زبان پر جاری ہیں۔ روایت کی جاتی ہے کہ اس نے قبل وفات بخط خاص ایک فرمان وزیر کو لکھا تھا جو راکبین دولت کے روبرو پڑھا گیا۔ وزیر السلطنت نے اس فرمان کے پڑھنے اور راکبین دولت کو سنانے کی غرض سے ایک جلسہ کیا خلافت مآب کے قاصد نے کھڑے ہو کر کہا ”امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ ہماری غرض یہ نہیں ہے کہ صرف اس قدر کہنے پر اکتفا کیا جائے کہ دربار خلافت سے یہ فرمان آیا ہے یہ یا یہ حکم صادر ہوا ہے اور بعد میں اس کا کوئی اثر کہیں محسوس نہ ہو بلکہ اس زبانی گپ شپ کو تم چھوڑ دو اور اس پر عمل درآمد کرو۔“ قاصد اس قدر کہہ کر خاموش ہو گیا۔ فرمان کھولا گیا تو اس میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہوا تھا۔

خلیفہ کافر مان: ”آگاہ ہو جاؤ کہ ہماری یہ تاخیر پھل اور بے کار نہیں ہے اور نہ ہماری یہ چشم پوشی غفلت پر مبنی ہے بلکہ ہم تم لوگوں کو جانچتے ہیں کہ تم میں سے کون شخص اچھا کار گزار ہے اس پیشتر دیرانی ملک بربادی رعایا تخریب شریعت کی کارروائیاں جو تم سے ظہور پذیر ہو چکی ہیں اور نیز براہ مکر و فریب جو جھوٹی باتوں کو سچائی کے لباس میں ظاہر کرتے اور بیخ کنی و ہلاکت رعایا کو حق رسی و دادرسی سے تعبیر کرتے تھے ہم نے ان سب تمہارے افعال ذمہ و حرکات قبیحہ سے درگزر کیا۔ افسوس ہے کہ تم نے اس فرصت کے وقت کو مقدمات سے شمار کر کے خوفناک اور مہیب شیر کے پنجوں اور دانتوں کی طرح سے خلق اللہ کو چیر پھاڑ ڈالا۔ تم لوگ ایک ہی بات کو بالفاظ مختلفہ کہا کرتے ہو حالانکہ تم علم خلافت کے پاسمان اور معتمد علیہ ہو۔ تم

لوگ اپنی خواہشات کی طرف خلافت مآب کی رائے کو ناسل کر لیتے ہو اور حق و باطل کو ملا جلا دیتے ہو اس سے کجیوری تمہاری رائے سے موافقت کی جاتی ہے بظاہر مطیع اور فرمانبردار ہو لیکن حقیقت میں تم حد درجہ کے نافرمان اور متبرد ہو۔ صورتاً موافقت کا پیرایہ اختیار کرتے ہوئے اور حقیقتاً پورے پورے مخالف اور سرکش ہو۔ الحمد للہ کہ اب اللہ سبحانہ نے تمہارے خوف کو امن سے محتاجی کو غنا سے باطل کو حق سے تبدیل کر دیا اور ایک ایسا فرمانبردار تم کو عنایت کیا ہے جو تمہارے عزرات کو قبول کرے گا اور اسی شخص سے مواخذہ اور انتقام لے گا جو اپنی خطاؤں پر مصر ہوگا اور اپنی حرکات نامعقول سے باز نہ آتا ہوگا۔ امیر المؤمنین تم کو عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ ان کا یہی مقصود ہے کہ تم لوگ ہمیشہ عدل و انصاف کرتے رہو اور ظلم و بے جا کارروائیوں سے احتراز کرتے رہو۔ امیر المؤمنین کو ظلم و ستم بے حد ناگوار اور ناپسند ہے کیونکہ اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اس کی ناراضگی سے امیر المؤمنین خائف و ترساں ہیں۔ امید کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب و توفیق دے گا پس اگر تم نے وہ راستہ اختیار کیا جو ملک خدا میں اس کے نابینوں اور امیوں کا ہے تو نور علی نور ورنہ یاد رکھو کہ ہلاک و تباہ ہو جاؤ گا "والسلام"

باب: ۳۶

منصور بن طاہر مستنصر باللہ ۶۲۳ھ تا ۶۴۰ھ

عبداللہ بن مستنصر مستعصم باللہ ۶۴۰ھ تا ۶۵۵ھ

خلیفہ طاہر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابو جعفر مستنصر کی خلافت کی بیعت لی گئی اس نے بھی اپنے مرحوم باپ کا رویہ اختیار کیا مگر اس کے عہد خلافت میں شیرازہ حکومت درہم برہم ہو گیا خراج کم ہو کر تقریباً معدوم ہو گیا تھا۔ صوبجات کے حصہ بخرے ہو گئے تھے ان وجوہات سے لشکریوں کی تنخواہیں ادا نہیں ہو سکتی تھیں اور نہ ان کے وظائف دیئے جاتے تھے مجبوراً لشکر کا حصہ کثیر موقوف اور تخفیف کر دیا گیا جس سے بے حد تغیرات وقوع میں آئے اسی کے زمانہ میں محمد بن یوسف بن ہود نے اندلس میں آخری زمانہ حکومت موحدین میں دعوت عباسیہ کا اعادہ کیا تھا یہ واقعہ ۶۲۹ھ کا ہے جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا اسی کے آخری دور حکومت میں تاتاریوں نے بلاد روم کو غیاث الدین کینجروا آخری بادشاہ بنی قلیج ارسلان کے قبضہ سے نکال لیا تھا اس کے بعد بلاد ارمینہ کے تاخت و تاراج کرنے کو بڑھے اور اس پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کے بعد غیاث الدین نے تاتاریوں سے امان طلب کی انہوں نے اپنی طرف سے بلاد روم پر اس کو مقرر کیا چنانچہ یہ ان کی ماتحتی و اطاعت میں بلاد روم پر حکومت کرنے لگا۔ آئندہ کے ان کے حالات کے ضمن میں یہ واقعات تحریر کئے جائیں گے۔

خلیفہ مستنصر کی وفات: خلیفہ مستنصر دارالخلافت بغداد میں انہی بلاد پر حکمرانی کر رہا تھا جو گورنران صوبجات اور اطراف و جوانب کے والیان ملک کے دست برد اور قبضہ و تصرف سے بچ رہے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بعد چند اس نظام میں بھی خلل واقع ہوا تاتاریوں نے کل بلاد اسلامیہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور گورنران صوبجات اسلامیہ اور اطراف و جوانب کے والیان ملک کو زیر کر کے ان کی دولت اور حکومتوں کا نام صفی ہستی سے جو کر کے دارالخلافت بغداد کو تاخت و تاراج کرنے کی غرض سے بڑھے اتنے میں خلیفہ مستنصر کا ۶۴۰ھ میں اپنی خلافت کا سولہواں سال پورا کر کے انتقال کر گیا۔

خلیفہ مستعصم باللہ: اس کا بیٹا عبداللہ مسد خلافت پر متمکن ہوا۔ ”المستعصم باللہ“ کا لقب اختیار کیا فقیہ اور محدث تھا۔

مویہ الدین ابن علقمی رافضی اس کا وزیر تھا اس کی ناقابلیت سے دارالخلافہ بغداد میں شیعہ اہل سنت و جماعت حنابلہ اور کل اہل مذہب میں آئے دن جھگڑے ہوتے رہتے تھے ادباشوں، جرائم پیشوں اور مفسدہ پردازوں میں آئے دن ایک نہ ایک فساد برپا رہتا تھا۔ کوئی فتنہ و فساد مابین ملوک اور اراکین دولت کے ایسے نہیں ہوتا تھا جس میں وہ لوگ حصہ نہ لیتے رہے ہوں حکومت و سلطنت کا رعب لوگوں سے اٹھ گیا تھا۔ آمدنی بالکل مسدود ہو گئی تھی خلیفہ مستعصم کی خود نہایت تنگی سے بسر ہو رہی تھی افسران فوج کو تخفیف کر دیا گیا تھا۔ باقی ماندہ کی تنخواہ یوں ادا کی جاتی تھیں کہ کبھی کوئی چیز فروخت کر دی اور کبھی ان کو کسی بازار کا محصول وصول کر لینے کو کہہ دیا۔ غرض امراء لشکر اور نیز خلافت مآب کی بدقت اوقات گزاری ہوتی تھی۔ اتفاق سے انہی دنوں دارالخلافہ بغداد میں آتش فساد مشتعل ہو گئی شیعہ سنی باہم دست و گریباں ہو گئے۔

وزیر ابن علقمی کی غداری: شیعوں کا مسکن غربی بغداد مقام کرخ میں تھا اور وزیر ابن علقمی اسی گروہ کا ایک ممتاز رکن تھا ان لوگوں نے اہل سنت و جماعت پر ظلم و تعدی کی خلیفہ مستعصم نے اپنے بیٹے ابوبکر اور رکن الدین و داؤد اور کوشیوں کی سرکوبی کو روانہ کیا اور باغیان کرخ کے مکانات لوٹ لینے کا حکم دیا اس معاملہ میں خلافت مآب نے وزیر ابن علقمی کا کچھ لحاظ اور پاس نہ کیا ابن علقمی کو یہ امر ناگوار گزرا۔ موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔ آہستہ آہستہ بحکمت عملی لشکر کے بہت بڑے حصہ کو موقوف کر دیا اور خلافت مآب پر یہ ظاہر کیا کہ یہ فوجیں تاتاریوں کے مقابلہ پر بھیجی گئی ہیں اور علاوہ اس کے دارالخلافہ بغداد میں رہنے سے ادائیگی تنخواہ میں بھی دقت ہوتی ہے ۶۵۳ھ میں ہلاکو چنگیزی تاتاری نے عراق پر فوج کشی کی، رے، اصفہان اور ہمدان کو فتح کرتا ہوا قلعات اسماعیلیہ پر دھاوا کیا۔ ۶۵۵ھ میں قلعہ موت پر چڑھائی کی، اثناء راہ میں ابن صلا یا دالی اربل کا خط ملا جس میں ابن علقمی وزیر خلیفہ مستعصم کا خط بھی ملفوف تھا ابن علقمی نے ہلاک کو دارالخلافہ بغداد پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔

تاتاریوں کا بغداد پر حملہ: چنانچہ ہلاکو نے بلاد اسماعیلیہ سے مراجعت کر کے بغداد کا قصد کیا امراء تاتار کو چاروں طرف سے بغداد پر حملہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ وہ لوگ بھی بطور مقدمہ الجیش کے بلاد روم کی طرف سے آئے لگے جس وقت بغداد کے قریب تاتاری لشکر پہنچا۔ ایک دوا دار مقابلہ پر آیا پہلے حملہ میں تاتاری لشکر کو شکست ہوئی۔ تاتاریوں نے دوبار حملہ کیا اس حملہ میں میدان جنگ تاتاریوں کے ہاتھ رہا۔ عساکر اسلامیہ نے بغداد کی جانب معاودت کی مگر ان کے آنے سے پیشتر تاتاریوں نے بغداد کا راستہ روک لیا تھا یا یہ کہ دجلے کا بند ٹوٹ جانے سے بغداد کے ارد گرد پانی پھیل گیا تھا جس سے لشکر اسلام بغداد میں داخل نہ ہو سکا۔ تاتاریوں نے تعاقب کر کے اسلامی فوج کو جی کھول کر پامال کیا۔ دوا دار مارا گیا اور امراء جو اس کے ہم رکاب تھے قید کر لئے گئے۔

خلیفہ مستعصم کا خاتمہ: ہلاکو نے بغداد میں پڑاؤ کر دیا وزیر ابن علقمی شہر سے نکل کر ہلاکو کے پاس آیا اپنی ذات خاص کے لئے امان حاصل کی اور واپس جا کر خلافت مآب سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے آپ کے لئے بھی امان حاصل کر لی ہے آپ ہلاکو خان کے پاس چلے وہ آپ کو بدستور خلافت و حکومت میں قائم رکھے گا جیسا کہ بلاد روم میں بادشاہ روم کو قائم رکھا تھا۔ چنانچہ خلیفہ مستعصم مع فقہاء قضاة اور اراکین دولت کے ہلاکو کے پاس گیا۔ ہلاکو نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر ڈالا۔

بعد ازاں خلیفہ مستعصم کو یورپے میں لپیٹ کر ہاتھی کے پاؤں میں باندھ دیا اور مستعصم گھٹا ہوا پامال ہو گیا۔ ابن عقیلی نے خلیفہ کی نقش کو پاؤں سے کچلا اور اس زعم سے کہ میں اہل بیعت رسالت کے خون کا بدلہ لے رہا ہوں۔ یہ واقعہ ۶۵۶ھ کا ہے۔

بغداد کی تباہی اور قتل عام اس کے بعد ہلاکو سوار ہو کر بغداد میں داخل ہوا۔ عام خونریزی کا حکم دے دیا ایک مدت تک غارت گری اور قتل عام کا بازار گرم رہا۔ عورتیں اور لڑکے سروں پر قرآن لے لے ہوئے گھروں سے واویلا و مصیحاہ کا شور مچاتے ہوئے نکلے جن کو تار یوں نے بات کی بات میں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا کہتے ہیں کہ جس دن ہلاکو بغداد میں داخل ہوا تھا ایک کر دڑ چھ لاکھ مسلمان مارے گئے تار یوں نے قصور (محسرات) خلافت اور خزانوں پر قبضہ کر لیا اور اس قدر مال و اسباب لوٹ گیا کہ احاطہ تحریر اور شمار سے باہر ہے۔

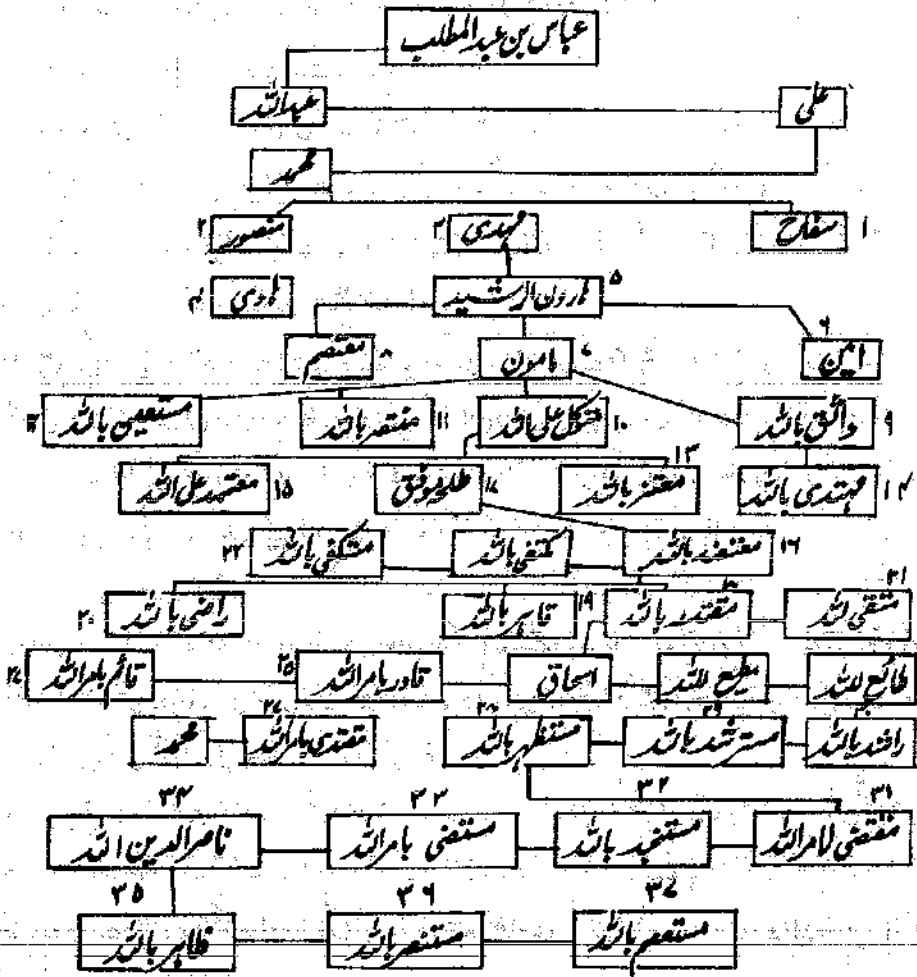
علمی ذخائر کی بربادی علمی ذخائر جو شاہی کتب خانے میں تھے دجلہ میں پھینک دیئے گئے یہ ایسی زیادتی ہوئی جو احاطہ تحریر میں نہیں آ سکتی اگرچہ اور قوموں کا یہ زعم ہے کہ یہ اس کی بعینہ نظیر ہے جو مسلمانوں نے شروع زمانہ فتوحات میں اہل فارس کے علوم اور کتابوں کے ساتھ کیا تھا۔ غرض اس عام خونریزی سے ہلاکو نے فارغ ہو کر شاہی مجلس اؤں کو آگ لگا دینے کا قصد کیا لیکن اس کے اراکین دولت نے اس سے مخالفت کی۔

ہلاکو کی فتوحات فتح اور پامالی بغداد کے بعد ہلاکو نے میا قارقین کے محاصرے کو فوجیں روانہ کیں جو دو برس کے محاصرے کے بعد بزور مفتوح ہوا۔ اس کے کل حامی و مددگار مارڈالے گئے ان دنوں بنی ایوب میں سے ملک ناصر الدین محمد بن شہاب الدین غازی بن الملک الغادل ابو بکر بن ایوب اس شہر کا حاکم تھا۔ والی موصل اس خوفناک غارت گری کو دیکھ کر ڈر گیا۔ نذرانے اور تحائف ہلاکو کے دربار میں بھیجے اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ چنانچہ ہلاکو نے اس کو بحال رکھا۔ ہم میا قارقین کے سر ہونے پر اربل کی طرف ہلاکو نے لشکر روانہ کیا اہل اربل نے قلعہ بندی کر لی چند محاصرے کر کے تاتاری لشکر بے نیل و مرام واپس آیا۔ اس کے بعد والی اربال بن صلیب ہلاکو سے ملنے آیا۔ ہلاکو نے اس کو قتل کر کے جزیرۂ دیار بکر اور دیار ربیعہ پر مستولی اور قابض ہو گیا۔ اسی طرح رفتہ رفتہ تھوڑے دنوں میں شام کی حکومتیں کمزور ہو گئیں اور ہلاکو نے موقع پا کر چاروں طرف سے اس پر فوج کشی کر دی جیسا کہ آئندہ تحریر ہوگا۔

ہلاکو کی فتح یابی سے خلافت اسلامیہ کی حکومت جو دار الخلافہ بغداد میں بنی عباس کے قبضہ اقتدار میں تھی منقرض اور معدوم ہو گئی پھر اس رسم قدیم کو ملوک ترک نے ان خلفاء کے ذریعے سے جن کو انہوں نے پہلے خلفاء کے عقاب سے منصوب اور متمکن کیا تھا۔ دوسرے مقام پر قائم کیا اور ان کی ایک زمانہ تک حکومت مسلسل طور سے جاری رہی جیسا کہ ہم ابھی بیان کرنے والے ہیں۔

تعب ہے کہ یعقوب بن اسحاق کندی فیلسوف عرب زمانہ ظہور ملت اسلامیہ عربیہ کے ضمن میں بیان کرتا ہے کہ عرب کی حکومت چھ سو ساٹھ سال میں منقرض و ناپذیر ہوئی حالانکہ دولت بنی عباس جس روز سے کہ سفاح کی بیعت ۶۸۳ھ میں ہوئی تھی زمانہ قتل مستعصم تک جو کہ ۶۵۶ھ میں وقوع پذیر ہوا ہے پانچ سو چوبیس برس قائم رہی اور ان کے سنیّتیں خلفاء نے بغداد میں خلافت کی۔

شجرہ و اسماء خلفاء عباسیہ جنہوں نے بغداد میں خلافت کی



واضح رہے کہ بلحاظ ترتیب خلافت خلفاء کے ناموں پر نمبر لگایا گیا ہے جن ناموں پر نمبر نہیں ہے ان کو خلافت نصیب نہیں ہوئی، مترجم

احمد بن طاہر مستنصر باللہ ۶۵۹ھ تا ۶۶۰ھ

خلافت عباسیہ مصر: جس وقت خلیفہ مستنصر تاتاریوں کے ظلم و ستم کا شکار ہو گیا اور تاتاریوں نے ممالک اسلامیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا اس وقت مسلمانوں کی جماعت متفرق ہو گئی، شیرازہ خلافت درہم برہم ہو گیا۔ خاندان خلافت کے اراکان ٹکسرائے خلافت سے نکل کر ادھر ادھر بھاگ گئے ان میں جو سب سے بڑا تھا اس نے مصر میں جا کر دم لیا وہ کون تھا؟ احمد بن خلیفہ طاہر شہید خلیفہ مستنصر کا چچا مرحوم خلیفہ مستنصر کا بھائی اس وقت مصر کی زمام حکومت الملک الظاہر کے قبضہ اقتدار میں تھی جو بنی ایوب کے بعد مصر و قاہرہ میں ترکوں کا تیسرا بادشاہ تھا۔ الملک الظاہر یہ خبر یا کر کہ خاندان خلافت کا ایک نامور رکن احمد نامی حسن اتفاق سے مصر آیا ہوا ہے۔ جوش و خروش سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ارادت مندانہ ملا۔ تشریف آوری کی خوشی میں شہر کو چراغاں کرایا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۶۵۹ھ کا ہے۔

تحت نشینی: احمد کے مصر میں رونق افروز ہونے کے بعد الملک الظاہر نے قلعہ پیرل میں دربار عام کیا اراکین دولت و رؤسا ملک و ملت حسب مراتب حاضر ہوئے قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاغر بھی موجود تھا۔ اسے ان عربوں کی شہادت سے جو احمد کے ہمراہ آئے ہوئے تھے۔ احمد کا خاندان خلافت سے ہونا ثابت کیا۔ اگرچہ احمد کوئی غیر مشہور شخص نہ تھا تاہم ضابطہ کا تکملا کیا گیا پہلے الملک الظاہر نے احمد کی خلافت کی بیعت کی۔ بعد ازاں حاضرین دربار کے بعد دیگرے بیعت کرتے گئے کمال خوشی و مسرت سے احمد کو خلافت اسلامیہ کے فرائض منصبی ادا کرنے کا موقع دیا گیا اور ”المستنصر باللہ“ کا مبارک لقب حاصل ہوا۔ ممبروں پر احمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سکہ مسکوک ہوا اور گشتی فرمان الملک الظاہر کے ممالک مقبوضہ میں خلیفہ مستنصر کی بیعت لینے کا بھیجا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ مستنصر نے زمام حکومت الملک الظاہر کے ہاتھ میں دی اور اپنی جانب سے ایک موقع لکھ کر عنایت فرمائی۔ اگلے دن سلطان الملک الظاہر نے شہر کے باہر نکل کر ایک کھلے میدان میں خیمہ نصب کیا اراکین دولت، مشیران سلطنت اور رؤسا ملک و ملت حاضر ہوئے الملک الظاہر نے خلافت مآب کی توقع کو پڑھا لوگوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے سلطان الملک الظاہر نے بطیب خاطر اس جدید خلیفہ کے لئے ارباب مناصب، اناجک، استاد دار شربدار، حاجب اور کاتب وغیرہ متعین فرمائے۔ ہر طبقہ کے آدمیوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ خیمے فروش اور ہر طرح کے اسباب و سامان آرائش فراہم کئے بیان کیا جاتا ہے کہ الملک الظاہر نے اس موقع پر ایک کروڑ دینار سرخ صرف کئے تھے۔

خلیفہ مستنصر باللہ اور تاتاریوں میں جنگ: چند دن بعد سلطان الملک الظاہر نے ممالک اسلامیہ کو کفار کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے بلاد عراق پر فوج کشی کرنے کا قصد کیا۔ خلیفہ مستنصر نے بہ نفس نفیس اس مہم پر جانے کی تیاری کی۔ اتنے میں صالح بن لؤلؤ والی موصل پر آچھپا۔ اس کو بھی تاتاریوں نے اس کے مرنے کے بعد موصل سے نکال دیا تھا۔ الملک

الظاہر نے اس سے بھی اس کا ملک واپس کر دینے کا وعدہ کر لیا تھا۔ چنانچہ جدید خلیفہ مع صالح کے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے روانہ ہوا۔ الملک الظاہر بھی مشایعت کی غرض سے شہر سے باہر آیا اور آخر کار الظاہر بھی ان دونوں کے ہمراہ دمشق پہنچا۔ دمشق پہنچ کر سلطان الملک الظاہر نے اپنے امیروں سے دو امیر بغرض امداد ان کے ساتھ روانہ کئے اور یہ حکم دیا کہ ان کی معیت میں فرات تک جانا تا تاریخوں کو اس کی خبر ملے گی تو ہمیں مرتب کر کے جنگ کرنے کی غرض سے دریا کی موجوں کی طرح بڑھے۔ دونوں گروہوں میں ایک مقام پر ٹکڑے ہو گئے۔ تاتاریوں نے اپنے پُر زور حملوں سے خلیفہ مستنصر کے لشکر کو ایسا کمزور کر دیا کہ لڑنے کا کیا ذکر ہے بھاگنے تک کی طاقت نہ رہی سب کے سب میدان جنگ ہی میں موت کی نیند سو گئے خلیفہ احمد بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ شہید ہو گیا۔ تاتاری لشکر اس مہم سے فارغ ہو کر موصل کی جانب بڑھا۔ سات مہینے تک صالح کا موصل میں محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر یزید تغق مفتوح کر لیا اور قتل و غارت گری کرتا ہوا موصل میں گھس پڑا۔ صالح غریب بھی ان کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔

احمد بن ابوعلی حسن حاکم بامر اللہ ۶۲۸ھ تا ۶۳۷ھ

خلیفہ مستنصر کی شہادت کے بعد الملک الظاہر کو مصر میں خاندان خلافت کے ایک دوسرے فرد کی تلاش ہوئی جو منصب خلافت کے فرائض منصبی ادا کرنے کا اہل ہو۔ آئندہ روم سے استفسار کر رہا تھا کہ دفعۃً بغداد سے ایک شخص مصر میں وارد ہوا جو اپنے کونسا راشد بن مسترشد کی طرف منسوب کرتا تھا۔ صاحب حماۃ اپنی تاریخ میں نسابہ مصر سے روایت کرتے ہیں کہ یہ شخص احمد بن حسن بن ابی بکر بن امیر ابوعلی بن امیر حسن بن راشد تھا اور عباسیہ سلیمانیہ ان کا نسب یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ احمد بیٹا ہے ابوبکر کا۔ ابوبکر بیٹا علی کا، علی بیٹا احمد کا اور احمد بیٹا ہے امام مسترشد کا۔ اتنی کلام صاحب حماۃ۔

احمد کے آباء میں مابین اس کے اور خلیفہ راشد یا مسترشد کے کوئی اور شخص خلیفہ نہیں ہوا۔ الغرض الملک الظاہر نے اس کے ہاتھ پر خلافت اسلامیہ کی بیعت کی اور ”الحاکم بامر اللہ“ کا لقب دیا اس نے اپنی طرف سے امور خاصہ اور عامہ کے سفید و سیاہ کا اختیار الملک الظاہر کو عنایت کیا۔ ممبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا سکھ پر اس کا نام مسکوک کیا گیا۔ خلیفہ حاکم اسی حالت میں بیرس میں الملک الظاہر اور اس کے بیٹوں کے زمانہ حکومت میں رہا۔ بعد اس کے صالح قلاطن اور اس کے بیٹے اشرف کا دور حکومت آیا اور خلیفہ حاکم بدستور اسی حال میں بیرس میں ٹھہرا رہا۔ پھر الملک الناصر محمد بن قلاطن کا دور دورہ ہوا۔ اسی کے حکمرانی کے زمانہ میں خلیفہ حاکم نے ۶۳۷ھ میں وفات پائی۔

سلیمان بن حاکم مستکفی باللہ ۶۳۷ھ تا ۶۴۰ھ

حاکم کا جانشین اس کا بیٹا ابوالریج سلیمان ہوا۔ اور ”المستکفی باللہ“ کا لقب اختیار کیا بدستور قدیم اس کے نام کا خطبہ ممبروں پر پڑھا گیا۔ سکہ مسکوک ہوا۔ ۶۴۰ھ میں خلیفہ سلیمان الملک الناصر محمد کے ساتھ دوبار تاتاریوں سے لڑنے کو نکلا۔ ۶۴۱ھ میں سلطان الملک الناصر محمد کو خلیفہ مستکفی سے سونپنی پیدا ہوئی گرفتار کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا ایک برس تک کسی سے

ملنے جلنے نہ دیا بعدہ مکان پر آنے اور لوگوں سے ملنے جلنے کی اجازت دی۔ بعد چندے پھر کشیدگی نے ترقی کی۔ اس مرتبہ الملک الناصر نے خلیفہ مستکفی کو ۳۸ھ میں قوس کی طرف حلاء وطن کر دیا۔ چنانچہ قوس ہی میں دو برس بعد ۴۰ھ میں قبل وفات الملک الناصر مستکفی مر گیا۔

ابراہیم بن واثق باللہ ۴۰ھ تا ۴۱ھ

مستکفی نے خلافت سے پہلے اپنے بیٹے کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا پس وفات کے بعد مستکفی احمد کی خلافت کی بیعت کی لی گئی۔ احمد نے بیعت خلافت لینے کے بعد ”الحاکم بامر اللہ“ کا لقب اختیار کیا۔ مگر سلطان الملک الناصر نے اس ولی عہدی اور بیعت خلافت کو تسلیم نہ کیا۔ معزول کر کے اس کے بھائی ابراہیم کو خلیفہ بنایا اور ”الواثق باللہ“ کا لقب دیا۔

احمد بن مستکفی حاکم بامر اللہ ثانی ۴۱ھ تا ۵۳ھ

اس واقعہ کے چھوڑے ہی دنوں بعد الملک الناصر کا انتقال ہو گیا لوگوں نے سلطان الملک الناصر کی اس تبدیلی کو غلط تصور کر کے واثق کو خلافت سے معزول کیا اور احمد کی خلافت کی بیعت کی اور ”الحاکم بامر اللہ“ کے لقب سے یاد کرنے لگے یہ واقعہ ۴۱ھ کا پھر ۵۳ھ میں اس نے بھی وفات پائی۔

محمد بن معتضد متوکل علی اللہ ۵۳ھ تا ۶۳ھ

تب اس کا بھائی ابو بکر خلیفہ بنایا گیا اور ”المعتضد باللہ“ کے لقب سے ملقب کیا گیا دس برس خلافت کر کے ۶۳ھ میں رحلت پائی اس کا بیٹا محمد منصب خلافت پر سرفراز کیا گیا اور ”المتوکل علی اللہ“ کا لقب دیا گیا ۸ھ میں سلطان اشرف شعبان بن حسین بن الملک الناصر کے ساتھ حج کرنے کو روانہ ہوا ترکوں نے بدعہدی کی۔ بد امنی اور عارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ مجبوری سلطان اشرف مصر واپس آیا۔ امراء ترک نے خلیفہ متوکل کو سلطنت اور نیز خلافت کے بیعت کرنے کو طلب کیا۔ خلیفہ متوکل نے انکاری جواب دیا اس بناء پر ایک نامی ایک شخص نے جو امراء ترک سے تھا اور ان دنوں قاہرہ میں حکومت و سلطنت پر مستولی ہو رہا تھا ۹۹ھ میں اس شخص کے تحت جو اس کے اور خلیفہ متوکل کے درمیان پیدا ہو گئی تھی خلیفہ متوکل کو معزول کر دیا اور اس کے برادر عم زاد زکریا بن ابراہیم کو منصب خلافت پر متمکن کیا۔ زیادہ زمانہ گزرتے نہ پایا تھا کہ اراکین دولت نے زکریا کو معزول کر کے خلیفہ متوکل کو دوبارہ منصب خلافت پر متمکن کیا۔ تا آنکہ قرط ترکمانی کا واقعہ پیش آیا۔ قرطہ ترکمانی، مصرنی لشکر کا ایک سردار تھا مفسدین کی سازش سے قرطہ ۸۵ھ میں الملک الظاہر ابوسعید برقوق کے مقابلہ پر آ گیا غمازوں نے سلطان الملک الظاہر سے یہ جڑ دیا کہ قرطہ نے خلیفہ متوکل کی سازش سے بغاوت اور سرکشی کی ہے الملک الظاہر نے غیر مطمئن ہو کر غریب خلیفہ متوکل کو قلعہ میں قید کر دیا۔

محمد بن ابراہیم واثق باللہ ۸۵ھ تا ۸۸ھ و زکریا بن ابراہیم ۸۸ھ تا ۹۱ھ

بجائے اس کے عمر بن ابراہیم واثق کو منصب خلافت پر مامور کیا ”الواثق باللہ“ کا لقب دیا تقریباً تین برس زندہ رہ کر ۸۸ھ میں واثق نے وفات پائی۔ اس وقت سلطان الملک الظاہر نے اس کے بھائی زکریا کو مسند خلافت پر متمکن کیا جس کو ایک ترکی نے مسند خلافت پر بٹھایا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

محمد بن معتضد متوکل علی اللہ ۹۱ھ تا ۸۰ھ

اس کے بعد ۹۱ھ میں بلیقاناصری والی حلب نے خلیفہ متوکل کو قید کرنے کی وجہ سے سلطان الملک الظاہر کی مخالفت کی اور نہایت تیزی سے فوج کشی کی سلطان الملک الظاہر نے خلیفہ متوکل کو قید سے رہا کر کے بدستور سابق منصب خلافت پر متمکن کیا اور حد سے زیادہ عزت و احترام کیا۔ ان واقعات کے سلسلے میں بہت سے واقعات پیش آئے ہیں جن کا ہم کامل طور سے ان ترکوں کی حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے جو مصر میں ان خلفاء کی رسم خلافت کے قائم کرنے والے تھے۔ بے شک اس مقام پر فقط انہی حالات کے لکھنے پر ہم نے اکتفا کیا ہے جو خلافت کے متعلق تھے اور ان اخبار کو جو دولت و سلطنت سے تعلق نہیں رکھتے نظر انداز کر دیا ہے۔

منصب خلافت: یہ خلفاء منصب خلافت پر رسم خلافت کے پورا کرنے ’فرائض مذہبی کی بہ طریق شریعت ادائی و ارکان خاندان وغیرہ کو خطابات دینے کے لئے ہوتے تھے اور بوجہ کمال ایمان اور فرط محبت بغرض ایفاء شروط و امانت یہ رسم قدیم ادا کی جاتی تھی۔ ملوک ہند کیا جس قدر بلا و مختلفہ میں اسلامی سلاطین تھے وہ برابر انہی خلفاء سے اور نیز ان سے جو مشترک رچکے تھے خطابات اور سندات حکومت حاصل کیا کرتے تھے یہ معاملات ملوک بنی قلدان وغیرہ کے ذریعہ و توسط سے جو مصر میں تھے پیشوا ہوا کرتے تھے اور وہ ان درخواستوں کو خلافت مآب کی خدمت میں پیش کر کے منظور کراتے تھے خلعت سند حکومت اور خطابات وغیرہ ان کو بھیجا کرتے تھے اور وہ لوگ ان لوگوں کی جو منصب خلافت کے قائم رکھنے والے تھے امداد و تائید کیا کرتے

بسم اللہ و فصلہ

